

UNIVERSAL
LIBRARY

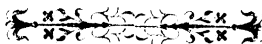
OU_224113

UNIVERSAL
LIBRARY

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	صفحہ
۱	(مترجمہ) جناب ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب	۱. دقتاسی	۱
۲۱	ڈی۔ اے۔ (پیرس) پروفیسر جامعہ عثمانیہ	۲. روسی ادب	۲
۵۷	انور پروفیسر معتمد عجیب صاحب بی۔ اے۔	۳. مغربی اسہاء معروفہ اردو	۳
۷۱	جناب احمد الدین صاحب ماسٹر	۴. قالب میں	۴
۷۳	ادیتور	۵. مرزا غالب کا ایک غیر	۵
۱۲۲	ادیتور	۶. جنگ فامہ سید عالم	۶
۱۴۲	جناب مرزا فدا علی صاحب "خنجر" لکھنوی	۷. علی خاں	۷
۱۵۳	جناب صفدر مرزا پوری مرحوم	۸. اردو کے ان پڑے شعرا	۸
	ادیتور	۹. اساتذہ کی اصلاحیں	۹
		۱۰. تبصرے	۱۰

تهذيب الاخلاق



Checked 1975

جلد سوم

بابت سال تمام سنه ۱۲۸۹ هجري



مطبعة — مطبع عليکلا انستيتيوت پريس



بانتظام حافظ عبدالرزاق

سنه ۱۲۸۹ هجري • مطابق سنه ۱۸۷۳ ع

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۸۶	خط متعلق چندہ مدرسۃ العلوم	منشی مشتاق حسین	۸۷
۸۷	ہماری قوم اگر چاہے تو کس درجہ	تک ترقی کر سکتی ہے	۱۸
۹۰	* فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۹۰
۸۸	چٹھیاٹ گورنمنٹ نسبت مدرسہ	سکرٹری گورنمنٹ	۹۲
۸۹	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۹۵
۹۰	* خط بنام سید احمد متعلق تصدق آدم	مولوی عید اللہ	۹۸
۹۱	اسپیج مولوی سید مہدی علی مقام	مولوی سید مہدی علی	۹۹
۹۱	عائی اسکول مرزا پور	سید احمد	۱۰۲
۹۲	غلط نامہ رسالہ غلامی	سید احمد	۱۰۲
۹۲	عقائد مذہب اسلام عقیدہ اول نسبت	سید احمد	۱۰۳
۹۳	وجہ بازی	سید احمد	۱۰۳
۹۳	نصیحت کا صلہ	سید نجف علی	۱۰۶
۹۴	ایک مسلمان کے خیالات	حافظ کریم بخش	۱۰۷
۹۵	عقائد مذہب اسلام عقیدہ دوم نسبت	سید احمد	۱۱۲
۹۶	وحدانیت بازی	سید احمد	۱۱۳
۹۶	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۱۳
۹۷	چٹھیاٹ گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۴
۹۸	رہنڈان مدرسۃ العلوم مسلمانان منعقدہ	سید احمد	۱۱۶
۹۹	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۱۱۶
۱۰۰	مسلمانوں کی نسبت	سید احمد	۱۲۰
۱۰۰	طریقہ تعلیم مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۱
۱۰۱	خط متعلق بعض وجہ آسمان بنام	سید احمد	۱۲۷
۱۰۲	اقتیاری اخبار میو گزٹ	محمد میو	۱۲۷
۱۰۲	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۷
۱۰۳	رہنڈان کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۳۰
۱۰۳	* چٹھیاٹ گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سید احمد	۱۳۰

فہرست مضامین تہذیب الاخلاق باب ۱۲۸۹ ہجری

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۶۳	مصادد پرچہ تہذیب الاخلاق	سید احمد	۴
۶۵	علوم معقول و منقول	مولوی سید مہدی علی	۶
۶۶	جوتی پٹے نماز پڑھنی	سید احمد	۷
۶۶	قومی عزت	مولوی سید مہدی علی	۷
۶۸	تعلیم و تربیت	سید احمد	۱۰
۶۹	مجتہد	سید احمد	۱۰
۷۰	کاملی	سید احمد	۱۱
۷۱	یونیورسٹی ٹیمپل	سید محمود	۱۲
۷۲	شکریتہ صفحہ دلیہ	سید احمد	۱۶
۷۳	جواب خط جیسویں ہمارا مذہب و درستان لکھا تھا	مولوی سید مہدی علی	۱۸
۷۴	تعریف الفاظ علم	مولوی سید مہدی علی	۲۱
۷۵	طریقہ اول طعام	سید احمد	۲۳
۷۶	علم تقییر	مولوی سید مہدی علی	۲۶
۷۸	آدم کی سرگزشت	سید احمد	۳۰
۷۸	ہندوستان کی تعلیم	منشی محمد یار خان	۳۵
۷۹	طریقہ تعلیم مسلمانان	سید احمد	۵۰
۸۰	جواب استفتا نسبت قون ارد ہونے	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۱	روایات احادیث کے بالمعنی	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۱	استفتا بلا جواب نسبت بعض اقوال	مولوی سید مہدی علی	۷۶
۸۲	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۷۸
۸۱	نسبت وجہ خارجی شیطان	سید احمد	۷۸
۸۱	رہنڈان کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان منعقدہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۷۹
۸۲	نواعد کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۸۱
۸۶	دعا	سید احمد	۸۶

اشتہار

معاوضہ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معاوضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معاوضہ میں ہمارے پاس آؤنگے اُس سے صرف مجھکو نائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور محرروں کو اُس سے کچھ فائدہ نہ پہونچےگا — لیکن اب انٹر محرروں کی رائے یہ ہے کہ معاوضہ کرنا چاہیئے اسلیئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معاوضہ کرنا چاہینگے تو ہم بہت خوشی اور شکرگزاری سے معاوضہ کو منظور کرینگے *

والہم

سید احمد

منیجر اور مدیر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معزم قریب آیا ہی اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم کرنے کو ہی اسلیئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہی کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق بابت سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحومہ نورانی جس صاحب کے پاس ہے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجاریگا اُن کے نام پر یکم محرم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا *

والہم

سید احمد

نمبر صفحہ	نام مصنف	نام مضمون	نمبر
۱۰۵	کر نسل قانونی	۱۸۶۰ سنہ ع متعلق	۱۰۵
۱۰۶	خط متعلق قصہ آدم و حارث خارجی	رجسٹری کمیٹی	۱۰۶
۱۰۷	مراوی سید مہدی علی	معاوضہ نسبت طعام اہل کتاب	۱۰۷
۱۰۸	مراوی سید مہدی علی	اجماع	۱۰۸
۱۰۹	سید احمد	آرٹیکل نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	۱۰۹
۱۱۰	سید احمد	انڈین آئین اور مسلمان	۱۱۰
۱۱۱	سید احمد	رہنما نسبت مدرسۃ العلوم	۱۱۱
۱۱۲	سید احمد	مساواتان	۱۱۲
۱۱۳	سید احمد	فہرست چند مدرسۃ العلوم مسلمانان	۱۱۳
۱۱۴	سید احمد	معاوضہ یعنی تمیز جس سے بھلائی	۱۱۴
۱۱۵	سید احمد	برائی میں امتیاز کیا جاتا ہی	۱۱۵
۱۱۶	سید احمد	عام معاوضہ	۱۱۶
۱۱۷	سید احمد	تعلیم	۱۱۷
۱۱۸	سید احمد	روحانیہ نیکی	۱۱۸
۱۱۹	سید احمد	امید	۱۱۹
۱۲۰	سید احمد	اخلاق	۱۲۰
۱۲۱	سید احمد	ریا	۱۲۱
۱۲۲	سید احمد	مسلمانوں اور مسیحیوں کا جلسہ	۱۲۲
۱۲۳	سید احمد	اسپیج سید معصوم ہرقہ جلسہ	۱۲۳
۱۲۴	سید احمد	خط بنام مراوی سید مہدی علی نسبت	۱۲۴
۱۲۵	سید احمد	طیور منقذہ اہل کتاب	۱۲۵
۱۲۶	سید احمد	مندرئیں میں ترقی تہذیب	۱۲۶
۱۲۷	سید احمد	مختلف	۱۲۷
۱۲۸	سید احمد	خرشامد	۱۲۸
۱۲۹	سید احمد	خط شکر	۱۲۹
۱۳۰	سید احمد	تہذیب مدھیہ	۱۳۰
۱۳۱	سید احمد	تہذیب الاخلاق	۱۳۱
۱۳۲	سید احمد	تہذیب	۱۳۲
۱۳۳	سید احمد	تہذیب	۱۳۳
۱۳۴	سید احمد	تہذیب	۱۳۴
۱۳۵	سید احمد	تہذیب	۱۳۵
۱۳۶	سید احمد	تہذیب	۱۳۶
۱۳۷	سید احمد	تہذیب	۱۳۷
۱۳۸	سید احمد	تہذیب	۱۳۸
۱۳۹	سید احمد	تہذیب	۱۳۹
۱۴۰	سید احمد	تہذیب	۱۴۰
۱۴۱	سید احمد	تہذیب	۱۴۱
۱۴۲	سید احمد	تہذیب	۱۴۲
۱۴۳	سید احمد	تہذیب	۱۴۳
۱۴۴	سید احمد	تہذیب	۱۴۴
۱۴۵	سید احمد	تہذیب	۱۴۵
۱۴۶	سید احمد	تہذیب	۱۴۶
۱۴۷	سید احمد	تہذیب	۱۴۷
۱۴۸	سید احمد	تہذیب	۱۴۸
۱۴۹	سید احمد	تہذیب	۱۴۹
۱۵۰	سید احمد	تہذیب	۱۵۰

حساب جمع خرچ پرچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری *

سید احمد خان بہادر سی
ایس آئی جی شمال کار کورٹ بنارس

آمدنی سالانہ از خریداران اخبار

پادری ایم اے شیرنگ صاحب
ایم اے بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خواجہ احمد حسن صاحب انسپکٹر
پولس شاہجہانپور ابتدای ۱۶ ذیقعدہ
سنہ ۱۲۸۸ لغایت آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

مولوی قدا علی صاحب از مقام
میرتھہ بابت سنہ ۱۲۸۹

شیخ فخرالدین احمد صاحب
ہیت ماسٹر ضلع اسکول نرسنگپور
بابت سنہ ۱۲۸۹

مولوی عبیداللہ صاحب پروفیسر
عربی و انگریزی ہوگلی کالج بابت
سنہ ۱۲۸۹ ہجری

مولوی علی بخش خان صاحب
بہادر سب آرٹینٹ جی گورکھپور
ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت
آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

محمد معصوم خان صاحب منصرم
عدالت ججی گورکھپور ابتدای شوال
سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

صفدر حسین خان صاحب ناظر
عدالت دیوانی گورکھپور ابتدای
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹
ہجری

باقیات سابق تحویل منیجر ..

آمدنی زر چندہ از ممبران *

مولوی محمد سمیع اللہ خان
صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

مولوی سید زین العابدین صاحب
صدر امین بلشد شہر ..

منشی الہی بخش صاحب سب
اسسٹنٹ انجینیر بہادر نہر گنگ

میر سید ظہور حسین صاحب
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ..

مرزا عابد علی بیگ صاحب
متصف ہاترس ضاح علیگڈہ ..

حافظ احمد حسن صاحب رئیس
بدایوں مقیم لندن سفیر نواب صاحب
سابق والی ٹونک ..

قاضی شہاب الدین صاحب وزیر
مہاراجہ کچھہ بالفلعل وارد زنجبار

سید محمد احمد خان صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گونڈہ متعلق

اودہ
میر تراب علی صاحب ڈپٹی

کلکٹر این پوری ..
محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

رئیس بنارس وکیل عدالت ..
مولوی سید مہدی علی صاحب

رئیس اتارہ ڈپٹی کلکٹر بہادر مرزاپور
مولوی محمد یوسف صاحب

رئیس علیگڈہ وکیل عدالت و انریوی
مہجسٹریٹ ..

حافظ محمد حسین صاحب	حافظ
از اجپور از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	لحم
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
بابو کاشی ناتھ بسواس بهادر	لحم
سب آرڈیننت چیچ الہ آباد بابت	لحم
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
مولوی منیرالدین صاحب منصف	لحم
جونپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت	لحم
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
راجہ چیکشن داس بهادر سی	لحم
ایس آئی ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	لحم
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
سید میر بادشاہ صاحب منصف	لحم
کانپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	لحم
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
ڈاکٹر محمد شایق خان صاحب	لحم
سب اسسٹنٹ سرچن گورکھپور ابتدای	لحم
شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹	لحم
هجری ...	لحم
منشی بنیاد علی صاحب منصرم	لحم
عدالت صدر امینتی گورکھپور بابت	لحم
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
منشی غلام حسین صاحب صوبہ دار	لحم
رجعت ۲۸ بابت سه ماہی سنه ۱۲۸۷	لحم
و سال تمام سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
شیخ رعایت حسین صاحب وکیل	لحم
عدالت هر دورٹی بابت سنه ۱۲۸۹	لحم
هجری ...	لحم
مولوی محمد اکرام اللہ خان صاحب	لحم
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر هر دورٹی بابت	لحم
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
سکرٹری انجمن علمی دهلي	لحم
بابت سنه ۱۲۸۹ ...	لحم
پادری رجب علی صاحب از	لحم
ابتدای ۱۵ صفر سنه ۱۲۸۹ لغایت	لحم
۱۵ صفر سنه ۱۲۹۰ هجری .	لحم
جناب جی آر ریڈ صاحب بهادر	لحم
مہتمم بندوبست اعظم گڈہ بابت سه	لحم
ماہی سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
شیخ الطاف حسین صاحب از لکھنو	لحم
بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
ہز ہینس مہاراجہ وچہ نگوم	لحم
از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت	لحم
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
سید عزت حسین صاحب وکیل	لحم
عدالت بلند شهر ابتدای شوال	لحم
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری	لحم
محمد حسین خان صاحب وکیل	لحم
عدالت بلند شهر ابتدای شوال	لحم
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ ...	لحم
قاضی محمد جمال الدین صاحب	لحم
وکیل عدالت بلند شهر بابت	لحم
سنه ۱۲۸۹ ...	لحم
منشی چنی لال صاحب وکیل	لحم
عدالت بلند شهر ابتدای شوال	لحم
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری	لحم
سید امداد حسین صاحب مختار	لحم
عام منشی گوپال رای صاحب بابت	لحم
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لحم
مولوی عبدالعزیز صاحب وکیل	لحم
عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹	لحم
هجری ...	لحم
سید عنایت علی صاحب مقرر	لحم
منشی چنی لال صاحب وکیل بلند شهر	لحم
بابت سنه ۱۲۸۹ ...	لحم
لالہ سدا شکر صاحب وکیل	لحم
عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹	لحم
هجری ...	لحم
سید عنایت علی صاحب نایب	لحم
بخشی سرکار پتالہ بابت سنه ۱۲۸۹	لحم
هجری ...	لحم

• شیخ محمد قدرت الله صاحب
سوداگر ملیم پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹
هجري
جناب عالی خایفه سید محمد
حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پتیاله
از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت
سنه ۱۲۸۹ هجري
سید محمد علی صاحب
سرشته دار اجلاس خاص سرریخضور
مهاراجه پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹
هجري
شیخ فخرالدین صاحب سول چیچ
پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
سید کرامت علی صاحب وکیل
سرکار پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
مرزا احمد بیگ صاحب تکصیلدار
پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
نواب تقی علی خان صاحب وکیل
عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
شیخ ولایت علی صاحب رئیس
کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
سید عبدالکیم صاحب وکیل
عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
سید محمد صاحب رئیس قصبه
سرای کهتا از ابتدای شوال
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
سید وزیر حیدر صاحب بابت
سنه ۱۲۸۹ هجري
سید علاءالدین صاحب تکصیلدار
رتلام بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
منشی اوده بهاری لال صاحب
پیشکار کلکتری بنارس بابت سنه ۱۲۸۹
هجري
منشی رانده کشن صاحب پیشکار
بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجري ...

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

محمد سلطان خان صاحب تپتی
مجسٹریٹ نہر گنگ بابت سنه ۱۲۸۹
هجري

لاح

سید عطاء الله صاحب از ناگپور
بابت سنه ۱۲۸۹

لاح

نواب محمد علی خان صاحب
رئیس جهانگیر آباد بابت سنه ۱۲۸۹

لاح

شیخ عبدالقادر صاحب انسپکتر
پولس پونا بابت سنه ۱۲۸۹

لاح

محمد رکن الدین احمد صاحب
تپتی انسپکتر مدارس ضلع گورکھپور
ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت
سنه ۱۲۸۹

لاح

منشی سید ابراهیم صاحب
حسینی بابت سنه ۱۲۸۹ هجري

لاح

منشی تفضل حسین صاحب
سرشته دار کلکتری ضلع بستی
بابت سنه ۱۲۸۹ هجري

لاح

منشی درگا پرشاد صاحب مترجم
عدالت بنارس ابتدای شوال
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۸ هجري

صم

راجہ شمشیر نواین سنگھ بہادر
راجہ بنارس از ابتدای شوال
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري

لاح

مولوی سید فضل الرحمن صاحب
رئیس پٹنہ ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري

لاح

تھاکر گر پرشاد سنگھ صاحب بہادر
رئیس بیسوان ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري

لاح

مولوی فخرالدین خان صاحب
تپتی انسپکتر مدارس بدایون
بابت قیمت پرچہ های متفرق ...

لاح

۶۲ پائی

پیشگی جو خریداروں سے وصول ہوا
بابت سال آئندہ

مولوی سید علاء الدین صاحب	
تخصیص دار و تلام از ابتدای محرم	
سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰	۸
منشی محمد سلطان خان صاحب	
تپتی مجسٹریٹ نہر گنگ از ابتدای	
محرم سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر	۸
سنہ ۱۲۹۰	
سید عطا اللہ خان صاحب	
از ناگزیر ابتدای محرم سنہ ۱۲۹۰	
لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ ..	۸
تھا کر گر پرشاد سنگہ صاحب بہادر	
وٹیس بیسواں بابت سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
حکیم محمد امجد علی خان	
صاحب تخصیص دار و متھرا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰	لا
مولوی سید فضل الرحمن صاحب	
وٹیس پٹنہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ و سہ ماہی اول سنہ ۱۲۹۱	ص
منشی الہی بخش صاحب	
استانت انجینیر نہر گنگ بابت	
سال تمام سنہ ۱۲۹۰	لا
منشی غلام مرتضیٰ خان صاحب	
وکیل منصفی فتح آباد ضلع آگرہ	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
سید عنایت علی صاحب نایب	
بخشی سوکار پتیالہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰	لا
شیخ قدرت اللہ صاحب سوداگر	
پتیالہ بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
بابو مادھو داس مدہ سودن داس	
وٹیس بنارس بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰	لا
لالہ انندی سپاہی صاحب	
تعلقہ دار فتح پور ہسوا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰	لا

شیخ عبدالقادر صاحب انسپکٹر	
پولس پونا بابت سہ ماہی اول	
سنہ ۱۲۹۰	ص
مولوی علی بخش خان صاحب	
سپار تینت جج بہادر گورکھپور	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
مولوی فخر الدین خان صاحب	
تپتی انسپکٹر مدارس بدایوں بابت	
سنہ ۱۲۹۰	لا

میزان کل
۱۳/۹ پائی

اخراجات بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خرید کاغذ از کلکتہ و لندن معہ	
اخراجات	ما
اجرت چھپائی اخبار لغایت ۱۵	۱۱
ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹	ما
اجرت چھاپہ حساب و تجویز	
طریقہ تعلیم مدرسہ العلوم مسلمانان	
جو میڈیکل ہال پریس بنارس	
میں چھپا	ما
محمول خطوط و تقسیم پرچہ	
تہذیب الاخلاق معہ محصول آمدورفت	
صندوقہای پرچہ مذکور از علیگڈہ	
و بنارس	ما
بابت اخراجات ہند آوں ..	۱۲/۹ پائی
دو عدد المعاری واسطے دکھنے	۲
تہذیب الاخلاق کے	ما
دو صندوق واسطے آمد و رفت	
اخبار کی از علیگڈہ تا بنارس ..	ما
تذخواہ ماکرر بابت سال	
سنہ ۱۲۸۹ ہجری	ما
سایر خرچ	لا
۸	

میزان کل
۱۳/۹ پائی

باقی بتحویل منیجر لغایت
آخر ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹
۱۱/۹ پائی

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱]

یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد - دوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایب فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہوں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارعام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

چند روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر کیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے گا نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہےگا اُس کو فی پرچہ ہار آٹھ مہہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۶۳

تہذیب الاخلاق

ہمارے اس پرچہ کی عمر سو برس کی ہوئی اور تریسٹھ مضمون اس میں چھپی اب ہم کو سوچنا چاہیئے کہ ہم کو اس سے قومی تہذیب اور قومی ترقی حاصل کرنے کی کیا توقع ہے *

انسان ایک ایسی ہستی ہے کہ آئندہ کی خیر اُس کو نہیں ہو سکتی مگر گزشتہ زمانہ کے تجربہ سے آئندہ زمانہ کی امیدوں کو خیال کر سکتا ہے پس ہم کو اس پرچہ کی بابت آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنے کے لیئے پچھلے حالات اور واقعات پر نظر کرنی چاہیئے *

جب ہم کچھ اُدھر پہلے قریب سو برس کی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ لندن میں بھی وہ زمانہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہندوستان میں ہے اور وہاں بھی اُس زمانہ میں اسی قسم کے چرچے جاری ہوئے تھے جن کے سبب تمام چیزوں میں تہذیب و شایستگی پیدا ہوئی تھی پس اولہ ہم اُن چیزوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں اور پھر اس پرچہ تہذیب الاخلاق کو اُن سے مقایعہ کریں گے اور پھر آئندہ کی حالت ہندوستان کا اُس کو قیاس کر کے اپنی قومی ترقی کی نسبت پیشین گوئی کریں گے *

جب کہ یورپ میں باہمی ملکی لڑائیوں کا زمانہ تھا تو بہت سے بڑے بڑے شہروں میں اخبار کا چھپنا اور پھیلنا شروع ہو گیا تھا اور خاص لندن میں بھی اخبار چھپنے لگا تھا مگر اپنی قوم کی روز مرہ کی زندگی اور اُن کے مزاج اور عادت اور خصلت پر نکتہ چینی کرنے اور اُس میں سے برائیوں کے نکالنے اور عمدہ اور نیک خصلتوں کو ترقی دینے کا کسی کو کسی ملک میں خیال نہ تھا ہاں الیٹہ فرنج لوگوں نے اس پر کچھ خیال کیا تھا اور سولہویں صدی میں مانٹین صاحب نے جو ایک مشہور فرنج عالم تھے خصلت و عادت پر کچھ مضمون چھپرائے تھے اُس کے بعد لاپروے صاحب نے جو ایک فرنج عالم تھے ایک کتاب چھاپی تھی جس میں چودہویں لوئی بادشاہ فرانس کے دربار کی بناوٹوں کو نہایت سلیقہ کی مدحہ ظنی سے بیان کیا تھا لیکن کسی شخص کو یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی ایسا پرچہ یا رسالہ نکالے جو جلد جلد ایک مناسب ميعاد پر چھپا کرے اور قومی برائیوں کو جتایا کرے اور لوگوں کو قومی بھلائی کی ترقی پر رغبت دلاتا رہے مگر خدا نے یہ کام لندن کے پیغمبروں اور سولیشن کے دیوتاؤں سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن کی سماعت میں لکھا تھا *

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے سنہ ۱۷۰۹ ع میں ایک پرچہ نکالا جس کا نام ٹیٹل تھا اس کے اصلی ایڈیٹر تو اسٹیل صاحب تھے مگر اڈیسن صاحب بھی کبھی کبھی مدد دیتے تھے یہ پرچہ ہفتہ میں تین دنہ چھپتا تھا پہلا پرچہ اس کا بارہویں اپریل سنہ ۱۷۰۹ ع کو نکلا تھا *

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے خود کہا ہے کہ اُن کی غرض اس پرچہ کے نکالنے سے یہ تھی کہ انسان کی زندگی جو جھوٹی بناوٹوں سے ملبہ دار ہوتی ہے اُسے بے عیب کریں اور مکاری اور جھوٹی شیطانی مکاریوں اور بناوٹی برداش کو اتاریں اور اپنی قوم کی برداش اور گفتار اور برتاؤ میں عام سادہ پن پیدا کریں *

اس پرچہ کے صرف دو سو اٹھتر نمبر چھپی چنانچہ اخیر پرچہ اسکا دوسری جنوری سنہ ۱۷۱۱ ع کو چھپا اور پھر بند ہو گیا *

اس کے بعد سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن صاحب نے ملکر ایک اُڑ پرچہ نکالا اور اُس کا نام ”اسپیکٹیر“ رکھا یہ پرچہ ہر روز چھپتا تھا اور وہی دروٹوں صاحب اخیر تک اُس میں مضمون لکھا کرتے تھے پہلا پرچہ اسکا یکم مارچ سنہ ۱۷۱۱ ع کو چھپا تھا اور صرف تین سو پینتیس نمبر اس کے چھپی تھے *

یہ پرچہ اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا اور صرف ٹیٹل ہی کو اس نے نہیں پہلا دیا تھا بلکہ اُس زمانہ میں جس قدر کتابیں اس قسم کی تصنیف ہوئی تھیں اُن سب پر نصیحت رکھتا تھا — عمدہ عمدہ اخلاق و ادب اس میں لکھے جاتے تھے خریدش و انارپ کے ساتھ سادہ کرنے کے عمدہ قاعدے اُس میں بیان ہوتے تھے اس بات کا کہ انسان اپنی اُس قوت کو جس کا نام شوق ہے کس طرح دیکھ بھال اور سوچ بچار کر کس بات میں صرف کرے نہایت عمدگی سے ذکر ہوتا تھا اور ہر ایک مضمون نہایت خوبی اور بردباری اور مصیبت و غریب مذق سے بھرا ہوتا تھا *

یہ پرچہ اس لیئے بھی بے انتہا تعریف کا مستحق ہے کہ اس نے طرزِ تحریر اور لوگوں کو سہادی اور لوگوں کی گفتگو کو جو بڑے کلمات اور بد معادرات اور ناپاک قسموں سے خراب ہو رہی تھی درست کر دیا *

ہر روز صبح کو یہ پرچہ نکلا کرتا تھا اور حاضری کھانے وقت تک لوگوں کے پاس آجاتا تھا اور حاضری ہی کی میز پر لوگ اُس کو پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۷۱۳ ع میں اس کا چھپنا موقوف ہو گیا *

اُس کے بعد سرچرچہ اسٹیل نے مسٹر اڈیسن صاحب کی سے ایک اور پرچہ نکالا جس کا نام گارڈین تھا یہ پرچہ

اِتنا ہی کہلانا چاہتا ہوں کہ میں نے فلسفہ کو مدرسوں اور مکتبوں کے کتب خانوں کی کونہوں میں سے نکالا اور جلسوں اور چاء و قہرہ پینے کی مجالسوں تک میں پھیلایا اور ہر ایک دل میں پسایا * ”

اسٹیل اور اڈیسن کی ایسی عمدہ تصدیقیں ہوتی تھیں کہ اُن کا اثر صرف مجالس کی تہذیب و زبان و گفتگو کی خالصتگی ہی پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اُس زمانہ کے مصنفوں پر بھی اُس کا نہایت عمدہ اثر ہوا تھا *

ڈاکٹر دیک صاحب کا قول ہی کہ عام لوگوں کو علم ادب کا شوق اُس وقت سے ہوا جب سے کہ ٹیکٹر چھپنا شروع ہوا اور اسپیکٹر اور کارڈین نے اِس شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیا — ان پروجوں کی تاثیر صرف امدادِ دلہندہ کے لیئے نہ تھی بلکہ انگلستان میں ہر فرقہ کے لوگوں میں نہایت مضبوطی سے پھیل گئی تھی — ان پروجوں سے علم کو جو فائدہ ہوا وہ ہمیشہ یاد رکھنا — اِن پروجوں نے اول ازل نہایت خراب اسلوبی سے گذشتہ و حال کے زمانہ کے عمدہ اور لائق مصنفوں کو بتلایا اور اُن کی خوبیاں کی قدر کرنے کا شوق دلایا مشہور ہی کہ ملٹن صاحب کی پارڈیز لاسٹ کا جو نہایت عمدہ اور بے نظیر کتاب ہی انہی پروجوں کی بدولت نورج ہوا — ان پروجوں کے مذاقِ تحریر اور خیالات کے رنگ ڈھنگ نے بڑی تحریروں کے اسباب کو پتا دیا اور چھوٹی عبارتِ ارائی اور لغو انشا پردازی کو جو کسیوں کے بنناؤ سنگار کی مانند تھی اور رقاصوں کے سے طعنے مٹنے یا لڑکوں کی سی گالیم گلچ کر تحریروں میں سے بالکل دور کر دیا — اچھی و بڑی تحریروں میں تمیز کرنا اور سنجیدہ اور سبب نکتہ چینی اور اور تحقیقات کا شوق پیدا کیا ذہانت اور متانت دونوں کو ترقی دی اور تحریر میں صافیت اور تہذیب کا خیال لوگوں کے دل میں بٹھا دیا ان باتوں سے ان پروجوں کے پڑانے والے لائق اور عالم مصنفوں کی تصنیفوں سے حظ اُٹھانے لگے اور تمیز کے ساتھ اُن کی قدر کرنے لگے *

اڈیسن صاحب کی تحریروں سے بالخصوص طرزِ عبارت بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ صاف و شستہ و سلیس نہایت دلچسپ ہو گئی اور درحقیقت اڈیسن صاحب کی تحریروں سے انگریزی زبان کے علم انشاء میں ایک انقلابِ عظیم واقع ہو گیا — بارجور دیک زمانہ حال میں تحریروں کے عیب و زور کو لوگ خوب جانچتے ہیں اِس پر بھی اڈیسن صاحب کی تحریروں پر بجز تعریف کے اور کچھ نہیں کہتے * ملارے ان باتوں کے اسپیکٹر کے پروجوں میں انسان کے خیالات کے منظر اور اُن خیالات سے جو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں اُنکی تفریق نہایت خوبی اور خراب اسلوبی سے بتلائی گئی اور اِس سے نتیجہ یہ ہوا کہ شاعروں کے خیالات اور اُن کے احوالوں کی خیال بندی

ہر روز چھپتا تھا اور صرف ایک سو پچھتر نمبر اِس کے نکلے تھے کہ بند ہو گیا *

اِس کے بعد اٹھارویں صدی میں بہت سے بڑے اسی مقصد سے نکلے مگر اُن میں سے راسل اور ادورنیز اور ایڈلر اور ورنل اور مرر اور لونجر نے کچھ شہرت پائی اور اِن کے سوا اور کسی کو کچھ نورج نہ ہوا *

ان پروجوں کے جاری ہونے سے انگریزوں کے اخلاق اور عادات اور دینداری کو نہایت فائدہ پہنچا اور ہر ایک کے دل پر اُن کا اثر ہوا جس زمانہ میں کہ پہلے ہول ٹیکٹر نکلا ہی انگلستان کے لوگوں کی جہالت اور بد اخلاقی اور فحاشیستگی نفرت کے قابل تھی و وضع دار لوگ کیا مرد و کیا عورت تحصیلِ علم سے نفرت رکھتے تھے اور علم پڑھنے کو خود نرشی و باد نرشی کہتے تھے اور کمینوں کا کام سمجھتے تھے علم جو اب عام لوگوں میں پھیل ہوا ہی شان و نادر کہیں کہیں پایا جاتا تھا علم کا دعویٰ تو در گذار جہالت کی شرم بھی کسیکو نہ تھی عورت کا پڑھا لکھا ہونا اُس کی بدنامی کا باعث ہوتا تھا اٹھارویں کے جلسوں میں امورِ سلطنت کی باتیں ہوتی تھیں اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی بدگواہی کیا کرتی تھیں قسموں پر قسمیں نہانا اور خلافِ تہذیب کے باتیں کرنا گویا ایک بڑی وضع داری گئی جاتی تھی قمار بازی اور شراب خوری اور خانہ جنگی کی کچھ حد نہ تھی چارلس دوم کے عہد میں جو خرابیاں تھیں وہ شریف شریف اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی گویا عادت ہو گئی تھی — بیلوں اور ریچھوں کو تئوں سے پھڑانا لوگوں کو انعام دیکر لڑانا اور خود ایسے تماشا کو دیکھ کر خراب ہونا گویا ہر ایک امیر کے شوق کی بات تھی *

ان تمام خرابیوں کی درستگی میں اسٹیل اور اڈیسن نہایت ہی سرگرم تھے اور جس سرگرمی سے وہ اُس میں مصروف ہوئے دیکھی ہی کامیابی بھی اُس میں اُن کو ہوئی * اسپیکٹر میں ایک دفعہ لکھا تھا کہ ”میں اخلاق میں خرابی طبعی کی جاں ڈالوں گا اور خراب طبعی کے اخلاق سے ملاؤنگا تاہ جہاں تک ممکن ہو اُس کے پڑھنے والے دوسروں باتوں میں نصیحت دیاؤں اور ترقیہ لوگ ان تمام خرابیوں سے جن میں اِس زمانہ کے لوگ پڑے ہیں سب سے دور نہ جائیں اور ہر روز اُن کو نصیحت کی باتیں یاد دلاتا رہوں گا کیونکہ جو دل ایک دن بھی بیکار ہوا رہتا ہی اُس میں بے شمار عیب جو پکڑ جاتے ہیں جسکے دیشے بہت ہی مشکل سے دور ہوتے ہیں — سقراط کی نسبت ایسا کہا گیا ہے کہ اُس نے انسان کو انسان سے اترنا اور انسانوں

کے پڑنے سے ہو کر تمیز نہیں ہو سکتی کہ حقیقت میں اس خط کا لکھنے والا ایسا ہی ہمارا دوست ہی جیسا کہ اسمیں لکھا ہی یا یہ صرف معمولی مضمون ہی جسکے لکھنے کا عموماً رواج پڑ گیا ہی پس ایسی طرز تصویر نے تصویر کا اثر ہمارے دلوں سے نکودیا ہی اور ہم کو جھوٹی اور ہٹاؤٹی تصویر کا عادی کر دیا ہی *

ن شامی جیسا ہمارے زمانہ میں خراب اور ناقص ہی اُس سے زیادہ کوئی چیز ہی نہ ہوگی مضمون تو بجز مبالغہ کے اور کچھ نہیں ہی وہ بھی نیک جذبات انسانی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اُن بد جذبات کی طرف اشارہ کرتا ہی جو ضد حقیقی تہذیب و اخلاق کے ہیں *

خیال بدی کی طریقہ اور تشبیہ و استعارہ کا قاعدہ ایسا خراب و ناقص پڑ گیا ہی جس سے ایک تعصب تو طبیعت پر آتا ہی مگر اُس کا اثر مطاق دلوں یا خلصات میں یا اُس انسانی جذبہ میں جس سے وہ متاع ہی کچھ بھی نہیں ہوتا شاموں کو یہ خیال ہی نہیں ہی کہ نظریاتی جذبات اور اُنکی قدرتی تحریک اور اُنکی جلیبی حالت کا کسی پیرایہ یا کنایہ و اشارہ یا تشبیہ و استعارہ میں بیان کرنا کیا کچھ دل پر اثر کرتا ہی ماضی کی پارہیز استعارہ کچھ چیز نہیں ہی بجز اس کے کہ انسان کی طبیعت کی حالت کی تصویر ہی جس کا ہر وہ شہر دل میں گھر کر جاتا ہی شکسید میں کچھ نہیں ہی بجز اس کے کہ اُس نے انسان کا نیچر یعنی قدرتی بناؤ طبیعت کو بیان کیا ہی جو نہایت مرثر انسان کی طبیعت پر ہی *

علم دین تو وہ خراب ہوا ہی جیسا خراب ہونے کا حق ہی اُس مضمون سیدھے سادے سچے اور نیک طبیعت والے پیغمبر نے جو خدا تعالیٰ کے احکام بھی سداہرت و صفائی و بے تکلفی سے جاہل ان پڑے بادیت نشین عرب کی قوم کو پہنچائے تھے اُس میں وہ نکتہ چینیایا باریکیاں گہیز گئی اور وہ مسائل فلسفہ اور دلائل منطقیہ ملائی گئیں کہ اُس میں اُس صفائی اور سداہرت اور سادہ پن کا معلق اثر نہیں رہا پیچیدگی اور اُنکی اصل احکام کو جو قرآن و معتمد معتمد حدیثوں میں تھے چھوڑنا پڑا اور زید و عمر کے بنائے ہوئے اصول کی پیروی کرنی پڑی *

علم مجلس اور اخلاق اور ہوتاؤ دوستی کا ایک ایسے طریقہ پر پڑ گیا ہی جو نفاق سے بھی بدتر ہی اخلاق صرف منہ پر میٹھی میٹھی باتیں بنانی اور اوپر تباہ جتانے کا نام ہی آپس میں دو شخص ایسی مہمت اور دل سوزی کی باتیں کرتے ہیں کہ دیکھنے سننے والے ان دونوں کو یک مغز و دو پوس سمجھتے ہیں مگر جب اُنکے دل کو دیکھو تو یک پوس و دو مغز سے زیادہ ہی میل ہیں صرف مکاری اور ظہرداری کا نام اخلاق رہ گیا ہی اور بے ایمانی اور دغا بازی کا نام ہرکاری *

نہایت مدد اور درس ہرگنی لغز اور بے سرف مضمون اشعار میں سے خارج ہوئے اور اُن کی جگہ پر تاثیر مضمونوں نے جگہ پائی ہر ایک کو لائق اور قابل مصنفوں کی تھوہروں کے جانچنے اور اُن کی قدر کرنے اور اُن سے مزا اُٹھانے کی لیاقت پیدا ہوئی اور رتہ رتہ تمام قوم عالم اور مسحق کے لب کی مستحق تہر گئی اسپیکٹور کے پڑنے والوں کو علم انشاء کی وہ خوبی جو اقدس کے ذہن میں تھی معلوم ہوئی سب لوگ اُس کی تھوہر کے اطف و صفائی کی تعریف کرنے لگے اور سب لوگوں کو ایسے شخصوں کی تھوہروں کے جانچنے کی جو علم انشاء میں ثابری کے خواہاں ہوتے تھے لیاقت حاصل ہو گئی *

ان پڑوں سے صرف علم ادب اور علم انشاء ہی میں ترقی نہیں ہوئی بلکہ اخلاق اور عادت اور خلصات کو بھی بہت کچھ ترقی ہوئی نیکی کے ہوتاؤ میں جو خود انسان کی اپنی ذات سے اور اپنے خویش اور اقربا دوست آشنا یگانہ و بیگانہ سے علاقہ رکھتی ہی نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب حاصل ہوئی اور خود تہذیب و ہایستگی کو ایسی مدد صیقل ہوئی جس کی آج تک کوئی نظیر نہیں ملتی اُمرات کی بھٹ و مباحثہ میں جو تیزنی اور مدارت اور دشمنی پیدا ہوتی تھی وہ تھوہر سے عرصہ میں نہایت کم ہو گئی اور جو لیاقت کو صرف بھٹ و مباحثہ میں صرف ہوتی تھی وہ خوشگوار پائی کی مانند خوبصورت تھوہروں میں بٹنے لگی جنہوں نے اخلاق اور علم و ادب کو سیراب کر کر اور گوں کے دلوں کے بڑے اور خراب جوش کو پاک و صاف کر دیا *

ہندوستان میں ہماری قوم کا حال اُس زمانہ سے بھی زیادہ بدتر ہی اگر ہماری قوم میں صرف جہالت ہی ہوتی تو چنداں مشکل نہ تھی مشکل تو یہ ہی کہ قوم کی قوم جہل مرکب میں مبتلا ہی عام جہل رواج ہماری قوم میں تھا یا ہی اور جسکے تکبر اور غرور سے ہر ایک پھولا ہوا ہی دین و دنیا دونوں میں بکار آمد نہیں غلط اور بے اصل باتوں کی پیروی کرنا اور بے اصل اور اپنے آپ پیدا کیئے ہوئے خیالات کو امور واقعی اور حقیقی سمجھ لینا اور پھر اُنپر فرضی بحثیں بڑھاتے جانا اور دوسری بات کو گروہ کیسی ہی سچ اور واقعی کیوں نہ ہو ناماننا لفظی بحثوں پر علم و نصیحت کا دار مدار ہونا اُنکا نتیجہ ہی *

علم ادب و انشاء کی خوبی صرف لفظوں کے جمع کرنے اور ہمزوں اور توبہ الفاظ ناموں کے تک ملانے اور دور از کار خیالات بیان کرنے اور مبالغہ آمیز باتوں کے لکھنے پر منحصر ہی یہاں تک کہ دوستانہ خط و کتابت اور چھوٹے چھوٹے روز سہ کے رقعوں میں بھی یہ سب برائیاں بھری ہوئی ہیں گنی غلط یا رقمہ ایسا نہ ہو کہ جسمیں جھوٹ اور وہ بات جو حقیقت میں دلوں میں نہیں ہی مخرج نہو خطرہ رسمہ

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[عدد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اشعار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اخرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلطی ہوا اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت و وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے رقی میں صرف کیا جاویگا *
ماٹوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور دے اس پرچہ کے متعلق معاملات میں مدیر متصور ہوگا *
پرچہ ہر سہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ شکی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ کا *
رہی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ کے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *
وہ کہ بل قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

خط معہ جواب

خط معہ جواب

مضمون نمبر ۷۳

خط معہ جواب

برادر من سید مہدی علی صاحب زاد لطفہ

حمد سلام مسنون کے مدعا یہ ہے کہ آپ میرے بوائے یار ہیں اور میرے عزیز اور بھائی ہیں اس لیے مجھے اُمید ہے کہ آپ میری تحریر سے جو صرف براہ مصیبت کرتا ہوں ناراض نہ ہونگے بھائی میرے مجھے نہایت اندوس ہے کہ تم سید احمد خاں کی مصیبت میں لا مذہب ہو گئے اور اُسکا تنصیر تم میں بھی آگیا اور اُسکے خلیفہ مشہور ہو گئے وہ دعا کا کھٹا اور مجلس میلاد میں ذکر خیر کرنا اور علامہ کی تقلید کرنا اور اسلام کی وضع کا لحاظ رکھنا سب تم نے چھوڑ دیا اور اُسی کوشاں کی طرح تم مضامین لکھنے لگے تقلید کے قارک ہو گئے علامہ سے مخالفت کرنے لگے وضع اپنی لباس و خوراک میں بدل ڈالی سو بھائی اب بھی کچھ نہیں بگڑا تم اُسکی مصیبت چھوڑو اور اپنے آپ کو بدنام نہ کر آئندہ اختیار ہی والسلام علی من اتبع الہی *

جواب خط

جناب بھائی صاحب آپ کا نصیحت نامہ جسکے لفظ سے مصیبت کی بو آتی تھی اور جسکی ہر سطر سے درد اور دلسوزی ظاہر ہوتی تھی میں نے پایا میں دل و جان سے اُسکا شکر کرتا ہوں اور نہایت ادب سے اُسکا جواب لکھتا ہوں *

بھائی صاحب جب تک میں نے سید احمد خاں کو نہ دیکھا تھا اور اُنکے اصلی حالات اور مذہبی خیالات سے مجھے ناواقفیت تھی میں سب سے پڑھکر اُنکا دشمن تھا بلکہ اُنکے انصاف اور ارتداد اور تنصیر کا قایل تھا مگر جب سے میں اُن سے ملا ہوں اور اُنکے حالات اور خیالات مجھکو معلوم ہوئے ہیں تب سے مجھے اُنکی سچائی اور ایمان اور اُنکے عقاید کی خوبی اور اُنکے مذہبی خیالات کی صفائی کا ایسا یقین ہو گیا ہے کہ اور نشاف انصاف سازدست یقیناً *

میں اُنکے مذہبی خیالات کی خوبی اور صفائی کا صرف اقرار ہی نہیں کرتا بلکہ اس پر حیرت بھی کرتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ اکثر لوگوں کے دلوں سے سچائی اور حق کی تحقیق کا نور جاتا رہا تھا اور رسم و رواج کی پابندی اور ہندوؤں کی تقلید اور مرام کی نگاہوں میں جھوٹی وقعت پیدا کرنے کی آرزو اور ریاضی اتفاق اور توہم کی شہرت کے شرقت نے جاہلانہ تعصبات میں لوگوں کو مبتلا کر رکھا تھا اور تقلید نے حقیقت احیاء کے ادراک کی قوت کو جو ہر انسان کی لطافت میں خدا

نے رکھی ہے معطل اور بیکار کر دیا تھا اور خدا و رسول کی اصلی ہدایتوں اور پاک حکموں سے چشم پڑھی کر کے لوگوں نے زُبد و مہرور کی روایات چھوڑنے قصص و حکایات پر دست و پا ڈال دیں۔ مذہب کا صدا ٹھہرا دکھا تھا

برابر

اور وہ :-

اور مذہبی احکام کے مال اور اغراض اور اسرار کی تحقیق دلوں سے جاتا رہا تھا اور برادری کی شرم اور جمہور کی صف خوف اور کفر کے تقویٰ کے ذرے حق و باطل میں تمیز کرنے بند کر دی تھی کیونکہ ہماری ہی قوم میں سے ایک شخص کو تحقیق کا خیال آیا اور کس طرح حقائق احیاء کے اہراک پر متوجہ اور کیونکہ اسلام کی مصیبت نے اُسکے دل کو ایسا قوی کر دیا کہ ظاہر کرنے اور سچی راہ پر چلنے اور تقلید کے چھوڑنے میں ٹا کا خیال کیا نہ جمہور کی مخالفت سے قرا نہ نفر کے تقویٰ سے ہوا قلندہ و علی اللہ اجرہ *

پس بھائی صاحب جب میرے دل میں اُس شخص کی نصیحت کی مصیبت کا یہ خیال ہو تو میں کیونکہ اُسکی مصیبت چھوڑ کر کس طرح اُسکو برا سمجھوں سچ یہ ہے کہ جس طرح آپ اور اُنکو لڑک صرف اسلام کی وجہ سے اُن سے مداوت رکھتے ہیں ویساہ نقطہ اُنکے سچے ایمان کے سبب سے اُن سے مصیبت رکھتا ہوں و

فیما یشقون مذاہب *

حضرت مراد علی ہونا فقہ ہندوؤں عربی عمامہ سر پر پابند لینا دانہ کی تسبیح زردتوں کی زبب گلو نورمالینا قیام نورانی سے یا مزین کر لینا مقدس و ابرار اور شیخ وقت ہرجانا مجلس دعا نکات و اسرار بیان کر کے سامعین کو ہلا دینا خانقاہ میں بیٹھے کر کے دقائق اور توحید کے نکتے ارشاد فرما کر سننے والوں کو وجد میں یا کسی مزار و درگاہ میں جائز مریدان باصدق و صدا کو حلقہ میں بیٹھا کر عرش کی زیارت کرادینا آسان ہے اور نہایت آ مگر مشکل اور سب سے زیادہ مشکل ہے مسلمان ہونا اور یکرنگی اور یکدلی کے ساتھ معاملہ رکھنا اور ریا اور مکر سے بچنا *

شراب پیکر مردار کھاکر ملائیت سب کے سامنے اقرار کر دینا ہر چیز کو اپنے اصلی حالات اور اپنے دلی خیالات کا خطبہ پڑھ دے کی سچائی ہے نہ کہ نورانی کرتے پھٹکر اپنے دافوں کو - عربی عمامہ پابند کر اپنے تئیں مقدس جتانا اور میٹھی میٹھ کر کے اپنے آپکو حضرت اور شیخ بنانا اور قرآن کے دام میں مسموم چڑوں کا شکار کھیلنا اور روکھی سرکھی ضرورت بنانے لقمہ نورانا اسلام سے اور ران مکاریوں سے کیا نصیحت —

مرد این را نشانے دیگر است

بھائی صاحب انفسس ہے کہ آپ لوگوں نے سید احمد خاں کی اپنی نبیوں جانی اور تھکب اور تقلید یا بعض اور حسد نے خوبوں کو آپ کی نظروں سے چھپا دیا ورنہ آپ لوگوں کی

جو کتاب لکھی ہوتی تھی اُس کے ایک فقرہ سے انکار کرنے کو بھی بد اعتقادی جانتا تھا اور آپ کی طرح ہر عالم اور ہر مولوی کی کتاب کو کالوہی المنزل من السماء سمجھ کر اُس پر یقین کرنے کو ایمان کا نتیجہ سمجھتا تھا مگر ایک روز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی چند سطروں کو دیکھ کر میں بد اعتقاد ہو گیا اور حضرات علما کے اقوال اور رایوں کے اتباع کرنے اور اُن کی ہر بات کو سچ جاننے اور اُن کے ہر امر میں تقلید کرنے کو ضعف اسلام کا ثمرہ سمجھنے لگا اور مخالف جمہور کا جو خوف میرے دل میں تھا وہ بالکل جاتا رہا امام صاحب اہل تو حضرات علما کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”اُنہوں نے علم کی حقیقت کو نظروں پر منحصر کر دیا ہے اور تبدیل الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے فقہ اور حکمت اور تصوف اور کلام کو حرام مال پیدا کرنے کا دام بنا رکھا ہے اور جو مراد خدا اور رسول کی ان نظروں سے تھی اُسے بدل دیا ہے اور اپنی وسط گرائی اور قصہ خروانی اور فصاحت و بلاغت اور اصطلاحات جدیدہ اور عبارات مزخرفہ پر علم دین کا مداد بھرا رکھا ہے“ اور پھر امام صاحب مخالف جمہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”بڑا مانع تحقیق حق کا مخالف جمہور کا خیال ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہمکو مجبور و دیرانہ بتا رہینگے اور ہم سے مسخرگی اور تہمتہ کرینگے اسلئے اگر ہم باطل پر ہیں تو خیر کیا مضائقہ ہے جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا ہوگا مرگ انبوا جتنے دارود مگر ایسے خیال کرنے والے کو سرچنا چاہیئے کہ اگر اُس کے ساتھی ڈوبنے لگیں مگر وہ ایک کشتی پالے اور اُس پر سوار ہو کر بچنے پر یقین کرے اور اُن کے چہرے پر اپنی نجات سمجھ کر کہتا اُس وقت لوگوں کا ساتھ دیگا اور اپنی نجات کے ذریعہ کو چہرے دیگا کرٹی نادان یہی ایسی رفعت کو پسند نہ کریگا ولم یهلك الکفار الا لمرأۃ اهل زمانہم حیث قالوا انا وجدنا اہلنا علی امة و انا اثارہم مقتدون“ *

حضرت من۔ بلا شبہ تحقیق حق کا بڑا مزاحم یہی خیال مخالف جمہور کا ہے اور جاہلانہ غرض اعتقادی ہی راہ راست کے ڈھونڈنے کی بڑی مانع ہے اچھے بڑے لکھ یہی خیال کر کے کہ اکثر نے کوئی بات نہیں چھوڑی اور سارے امور کی تحقیق کر لی ہے قصد ہی نہیں کرتے کہ اصلیت اور حقیقت کو کماہی ہی دریافت کریں مگر وہ اپنے خیال نہیں کرتے کہ سب اگلے اور سارے بزرگ یہی کرتے آئے تحقیق ہی کے سبب سے وہ بزرگ اور محقق کہلائے ہیں

اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ خیال کرتے کرگئے ہیں تو اصول فقہ اور فقہ کی تدریس کا ؟
آئندہ علماء اسلام علم کلام کے اصول و ذروع کی

دنیاوی پہلائی کے لئے جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے اور کر رہے ہیں اُسکا ہکر آپ لوگوں سے ادا نہرتا اور جو کچھ اُنکے مسامی جمیلہ سے فائدہ ہوا اُس سے آپ محروم نہ رہتے مگر امید ہے کہ آئندہ آنبرالی نسل اُنکے ہوئے ہوئے بیچ کا پہل پاوے اور آپ لوگوں کی اولاد اُن کے دھم و بازو کا ہکر ادا کرے ان اللہ لا یضیع اجر امحسنین *

امام کی مخالفت کا الزام اُن کی نسبت کرنے سے مجھے کچھ تمسک نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس مہلک بیماری میں آپ لوگ مبتلا نہ ہوتے اور تقلید نے اسلام کو محصورہ قصص و حکایات نہ بنا دیا ہوتا اور زہد و عزم کے اقوال اور بہانے و فرائی رائیں منکوحی کے واجب الاتباع نہ سمجھی جاتیں تو اُن کو مخالفت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور تحقیق کے جھنڈے کا پرچم کھولنے پر اُن کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا آپ کی تقلید اور اتباع اقوال قدسائی عالمگیر مصیبت ہی ہے اُن کو اس طرف متوجہ کیا اور اُسی توجہ نے یہ شور و شغب ہندوستان میں مچا دیا ہے مگر سچ یہ ہے کہ اگر چند ہندوستان کے مسلمان اسی نیند میں سوتے رہتے اور حضرات علماء تھے کہانیاں کہہ کہہ کر آئندہ آنے والی نسل کو یہی خراب خرگوش میں سلا یا کرتے اور کوئی اُن کا چونکانے والا اور تازیانہ لیکر چگانے والا نہ ہوتا لوگ اسی طرح تقلید کے پابند رہتے اور مخالف جمہور کے خیال حقیق کا شوق نہ کرتے بلکہ ہر بات کی صحت و غلطی کے ادراک نے اپنے پرانے نسطوں اور لعل نقابوں ہی کے کھولنے کی بد عادت مبتلا رہتے اور خدا اور رسول کے کلام کو چہرے کو پرانے لوگوں کے دلوں ہی پر تحقیق کو منحصر سمجھتے اور حضرات علماء رحمۃ اللہ علیہم تمسک کے سبب سے یا اپنے خیالات کی غلطی کی وجہ سے یا اپنے تفقہ اور ذریعہ کی اشاعت کی نظر سے کفر کے تئوڑے سے تڑایا کرتے اور ہم گ بھی جنس و ذریعہ کی کنجیاں اُنہیں کے اختیار میں اور رضوان جنس اور مالک داروغہ جہنم کو اُنہیں کا نوکر سمجھ کر سریر ہی پر اپنے آپ کو قطعی جنتی اور یقینی دوزخی سمجھا کرتے اور اُن کے کفر کے تئوڑے کے تئوڑے سے نہ تحقیق حق کا قصد کرتے اور نہ جس کیچھ اور دل دل میں پھنسے ہوئے تھے اُس سے کٹنے پر کمر ہمت باندھتے تو بلاشبہ دین و مذہب پر مریثہ پڑھتے اور اسلام اور ایمان پر نوحہ کرنے اور سچائی اور صداقتی پر ماتم کرنے کا وقت آگیا تھا لیکن علماء ہم اذیۃ لطیف و قد شغل منہم الزمان ولم یبق الا المترہون و قد استحوذ علی اکثرہم الشیطان و استغواہم الطغیان و اصبح کل واحد منہم یحاجل حطہ مشغولاً بصری الامر و عرف مکرراً المکرہ مہرنا *

پہاٹی صاحب میرے اوپر بھی ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ میں علماء کی مخالفت کو ارتداد اور العاد کہتا تھا بلکہ عربی عبارت میں

کی تشریح کرتے ہوئے اور کمال خوبی سے بڑھان تفسیر اور بڑھان سنی کو ثابت کرتے ہوئے اور صدرا کی مثلاً بالکونین کے مقدمے حل کرنے پر ملک العلماء اور پھر العلوم کے حاشیہ کوئے ہوئے اور میر زاهد شرح مراقف کے مثنوی نہایت خوش تقریری سے طالب علم کو سمجھاتے ہوئے حالانکہ اگر وہی حضرت علامہ فہامی اُن مسائل حکمیہ کی مسائل جدیدہ سے مقابلہ کریں اور اُس طرز تعلیم کو جو اب جاری ہے دیکھیں تو وہ خود اقرار کریں گے کہ ہم جہل مرکب میں گرفتار ہیں اور اپنی اور اپنی قوم کے لڑوں کی مہر نضرل بشر اور عرب باتوں میں ضایع کرتے ہیں اور پوچھ پچھ بیہودہ باتوں کو علم اور حکمت سمجھتے ہیں *

مگر وزارت علم اور شہرت فضیلت اور غیرت زہد و تقویٰ حضرت مولانا کی ایسی بلا جان ہے کہ وہ کب اُس تقلید سے نکلنے اور علوم و فنون جدیدہ کے دریافت کرنے اور موافق حال اور ضرورت وقت کے علوم سفیدہ کی تعلیم کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں *

اگر علوم و فنون سے بھی تمنا نظر کی جاوے اور دین و مذہب پر خیال کیا جاوے تو اُسی تقلید کے سبب سے اُس کا بھی حال اچتر ہے اور تو تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی ایمان کی نشانی سمجھی جاتی تھی اب ہر خاندان میں اُس خاندان کے بزرگوں کی چال و چلن کی تقلید نشانی اسلام کی خیال کی جاتی ہے اور ہر رسم کی تہذیب ٹھیک پابندی پڑھیں نگاری اور دینداری سے تعبیر کی جاتی ہے اگر کسی شک ہو تو وہ حضرات صریح کلام کی غائقاہوں اور مشائخ عظام درگاہوں اور حضرات علماء کے وعظ کی مجلسوں اور مشائخ اہل بیتہ کو امام پاؤں میں فراق قدم رنجہ فرماوے اور خدا کی کتاب کو کچھ میں لیکر اُن کے عقاید و اعمال کو اُس سے ملاوے اور انصاف کرے کہ اُس میں اسلام کتنا ہے اور کفر اور شرک اور بدعت کقدر *

امور دنیائی پر اگر خیال کیا جاوے تو وہی بلا تقلید ذات و ادما کے نتیجہ دنیا رہی ہے معاشرت کے طریقے زندگی بسر کرنے کے قہار معاش حاصل کرنے کی تدبیریں مصالح اور مجاہدات کے طور *

غرض یہ رسمیں جو کچھ ہیں وہ سب تقلیدی ہیں اور جو خود ہماری بھائی بعض یا اکثر باتوں کی پراگتی کے منہ ہوں اور اُس کی پابندی کو ذریعہ فائز اور رسوائی اور انکس اور قلابی کا سمجھتے ہوں مگر وہی ترک تقلید اور مخالفت جہود کا خوف کچھ کرتے نہیں دیتا اور کسیکو اُس پابندی سے نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی *

پس بھائی صاحب ایسی حالت میں جب کہ تقلید اور پابندی رسم کی سیاحتی نے دلونکو تاریک کر دیا ہے اور وہ نور جہے عقل نہیں چھپ گیا ہو اور سارے عقیدے اور اعمال تقلیدی ہوئے ہوں اور غم قرویں ہمارے تمصب و جہالت پر غندہ زن اشارے کرتی ہوں اور شب و روز نتائیں اور اخیار ہماری ذات کی باتوں سے سیاح کیئے جاتے ہوں اگر خدا

اور بعد اُس کے علوم معقولات کی اشاعت ہو حضرات علماء کب ترجیح فرماتے اور جو جو ترقیاں علمی اسلام میں ہوئیں وہ گیرنکر ہوئیں اگر ہم سنی مسلمانوں کی طرح دے حضرات بھی خوش اعتماد ہوتے اور مخالفت سلف کے خیال سے تحقیق کسی چیز کی نہ کرتے اور جن علوم کی ضرورت اور حاجت ہوتی گئی اُس کی تدوین نہ فرماتے اور تقلید کی دلدل میں پھنسے رہتے تو اسلام میں آج تک نہ کوئی عالم ہوتا نہ امام نہ کوئی مجتہد کہلاتا نہ کوئی محقق پس ہم لوگوں کی غفلت اور جہالت اور بد نصیبی ہے جو ہم تحقیق کو مخالفت علماء کی سمجھتے ہیں اور اجتہاد اور حقیقت اشیاء کے ادراک کو بد اعتقادی جانتے ہیں اور ساری تحقیقات اور تمام اشیاء کی حقیقتوں کے دریافت کو اپنے اگاہ پر منحصر اور ختم سمجھتے ہیں فہم القول قول القائل الماہر ثم ترک الاول للآخر وهذا هو قول الذی علیہ التمولد ومن ذهب الی غیرہ لم یجتہد الی سوا السبیل فان فضائل اللہ لیست معصورة فی قوم ولا مستحصنة بیوم دون یوم *

بھائی صاحب اس تقلید اور پابندی مراسم سے جیسے بد نتیجے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں پیدا کیئے ہیں اُس پر اُس شخص کو رونا آتا ہے جو ان باتوں پر غور کرتا ہے اور جو مسلمانوں کے علوم و فنون اور عقاید و اعمال کو نظر غور سے دیکھتا ہے مگر حضرات علماء اور اہل ہمارے قوم کے وہ آنکھ ہی نہیں رکھتے جس سے ان خرابیوں کو دیکھیں اور وہ دل ہی نہیں رکھتے جس سے اپنی قوم کے تنقادات و رز انزوں کو سرچیں بلکہ وہ تو ایمان اور اسلام اور روح اور تقویٰ اور تہذیب اور وضع داری کو اسی پر منحصر سمجھتے ہیں کہ تہذیب کے بیل کی طرح آنکھ پر پٹی باندھ کر رات دن ایک محدود تنگ دائرہ کے اندر گھومنا کریں اور اُن وسیع میدانوں کو جو تہذیب جنت کی طرح ہر قسم کے گل پودوں سے آراستہ ہیں آنکھ اٹھا کر دیکھیں *

اسی تقلید کا سبب ہے کہ مسلمانوں کے علوم گھٹ گئے اُنکے عقاید مذہبی بگڑ گئے اُن کے اعمال ہندوانہ ہوئے اُن کی دنیائی ترقیاں رک گئیں اُن کی عزت اور منزلت جاتی رہی غیر قوسوں کی نظروں میں ذلیل ہوئے تہذیب یافتہ لوگ جاہل سمجھنے لگے اگر کسی کو شک ہو وہ امتحان کرے اور اپنی آنکھ سے دیکھ لے *

کسی ایسے بڑے سے بڑے نامی مدرسہ میں جا کر تعلیم کی کیفیت جس کے مدرس کوئی بڑی مشہور متعلق اور نامی فلسفی اور جہل و مقول جاری فروع و اصول ہوں کہ وہاں بھی جاوے شوق نے، پابندی رسم کا نور جھلکتا ہوگا حضرت استاد حقیقت اشیاء اور کمال قابلیت سے استفسارات اربعہ کی کیفیت نے دکھی ہے مملکت نصاحت و غفلت سے طباعت کے مسائل اور پاک حکموں سے چھوٹے نقص و حرج

میں ایک جگہ جمع کر کے یہ طرز مناسب صرف کیا جارے تو خود مسلمان دیکھیں کہ اُنکو کیسی ترقی ہوتی ہی اور اُنکی اولاد کیا عزت حاصل کرتی ہی *

غرضکہ اس زمانہ میں پہلا کام مسلمان کا یہ ہے کہ وہ ہرک کی طرح تقلید اور رسم کی پابندی چھوڑے اور اپنی گردن کو اس پھانسی کے پھندے سے نکالے اور فکر کے فتویٰ اور برادری کے طعنوں سے نہ ڈرے اور جب تک مسلمان یہ نہ کریں گے تب تک ہمارے نزدیک کوئی اُمید اُنکی ترقی کی نہیں ہی الا ان یشاء اللہ پس بھائی صاحب وہ شخص جس نے پہلا یہ کام ہندوستان میں کیا ہی اور جس نے نقط اسلام اور مسلمانوں کے پیچھے اپنا وقت اور مال پلکے اپنی جان کو قربان کیا ہی وہی ہے جسے لوگ سید احمد کہتے ہیں اور جس پر ہزاروں طعنوں کو اُرتداد کے ہوتے ہیں اگر مصیبت قومی کی کچھہ حقیقت آپ کو دریافت کرنی ہو تو ذرا اُس کے پاس اُٹھئے اور اِس درہ کو اُسکے دل سے پوچھیئے اور اس جانسوز مصیبت کا افسانہ اُسی منہد کی زبان سے سنئیئے *

بعضاں سوے کلیتہ احزان او شبی
تابنگری کہ عشق تو بار چہ میکند

راہ ————— م

مہدی علی قشبی کلکٹر مرزاپور

نمبر ۷۳

تحریف الفاظ علوم

اِس زمانہ میں جو علوم شرعی معلوم سمجھے جاتے ہیں اور جو باتیں بڑی دینداری اور ایمان کی خیال کی جاتی ہیں جب اُسکی حقیقت پر غور کیا جاتا ہی اور خدا و رسول کے کلام سے اُسکی تطبیق دیکھائی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ نہ وہ علم حقیقت میں شرعی معلوم ہیں اور نہ وہ باتیں فی نفسہ دینداری اور ایمان کی ہیں بلکہ دنیا طامی اور نفس پروری اور فرور و حب ہائے کے سبب سے لوگوں نے تھریف کر کے شارح کے مقصود کے برخلاف اُن علوم کی حقیقت کو چھپا کر اور اپنی بنائی ہوئی باتوں پر مطلق دینداری اور ایمان کا کوئے نظروں کے التباس سے لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈال دیا تانہ اِس فریبہ سے وہ لوگ ملامت ربانی سمجھے جاتیں اور نائب رسول اور جانشین نبی نہیں *

بلاشبہ وہ علوم اور وہ باتیں فی نفسہ ساف صالح اور قرن میں شرعی معلوم اور دین کی باتیں تھیں اور اُنکے جان دیندار بلکہ نائب رسول تھے مگر اب اُسیں ہوسم
و تغیر ہو گئی ہی نہ سوائے نظروں کے اُ

اور جو مزاح اُن علوم

پس اب اُن علوم کے

کسی کی آنکھ کھولے تو وہ کیا کرے یا کہ جمہور کی موافقت کرے جاہلانہ تقلید کی دلدل میں پھنسا رہے یا اسلام کی مصیبت اور اپنی قوم کی ہمدردی کے جوش میں آکر خود اپنا پائوں اُس کیچڑ سے نکالے اور اپنے بھائیوں کے نکلنے کی خواہش کرے *

بھائی میرے بڑا مانمہ کی بات نہیں ہی لیکن آپ لوگ ہمدردی اور مصیبت قومی اور ملکی ترقی اور اسلام کی روشنی پھیلانے کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اُس کے اصول ہی سے بیخبر ہیں سچ یہ ہے کہ یہ الفاظ آپ کے نزدیک معمول اور بے معنی ہیں ورنہ کیا اب تک مسلمانوں کی یہی حالت رہتی اور آئندہ کو سوائے تفرات روز انزوں کے کوئی بھی صورت ترقی کی نہ دکھائی دیتی میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے بھائی سخاوت نہیں کرتے فیاضی ظاہر نہیں فرماتے اب تک خدا کے فضل سے ایسے بلند حوصلہ عالی ہمت صاحب جود و سخا موجود ہیں کہ لاکھوں روپیہ ایک دم میں صرف کر دیتے ہیں لیکن چاہئیے کہ اپنے بھائیوں کی بھلائی میں کچھہ خرچ کریں اس کا کیا ذکر ہی *

اُن بدعاشوں نالایقوں کا کچھہ ذکر نہیں جو فواحش اور اور مصیبت کے کاموں میں اسراف کرتے ہیں بلکہ ہم اُن بلند ہمتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنی شہرت اور عزت اور دین کے لیے بہت کچھہ صرف کرتے ہیں جب اُن کے اصراف پر نظر کی جارے تو معلوم ہوگا کہ وہی تقلید اور پابندی رسم کی اُن کے روپیہ کو برباد کرتی ہی اور جھوٹی شہرت اور بے اصل عزت کے حاصل ہونے کی تمنا اُن کا روپیہ لڑتاتی ہی *

کیا کسی نے سنا ہی کہ سوائے شادی بیابہ میں ہزار ہا روپیہ لگانے یا بھائیوں کو تو وہ ہندی کھانا تقسیم کرنے یا بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بنانے یا حاکموں کی خورشاد سے غیر مفید کاموں میں روپیہ لگانے یا جھوٹی دینداری اور جاہلانہ تعصب سے خانقاہوں اور سزاروں اور امام بازاروں میں شرک اور بدعت کے کاموں میں دواست برباد کرنے کے کسی نے اب تک کوئی زر خلیفہ یا رقم کشور بلکہ کچھہ حصہ بھی اپنی کمائی کا اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں لگایا ہو یا لگانے پر رغبت کرتے ہوں پس کیا سبب اسکا صرف ہست ہستی اور بطل ہی ہو کر نہیں بلکہ سبب اسکا یہ ہے کہ تقلید اور پابندی رسم کے سبب سے ہم کو اُس بات کے کرنے کی جرات ہی نہیں ہوتی جو اب تک ہمنہ نہ کی ہو اور اگر جرات بھی ہو تو بوجہ نہ ہونے عادت کے اُس طرف رغبت ہی نہیں ہوتی اور اُس کام کو کچھہ مفید یا باعث ثواب یا موجب عزت ہی نہیں سمجھتے ورنہ اگر وہ روپیہ جو مہرم اور موس میں بتیوں کے چلانے اور چوڑاں کرنے اور دھول بچانے میں صرف کیا جاتا ہی مسلمانوں کی تربیت اور تعلیم

تحریر الفاظ علوم

تحریر الفاظ علوم

کردیا ہی نوروات کے جاننے اور احکام کی ملتوں کے ذائقہ دریافت کرنے
 اور مشکل اور عجیب مسئلوں کے یاد رکھنے اور مصطلحات اور معارف اور
 مقتصرہ کے الفاظ کے حفظ کرنے پر * * اسی واسطے جو شخص اُن
 نوروات سے خوب واقف ہو اور جسے اُن اصطلاحوں اور اقوال سے زیادہ
 آگاہی ہو اور جو دقیق اور باریک مسئلوں کو مثلاً مسمیٰ اور پھیلا
 کے خوب حل کرتا ہو وہی بڑا نقیم سمجھا جاتا ہے حالانکہ زمانہ
 میں صحابہ کے اس لفظ کا اطلاق طریق آخرت کے جاننے والے اور آفات
 نفوس کی باریکیوں کے پہچاننے اور دنیا کی بے ثباتی پر یقین کر کے نقیم
 جنت کی خواہش کرنے پر کیا جاتا تھا اور اسی واسطے جو شخص خدا

سمجھنا اور جو شخص اُنکی اصلاحات اور معذرات کے افغلوں کو
 زبان پر نہ لاتا ہو اور اُنکی بلانی ہوئی بولیوں نہ جانتا ہو اُسکو
 جاہل اور دین کی باتوں سے بے خبر کہنا اور جو کوئی اُن علوم کی
 مذمت کرے یا اُنکو شرعی علوم نہ جانے اُسے مرتد اور بد دین بلانا
 حقیقت میں اُسی تعریف کا نتیجہ ہی پس جب تک کہ اُن افغلوں
 کی اصلی حقیقت بیان نہ کی جاوے اور جو معنی اُسکے ساف صالح اور
 صحابہ سمجھے تھے ظاہر نہ کیئے جادین اور جو کچھ تعریف اُسہیں
 کی گئی ہی وہ ثابت نہ کی جاوے تب تک یہ مغالطہ اور دھوکہ
 رفع ہو ہی نہیں سکتا *

مستعملہ اُن لفظوں کے چند لفظوں کا ہم بیان کرتے ہیں — اول
لفظ عام دوسرے لفظ فقہ تیسرے لفظ حکمت چوتھے لفظ وعظ و تہذیب *
اول لفظ علم
لفظ علم کا اطلاق خدا اور اُسکے رسول کے کلام میں اُن چیزوں کے
جانتے پر ہی جو متعلق ذات اور صفات اور آیات اور افعال خداے
عزوجل کے ہوں اور جس سے اُسکی قدرت اور عظمت اور جلال کی
تائید دل پر ہورے مگر اس لفظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے
کہ لوگوں نے اُسے مختصر اس اپنے مصطلحات اور معادرات پر کر دیا ہے
اور جن باتوں کا کچھ ذکر بھی قرن اول میں نہ تھا اُنکر اصل علم
قرار دیا ہے اِسراصلے جو شخص علم کلام خوب جانتا ہو اور مسائل فقہیہ
میں خوب مفاظہ اور مباحثہ کرتا ہو اور لوگوں کے گھڑے ہوئے اصول
سے بخیر رائف ہو اور کتابی لفظوں کو اچھی طرح یاد رکھتا ہو رہی
بڑا عالم اور علامہ سمجھا جاتا ہے اور جو فضائل علماء کے شارع نے
بیان کیئے ہیں اُن کا مستحق ٹھرایا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ
فضائل اُن علماء کی نسبت بیان کی گئی ہیں جو کہ اللہ جلشائے
کی ذات و صفات اور قدرت اور جلال کے جاننے والے ہیں *
دوسرا لفظ فقہہ †

اس لفظ میں تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اُسے مخصوص

† اہل فہمہ فقد تصرفوا فیہ بالتخصیص لایزال والتعریف اخصصہ
بمعرفۃ الفروع الغریبۃ فی القناری والوقوف علی دقائق علمہا واستکثار الکلام
فیہا و حفظہ المقالات المتعلقۃ بہا فمن کان اشد تمہقا فیہا و انثر اشغلا
بہا یقال ہو اہل الفہمہ ولقد کان اسم اہل الفہم فی العصر الاول مطلقا علی علم طریق
الآخرۃ و معرفۃ دقائق افانیت النفوس و مفسدات الاعمال و قوۃ الاحاطۃ
بالدنیا و شدۃ الاستماع الی تعہید الاطراف و استیلاء تصرف اشیاء القلب
لہی قبلہ مز و جل یتفقدوا فی الدین و یتخذوا قوسہم اذی اقبل
یصل بہ الانذار والتطویر و ہذا اہل الفہمہ دور تطویرات العاطف
حقیقۃً و اشیاء الاجارۃ فذاک لایصل بہ الانذار والتطویر بل
تھے رکھی ہے معطل ایف فصاحہ ر ہا و ارادہ معانی الامان

اور پاک حکموں سے

چوتھے قصص و حکم

سے خائف اور دنیا سے متنفر اور آخرت کا طالب ہوتا تھا۔ اُسکو تقیہ کہتے تھے اور یہی مراد خدا کے کلام میں اس لفظ سے ہی حیف قال تبارک و تعالیٰ لَیْسَ بِہُمْ اِلَی الدِّیْنِ وَلَیْشُذْرَا فَوہِمَ اِفَا رَجَعُوا اِلَیہِم تاکہ تقیہ ہوں دین میں اور قتراروں اپنی قوم کو جب کہ اتریں اُن میں اور ظاہر ہی کہ یہ قتران اور لوگوں کو خدا کا خوف دلانا اُسی تقیہ سے ہو سکتا ہی جو قرن صحابہ میں جاری تھی نہ اُس فقہ سے جواب بنام فقہ کے مشہور ہی کیا کوئی شخص علاق اور عتاق اور لعان اور اور سلم اور اجارہ کے مسائل سے کسی کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی نعمتوں کا یقین یا اُن نرمی مسائل سے خدا کا خوف دلا سکتا ہی بلکہ فقط اسی میں مبتلا رہنا اور انہیں باتوں کو تقیہ سمجھنا آدمی کو قسّی القلب اور نڈر کر دیتا ہی اور خدا کا خوف ایسے تقیہ کے دل سے جاتا رہتا ہی جیسا کہ ہم اپنے زمانہ کے تقیہوں کا حال دیکھتے ہیں۔

جنگ کے حق میں خدا کا یہ قول صادق ہی اہم قریب لایقہرہا
اسو اسلے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جبکہ
اُس نے دُئی مسئلہ اُن سے پوچھا اور اُنہوں نے کچھ جواب دیا اور
اُس شخص نے اُن کا جواب نقل کیا کہ یہ مسئلہ ہے

فقہاء بھینک انما الفقہ الزاہد فی الدنیا الزاہب فی الآخرۃ فی الصیر ہدیۃ لہ
المدارم علی عہدۃ ربہ الرزق الکاف نفسہ عن امراض المسلمین العقیقۃ
عن اموالہم الخاص لجماعتہم کہ آپ توبہ کرنے کسی فقیہ کو انتہے سے بھی
دیکھا ہی فقیہ رہی ہی جو کہ دنیا کا تارک ہو آخرت پر راض ہو
اپنے دین کو جانتا ہو اپنے پروردگار کی عبادت پر مدارم کرتا ہو
پھیرکار ہو اپنے نفس کو مسلمانوں کی آہر اور اُن کے مالوں سے بچاتا
رہتا ہو اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا رہتا ہو *

یہ سب صفات تقیہ کی حضرت حسنی بھری نے بیان کیں مگر ایک لفظ بھی ایسا نہ فرمایا جس سے معلوم ہوگا کہ تقیہ کون ہے جو مسائلِ نروعات کو غریب جانتا ہو *

ہاتھ منہ دھونے والوں کو غسل ہی کہ ہم کھانا کھانے والوں کے گھر کسی حرکات ناخوشیہ کرتے ہیں اور نہ کھانا کھانے والوں کو ان لوگوں کی کونہیہ آواز سننے اور زرد زرد ہلکی کے ملے ہوئے رنگ کا لعاب نک اور بلغم کے اور تھوڑے تھوڑے کر کے چامچ میں تھوک دینے یا پانی کے اس کے پانی پر تیرتے پھرتے کی بروا ہی نمودن بالہ منہ انگریز جس طرح کھانا کھاتے ہیں وہ سب پر روہن ہی اور اچکا بیا بھی کچھ ضرور نہیں ہی کیونکہ ہمارے نیک متبع سنا ہم وطن آ۔

تو حدیث میں تشبیہ بقوم نہو منہم کا چہرہ مارینگے *

مرب میں کھانا کھانے کا یہ دستور ہی نہ ایک چوکی پر چوڑا خراں بچھا جاتا ہی اور ایک برتن میں ایک قسم کا کھانا آتا ہ جو لوگ چوکی کے گرد بیٹھتے ہیں وہ سب اس میں کھانا شروع ہیں چند لقمہ کھاتے ہیں وہ برتن اٹھ جاتا ہی اور دوسری قسم کھانا دوسرے میں آتا ہی اور چند لقمہ کے بعد وہ بھی اٹھ جاتا اور اس طرح آتا جاتا رہتا ہی اس طرح ہر کھانے میں یہ فائدہ ہر نہ چھوڑے برتن اور چوڑا کھانا سامنے نہیں رہتا *

مگر جو فحش بین ہندوستان کے مسلمانوں میں کھانے کی مجلس میں ہوتا ہی نہروڈ بالہ منہا کسی مالک کے کھانے کی مجلس میں نہیں ہوتا پس نہایت شرم اور انہوس کی بات ہی کہ ہم اپنی ضد و نفسانیت سے اس فحشے میں میں پڑے رہیں اور اس کی درستی و تہذیب پر متوجہ نہوں *

ہمارا یہ مطلب نہیں ہی کہ خراہ نظراہ میز کرسی پر بیٹ چھوڑی کاٹھے سے کھانا کھاؤ یا مرب کی طرح چھوڑی چوکی پر ایک بچھاؤ لکھ شوق سے بسما لہ دستور خراں کھانا تناول فرماؤ اور گو بہہ سن ہدی کے ادا کی فکر نہو زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے ہی کی مادی کی پیروی کرد مگر ہرے خدا یہ فحشے میں چھوڑو اور سب راض ہو کھانا کھانے میں جہاں تک اصلاح و صفائی ہو سکے اس کو ا کر صفائی و پاکیزگی اختیار کرنا تو شریعت میں ممنوع نہیں ہی مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب تک کسی کام کے کوئی قاعدہ اور طریقہ مقرر نہیں ہوتا اور بشرطی اسکی پابندی کی جاتی اُس وقت تک وہ چلتا نہیں اور جب وہ قاعدہ مدد ہر تررقہ رفتہ از خود اوسکا رواج ہو جاتا ہے اور سب لوگ اُسکو لگتے ہیں اور چاندروسہ ہمد اسیکی ایسی عادت ہو جاتی ہی کہ عابہ ثانی گئی جاتی ہی *

پس ہمارا مقصد یہ ہی کہ طریقہ تناول طعام کے کچھ قواعد سوچتی جاویں اور یہی طریقہ جو دستور خراں پر بیٹھ کر کھانا کھانیکا اسی میں ایسی اصلاح کی جارے جسکو لوگ مورد طعن من تشہر بقوم بھی نہ کریں اور اس فحشے میں سے نجات پاویں چنانچہ ہم اسباب میں کچھ قواعد تصویز کیے ہیں اور ہم انکو آئندہ کسی پرچہ میں لکھینگے *

واذ—

سید احمد

ایسا وہ بالکل حرام ہی اور کھنہ والا اُسکا دشمن اسلام کا ہی بلکہ قہمت کرنے والا پیغمبر کا ہی صلی اللہ علیہ وسلم تقد مرتب لطف صرف الفہماں دواعی الشقی من العلوم المہمدۃ الی الذمۃ نکل ذلت من کلہس عباد السوء بتقدیر الاسامی *

را—
مہدی

نمبر ۷۵

طریقہ تناول طعام

خدا اور نفسانیت انسان کے بہت بڑے دشمن ہیں کسی اچھی بات کو ضد سے ٹھاننا اور اُسکی نیک و بد پر غور نہ کرنا درحقیقت انسان کا کام نہیں ہی *

اسوقت ہمکو نہ انگریزوں کی طرح چھوڑی کاٹھے سے میز کرسی لگا کر کھانے پر بیٹھ ہی اور نہ ہمکو ترکوں کی تقید کی ہوس ہے بلکہ ہم کونہایت سیدھی طرح سے کھانے کے طریق پر غور کوئی ہی اور بلا تبدیل وضع جسقدر کہ اوسکی نقصان رنج ہو سکتے ہیں اوسی پر بہت کرنے سے غرض ہی *

ہندو چوکہ میں چھوڑی چھوڑی پیالیوں یا تشتزیوں یا پتلوں میں تھوڑا تھوڑا سب قسم کا کھانا چن کر آگے رکھ لیتے ہیں اور مرایک میں سے کچھ کچھ کھاتے جاتے ہیں اور جو بچتا ہی وہ اُسی برتن میں دھرا رہتا ہی جس میں اُنہوں نے کھایا تھا اور اس سب سے کھانے کے رتب اُنکے سامنے چھوڑے برتن اور نیم خوردہ کھانا سب دھرا رہتا ہی اور کھاچنے کے بعد وہ سب اٹھ جاتا ہی *

ہندوستان میں مسلمانوں کے کھانا کھانے کا بھی یہی طریق ہی جو ہندوؤں کا ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہندو چوکہ میں بیٹھتے ہیں مسلمان دستور خراں بچھا کر بیٹھتے ہیں جس طرح ہندو سب طرح کا کھانا ایک ساتھ اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اس طرح مسلمان بھی قابوں اور رکابیوں اور غوریوں اور تشتزیوں اور پیالوں میں سب طرح کا کھانا اور سب قسم کی روٹی اور ہر طرح کے کباب اور فیرونی کے خوانچے اور بورانی کے پیالے اور اچار مرچہ کی پیالیاں سیتلے کے پوچاپے کی طرح سب اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اور اُس ایک دستور خراں پر کوئی تو فیرونی نامہ شہادت کی انگلی سے اور کوئی دست پیچیز چاروں انگلیوں سے چلت رہا ہی کوئی پلار میں اڑی کا سالن ملا کر کھا رہا ہی کسی نے سالن ملا ہوا پلار کھا کر نان بپی سے تھرا ہوا پنجبہ - پارک پونچہ کو روٹی کو سالن میں ڈبو ڈبو کر کھانا شروع کیا ہی کسی نے بورانی کے پیالے کو مہنے سے لگا سڈا بھڑ اور یہ کھ کر والہ ہوں تیز ہی آوے اور کھانا شروع کیا ہی تمام چھوڑی برتن اور نیم خوردہ کھانا اور چھوڑی ہوئی ہڈیاں اور روٹی کے ٹکڑے اور سالن میں کی نکالی ہوئی مکھیاں سب اگے رکھی ہوئی ہیں اس موصہ میں جو شخص پہلے کھا چکا ہے اسی ہاتھ دھونا نہ نکار نہ نکار کر گلا صاف کرنا اور بیس سے دائیں رگڑنے اور زبان پر دو انگلیاں رگڑ کر زبان صاف کرنا شروع کیا ہی اور اور بے تکلف بیٹھ کھانا کھانے فرماتے ہیں نہ اُن

بہا اور حافظ

بقام علیکذہ — مطبع علیکذہ انسٹیٹیوٹ

محکم عبدالرزاق کے اہتمام سے

اور لوگوں کے ہاوں میں اُن کے اصل باتوں کا ایسا یقین دلاتے ہیں کہ سننے والے اُسے خدا و رسول کے قول کی پراہر جانتے ہیں حالانکہ قصص اور حکایات کا وعظ میں بیان کرنا بدعت ہی اور اُسکا سننا سلف صالح نے نہایت برا جانا ہی اور قصہ گوئیوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہی یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد سے نکل گئے اور کہنے لگے کہ ان قصہ گوئیوں نے صحابہ سے مسجد چھڑائی اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے سوائے حضرت حسن بصری کے سب واعظوں کو مسجد سے نکال دیا *

جو شخص اس زمانہ کے واعظوں کی باتیں سننے وہ خود اس امر پر یقین کر سکتا ہی کہ اُنکا وعظ قصوں کہانیوں سے بھرا ہوا ہوتا ہی اور جھوٹی روایتوں اور بے اصل حکایتوں اور لغو اور خوات باتوں سے مملو ہوتا ہی اور حضرات واعظین اُسے ہدایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں بلکہ غیر صحیح روایتوں کا بیان کرنا وعظ و تذکیر کے لیئے جائز جانتے ہیں اور اُسکو راہ حق پر پہنچنے اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے کا وسیلہ کہتے ہیں حالانکہ یہ وسوسہ شیطان کا ہی کیونکہ کبھی حق جھوٹے سے حاصل نہیں ہوتا اور بیراہ چلنے سے کوئی دین کی منزل پر نہیں پہنچ سکتا اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف اور سجع اور صنعت کے اپنی امت کو منع فرمایا ہی حالانکہ اب مدار وعظ کی خوبی کا اُسی پر ہی سب سے زیادہ خرابی اور پرہادی دین کی ان واعظوں کے وعظ سے ہی جو شہرین پڑھتے ہیں اور شہوت انگیز اشعار پڑھ کر لوگوں کو وسوسہ دیتے ہیں اور مصالح و فرائض کے مضامین بیان کر کے اس شہوت کو تیز کرتے ہیں اور اُسے مشق حقیقی کا ذریعہ کہتے ہیں *

اور اُس سے بھی زیادہ برائی اُن لوگوں کے بیان سے پیدا ہوتی ہی جو کہ بڑے لٹبی چورے دیوانہ خدا کے مشق و محنت کے کرتے ہیں اور وہاں اور اتحاد کی حقیقت بیان کر کے اپنے نزدیک لوگوں کو خدا سے مل دینے کی راہ دکھاتے ہیں اور اُسکی خوبی پر ہی بزرگوں کے حالات اور حکایات کی نقل کرنے سے لوگوں کے دلوں میں کالقبش فی العجز بیٹھا دیتے ہیں اسیر اسطے اکثر جاہل احمق نادان آدمی ان باتوں سے گمراہ ہوجاتے ہیں اور منصرف کی لوح انزالحق کہتے لگتے ہیں اور آخر کار دنیا اور دین دونوں سے بے نصیب ہوجاتے ہیں *

علاوہ اس کے اکثر حضرات واعظین خدا کے کلام میں تعریف کرتے ہیں اور جو مراد خدا کی اور اُسکے رسول کی ہی اُسکو چھڑ کر اپنے علم و فضل ظاہر کرنے اور لوگوں کے دلوں کو غش کرنے کے لیئے غلط معنی بیان کرتے ہیں اور اُسکو نکتہ اور بار بار کی کہتے ہیں اور الفاظ ظاہری کو اپنے ظاہر معنی سے پھیر کر اُسکی بیجا تائیدی کرتے ہیں اور غلط تفسیریں کر کے اپنے تئوں نصیح و پلین اور ملامت مشہور کراتے ہیں جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہی بلکہ تفسیروں میں بھی لکھ ہوا ہی کہ الفصی سے مراد رخسارے اور والیک سے مراد زلفیں ہیں یا آہ اذہب الی فرعون اللہ طغی میں مراد فرعون سے دل ہی یا ص بکم می نہم لایرجعون سے اہل تصرف اور عاقلان خدا ہیں نہ ایسے معنی بیان کرنے والے اپنی بڑی قابلیت اور مامیت ان معنوں سے ظاہر کرتے ہیں اور سننے والے بھی اُسے سنکر وجد میں آجاتے ہیں مگر حقیقت میں

تیسرا لفظ حکمت

۱ حکمت کا لفظ اکثر قرآن مجید میں اور احادیث میں واقع ہوا ہے اور جس شخص کو خدا نے حکمت دی ہی اُس کی غرہ خدانے ہی صف کی ہی جیسا کہ خود فرماتا ہی من یوت العلمۃ فقد اوتی انیاء مگر جو مراد خدا کی اس حکمت سے ہی وہ صرف معروف و صفات باری تعالیٰ ہی مگر اب یہ لفظ اُس علم پر اطلاق کیا جاتا ہے جس سے انسان کو گمراہ ہوتا ہی اور دھمی اور خیالی باتوں میں مبتلا ہوتا ہی اور حکماء یونان کے خیالی مسئلوں کا جاننے والا ہی سمجھا جاتا ہی پس جو شخص اُن کے قولوں کو جانتا ہو اور ان کی بیان کی دھمی باتوں سے واقفیت رکھتا ہو اور جو لوگوں نے اُن کو مشکل مشکل لفظوں اور دقیق دقیق عبارات میں اپنی زبان میں گویا ہی اُسے بظہری یاد رکھتا ہو وہ اُس صف سے موصوف تصور ہوتا ہی جو خدا نے حکمت کی ہی حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہی ہے چوتھا لفظ وعظ و تذکیر †

وعظ و تذکیر کی بڑی صفت اللہ جل شانہ نے ہی اور اُس کی نصیحت میں خدانے فرمایا ہی و ذکر ان الذکر تفع المؤمنین اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتہیات نے بھی مجالس ذکر کی بڑی بزرگی بیان فرمائی ہی لیکن اب اس زمانہ میں جس بات پر اطلاق وعظ و تذکیر کا ہوتا ہی وہ حقیقت میں تعریف ہی یعنی اس زمانہ کے واعظ اپنے وعظ میں قصے کہتے ہیں جھوٹی کہانیاں بیان کرتے ہیں شہوت انگیز باتیں کہتے ہیں جھوٹا مذہبی جوش دلاتے والی روایتیں جنکی بھی اصلیت نہیں نہایت خوش تقریری سے ایک عمدہ قصہ خواں ح نقل کرتے ہیں اور انبیاء اور بزرگان دین کی نسبت بے اصل منسوب کر کے اُسے بڑی دینداری بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں

فقل ذلک الی ما تروی اکثر الوعظ فی هذا الزمان یواعظون ہر القصص والاشعار والشطین والطامات الما قصص نہی بدعتہ وقد یالسف من الجاوس الی القصص وناوالم یکن ذلک فی زمن رسول اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن ابنی بکر ولا عمر رضی اللہ عنہما حتی العتق وھو القصص وری ان ابن عمر رضی اللہ عنہما خرج من قال ما اخرجنی الی القصص والولاء اما خرجت احیاء ومن الناس من یستعجز رضح الحکایات المرفیة فی الطامات ویزعم قصدہ نہیاء مدحہ بالخلق الی الحق و هذا من نزغات الشیطان فان صدق متدرجۃ من الکذب و فاما ذلک اللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم غیۃ من الاختراع فی الوعظ کیف و قد نزلت تکلف السجع ومد ذلک التلصع احیاء

واما الاشعار فیکثیرھا فی الوعظ مذکور قال اللہ تعالیٰ والشعراء مہم الخادون المکر انہم فی کل راہ یجھمون وقال تعالیٰ وما ملناہا الشعر بالیقینیۃ و اکثر ما اعتاد الوعظ من الاشعار ما یتعلق بالتواص فی المشق جمالہ المشوق روح الرمال و المرافق والمجلس لا یجوز الا اجلال موام و بواطہم مشہورۃ بالشہوات و قلوبہم غیر منفکۃ من الالتفات الصریح الملیحۃ فلتاثرک الاشعار من قلوبہم الاساعی مستکن فیھا فتمتثل اکثران الشہوات فیقرن و یثوار جدون و ح و اب رکفہ یروج نوع نقاد

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۱۵ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کرنی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایم نوسانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جائے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیگڑہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس قریٰ کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت دل ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساڈھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور نندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ تقاضے مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ بمس پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ حق نہ ہوگا * اگر کرنی شخص کرنی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ ہر آٹھ مہینہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۶

علم تفسیر

چند روز ہوئے کہ ہم نے ایک مختصر مضمون تفسیر بالرائے کی تعریف میں لکھا تھا اُس پر لوگوں نے بہت کچھ اعتراض کیا اور ہم کو متکبر تفسیر اور مخالف علما ٹھہرایا اس لیے اب ہم تفسیر کی حقیقت اور مفسرین کے طبعات اور تفسیر کی کیفیت اور نئی تحقیقات کی ضرورت بیان کرتے ہیں تاکہ سمجھ دار لوگ انصاف کریں کہ ہمارا قول اگلے عالموں کے موافق ہی یا اُنکے مخالف اور جس ضرورت سے ہم تحقیق کی آرزو کرتے ہیں وہ ہی یا نہیں *

ہمارے بھائیوں کا یہ حال ہی کہ جہاں اُن کے کان تک وہ آواز پہنچتی جسے اُنہوں نے پہلے نہ سنا ہو چونکہ اُنہوں نے ہمیں اور ماسمعنا پھذا فی آیاننا الزلیں کہہ کر کہنے والے کو مرتد اور کافر بتاتے ہیں نہ یہ سوجھتے ہیں کہ یہ کہنے والا اسی بات کو کہہ رہا ہے جسے ہزار برس پہلے ہمارے دین کے پیشوا اور امام کہتے تھے نہ اس پر غور کرتے ہیں کہ یہ باتیں وہی ہیں جسکو ہمارے مذہب کے محقق اور عالم لکھ گئے ہیں نہ اُسکی حقیقت اور اصلیت کو دیکھتے ہیں نہ اُسکے ماخذ اور مبداء پر نظر فرماتے ہیں بلکہ عامیانہ طور سے کہنے والے کی طرف العباد و ارتداد کی نسبت کرتے لگتے ہیں اور قدر قدر کا شور آسمان تک پہنچاتے ہیں حالانکہ یہ بات بڑی نادانی کی ہی عاقل کا کام ہی کہ وہ کہنے والے کی بات کو غور سے سنے اور کو بوجھ اسکے کہ اُس نے پہلے اُسے نہ سنا ہو اُس پر متعجب ہووے مگر تحقیق سے تامل نہ کرے اُس کی حقیقت کو سرچے اگر کہنے والے کا قول حق اور صحیح ہو مانتے ورنہ کالے ہڈ پریش خاوند اُسکو کہنے والے کے — رہو مارے *

اب میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں اور اس مضمون کو چند پختوں پر تقسیم کرتا ہوں پہلی بھٹ علم تفسیر کی تعریف میں — درجہ ۱ بھٹ مفسرین کے طبعات کے بیان میں — تیسری بھٹ کتب تفسیر کی حقیقت میں *

پہلی بھٹ علم تفسیر کی تعریف میں

ہمارے مقدمین امام علم تفسیر کی تعریف میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ علم تفسیر وہ علم ہی جس میں بھٹ کی جاتی ہے نظم قرآن سے بقدر طاعت بشری کے موافق قواعد عربی کے + و ہر علم باحد میں معنی نظم القرآن بحسب الطائفة البشرية وبحسب ماتفسیة القواعد العربیة و فائدہ حصول الفہرۃ علی استنباط الاحکام الشرعیۃ علی وجہ البصۃ — ہذا جا فکرة ایروا لخبیر و ابن صدر الدینی

واحد استنباط کرنے احکام شرعی کے اور بعض یہ کہتے ہیں + کہ علم تفسیر وہ علم ہی جس میں بھٹ کی جاتی ہے اللہ جل شانہ کی مراد و مقصود سے جو قرآن مجید میں ہی اور بعض یہ فرماتے ہیں + کہ وہ علم ہی جس میں بھٹ کی جاتی ہے الفاظ کلام اللہ سے تاکہ دلالت کرے مراد پر اللہ جل شانہ کی — ہمارے مذہب کے ایک بڑے معتقد نے ان تعریفوں کو جامع مانع نہیں جانا اور یہ لکھا کہ اللہ جل شانہ کی مراد سے بھٹ کرنا علم تفسیر نہیں ہے کیونکہ تفسیر دو ہے، عامیہ اور ہوتی ہے یا روایتی یا فرائیتی چونکہ اکثر روایتیں تفسیر کی احاد ہیں اس لیے وہ مفید نہیں ہیں ہر سکتیں پس از روایت کے مراد خدا کی یقیناً معلوم نہیں ہو سکتی باقی رہا از روے درایت کے یعنی مرافق اپنی سمجھ کے معنی سمجھنا یہ امر بھی ظنی ہی اسی واسطے تفسیر و تہمیں ایک دوسرے اختلاف ہی پس کیونکہ اُس پر یقین کیا جارہے کہ یہی مراد و مقصود خدا ہی پس اصل تعریف جامع مانع علم تفسیر کی یہ ہے کہ وہ علم ہی جس سے کیفیت خدا کے کلام کی من حیث القرآنۃ اس طرح دریافت کی جارہے کہ جس سے علم یا ظن اللہ جل شانہ کی مراد اور مقصود کا بقدر طاعت بشری کے حاصل ہو *

پس علم تفسیر کی تعریف میں جو باہم امام کے اختلاف ہی اور جو تعریف جامع مانع اُس علم کی بعض معتقدین نے بیان کی ہو یہ اختلاف اور یہ تعریف ہی اس بات پر اشارہ کرتی ہے کہ تفسیر جو کچھ اگلے لوگوں نے کی ہے وہ نہ سب راجح الیقین ہی اور نہ و معانی جو بیان کیئے گئے ہیں سب منقول صحیح صادق علیہ السلام ہے ہوں بلکہ جو کچھ مفسرین نے معانی اور مطالب بیان کیئے ہیں اُس سب کا منقول ہونا صحابہ یا تابعین سے بھی نہیں پایا جاتا پس وہ معانی جو باخبر مہرورہ یا پروایات صحیحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے منقول نہیں ہیں صرف ظنی ہیں اور اگر اُنہیں سے کسی کی غلطی ظاہر ہو جارہے تو اُس کا ماننا کچھ لازم نہیں *

الیتہ تفسیر میں ایک قسم خاص ہی جس میں سوائے یہ طریقہ سمع اور نقل کے تفسیر کرنا ناجائز ہی یعنی بیان کرنا اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ کا (جن کے نزدیک نسخ جائز ہی) اور قرأت اور لغات اور قصص اور اخبار کا مگر سوائے اِس کے استنباط کرنا احکام اصالی

+ ہر ما یبھص نیہ من مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ من قرآن المجید — مولانا قطب الدین الرازی فی شرحہ للکشاف

+ خارج تقضائی —
+ فالأولی ان یقال ان التفسیر معرفة احوال نلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ من حیث القرآنۃ و من حیث دلالتہ علی ما یعلم اریہن انہ مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بقدر الطائفة الانسانیۃ — کشف المکنون

میں وفات پائی، منقطع ہی کیونکہ ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس سے نہیں ملا اور اگر اس میں روایات بشیر بن عمارہ کی ملائی جاوے تو اُس بھی زیادہ ضعیف ہی اور اگر روایت جریر کی ضحاک سے ہی تو بہت ہی زیادہ غیر قابل اعتبار ہو گی *

دوسرا طبقہ — مفسرین کا طبقہ تابعین ہی جس میں مجاہد بن حومہ کی * اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور طاؤس بن کثیران یمانی اور عطاء بن ابی ریحان مکی ہی جو اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہلئے جاتے ہیں اور علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور شعبی ہیں جو کہ یاران ابن مسعود ہیں اور عبدالرحمن بن زید اور مالک بن انس اور حسن بصری اور عطاء ابن ابی سلمہ اور محمد بن کعب اور ابراہیم مالک اور ضحاک ابن مزاحم * اور عطیہ بن سعید اور قتادہ بن دعامة کی اور ربیع بن انس ہیں مگر ان میں سے کسی نے کوئی کتاب تفسیر کی تالیف نہیں کی *

تیسرا طبقہ — مفسرین کا وہ ہی جنہوں نے کتابیں تفسیر کی تالیف کیں اور اقوال صحابہ اور تابعین کو جمع کیا انکے نام یہ ہیں سفیان بن عیینہ ربیع بن جراح شعبہ بن حیجاج یزید بن ہارون عبدالرزاق مہدی بن ابی طلحہ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن ماجہ حاکم ابن مرزوق ابن حبان ابن منذر *

چوتھا طبقہ — ان مفسرین کا ہی جنہوں نے تفسیریں تالیف کیں مگر سلسلہ سند کو اڑا دیا مثلاً ابواسحاق زجاج اور ابوعلی فارسی اور ابوبکر نقاش || اور ابوجعفر ثعالب اور مکی بن ابی طالب اور ابوالعباس مہدوی *

+ قال ابوبکر ابن العیاض فیہ الامامہ فی تفسیر مجاہد قال اخذنا من اهل الکتاب — میزان الامتداد ذہبی
+ قال یحییٰ بن سعید الضحاک ضعیف مندلاً و اما رواياته من ابن عباس و ابی ہریرۃ و جمیع من روى عنه ففی ذلک کلمۃ نظر (میزان ذہبی) الضحاک ضعیف ولم یستمع من ابن عباس — لابی منصور فی الاحادیث الموضوعة للسیرامی
+ قال جریر ابن عبدالحمید من غیرۃ من الشعمی قیل لہ ہل رايت قتادۃ قال نعم رايتہ کحاطب لیل وقال سفیان ابن عیینۃ قال الضحاک نقیۃ حاطب لیل — مقتصر تہذیب الامال ذہبی

|| کان یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص وسئل ابوبکر البرقانی عن النقاش فقال لک حدیث منکر و قال البرقانی وذكر تفسیر النقاش فقال لیس فیہ حدیث صحیح — انساب سمرانی
کان النقاش یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص — میزان ذہبی
النقاش صاحب التفسیر فانی کتاب اردو احد من الدجاجیل —

لسان میزان مستقانی
فی حدیث متناہی باسائید مشہورۃ و ذکر النقاش عند طلحہ ابن محمد ابن جعفر قال کان یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص وقال البرقانی لیس فی تفسیرہ حدیث صحیح — وقیات الامیانی یامنی

اور نومی کا آیات سے اور مطابق دینا الفاظ کلام الہی کا حقایق موجودہ محقق سے اور تفصیل کرنا ان نکات و اسرار کا جو ان نظروں سے اجمالاً ظاہر ہوتے ہوں اور رفع کرنا ان شکوک و شبہات کا جو آیات متشابہات سے پیدا ہوتے ہوں اور جن سے مفسرین و مفسرین کو اس کلام کی حقیقت پر غلطی کرنے کا موقع ملتا ہو نہ صرف جائز ہی بلکہ بہش ضرورتوں میں ضروری اور واجب ہی *

دوسری بحث طبعیات مفسرین کے بیان میں

پہلا طبقہ — مفسرین کا طبقہ صحابہ ہی جس میں خلفاء اربعہ اور حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری اور عبداللہ بن زید اور انس بن مالک اور ابوہریرۃ اور جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں مگر منجملہ انکے بڑے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس ہیں جنکو ترجمان قرآن کہتے ہیں *

حضرت عبداللہ بن عباس سے جو تفسیر + منقول ہی اس کے بعد سے سلسلہ ہیں جنہوں سے بعد صحیح بعد مشتبہ اور بعد بالکل غلط اور جوڑتہ ہیں صحیح سلسلہ انکا وہ ہے جو + علی بن ابی طلحہ ہاشمی سے (جنہوں نے سنہ ۱۳۳ ہجری میں وفات پائی) منقول ہی اور جہڑ بظاہر نے اختیار کیا ہی اور سلسلہ قیس بن مسام کوئی کا (جس نے سنہ ۱۲۰ ہجری میں وفات پائی) عطاء بن سائب کی روایت سے بھی صحیح ہی لیکن راہی سلسلوں میں سے انکی تفسیر کا وہ سلسلہ ہی جو ابونصر محمد بن سائب کلبی (جس نے سنہ ۱۳۶ ہجری میں وفات پائی) نے ابو صالح کی روایت سے بیان کیا ہی

ور اگر اس میں روایت محمد بن مردان سدی صغیر کی (جس نے سنہ ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی) مہی ہی وہ سلسلہ بالکل ہی غلط و جہڑا ہی اور اسی طرح پُر مقاتل بن سلمان بن بشیر ازہبی کا جس نے سنہ ۱۵۰ ہجری میں وفات پائی (موضوع اور جہڑا ہی و سلسلہ ضحاک بن مزاحم کوئی کا (جس نے سنہ ۱۰۴ ہجری

+ یاد رکھنا چاہیئے کہ عبداللہ ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف چار حدیثیں سنیں ہیں کیونکہ وہ بہت چھوٹے تھے من میں مگر ان کی مرسل روایتوں کو قبول کرنے پر بھی اجماع ہی — شرح اصول بزدوی

+ قال قوم لم یسمع ابن ابی طلحہ من ابن عباس التفسیر و اما خذۃ من مجاہد او سعید بن جبیر — اتقان

قال یعقوب بن سفیان ضعیف الحدیث یعنی علی ابن ابی طلحہ — میزان ذہبی

قال ربیع ابن مقاتل ابن سلیمان کان کذاباً وقال ابن حبان کان یکنب بالحدیث — میزان ذہبی

اپنی کتاب فرزا لکھیو کے آخری حصہ میں لکھ دیا ہی جو چاہے وہ دیکھیں
اے اُس میں یا الفاظ غریب قرآن مجید کے معنی ہیں یا مختصر تفسیر
بعض آیات کی ہی مگر وہ لمبی چوڑے قصے اور کہانیاں جو اُن کی
طرف منسوب کی گئی ہیں اُن کا نام و نشان بھی نہیں ہے *
غرض کہ جب ان طوائف تفسیروں میں کوئی ایک بھی ایسی
نہیں ہے کہ جو صرف جامع احادیث نبوی اور اقوال صحابہ کبار ہو
تو اب ہر تفسیر کے اردر اعتبار کر لینا اور بغیر تحقیق کے جو کچھ
کسی عالم کے قلم سے نکل گیا اُس کا مان لینا اور مثل آیات قرآن مجید
کے اُس کے انکار کو کفر جاننا حقیقت میں اسلام کا نتیجہ نہیں ہے
بلکہ تقلید کا ثمرہ *

اگرچہ ہم اُن مفسرین کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور انٹر کو
اُن میں سے اپنا پیشرا اور امام اور مقتدا جانتے ہیں اور جو کچھ
انہوں نے اپنی ٹیک ٹیپتی اور صفات طیبہ سے ٹیک کوششیں کیں اُسکا
شکر کرتے ہیں اور اپنے اردر اُن کے علم اور تحقیقات اور تالیفات کا
بڑا احسان سمجھتے ہیں اور اُن کی کتابوں اور تفاسیر سے بہت بڑی
مدد پاتے ہیں اور ہم کو یہ ہے سے عمدہ اور اعلیٰ مباحث میں اُن سے
فائدہ پہنچتا ہے مگر بالیں ہم اُن کو معصوم اور مضطر نہیں
جانتے اور اُن کی رائے اور سمجھ اور بیان اور تالیف کو غلطی سے
مبرا نہیں سمجھتے اور مثل اپنے پیغمبر صلعم کے اُن کی ہر بات پر
آمانہ و صدقنا نہیں کہتے کیونکہ ہم یہ حق صرف اُسی ایک کا
جانتے ہیں جسکی شان میں ہمارے خدا نے فرمایا ہے و ما یطابق
من الہوے ان ہو الا وحی یوحی پس اگر دوسرے کی نسبت بھی ہم
ایسا ہی اعتقاد رکھیں تو حقیقت میں ہم مشرک فی صفۃ النبوت
ہیں *

یہ عقیدہ یا یہ قول ہمارا ہی نہیں ہے تمام متقدمین اور
سارے اگلے معتمدین اور مجتہدین کا یہی عقیدہ اور یہی قول تھا بلکہ
وہ اصحاب نبوی کی نسبت بھی کہتے تھے کہ اُن کی روایت معصوم
مگر اُن کی رائے معصوم نہیں ہے اور سوائے اُن کے اُوروں کی نسبت تو
صاف کہتے تھے کہ کانرا درجا لڑتے رجال والاہر بیننا و بینہم بھال ہے
پس جب کسی کی رائے اور کسی کا قول ہو طرح پر تسلیم کرنا
اور اُس کو گور کیسی ہی کولی غلطی پائی جاوے مان لینا ضروری
نہ ہو تو ہو شخص کو تحقیق کرنے اور اُس کے صالحہ ماملہ کے
سوجنے کی منہ اور نقل اجازت ہوئی پس کسی مسلمان پر یہ سمجھ اسلام
کے کسی تفسیر کی کتاب کا بجمیع الوجہ ماننا نہ ضروری ہے نہ
جایز بلکہ ہر مسلمان پر محض اُس پر جو اپنی ہر بات اور اپنے ہر
عقیدہ کا جواب دینا خدا کے روپر پڑی جانتا ہو ضروری ہے کہ وہ

پانچواں ملاحظہ — اُن لوگوں کا ہی جنہوں نے بے سند قولوں کو نقل
کیا اور ہر قسم کی روایات صحیح اور غلط اور ضعیف اور موضوع کو بیان
کیا اور بلا تصدیق و تمیز کے ہر قسم کی روایتوں سے اپنی تفسیروں کو
بہر دیا یا جن علموں سے وہ واقف ہوئے یا جن باتوں پر اُنکا میلان
طبع ہوا اُسی پر آیات قرآنی کو مارل کیا اور اُنہیں علموں اور اُنہیں
باتوں سے رزق کے رت تفسیروں کے سیارہ کیٹے مثل ثملی اور کلیہ *
اور واقعی اور امام رازی اور محمود بن حمزہ کومانی وغیرہ کے *

تیسری بحث کتب تفسیر کی حقیقت میں
چندنی تفسیریں آج تک مشہور ہیں اُن میں کوئی ایک بھی تفسیر
کی کتاب ایسی نہیں ہے جس پر بجمیع الوجہ صحابہ کا یقین کیا
جاوے اور جسکی ساری روایتیں اور ساری اقوال مانے جاویں اور جس
میں غلطی کا احتمال نہو کیونکہ کوئی تفسیر نہیں ہے جو صرف
احادیث صحیحہ اور اقوال صحیحہ صادق علیہ السلام ہی کی جامع ہو
اور لوگوں کی رائیں اور اُنکے قول نہ ملے ہوں اور کوئی تفسیر ایسی
بھی نہیں ہے جو صرف اقوال صحابہ کی جامع ہو ہاں ایک تفسیر
ہی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے
مگر ہم اردو طبقات کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ وہ تفسیر جو
منسوب ہے حضرت عبداللہ ابن عباس ہی اُنکے ٹی سلسلے میں اور
انٹر چورہ ہے اور رشتے میں سچا سلسلہ اُن کی تفسیر کا جو ہی وہ
یہ ہے تو ہر آہ اور اُسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

† علامہ سیوطی اس طبقہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ثم الف فی
التفسیر طائفة من المتأخرین فاتصروا الاسانید ورفقا الاثرال تبرا فدخل
من ہذا الدخیل والتیس الصحیح بالعلیل ثم صار تل من سنج لہ قول یوردہ
و من خیار بیانا من متمدنہ ثم یقل من ذلک خلف من سلف طائفا ان
لہ اصلا غیر ملتفت الی تصریر ماورد من السلف الصالح

‡ حوہی ذکر میں تفسیر طبری کے لکھتے ہیں کہ ولم یتمرض
ای الطبری التفسیر غیر موثق بہ فانه لم یدخل فی کتابہ شئیاً عن کتاب
محمّد بن السائب الکامی ولا مقاتل ابن سلیمان ولا محمد ابن عمرو الرادی
لانہم عدوۃ النذر

الکلبی نو معروف بالتفسیر ولا لاحد تفسیرا طول منہ ولا اشیع بعدہ
مقاتل ابن سلیمان الا ان الکامی یفضل لمانی مقاتل من المذہب الریدیۃ —
اقتان

قال احمد بن زبیر لاحد بن حنبل یصل النظر فی تفسیر الکلبی قال
لا رل الجور جانی وغیرہ انه کذاب وقال الدار قطنی مترک وقال ابن
حبان مذہب فی الدین ووضوح الکذب فیہ اظهر من ان یتحتاج الی
الافراق فی وصفہ — میزان ذہبی
فقال احمد فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لا یصل
انظر لہ

ملفوظ موضوع حدیثوں کے ضعیف اور منکر حدیثوں کا ہونا تو تفاسیر میں بعض کے نزدیک موجب قبح نہیں ہی کیونکہ بڑے بڑے اماموں اور محدثین نے فرمایا ہی کہ سوائے اُن احادیث کے جن سے استفراج احکام ہوتا ہی اگر حدیثوں کی تنقیح میں ہم نے خود تسامح کیا ہی تو اور بعض فراتوں نے تو حدیث کا وضع کر لینا ترغیب و ترویج کے لیئے جائز تصور کیا ہی جیسا کہ خلاصۃ الخلافہ میں لکھا ہی تہذیب الکرامیۃ و الطائفة المبدعة فی بعض الصوفیۃ الی جواز وضع الحدیث فی الترغیب و الترہیب *

اور تفاسیر وغیرہ میں غیر صحیح حدیثوں کو عالموں نے کچھ جان بوجھ کر ہی نہیں لکھا بلکہ انہوں نے کچھ تحقیق کرنے پر زیادہ ترجیح نہیں دی اور سوائے احکام کے اور احادیث کی صحت کو کچھ بہت ضروری نہیں جانا اور دوسروں کے لکھ ہوئے اور کچھ ہوئے پر اعتبار کر لیا اور یہ غلطی کچھ کم علم آدمیوں سے نہیں ہوئی بلکہ بڑے بڑے نامی مشہور محققین سے بھی ہوئے سو ہو گیا جیسا کہ †

† الرابع انہم قد یزورون عنہم احادیث فی الترغیب و الترہیب و فضائل الاعمال و القصص و احادیث الزہد و معارف الاخلاق و نحو ذلک مما لا یتعلق بالاحکام و العوام و سائر الاحکام و هذا القرب من الصدیف یجوز عند اهل الحدیث و غیر ہم التسامح فیہ و رواية ماسوی الموضوع فیہ و العمل بہ لان اصول ذلک صحیحة مقررة فی الشرع معروفة عند اعلیٰ و علی کل حال فان الاثمة لا یزورون من اضعاف شیئا یتصور بہ علی انفرادہ فی الاحکام هذا شیئی لا یعلقہ امام من ائمة المحدثین ولا یحقق من غیبرہم من العلماء و اما فذل یشیر من التفہام او اکثر ہم ذلک و اعتماد ہم علیہم یضارب بل تہجیداً — خلاصۃ الخلافہ

‡ عبد الرزاق قنابی فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں اجتہدت فی تہذیب الاحادیث الی مفرجہا من ائمة الحدیث من البصراع والسنن والمسانید فلا اعز الی شیئی منها الا بعد التفتیش من حالہ و حال مفرجہ ولا اکتفی بمفرجہ الی من لیس من اہلہ کظام المفسرین قال ابن الکمال کتب التفسیر مشہورۃ بالاحادیث الموضوعة و کا کثیر القلم فان الصدق الاول من اشیاء المجتہدین لم یعتبرا الی ضبط التفویض و تمیز الصحیح من غیرہ فرقوا فی الجزم بنسبۃ احادیث نثیریۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فرعوا علیہا کثیرا من الاحکام مع ضعفہا بل ربما دخل علیہم الموضوع و من مدت علیہ فی هذا الباب فقرات و حقائق علیہ غلطیات الاسدین الاسد الکرار البیرو الفرار الذی رجح علی جلالة الموافقات والمواف والمعامی والمخالفات و طریقتہ فی المشوقین والمفریین الاسناد الانظام امام الصحیحین و تیمۃ علیہ معارف القراءہ دہقان الامائد اہل القل والمعاذ الذی اعترف باماتۃ الخاص والعام مولانا حبیب الاسلام فی نثر من عظام المذاهب الاربعۃ و هذا لا یتقد فی جلالہم بل لانی اجتہاد المجتہدین انذیس فی شرط المجتہد الاحاطۃ لکل حدیث فی الدنیا قال النکاظ الزین الدین العراقي فی حلیۃ تخریجہ الکبیر الاحیاء عاۃ المتقدمین السکوت عما او وہا من الاحادیث فی تصانیفہم و مدہم بیان جرحہ و بیان الصحیح من الضعیف الانذار وان کانوا من ائمة الحدیث حتی جاز الحدیث و تصدقوا ان لا یغفل الناس النظر فی کل علم فی مہنتہ انتمی بلطفہ

تحقیق کرے اور اُن کتابوں کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہی اُس کی جانچ کرے جسے صحیح پارے اُسے سر پر آنکھوں پر رکھے جسے غلط پارے اُس پر خط نسخ کوینچ دے † *

تفسیروں میں جہانک غور کرنے سے پایا جاتا ہی سوائے اُن باتوں کے جو قلاب و سمع پر موقوف ہیں مثلاً اسباب نزول وغیرہ کے چند چیزیں ہیں یا احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اقوال صحابہ کبار اور تابعین کے یا قصص اور اخبار یا واقعات زمانہ آئندہ کے یا استنباط مسائل اصول و فروعی کا یا تشریح حقائق موجودات کی مطابق علوم عقلی کے *

ذکر احادیث نبوی کا جو تفسیروں میں ہیں

احادیث نبوی † جو کتب تفاسیر میں منقول ہیں انثر بلا سلسلہ رواۃ اور بغیر ذکر اسناد کے مذکور ہیں مگر بعض تفسیروں میں اُسکی رعایت ہی پس جو حدیث بے سند ہی یعنی جسمیں نہ راویوں کے نام نہ بیان کرنے والے کا ذکر مفسر نے کیا ہی اُس کی تنقیح کرنا اور جو حدیث بسلسلہ رواۃ مذکور ہی اُس کے رواۃ کی تحقیق کرنا محقق کا کام ہی کیونکہ جب ہمارے پہلے عالموں نے اُن حدیثوں کی تحقیق کی جو تفسیروں میں بھری ہوئی ہیں تو انہوں نے انوار کیا کہ تفسیر کی کتابیں نہ صرف ضعیف اور منکر حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں بلکہ موضوع حدیثوں کا مجموعہ ہی جیسا کہ علامہ عبدالرزاق قنابی فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ قال ابن الکمال کتب التفسیر مشہورۃ بالاحادیث الموضوعة *

† کتب التفسیر التي یفعل فیہا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی والواحدي والبغوي وابن جریر وابن ابی حاتم لم یکن مجرد رواية واحد من هو لا دلیلہ علی صحۃ باتفاق اهل العلم فانه اذا عرف ان تلك الموقوفات فیہا صحیح وضعیف فلا بد من بیان ان هذا المنقول من قسم الصحیح دون الضعیف — ابن تیمیہ

‡ و من تلبیس ابلیس علی علماء المحدثین رواية التحدیث الموضوع من غیر ان یبینوا انه موضوع و هذا خیانتہ منہم علی الشرع و مقصود ہم تنقیح احادیثہم و کثرت روایاتہم الی قولہ و من هذا الفن تدلیسہم فی الروایۃ نثارۃ یقول احدهم قلن من قلن او قال قلن من قلن یروہ انه سمع منہ رام یمسح و هذا یبطل لانه یجمل المقتطع فی مرتبۃ المتصل — تلبیس ابلیس علامہ ابن جوزی

و کان الامش و الثوري و ابن مینۃ و ابن اسحاق وغیر ہم یفعلون فی النوع ای تدلیس الاسناد — شرح الشرح تحفۃ الفکر کمال علی قاری و انما عجبت من ابی یکر ابن ابی داؤد کیف فرقہ یعنی هذا الضعیف علی کتابہ الذی صنّفہ فی فضائل القرآن و هو یعلم انه حدیث ضعیف و لکن شرح بذلک جمہور المحدثین فان من عادتہم تنقیح حدیثہم و لا بالبراطیل و هذا یبطل منہم — علامہ ابن جوزی

صحابت دیتے ہیں کہ کوئی بات آنحضرت صلعم نے خلاف قرآن کے نہیں فرمائی نہ کسی ایسی چیز کا حکم دیا جسے خدا نے منع کر دیا ہو نہ کسی ایسی چیز کو جدا کیا جسکے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہو اور نہ کسی چیز کی ایسی صف بیان کی جو مخالف بیان خدا کے ہو اور ہم ہدایت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ہر قول موافق تھا خدا کے مروجہ کے اور اسی لیتے خدا نے فرمایا ہی کہ جس نے اطاعت کی رسول کی اُس نے اطاعت کی خدا کی *

پس اب ہم مسلمانوں کو ان دہشتوں قراوں پر ذرا غور کرنا اور انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ ان اماموں نے اُن حدیثوں کو جنکا سلسلہ سند آنحضرت تک پہنچتا ہی صرف اصول صحیحہ عقلی پر تمسک کرنے سے غلط ٹھوڑا اور راویوں کی روایتوں کو غلط کہہ کر اصل میں کو بچایا۔ نہ ایک حدیث سے ایک پیغمبر کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہی اور دوسری حدیث سے پیغمبر کا قول مخالف قرآن کے ہونا لازم آتا ہی جس کا حال بیان کیا جاوے اُن غلط قراوں کا جسے جاہلوں نے اپنی جہالت سے یا متعصبین نے اپنے تعصب سے یا افسدوں نے اپنی لامذہبی سب سے یا نادان دینداروں نے اپنی نادانی کی وجہ سے یا بے سمجھے اطمینان سے لوگوں کے قرائے اور خوش کرنے کے لیتے آنحضرت سے منسوب کیا اور ابطال کو احادیث نبوی ٹھوڑا اور پھر کیا بیانی کی جاوے قلیل کی وہ مصیبت جس نے اُن قراوں سے کتابوں کو بھر دیا اور ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے نقل کر کے اُنکو تواتر کے درجہ پر پہنچا دیا ہو *

الاصول بہ خیال کرنا کہ جس کتاب میں قال قال رسول اللہ ای اللہ علیہ وسلم لکھا ہو اُسے صحیح حدیث رسول خدا کی سمجھ لیا اور اُس پر دین کی مہارت کھڑی کرنا نادانی ہی کیونکہ دین کی ہر بات کا معاملہ ہی اور کسی قول کو بلا تحقیق یقین کر لینا ہمارے پیغمبر صلعم صاحب کا قول ہی نہایت خطرہ کی بات ہی اس مسئلے کے پیغمبر صلعم کا قول ایک عام آدمی کا قول نہیں ہی جس کا اتنا نہ ماننا کچھ نقصان کا سبب نہو آنحضرت کا قول ہمارے ہی و مذہب کی بنیاد ہی اُس کو بعد صحت کے نہ ماننا یا اُس پر یقین نہ کرنا یا اُس کے مطابق عمل نہ کرنا ہمارے دین کی پریشانی کا سبب ہی پس اُس شخص کا قول جو ہماری ہدایت کا ذریعہ ہو اس کے اوپر ہمارے دین و دنیا کی بھلائی پرانی موقوف ہو اور اس پر ہمارے اعتقاد اور افعال کی بنا ہو ایسا ہی کہ ہم کو نہایت د اور فکر سے اُس کی تحقیق کرنا اور نہایت صحت اور دقت سے اس کی صحت ثابت کرنا واجب ہے ہی پس جب کہ ہم کو اُس کی

باتی رہا یہ امر کہ اب تحقیق اور تنقیح احادیث کی کیونکہ کی جاوے اُسکی نسبت کچھ بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ ہمارے اگلے محققین یہ کام کر گئے ہیں اور احادیث کے ضعف اور صحت کی تحقیق کرچکے ہیں اور کتاب الرجال میں راویوں کے حالات لکھ گئے ہیں ہمارے واسطے اب کوئی زیادہ دقت نہیں ہی بجز اُسکے کہ ہم اُنکی تحقیقات کو دیکھیں اور اُن محققین محدثین کی اُن تحقیقاتوں سے فائدہ اُٹھادیں جو اُنہوں نے تنقیح احادیث میں کی ہیں پس جو حدیث ایسی ہو کہ جسکا تواتر یا شہرت یا صحت درجہ یقین پر پہنچے اُسے مثلاً آیات قرآن کے واجب الیقین اور واجب العمل جائیں جسے مروض اور غلط اور غیر صحیح پڑیں اُس کی طرف حدیث کے لفظ کی نسبت کرنے سے بھی تامل کریں *

غرض کہ اب انصاف پسند مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غور کریں کہ ہم مسلمانوں کا کمال اسلام یہ ہے کہ جو بات جس تفسیر میں بنام حدیث لکھی ہو اُسے بلا تامل بلا تردد حدیث سمجھیں یا کمال اسلام یہ ہے ہی کہ اُسکی صحت کی تحقیق کریں اُس کے ماخذ و میداد پر غور کریں جب امام الحرمین اور امام حجة الاسلام سے موافقین اور ہدایہ سی معتبر کتاب کے قائلین کرنے والوں کو احادیث غیر صحیح میں دھوکہ ہو گیا تو پھر نس کی کتاب پر بلا تحقیق اعتبار کیا جاوے پس اگر ہم کاذب یا مرتد ہیں تو صرف اس گناہ میں کہ ہماری خواہش یہ ہے ہی کہ ہمارے پیغمبر کا قول اوروں کی باتوں سے جدا ہرجارے اور ہمارے مہرب رسول کی طرف کوئی جھوٹی بات کو منسوب نہ کرے اور وہ اعتواضات اور مطالب جو دین اسلام پر وضعی اور غیر صحیح حدیثوں کے سبب سے ہوتے ہیں مرتفع ہرجاروں اور وہ باتیں جن سے مخالفت اقرال رسول کی حقائق محققہ سے سمجھی جاتی ہی باطل ٹھہریں اور سب لوگ مذہب اسلام کو ایک مجہومہ ایمان اور نیکی اور سچائی اور عقل اور حقیقت کا جانیں سوائے اُس کے نہ کچھ دوسری خواہش ہی نہ اور کوئی تمنا ہی نہ ہی ہماری خفا ہی اور

یہی ہمارا گناہ ہی - نیست یاروان طریقت غیر ازین تصدیق ما *

ذکر اقوال صحابہ کبار و تابعین کا

جو تفسیروں میں ہیں

اقوال صحابہ کبار کے دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پس وہ تو حدیث میں داخل ہیں دوسرے وہ جو کچھ انہوں نے اپنی رائے اور اپنی سمجھ سے کہا پس یہ عقیدہ محققین کا ہی نہ روایت انکی مضموم ہی رائے انکی مضموم نہیں مگر قطع نظر اس کے اُن اقوال کا ثبوت بھی یہ سند صحیح چاہیئے حالانکہ ہند تحقیقات کے بعد ہی کم ثابت ہوگا کہ جو اقوال اُن بزرگرسے منسوب ہیں وہ سب کے سب صحیح ہوں چنانچہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباس سی ہزارہا روایت تفسیروں میں پہری ہوئی ہیں اور اکثر اُنہیں سے چھوٹی اور وضعی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس پر تمسک ہی جیسا کہ اوپر ہم بیان کرچکے اور خود حضرت عبداللہ ابن عباس نے صرف چار حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر ہمارے علما نے اُنکی روایت کو اور احادیث کی نسبت بھی قبول کیا ہی لیکن وہ اقوال جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے تفسیروں میں منقول ہیں خرافہ و اُنکی روایت ہو یا درایت اُنکی نسبت تحقیق کرنا نہ اسکا ثبوت ہوتا ہی یا نہیں ضرور ہی باقی رہے اقوال تابعین کے اگر اُنکی صحت بھی ثابت ہو جائے تو کائنات جلا و نعن رجال و الامر یفتیما و بیہم بدل *

ذکر قصص اور اخبار کا جو تفسیروں

میں ہیں

خد اُن قصوں اور کہانیوں کو کسی مسلمان کو نہ دکھائے نہ سنائے جو لوگوں نے تفسیروں میں یہودیہ میں اُنہیں اُنہیں جہتے اور پے بنیاد ہیں اور یہودیوں سے سنئے ہوئے ہیں احادیث صحیحہ سے قصص اور اخبار کا ہونا بہت ہی تم پایا جاتا ہی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں اخبارامم سابقہ کو بہت ہی توہر یا بیان کیا ہی ہمارے پچھلے مامور نے اکثر قسے + یہودیوں سے + جو قصص اور اخبار اور غیب کی باتیں منسوسین نے لکھی ہیں اُنکا لینا اہل کتاب سے بہ تحقیق ہمارے محققین کے ثابت ہی اور صرف پچھلے علما کی نسبت از الامداد ابراہیم حاشیہ نغیۃ الفکر میں جسکا نام قصاص الوطی ہی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام اور عبداللہ عمرو بن عباس نے اہل کتاب سے نقلیں کی ہیں اور جب شام کا ملک فتح ہوا تب ایک بار شتر کتابوں کا اہل کتاب سے عبداللہ عمرو بن عباس نے

سنکر اپنی کتابوں میں نقل کر دیئے اور جنہوں نے اپنی تالیف کو زیادہ مایوس دینا چاہا انہوں نے اور اُس میں دخل درمداخلت فرمایا ہمارے نزدیک اکثر قصے اور اخبار امیر حمزہ کیسی داستان ہی نہ اعتبار کے لائق نہ اعتماد کے قابل من شام فیقیل و من شام فلیکر *

ذکر واقعات آئندہ کا جو تفسیروں میں ہیں

واقعات زمانہ آئندہ کے جو کچھ بیان کیئے گئے ہیں اُنکی نسبت تحقیق کرنا چاہیئے کہ اسکا سلسلہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہی یا نہیں اور اُس میں بھی وہ روایت بدرجہ شہرت یا صحت پہنچتی ہی یا نہیں اور اُس میں محدثین نے وہ تسامح جو ایسی حدیثوں میں جائز سمجھا گیا ہی کیا ہی یا نہیں اگر بعد

پایا اور اسکر روایت کیا اسی واسطے اُنکی حدیثیں کم ہیں مگر وہ باتیں جو ثبوت سے اُن سے منقول ہیں وہ صرف اخبار اور قصے بنی اسرائیل کے اور روایات اہل کتاب کی ہیں کہ اسمیں اُنکی حدیثیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ ہیں و ہذا عبارتہ - و مثل الصحابی الذی لم یأخذ عن الاسرائیلیات ابوہریرہ و عمر و عثمان و علی و مثل من أخذ عنہ عبداللہ بن سلام و قیل عبداللہ عمرو بن عباس فانہ لما فتح الشام أخذ حمل بیزیر من کتب اہل الکتاب و کان یحدث منہا فلما انتقاہ الناس نقل حدیثہ و ان کان اکثر حدیثا من ابی ہریرۃ یا عترانہ والعماد بها قصص بنی اسرائیل و ما جاء فی تہذیبہ - اور ملا علی قاری شرح الشرح نغیۃ الفکر میں لکھتے ہیں - او الہدیب الذی یقرۃ الصحابی الذی عرف بالنظار فی الاسرائیلیات عبداللہ بن سلام و عبداللہ عمرو بن عباس فانہ کان حصل لہ من رقعۃ الیہرہو کتب نغیرۃ من اہل الکتاب و کان یخبر بہ انہما من الامور الغیبیۃ حتی کان بعض اصحابہ یوما قال حدثنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تعدنا من الہدیب - اور علامہ سیوطی عبداللہ عمرو بن عباس کی تفسیر کی نسبت لکھتے ہیں کہ "و ما شہبہا بان تکون مما یمہملہ من اہل الکتاب" اور دوسرے طبقہ کے بڑے مفسر متجاہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُنکی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ "قال ابوہریرہ بن العیاش قلت لامامہ ما بال تفسیر مجاہد قال اخذہا من اہل الکتاب" اور دوسرے طبقہ کے بڑے مفسر مقاتل بن سلیمان ہیں جو امام المفسرین کہلائے جاتے ہیں اُنکی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ قال ابن حبان کان یأخذ من الیہود النصارى من علم القرآن ما یرائق تہذیبہ و کان یحذب بالہدیب و قال البضاہی قال سفیان بن عیینہ سمعت مقاتلہ یقول ان لم یخرج الدجال فی سنۃ خمسین و مائۃ فامروا انی کذاب -

اس حدیث کو اُن لوگوں نے جو اُنہی سے سو برس تک پہلے مانا اور دسویں صدی میں منظر قیامت کے رہے مگر بعد جبکہ دسویں صدی ہوئی اور کچھ بھی آثار قیامت کے نظر نہ آئے تو اُس سے سپہوں نے انکار کیا اور اُس کو غلط جانا پس اگر وہ برگ زندہ رہتے جو اُس حدیث کی صحت کے معتقد تھے تو دسویں صدی میں اُن کو اسلام چھوڑنا پڑتا کیونکہ وہ تکذیب رسول کی کرتے اور اگر وہ بزرگ پہلے ہی سے اُس حدیث کی تحقیقات کرتے اور اُسے بے اصل سمجھ کر اُس پر اعتقاد نہ رکھتے تو دس صدی کا اگر لاکھ صدیاں گزرتیں تب بھی اُن کے اعتقاد اور یقین میں کچھ شبہ نہ ہوتا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں یعنی ۹۲۳ ہجری میں اُس حدیث کو غلط بتایا کیونکہ وہ دسویں صدی میں تھے مگر انوسر ہی کہ انہوں نے بھی ایک دوسری حدیث سے کہ عہد دنیا سیمۃ ایام من ایام الاخرة و بعثت فی الخوالیم السادس اہنی کتاب میں لکھ دیا کہ اب عہد دنیا ۲۷۶ باقی ہے اب ہم اپنے پاک اور نیک سچے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ ۲۷۶ برس بھی گزر گئے اور عہد دنیا کی ابھی تمام نہیں ہوئی تو اب مسلمان کیا کریں نبی کی سچائی میں شبہ کرنے اسلام کو چھوڑ بیٹھیں یا اُس حدیث کی صحت میں شبہ کریں ہمارے نزدیک ہمارے مسلمانوں کو پاپی بات تو منظور ہوگی مگر دوسری بات پسند نہ کریں گے کیونکہ اُس تحقیقات کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو بڑے نامی مشہور مفسرین نے کی ہے اور علامہ سیوطی سے مصنف مہدث مفسر نے لکھی ہے پس کیا ہمارے بھائی مسلمان مہدث اور مرتد ہیں جو ایسے مہدثین کی باتوں کو غلط جانیں اور اُن کے قول سے انکار کریں *

فرسکہ یہ انسان درد کہاں تک بیان کیا جاوے اور کتابوں کی کثرت اور اقوال غیر معتمد کے بھرنے سے جو کچھ خرابیاں عریض ہیں اُسکا کیا بیان کیا جاوے بڑے مرد اور کامل کا کام ہے کہ وہ اپ صحیح کو غلط سے تمیز کرے اور بے اصل باتوں کو دینی کتابوں سے خارج کرے ورنہ ایسی ایسی روایتیں اور تہائیں سے دین اسلام کی صحت سے اعتقاد آج نہیں کل نہیں پڑوں اُنہی جارہا *

ذکر استنباط مسائل اصولی و فروعی کا

جو تفسیروں میں ہے

جو مسائل اصولی و فروعی صاف صاف قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس سے قطع نظر کر کے جو کچھ احتنباط اُن آیات کے امارات و

تحقیقات کے اُسکی صحت ثابت ہو (حالانکہ یہ بہت کم ہوگا) تو اُسے ماننا چاہیئے ورنہ اُسکو ایک دل خوش کن نہانی سمجھنا چاہیئے اور اس بات پر قازان نہونا چاہیئے نہ بڑے بڑے بزرگوں نے اُن واقعات کو بیان کیا ہے اور اچھے اچھے عالموں نے اُسے قبول کیا ہے کیونکہ بعض بلکہ اکثر باتیں ایسی ہیں نہ جن سے کذب کی نسبت آنحضرت کی طرف ہوتی ہے نہ عہد ہالہ من ذلک *

میں ایک حدیث کو بیان کرتا ہوں + جو کہ اگلے زمانہ میں بہت مشہور تھی اور لوگوں کی زبان پر تھی کہ پیغمبر خدا ہزار برس سے زیادہ قبر میں نہ رہینگے گویا ہزار برس کے اندر قیامت آجائیگی

+ شیخ جلال الدین سیوطی کتاب التشف من مجاورۃ ہذا الامۃ الاف میں فرماتے ہیں - و بعد فقد کثرت السوال عن الحدیث المشہور علی السنۃ الناس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یبعث فی قیوۃ الف سنۃ وانا اجیب بانہ داخل لاصل لہ ثم جاء فی رجل فی شہر ربیع من سنۃ ۸۹۸ معہ روقۃ بخطہ ذکر اند نقلمہا من قیامہا فی ہذا اکابر العالمہ ممن ادركتہ فیہا انہ اتمدت مقتضی ہذا الحدیث و انہ یقع فی المائۃ العاشرة خروج المہدی و الدجال و نزول عیسی و سایر الاشراف و النسخ فی الصور و یمضی الاربعم سنۃ التی بین النسختین و تنفخ نفخۃ البعث قبل تمام الالف فاستیعبت حدیث ہذا الکلام من ہذا العالم الشار ایہ و کرعہ ان اصبح بردۃ تادباً منہ فقلع ہذا شئی لا امرنہ فصار لہ السائل تعویذ المقال فی ذلک فلم ابلغ مقصودہ الی ان قل فاجبت الی ما سألوا و شروعہ لہ منہ فان شأنا عاجلوا و ان شأنا امہلوا و سمیتہ الکشف عن مجاورۃ الامۃ الالف فاقول اول الذی دلل علیہ الآثار ان ہذا الامۃ تزيد علی الف سنۃ و لا یبلغ الزیادۃ علیہا خمس مائۃ سنۃ الی آخر مقال فی تلک الرسالۃ رایت فی آخر بعض النسخ ماصورۃ و حکى بعض اهل التاریخ ان تاریخ الدنیا من لدن آدم علیہ السلام حین مضی من الجنۃ الی مازن نوح علیہ السلام اثنی عام و مائۃ عام و من مازن نوح الی زمن ابرہیم علیہ السلام اثنی عام و مائۃ عام و من زمن ابرہیم الی زمن موسی علیہ السلام اثنی عام و مائۃ عام و من زمن موسی علیہ السلام الی زمن عیسی علیہ السلام اثنی عام و مائۃ عام و من زمن عیسی علیہ السلام الی الان تسعمائۃ عام و اربعۃ و عشر سنۃ و مائۃ سنۃ مجموع ذلک سنۃ اثنی و سیمائۃ سنۃ و اربعۃ و عشر سنۃ و علی ہذا یقال الباقی لقیام الساعۃ من یومنا ہذا و ہو سنۃ اربعۃ و عشر سنۃ و تسعمائۃ مائۃ سنۃ و سنۃ و سبعم سنۃ بدلیل قولہ صلعم عہد الدنیا سیمۃ ایام من ایام الاخرة و بعثت فی آخر یوم السادس و قال اللہ تعالی و ان یوما مندریک کالف سنۃ معاتعدن —

کنایات سے کیا ہی آسمیں اختلاف کا ہونا بھی دلیل اس پر ہی کہ وہ سب منقول صاحب الشریعہ سے بلکہ ملاف صالح سے نہیں ہیں اور اس لئے جہاں تک موافق قواعد عربیہ کے استنباط آسکا ہی وہ واجب قبول ہی اور جو بعض فقہا نے بعض مسائل کے اثبات میں ایسی آیتوں سے استدلال کیا ہی جنہر حقیقت میں اُن آیتوں سے کچھہ تعلق نہیں ہی وہ واجب القبول نہیں *

بعض متکلمین نے بھی دائرہ احتیاط سے پانوں باہر نکالا ہی اور اُنہوں نے فریق مخالف کے الزام اور اپنے عقاید کے اثبات کے واسطے آیتوں کی ایسی ایسی تفسیر کی ہیں کہ جس سے کچھہ تعلق اُس عقیدہ کو نہیں ہی اور اُس کا ثبوت اُن کتابوں کے دیکھنے سے ہوتا ہی جو معتزلی اور دیگر فرقہ مبدعہ کے عقاید کی تردید میں تالیف ہوئی ہیں *

بعض متصرفین نے بھی اپنے عقاید کے اثبات میں تفسیر میں بہت بے احتیاطی کی ہی بلکہ ثوبت بہ تعریف پہونچادی ہی کہ اپنے فاسد عقیدوں کے مطابق ایسے معانی قرآن کے بیان کیئے ہیں کہ جن کو کچھہ تعلق الفاظ سے نہیں ہی اور بلا رعایت اصول شروع کے اور بلا لحاظ قواعد عربیہ کے نئے معنی پیدا کیئے ہیں جیسے کہ تفسیر معتمد ابن حمزہ کرماتی کی ہی جس کا نام مجاہد غواہیب ہی اُس میں ایسے عجیب اقوال لکھے ہیں کہ سننے والے کو تعجب آتا ہی اور بے بسبب غواہیب کے مرام کو اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اقوال ایسے ہیں کہ اُن پر اعتقاد کرنا کیسا نقل ہوئی اُن کلمات کی جائز نہیں *

باطنیہ فرقہ نے بھی اپنے عقیدوں کے اثبات میں ایسی تفسیریں کی ہیں کہ اُنہوں نے دین ہی کو بدل ڈالا اور تمام ظواہر آیات کو چھڑ کر اور ہی کچھہ معنی بنائے مگر جو لوگ محققین ہیں اور اہل باطن اُنہوں نے نصوص کو اُن کے ظاہر معانی پر رکھا مگر اُس کے اصلی مطالب اور حقائق و دقائق کو ظاہر کیا کہ یہ امر عین ایمان اور کمال عرفان ہی کیونکہ خود حدیث میں آیا ہی لکل آیتہ ظہر و بطن *

غرض کہ ہر فریق نے موافق اپنے اپنے عقیدہ اور خواہش کے تفسیر کی اور اُس سے استنباط مسائل اصولی و فروعی کا کیا لیکن حقیقت میں اصل تفسیر وہ ہی جو مخالف قواعد عربی اور اصحاب قرآن کے نہو اور جس سے نصوص واقعہ کی تعریف لازم نہ آوے اور نظم قرآنی اپنی نصاحت و بلاغت پر باقی رہے *

غرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہوتا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استخراج کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیریں لوگوں نے بعد طائفہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں پور دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لئے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ بڑے تھری تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں میں امراہ اور قراہد کو پور دیا اور سارے مسئلے تھو کے قرآن سے نکالی اور تفسیر کو اُنہوں نے کانیہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے پور دیا اور اگلی پچھلی خبریں جو فہمی سچی تفسیروں میں پور دیں اور اُنہوں نے تفسیر کو الف لیلف بنا دیا جیسا کہ ثعلبی نے کیا (جسے لوگ بڑا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے اُنہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے درجہی غرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کو استنباط آیات سے کیا جو کی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثلاً علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم کلام کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے اُنہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قولوں کا مجموعہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طویل دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

† ثم صنف بعد ذلك قديم بومرا في شيئي من العلوم ومنهم من ملا كتابه بما غاب على طائفة من الفتن واقتصر فيه على ما تهمر هو فيه كان القرآن انزل لاجل هذا العلم لا فير مع ان فيه تبيان كل شيئي فالنصوي قراة ليس الا الاغراب وتثيير الارجاء المقتبلة فيه وان كانت بعيدة وينقل قواعد النسخ ومائله وفروعه وغلانياته كالزجاج والراحي في البسيط راہي حيان في البصر والنهر والاخباره ليس له غفل الاقتصار واستيفاءها والاخبار من ساف سواد كانت صحيحة او باطالة ومنهم الثعلبي والفيہ يكاد يورد فيه الفقه جميعا وربما استورد في الامامة ادق الفروع الفقهية التي لا تعلق لها بالاية اصلا والجواب عن الاداة المحققين كالقرطبي وصاحب العلوم العقلية خصوصا الامام نصر الدين الرازي قد ملا تفسيرة باقوال الحكماء والفلاسفة وخرج من شيئي الى شيئي حتى يقضي الناظر المصعب قال ابو حيان في البصر جمع الامام الرازي في تفسيرة اشياء كثيرة طويلا لا حاجة بها في علم التفسير والذكر قال بعض العلماء فيه كل شيي الا التفسير —

حالانکہ سبب اس کا یہ ہے کہ تفسیروں میں ہیئت یونانیوں کے مسائل مفسرین نے بہر دیئے ہیں اُسے لوگ دیکھتے سنتے رہے ہیں اور اس واسطے وہ اُن اقوال کو بھی دینی مسائل جانتے ہیں گو وہ کچھ ہی غلط اور پوچھ اور بے اصل ہوں *

اُن معقولی مسائل کے تفسیروں میں داخل کر دینے سے ایک بڑا نقص یہ ہوا کہ وہ باتیں جنکی واقع میں کچھ حقیقت نہ تھی اور جنکی اپ غلطی کہل گئی لیکن اب اُس سے انکار کرنا اور اُن مسائل ہی کو غلط کہنا تنصیر اور الصاح سمجھا جاتا ہی بہت ہی کم لوگ ایسے ہونگے جو یہ سمجھیں کہ اُن مسائل کا تفسیر میں داخل کرنا ہی بیجا تھا اور اب اُس سے انکار کرنا اور جو حقائق موجودات اب ثابت ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں اُس کا ماننا کچھ قانع اسلام نہیں *

بہت سی باتیں یہ نسبت اخبار اور واقعات اور کیفیات موجودات کے تفسیر کیلئے ضروری ہیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جنکو دیکھنے سے ہنسی آتی ہی اور جنکے ذکر کرنے سے کسی پڑھے لکھے ہونے تربیت یافتہ آدمی کے سامنے شرم معلوم ہوتی ہی اور گو وہ باتیں وہی ہیں جو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں نہ کسی صحابی و تابعین نے نہ اُن کی کچھ صحت ہی مگر اب اُس سے بھی انکار کرنا اور اُس کو غلط سمجھنا ارتداد کی نشانی سمجھی جاتی ہی پس سوائے اُن پاک مسلمانوں کے جو غافقاہ سے باہر نہیں نکلتے اور جو سوائے اپنے پیروں کے مکتوبات و ملفوظات کے کچھ نہیں دیکھتے اور جو کچھ کسی شخص نے عربی زبان میں عربی خط سے لکھ دیا ہو اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بڑی بڑی موتی موتی کتابیں سے روایتوں اور حکایتوں کے نقل کرنے ہی کو اُسکی صحت کی سند جانتے ہیں اور حقائق موجودات سے سوائے اُس کے کہ کوہ ذوق زمرہ کا ہی اُسکی چوٹی پر ستون آسمان کے رکھے ہوئے ہیں اور زمین گائے کے سینک پر ہی اور گائے مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہی کچھ نہیں سمجھتے اور اُس کو خدا کی قدرت سمجھ کر رجد و بحال میں مصروف رہتے ہیں وہ شخص جو اب معقولات سے کسیقدر واقف ہو اور تحقیقات جدیدہ سے جس سے موجودات کی حقیقت ظاہر ہوتی ہی آگاہ ہو کینکر اپنے عقیدہ میں اُن روایتوں اور حکایتوں کو اصل دین سمجھیکا اور کس طرح اُس کا دل اُن قروں کی صحت پر یقین کرے گا اور وہ اپنے ایمان اور اسلام کی تقریر میں کس کیلئے کفر کے قیڑے سے ڈرے گا *

ہوتی ہی جو سیکہ تفسیر امام نظرا الدین رازی کی ہی جسکی نسبت ابو حسان وغیرہ محققین نے کہا ہی کہ نیکہ نل شئی الا التفسیر کہ اُس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہی *

پس اب ہم نہایت ادب سے اپنے بڑے ٹیک بھائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ جب کتاب تفسیر کی نسبت ہمارے محققین یہ فرما گئے ہوں اور اُسکی ایسی حقیقت لکھ گئے ہوں تو اگر ہم اُن کتابوں پر اجمالی ایمان نہ رکھیں اور سبکو مثل قرآن کے واجب الیقین نہ جائیں بلکہ اُن مختلف کتابوں اور غیر محدود روایتوں اور بیشمار قروں اور لا انتہا قصوں کی تحقیق پر مستند ہوں اور اُسکی اصلیت دریافت کرنے پر توجہ کریں تو یہ ہماری ایمان کی نشانی ہی یا اللہ ارتداد کی اگر یہی اللہ اور ارتداد ہی تو وہ ہزار اسلم سے بہتر ہی ذلک نقل اللہ یوتہ من یشاء *

ذکر تشریح حقائق موجودات کا مطابق علم

عقلی کے جو تفسیروں میں ہی

یہ بات ظاہر ہی کہ قرون ثلثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرچا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اُسکے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی پہلی تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں اُن پر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ توجہ پھنچی کہ اُس سے تفسیریں بہر دی گئیں اور جو طرح تفسیر میں اقوال پیشہ ہیں اور صحابہ کے نقل کئے جاتے تھے اُسی طرح انماہوں اور ارسطو وغیرہ حکماء یونان کے قول نقل ہونے لگے اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو پھر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اُس کا نقل کرنا یا انتساب کرنا شروع کیا اور اُن قروں کے قائلین کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا پہلے کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تھوڑا کرنا مشکل ہو گیا کہ یہ قول ارسطو کا ہی یا صاحب عربیت کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اس واسطے اُن اقوال پر دین کا مدار ٹھہر گیا اور اُن سے انکار کرنا ہی انکار آیات کے برابر سمجھا گیا چنانچہ ہمارے معتزلاً و جہد آسمان کی بھٹ میں اسے بیان کیا ہی کہ اب لوگوں کے نزدیک اس امر سے انکار کرنا کہ آسمان مثل گلاب کے وجود محسوس معطی ارض ہی اور ستارے اُس میں چڑے ہوئے ہیں کفر ہی

ضرورت نگی تحقیقات کی بلکہ نگی تفسیر لکھنے کی

ہمارے نزدیک اس زمانہ میں ایک بڑی ضرورت نگی تفسیر لکھنے کی ہے جو حشر و زباید سے خالی ہو اور جو غلط روایتوں سے اور جھوٹی حکایتوں سے پاک ہو اور جس میں کچھ پورانی باتوں کا ذکر نہ ہو اور جس میں حقائق موجودات کی تشریح گامی ہی ہو جس میں وہ احادیث صحاح جنکی مصحف بلکہ جنکی شہرت درجہ یقین پر پورنچی ہو اپنے اپنے مرتع پر مذکور ہوں اور جس میں وہ اقوال صحابہ کبار کے جس سے مسائل اصولی و نرومی کا انہوں نے احتیاط کیا ہو مقرر ہوں اور جس میں ان شہادت کا جو اہل عقل اس زمانہ کے کرتے ہیں ایسا جواب ہو کہ مخالف قراعد عربی اور مغائر شریعت مہمدی کے نہ ہو اور جس میں ان اخبار کی صداقت ظاہر کی جاوے جو الفاظ قرآن سے ثابت ہیں اور جس کی تصدیق میں بعض متکرمیں یہ سبب مخالفت تاریخ اور تحقیقات زمانہ حال کے شبہ کرتے ہیں اور جس میں ان اقوال اور روایات کی تخریب یہ سند صحیح بیان کی جاوے جو فقل سے یا سہو سے یا تضاعف سے تفسیروں میں داخل ہو گئے ہیں اور جس سے گر اگلے زمانہ میں کچھ نقصان نہ تھا مگر اب وہی روایتیں اور وہی اقوال مادہ الزام کا قرآن اور صاحب الریحی پر تہرائے گئے ہیں تاکہ اب جو زمانہ آیا ہے اور جو اہل علم عقلی کی تعلیم پاتے جاتے ہیں وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور ان کا دل کسی طرح پر کسی ایک نقطہ سے بھی قرآن کے تہ پورے اور وہ اپنے دین کو نہایت سچا اور خدا کا دیا ہوا جانیں اور نہ صرف ہماری ہی اولاد اُس سے فائدہ پائے بلکہ ساری دنیا کے دانشمند اور حکیم اور عاقل اور محقق اُس کی تصدیق کریں اور وہ خدا کے اقوال کو مطابق اُس کے فعل کے جانکر لقد صدق اللہ و رسولہ صدق دل سے لکھے لگیں اگرچہ اس خواہش کا پورا ہونا نہایت دشوار ہے مگر سب مسلمانوں پر اس طرف توجہ کرنا فرض کفایہ ہے اور گر کچھ اُمید نہیں لیکن خدا سے اُمید ہے کہ ضرور ایسا کریگا اور ہم مسلمانوں کو ایسی توفیق دیگا *

وہنا تقبل منا انک انتہا السبع العیم

راۃ —

مہدی علی قہنی کلکٹر مرزاپور

اشتہار

صدر کمیٹی خوا تگار ترقی تعلیم مسلمانان

ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ پٹارس میں چھپ رہی ہے اُس رپورٹ کی تصدیقاً تین سو بیس صفحہ ہیں اور اُس میں تین حصہ ہیں * پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لئے منتخب ہوئے اُن کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

بعض اول میں گورنمنٹ کا جبر اور اسکالروں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بعض ہے *

بعض دوم میں تحصیل و حلقہ بندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بعض ہے *

بعض سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گھٹ جانے کے اسباب سے بعض ہے *

بعض چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بعض ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور وہ طریقہ جس طرح دو کہ ان کی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئے اُن کا بیان ہے *

خاتمہ میں اُن پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بعض ٹی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اُس کا خریدنا منظور ہو وائم ائم یاس زر قیمت ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ ہرچہ تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء اس رپورٹ کے چھپنے کے لئے جداگانہ چندہ دونا تجویز ہوا ہے جس جن میزور نے خاص اس رپورٹ کے چھپنے کے لئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اُس سے زیادہ دیا ہوگا اُن کے پاس یہ رپورٹ ہرچہ تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ء مرسل نہرگی *

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سرکاری کمیٹی مقام پٹارس

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حنفی

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۵]

یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۶ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بھاری بھور قریب کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹاوس بھیجا جائے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے دیتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دہار اس میں مندرج نہیں ہوتے — متعذر اس پرچہ کے اجرا سے یہ بھی نہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس قری کے مانع ہیں وہ مٹاے جارہے *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بھاری چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھاپا کر کے خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا یہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۷

آدم کی سرگزشت

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے — یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدمی ہے — تم پر کیا گزری — میں نے اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا مگر نہ جانا نہ مصلوح بنا اور کسے بنایا میں نے آؤر بھی بہت سے چرند و پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے ہیں سمجھا کہ جس طرح یہ بنے ہوئے اسی طرح میں بھی بنا ہو گا — مگر میں دیکھتا تھا کہ وہ سب تو ایک سا کام کرتے جاتے ہیں اور کسی اور بات کا ارادہ بھی نہیں کرتے مگر میرے دل میں بہت سے خیال آتے تھے کہ یہی دل چاہتا تھا کہ یہ کروں کہی دل چاہتا تھا کہ وہ کروں کہی کہتا تھا کہ یہ کیا ہی کہی گھبراتا تھا اور اُن چرند و پرند کے پاس بیٹھتا تھا کسی کو اپنا ساتھ پاتا تھا اور دل نہ لگتا تھا تنہائی میرے دل کو گھبراتی تھی اور اُس بیکراہی سے یہ بات دلوں میں آتی تھی کہ میرے لئے میری ہی سی کچھ آؤر چیز چاہئے *

ایک دن میں نے اپنے بائیں پہلو کے پاس ایک اپنی ہی سی صورت کی چیز بیٹھی ہوئی دیکھی دل بہت خوش ہوا بے قصد باچھیں ٹھانے لگیں دل بھی دھڑک پڑ کر نے لگا اور اُس کی طرف کھنچنے لگا وہ بھی میرے پاس بیٹھنے سے نہایت خوش معلوم ہوتی تھی اور پیادری پیادری نگاہوں سے مجھے دیکھتی تھی آخر میں پیادری ہو گیا اور مجھ سے ٹوٹا گیا اور میں نے اُس سے پوچھا کہ بوا تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی کہ بھائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو تم ہو رہی میں ہوں مگر میرا نام حرا ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیاں بھاگوں خوب اچھا اور خوب کودا اور اوپر کو دیکھ دیکھ کر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کر کو خوب گھٹ گائے اور نہایت ذوق و شوق سے یوں چلایا *

اُو اُو ارے اُو ارے اُو ارے وہ جو ہے — ارے وہ جو ہے — ارے وہ جو دھیکا — ارے وہ جو دھیکا — ارے وہ جو ترہی — ارے وہ جو ترہی — میری شکلے — اُس انتہا جانک کار نے میرا شکل لیا اب تم اُسی پرک کے پھل پھول ہو *

اجی دادا جان یہ تو تم نے حال کی کہی ہم تو اُس سے بھی پچھلی پوچھتے ہیں — میرے پیارے وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے مگر اُس کی کچھ نشانیاں ہم پاتے ہیں اور خدا نے اپنی قدرت سے جو کچھ ہم میں بنایا ہے اُسی سے وہ پچھلا حال سمجھ سکتے ہیں اگر تم کو اُس کے جاننے کا شوق ہے تو سنو *

تمام زمین پر بسنے والی چیزیں زمین سے پیدا ہوئی ہیں مگر اُن کی آئندہ نسل چلنے کا کوئی قاعدہ بنایا ہو مگر سب سے پہلی نود صرف اُس کی قدرت سے بنی اُس نے کہا کہ ہو وہ ہو گئی پس اسی طرح میں بھی زمین سے پیدا ہو گیا پھر اُو بوا اور بوا مگر جب زمین سے نکلا تھا تو ایسا نہ تھا جیسا اب ہوں رفتہ رفتہ ہم کو یہ صورت ملی ہے اگر تم میری وہ حسیات دیکھو جو زمین سے نکلی تھی تو نہایت تعجب کروں گا کہ یہ بھی باریک اور رانی کے دانے سے بھی چھوٹا بھنگا تھا اور اُسی میں حسن و جمال عقل و کمال سب چھپا ہوا تھا جیسے بیج میں درخت کے تمام پھل پھول ٹھنی پتے چھپی ہوئے ہیں یہ اُس صانع کی قدرت ہے جو ایسی ضعیف و ناچیز چیز کو ایسا بنا ہی جس کے حسن و جمال پر لوگ فریفتہ ہوتے ہیں فرہاد سر پھوڑا ہی زلیخا ہاتھ کاٹتی ہے مجبور سر بھسٹا نکل جاتا ہے اپنے تقدس و کمال سے فرشتوں پر فرق لیجاتا ہے اور اپنے آپ سے اپنے صانع کو پہچانتا ہے اور پھر اُس کی مرضی اور خوشی کے بیان کرنے کو اُوروں کے لئے واسطہ بنتا ہے *

تمام قوتیں حیرانی اور انسانی ملکی و حیوانی اُس میں تھیں اور سب اُس کی اطاعت و نرمان برداری میں حاضر تھیں جس جس کام پر وہ مامور تھیں اُن کو کر دیتی تھیں اور اپنے کام میں ذرا سی بھی خطا نہیں کرتی تھیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی وہ میری کوئی خدمت نہیں کرتی تھی بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ عداوت و دشمنی قتل و خون ریزی چوری و زنا کاری کے مشاعرہ میں تصویر دیتی رہتی تھی اُسے فوٹکوں سے میں نے جان لیا تھا نہ وہ میری بڑی دشمن ہے اُسی پر قطع پانا میرا بڑا کام ہے مگر وہ بھی جتنا تھی کہ میں تیزی دشمنی کہی نہیں چھوڑنے کی جہاں پاؤں لگے اپنا کام کر دیتی اور جس طرف سے قابو پاؤں لگتی مارونگی *

وہ قوت ایک عجیب و غریب چیز تھی دشمن تو ایسی سخت تھی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک آؤر چیز ہم میں نہوتی جو انسان کے کمال کی بھی رہی باعث ہے اور اُس کے دماغ کی بھی باعث ہے اور اسی سبب سے وہ قوت کہی سخت دشمن دکھائی دیتی تھی اور کہی دوست سمجھ میں آتی تھی مگر میری اطاعت میں کہی نہ تھی *

خدا نے ایک ایسی مرکب چیز کو جو مشفق قوتوں کا مجسمہ تھی یعنی مجھ کو ایک جگہ ڈال دیا جہاں نہ مجھ کو بھوک تھی نہ پیاس نہ دھرب کی گرمی لگتی تھی نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تھی میں رفتہ رفتہ بڑا ہوتا جاتا تھا اور تمام قوتوں جو مجھ میں

قوت کا نام شیطان اور اُس قوت کا نام جو مجھ میں تھی ہر میرے کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لاتا تھا جب میں بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو اُسی دشمن قوت نے مجھ کو بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب میں اُس سے کام لوں گا تب ہی مصیبت میں پھونکا مگر اُسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے یہ کیا کہ اگر اُس سے کام لینا تو فرشتہ ہو جاویگا اور کبھی فنا نہ ہوگا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہو چکا تھا میں اُس کو کام میں لایا اور اُسی وقت میرے عیب مجھ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناجیز ہستی ہوں بے شک مجھ میں فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس کے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اُس سے بچنا نہایت مشکل ہی میں اپنے عیبوں کے چھپانے کی فکر میں بڑا اور خدا نے للکارا کہ خیردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا درست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہی ٹھیک و بد کو سمجھو اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کام کروں اور کس طرح ہر چاروں پہ میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو مانو اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ مگر یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود سمجھ میں ہی جو چیز مجھ میں تیز تھی ہو گئی ہے اُسی کا سیدھا کرنا اُس کا علاج ہی تب میرے لئے خدا سے کہا دینا ظلمنا افسسنا ان لم تغفرنا و ترحمنا لکن من العزیزین -

تو میں میرے کام آتی تھیں ایک قوت مجھ میں تو تھی مگر میرے کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لاتا تھا جب میں بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو اُسی دشمن قوت نے مجھ کو بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب میں اُس سے کام لوں گا تب ہی مصیبت میں پھونکا مگر اُسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے یہ کیا کہ اگر اُس سے کام لینا تو فرشتہ ہو جاویگا اور کبھی فنا نہ ہوگا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہو چکا تھا میں اُس کو کام میں لایا اور اُسی وقت میرے عیب مجھ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناجیز ہستی ہوں بے شک مجھ میں فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس کے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اُس سے بچنا نہایت مشکل ہی میں اپنے عیبوں کے چھپانے کی فکر میں بڑا اور خدا نے للکارا کہ خیردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا درست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہی ٹھیک و بد کو سمجھو اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کام کروں اور کس طرح ہر چاروں پہ میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو مانو اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ مگر یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود سمجھ میں ہی جو چیز مجھ میں تیز تھی ہو گئی ہے اُسی کا سیدھا کرنا اُس کا علاج ہی تب میرے لئے خدا سے کہا دینا ظلمنا افسسنا ان لم تغفرنا و ترحمنا لکن من العزیزین -

کتاب علی انہ ہوا الثواب الرحیم پھر تو خدا نے مجھ کو ایسا رتبہ بخشا کہ زمین پر اپنا ٹایب کردیا اور فرشتہ غل ہی مچاتے رہے *

دادا جان آپ کی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم نہ سمجھ کہ کن قوی کا مجھ سے خدا نے تم کو بنایا تھا وہ کیا قوی تھی جو تمہارے صلیح و فرمانبردار بھی تھی وہ کیا قوت تھی جو سرکش اور نافرمانبردار بھی وہ کیا چیز تھی جو دشمن بھی تھی اور دوست بھی دکھائی دیتی تھی اُسی نے وہاں میں کالا اور اُسی نے کمال کا رستہ بتایا یہ سب باتیں تو ہماری سمجھ سے باہر ہیں اگر اُس کسی طرح پر آپ گفتگو کریں اور ہم کو سمجھا سکیں تو آپ کی نہایت شفقت و عنایت ہوگی *

آدم نے کہا کہ تمہاری اور تمام دنیا کی سمجھ میں آجائے کے لائق تو اسی بات کو موسیٰ اور محمد نے بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے اُنہوں نے چلکی قریٰ کا نام فرشتہ رکھا ہے اور اُس دشمن دوست نما

خدا نے سہی ہوئی کیچڑ سے جو آگ میں پکے ہوئے کی مانند گرم ہو رہی تھی آدم کو اور اُس کی جوڑی حوا کو پیدا کیا پھر اُن کو اس صورت پر جو وہی بنایا پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سرکشی کی اور خدا کے حکم کو نمانا اور سجدہ نہ کیا خدا نے اُس سے پوچھا کہ تو نے کیوں سجدہ نہ کیا اُس نے کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے خدا نے کہا جا دور ہو تو فرشتوں میں ہونے کے لائق نہیں اُس نے کہا تو مجھ کو قیامت تک ایسا ہی رہنے دو تم ہی نے مجھ کو بھکاریا ہی میں بھی انسان کو بھکاتا ہی رہو خدا نے کہا دور ہو اے مردرد جو لوگ تیری تابعداری کریں گے اُن سے درجہ بھر درنگا *

پھر خدا نے ہم کو سمجھا یا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی اُس سے خیردار رہنا پھر ہم کو ہوش میں رکھا رہاں ہم کو نہ بھوک تھی نہ پیاس نہ دھوپ لگتی تھی اور نہ ٹھنڈے کی حاجت تھی خدا نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ چاہو کھاؤ مگر ایک درخت کو چٹایا کہ اُس کے پاس تک صاف جانا اگر جاؤ گے تو اپنے لئے خود برا کر گئے *

مگر شیطان نے ہم کو بھکاریا اور کہا کہ میں تم کو ہمیشگی کا اور ہمیشہ رہنے والی بادشاہی کا درخت بتاؤں اُس نے بھی درخت بتلایا جس سے خدا نے منع کیا تھا اور کہا کہ کسی پرانی کے سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اِس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتہ اور ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ اور تمہیں کھانا نہ تھا کہ میں تمہارا دوست ہوں — ہم اُس کے بھکائے میں آ گئے اور اُس درخت میں سے کھانا ایک پردہ نادانی کا جو ہم پر تھا کھاتے ہی اُٹھ گیا عیب و صواب معلوم ہونے لگا اپنا ننگا پس ہم کو شرمانے لگا درخت کے پتوں سے اپنی شرماہوں کو چھپانے لگے اُنہ میں خدا للکارا کہ کیوں اس درخت کے کھانے سے میں نے تم کو منع نکلیا تھا اور تم کو نہ کھایا تھا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی چلو یہاں سے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے چند مدت تک زمین پر رہ کر گئے اُسی میں جہنم کے اُسی میں مورگے اُسی سے نکلو گے *

پھر خدا کے بتانے سے اپنے قصور کی معافی اس طرح پر خدا سے چاہی کہ ”اے ہمارے خدا ہم نے اپنے پر آپ ظلم کیا اور اگر تو معاف نہ کریگا اور رحم نہ کریگا تو ہم آج میں رہیں گے“ خدا نے معاف کیا

مگر آپ یہ تو فرمائیے کہ جن ثروتوں سے خدا نے ہم کو بنایا، اور جو ہم ہی میں موجود تھیں انہی میں سے کسیکو فرشتہ اور کسیکو شیطان اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ ہم سے ملحدہ دوسری چیزیں تھیں جن میں سے کوئی ہماری فرمانبردار تھی اور کوئی ہماری دشمن اور اگر حقیقت وہ ہم ہی میں تھیں تو اس طرح پر کیوں بیان ہوئیں *

بیٹا ابھی میں نے تم سے بیان کیا کہ انسان عجیب مختلف قوتوں سے بنا ہوا ہے کہ باہر صاف مرکب ہونے کے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی ہے مگر تمہاری سمجھ میں کچھ نہ آیا اور جب اس زمانہ میں ہی تم اُسکو نہ سمجھ سکتے تو موسیٰ کے اور اُس سے بھی پہلے کے زمانہ میں کون سمجھ سکتا تھا اس لئے خدا نے اُس مطلب کو ایسے لفظوں میں بیان کیا کہ سینا کے جنگل میں پھرنے والوں اور صوب کے ریگستان کے رہنے والوں سے لیکر صحرا اور بیابان کے دوجوں تک کے لوگ سمجھ لیں *

تمام دنیا کے خیال میں ہی کہ مرکب چیز جب متعدد چیزوں سے ملتی ہے تو ایک خاص مزاج پیدا کر لیتی ہے اُسکے ہر ہو فرد کا مزاج اپنی پہلی حالت پر باقی نہیں رہتا بلکہ دونوں سے مل ملا کر ایک قسم کا مزاج پیدا ہوجاتا ہے *

اگر گرم پانی میں تم ٹھنڈا پانی ملا دے تو اُسکی سردی اور اُسکی گرمی مل کر اُسکو ٹھنڈا کر دیتی ہے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ دونوں میں اور سرد پانی کی سردی بدستور سرد اور گرم پانی کی گرمی بدستور گرم رہے *

یہ سب گرم و سرد خشک و تر دواؤں سے ملا کر ایک معجون بناؤ اُن دواؤں میں سے کسی ایک کا بھی مزاج اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہنے کا بلکہ سب سے مل ملا کر اُس معجون مرکب کا ایک خاص مزاج پیدا ہوجاویگا مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے مختلف قوتوں سے مرکب ہے اور وہی اُسکے وجود کے اور نیز باہم ایک دوسرے قوت کے بقا کے سبب ہیں اگر اندرونی قوتوں میں سے ایک قوت انسان میں سے نرت ہو تو دوسری قوت بھی پانی نہیں رہے اور باوجودیکہ یہ سب قوتیں ایسے آپس میں ملے ہوئے ہیں جیسے درودہ میں پانی اُس پر بھی سب اپنے اپنے جدا جدا مزاج پر قائم ہیں اور اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہے ہیں پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لئے تمام نبیوں نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ اُن نے جدا جدا کام تھے اسی طرح اُنکو ملحدہ ملحدہ اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزیں ہیں

اور یہ بتایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت آئے گی جو کوئی اُسکی تابعداری کریگا اُسکو کچھ قدر نھوگا جو میری نشانیں کو نہ مانے گا وہ درج میں جاویگا اور ہمیشہ اُسی میں رہے گا *

پھر خدا نے آدم کو زمین پر اپنا نایب بنایا فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی ناپسندیدہ جگہ جو اُس میں فساد کرے اور خون بہا دے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجھ کو یاد کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں خدا نے کہا کہ ہاں میں سب کچھ جانتا ہوں جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے *

پھر خدا نے آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے اور فرشتوں کے سامنے کیا اور نہا کہ اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے کہا کہ تیری دواہی میں جو کچھ تو نے بتا دیا ہے ہم تو اُس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے پھر آدم سے کہا کہ تم اُنکے نام بتاؤ آدم نے سب کے نام بتا دیئے خدا نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ آسمان و زمین میں کی جھوٹی ہوئی باتیں اور جو کچھ تم ملائیے یا خفیہ کرتے ہو سب کو جانتا ہوں *

دادا جان یہ باتیں تو صاف صاف ہماری سمجھ میں آئیں ہم سمجھ کہ خدا نے ہم کو پیدا کیا اور ہم کو فرشتوں پر بھی عزت دی اور ہمارے دشمن شیطان کو بھی ہمیں بتلادیا مگر ہم اُسکے قریب میں آئے اور خدا کے حکم کے برخلاف کام کیا اور خود اپنے فعل سے گنہگار ہوئے اور جب اپنے گناہ کا اقرار کیا اور معافی چاہی تو خدا نے معاف کر دیا اور ہم کو زمین پر اپنا نایب کر دیا اور ہمارے پاس ہدایت بھیجنے کا وعدہ کیا پھر اگر ہم اُس کی ہدایت پر چلینگے اپنا بھلا کرینگے اگر اُس پر نچاؤں گے خود اپنے لئے کائے برائیوں گے مگر اسمیں بھی کئی باتیں پڑھنی ہیں *

آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر اُنکو اس صورت پر جو اب ہے بنایا *

بیٹا تم نے قرآن پڑھا ہے اسمیں تو صاف لکھا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَاکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاکُمْ یعنی خدا نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ میں نہایت باریک بھینے کی مانند پیدا ہوتا ہے پھر اُسکی صورت بنتی ہی یہی بات خدا نے بھی کہی اور ہمیشہ پڑھنی ہوتی ہے *

دادا جان یہ تو عجیب بات آپ نے بتائی مہنے تو کبھی سنی ہے نہ تھی قرآن میں تو عجیب عجیب قدرتی باتیں لکھی ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھیں اب جس قدر حقائق موجودات کہلاتی جاتی ہیں قرآن کی حقیقت سمجھ میں آتی جاتی ہے شک یہ خدا کا کلام ہے *

نمود بالہ نمود بالہ بیٹا توبہ کر توبہ کر گاویں پر طمانچہ مارد
یہہ کیسی کفر کی باتیں تم نے کہیں یہہ غلط نہیں ہی بالکل سچ ہی قرآن
میں بھی لکھا ہوا ہی قال یما افرتین لاتقلن لہم صراطکم المستقیم
یعنی شیطان نے خدا سے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھکو گمراہ کیا
میں بھی انکی بات مارنے کے لیئے تیری سیدھی راہ میں بیٹھو لگا *

مگر غرر کر اور سمجھ کہ اس کا مطلب کیا ہی اور کس بات کا
اشارہ ہی سمجھ کہ وہ سرکش قوت خود خدا نے بنائی ہی اور
اُس سرکشی کی قوت خود خدا نے اُس میں رکھی ہی پس ان لفظوں
سے کہ تو نے ہی مجھکو بھکاریا ہی اسی بات کا اشارہ ہی کہ اُس
قوت کا خالق اور اُس قوت کو یہہ قوت دینے والا یہی رہی ایک
خدا ہی اور یہی اُسکا بھکانا ہی مگر خدا نے انسان میں ایسے بھی
قوی رکھے ہیں جو اُسکو زبور اور صلیح کرسکتے ہیں اور یہی حکم دینا
ہی کہ آدم کو سجدہ کر پس ان دونوں صفتوں کو عام فہم کرنے کو خدا نے
تمثیلی زبان سے یوں بتایا کہ خدا نے شیطان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ
کر یعنی ایسے بھی اسباب بنادیتے ہیں کہ وہ انسان کا صلیح ہو سکتا
ہی دیکھو ایرب پیغمبر نے کیسا اُسکو صلیح کیا پھر یوں کہا کہ اُس نے
سرکشی کی اور خدا کا حکم ٹھاننا یعنی وہ قوت ایسی سرکش ہی کہ
صلیح ہو ہی نہیں سکتی ایک موقع پر ہم گناہ سے بچتے ہیں اور
دوسرے موقع پر گناہ میں پڑتے ہیں اگر نہیں پڑتے تو ہکھو اُس
دشمن کو ہر رخت و ہر دم دباؤ دھنا اور پاندھ رکھنا تو ضرور پڑتا ہی
اور وہ ہم پر چھوٹتا اور ہم پر حملہ کرنا تو ضرور چاہتا ہی پس
اس حقیقت کو نبیوں کی زبان نے کیسی مددہ طرح پر حکم اور نافرمانی
کی اصطلاح میں بیان کیا ہی صاوات اللہ علیہم اجمعین *

دادا جان جو کچھہ تم نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ خدایہ نے تمکو
بتایا ہی کیونکہ آج تک کسی انسان نے تو ایسے حقائق و معارف بیان
نہیں کیئے جس سے دلو کو تسکین ہو آپ ہی پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی
جو آپ کے دل سے ایسے حقائق و معارف نکلتے ہیں ابھو ہمیں پوچھتے
ہی شرم آتی ہی مگر دو چار باتیں تو اور بتادیں گے *

بیٹا تم کچھہ شرم ص کر پوچھتے جاؤ خدا کی بات میں کچھہ
غلطی ہو ہی نہیں سکتی ہاں ممکن ہی کہ میری بات یا میری سمجھ
میں غلطی ہو جارے میں بھی انسان ہوں جس طرح تم غلطی میں
پڑ سکتے ہو میں بھی پڑ سکتا ہوں میرے اُسی نذر کلام میں غلطی
نہیں ہوتی جس قدر کہ مجھکو وحی آتی ہی یہہ سب باتیں میں نے
رحمی سے نہیں کہیں بلکہ خود اپنے میں اور تم میں دیکھ دیکھ کر

دادا جان یہہ بات تو ہماری سمجھ میں بالکل آگئی اور اس
بیان سے ایک آؤر مقدمہ حل ہو گیا کہ بعضی روایتوں میں جو یہہ بیان
ہوا ہی کہ رحم میں فروختہ انسان کی صورت بناتا ہی اس سے یہی
رہی قوت مصورہ مولا ہی جو خدا نے اُس میں رکھی ہی *

مگر یہہ بات بھی بتادیں گے کہ اُن ملکی قوی کے سجدہ کرنے اور
اُس ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہی *

بیٹا یہہ تو بہت صاف بات ہی تم خود اپنے آپ کو دیکھو تمام
قوتیں جس جس مطلب کے لیئے تمہارے میں پیدا ہوئی ہیں سب
تمہاری تابع ہیں جسوقت تم کسی ایسی قوت کو تصریک دینا چاہتے ہو
جو تم کی مضرج ہی نی الفور تصریک میں آتی ہی اور تم سے نیکی اور
نیک ذاتی رحم و معیت ہمدردی رنا شعاری خدا کے سامنے تذلل ظہور
میں آتا ہی اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ تمام قوی جو ان چیزوں کے
مشافہ ہیں تمکو سجدہ کر رہے ہیں یعنی تمہارے صلیح و فرمان بردار
ہیں پر خلاف اسکے اُس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مضرج ہی
تم اُن انعام کو جو اُس قوت سے پیدا ہوتے ہیں پرا جانتے ہو اور اُن
کے نکلنے کا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو جھوٹ کو برا
سمجھتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ بولیں مگر بولتے جاتے ہو غصہ کو برا
جانتے ہو اور ہر چند چاہتے ہو کہ رزکیں پر کرتے جاتے ہو زنا جو سب
سے بڑے کو بدی ہی اُسکو کوکر نامہ ہوتے ہو خود اپنے آپ پر لعنت کرتے
ہو سر پیٹتے ہو منہ پر طمانچہ مارتے ہو اور پکا ارادہ کرتے ہو کہ پھر
تکریلے اور پھر کرتے ہو غرضکہ اُس قوت پر جو تمام بدیوں کی جڑ ہی
خیال کرو اور دیکھ لو کہ وہ کیسی سوکش اور تمہاری نافرمان بردار
ہی آہ بیٹا تم انسان اُسی رخت ہو گئے جب اُس سخت دشمن پر فتح
پاؤ گے *

دادا جان یہہ باتیں تو تم نے ایسی بتائیں کہ ہمارا دل تکرے تکرے
ہو گیا بالکل سچ ہی اور انسان پر یہی گذرتا ہی جب ہم اپنی بدیوں
پر نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ مخالف قوت شیطان کیسی ہم
پر غالب ہی تو ہکھو اپنی زندگی پر اندوس آتا ہی اور ہم کہتے ہیں
کہ کاش ہم پیدا نہ ہوتے ہوتے *

مگر ہم نہایت ادب اور عاجزی سے ایک بات اور پوچھنی چاہتے
ہیں کہ شیطان نے خدا سے یہہ کیا بات کہی کہ ”تم ہی نے مجھے
بھکاریا ہی میں بھی انسان کو بھکاتا ہی رہو لگا“ یہہ تو غلط معارف
آتی ہی پہلا خدا نے شیطان کو کاکھو بھکاریا ہونا کیا خدا شیطان کا
یوٹان تھا اور اگر خود خدا نے ایسا کیا تو پھر اُسکو سجدہ کا کیوں
لہجہ دیا *

بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسان بالکل مجبور ہی خواہ نظراہ
اُس کو وہی باتیں کرنی پڑتی ہیں جو اُس کے لیئے مقرر ہو چکی
ہیں اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ خود مختار اور اپنے تمام افعال
پر قادر ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی بعضے خیال کرتے ہیں کہ نہ
مجبور ہی نہ قادر ہی ہیں العجب والاختیار ہی جیسے ایک مچھلی والے
نے ایک بادشاہ کو مچھلی نذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ
اس کا جوڑا نہ مانگے کہا تھا کہ یہ مچھلی مضطرب ہی — اس
مقام پر خدا تالے کو یہ بات بتلائی تھی کہ جو قوی کہ انسان کو
خدا نے دیئے ہیں وہ خود اُن کا مالک و مختار ہی اور اُن سب کو
خود کام میں لاسکتا ہی پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اُس کے
نہا لینے سے انسان کا اُن قوی پر جو اُس کو دیئے گئے ہیں قادر ہونا
اور اُن کے استعمال کی خود قدرت رکھنا بتایا گیا ہی اور جو کہ اُس
حالت تک پہنچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونے کا
سبب ہی اس لیئے خدا نے فرما دیا کہ اُس حالت پر پہنچنے کے بعد
آدم گنہگار ہوا —

من ملک بودم و نردوس بریں جاہم بود
آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

السعد من سعد فی بطن امہ والاشقی من شقی فی بطن امہ
نہایت صبیح اور سچا قول ہی جو کچھ اس وقت تم انسان کی
حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ تئیر کی ثبوت اور مابدوں
کی عبادت زاعدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق شاعروں
کی شاعری فاضلوں کا نسق کافروں کا کفر یہ سب وہ اپنی ماں کے
پیٹ میں سے لیکر نکلے ہیں پس نبی کو ثبوت اور عابد کو عبادت
اور زاہدوں کو زہد معشوقوں کو حسن عاشقوں کو عشق شاعروں کو
شاعری فاضلوں کو نسق کافروں کا کفر لازمی اور ضروری ہی کہ بے
ہوئے وہ ہی نہیں سکتا جو شخص جو کچھ اپنی ماں کے پیٹ سے
لایا ہی وہ اُسی کو کاٹا ہی *

انبیاء یوں فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الاماء والطین *
سعدا یوں کہتے ہیں کہ انا سعید و آدم بین الاماء والطین *
اشقیاء کا یہ قول ہی کہ انا شقی و آدم بین الاماء والطین *
اور ہمارا یہ قول ہی کہ انا احمد و آدم بین الاماء والطین *

مگر نہ عابد کی نجابت عبادت پر ہی اور نہ ناسق کی درکشت
اُس کے نسق پر بلکہ انسان کی نجاست صرف اس پر ہی کہ جو قوی
خدا تعالیٰ نے اُس میں رکھے ہیں اور جس قدر رکھے ہیں اُن سب
کو بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہی اگر قوی ہمیشہ اُس پر غالب

کہیں ہیں اور وہ شخص ان باتوں کو اگر اُسکو خدا دیکھنے کے لائق
آنکھ سے خود دیکھ سکتا ہی *

دادا جان خدا نے یہ کیا کیا کہ میں نے شیطان کو آگ سے پیدا
کیا اور پہلے فرشتوں میں تھا پھر مردود کر دیا وہ تو ایک قوت خود
ہم میں ہی *

بیٹا تمام قوائے انسانی پر جس میں وہ سرکش قوت بھی داخل
تھی فرشتوں کا اطلاق کیا گیا اور جب اُس ایک قوت کا سرکش ہونا
بتایا گیا تو اُس کو اُن میں سے مصلحت کرکر شیطان بتایا پس یہی
اُس کا مردود ہونا اور فرشتوں میں سے نکالا جانا ہی *

اب تم خود اپنے میں غر کر کہ تمہارے قوی کی ترکیب میں ایک
قسم کی حرارت ہی جس کو کوئی حرارت فیزیکی اور کوئی مادہ الکتریکٹی
کہتا ہی اُس تمام حرارت کا سرچرشی وہ قوت ہی جس کو قوت
سرکش یا شیطان بتایا ہی پس وہ قوت سب سے ارجو ہی اور باقی
قوتیں اُس سے نیچے پس شیطان کا یہ کہنا کہ خلقی من نار
خلقتہ من طین بالکل ٹھیک اور مطابق واقع کے ہی مولوی صاحب جو
یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی درجی بکنے کے چارہ کی آگ سے شیطان
پنایا ہی یہ اُن کی نادانی ہی *

بہ دادا جان جس درخت کے کھانے سے خدا نے منع کیا تھا وہ
کیا قوت تھی اور اُس کا کھانا یا استعمال میں لانا کیا حالت تھی *

بیٹا وہ قوت عقل و علم ہی کیونکہ علم کے لیئے عقل کا ہونا بھی
لازم ہی اور جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہی کہ اُس قوت کو
استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے اُس حالت کا نام انبیاء کی
زبان میں شجرہ موعودہ کا کھانا یا چکھنا ہی اور زبان شروع میں اُس کا
مکلف ہونا اور زبان حکماء میں اُس کا بالغ ہونا ہی *

دادا جان یہاں تو بڑی مشکل پیش آئی اس لیئے کہ انسان کا
چھٹنے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہنچنا ایک
ضروری اور لازمی بات ہی اگر انسان زندہ ہی تو خواہ نظراہ اُس
حالت تک پہنچتا ہی پھر خدا کا اُس درخت کے کھانے سے منع کرنا
اور انسان کا اُس کو کھا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کرکر گنہگار
ہونے کا کیا مطلب ہی *

بیٹا تم نے نہایت عمدہ بات کہی تمہاری عقل مندی سے میں بہت
خوش ہوا جو کچھ تم نے کہا یہ سب سچ ہی مگر اس مقام پر
ایک نہایت عمدہ اور مشکل مسئلہ جوہر و قدر کا نہایت غریبی اور
سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہی *

اگرے بیٹا بھی تو خدائی کا بھید ہی خدا ہوا استاد ہی کچھ
داؤں ہمیشہ اُٹھا رکھتا ہی اس لفظ میں یہ بھید ہی کہ خدا نے
انسانوں کو حقیقت اشیاء کچھ نہیں بتلائی انسان سب کچھ بتلا سکتا
ہی مگر حقیقت اشیاء نہیں بتلا سکتا پس جب حقیقت نہیں بتلا سکتا تو
جو کچھ وہ بتلاتا ہی صرف اسماء ہیں نہ حقائق اسی لیئے خدا نے
نرمایا و عام آدم الاسماء کلا *
دادا جان آپ نے تو یہ ایسی بات کہی کہ دماغ کھ کھ گئی اب
تو بالکل دلکو تسلی ہو گئی مگر ایک شیعہ پھر دماغ اُٹھا کہ خدا نے
ایک ایسا قصہ بیان کیا جو حقیقت میں واقع نہ تھا اگر ادب سے ہم
کچھ نکلیں تو نکلیں مگر دماغ تو ہم ضرور کھینچے کہ جھوٹ یا
ترقی قصہ ہی *

استغفر اللہ کیا حماقت کی بات تھیں اسوقت کہی جو کوئی اس
بیان کو قصہ یا حکایت سمجھ رہا خود نادان ہی نہ یہ قصہ ہی نہ
حکایت ہی بلکہ خدا نے اصلی حالت فطرت انسانی کو جسے اس
زمانہ کے حکماء فیچر کہتے ہیں خود انسان کی فطرت کی زبان حال
سے بیان کیا ہی جو ایک نہایت عمدہ اور فصیح اور موثر طریقہ بیان کا
ہی جو لوگ اس سے ہدایت پانے کا دل رکھتے ہیں ہدایت پاتے
ہیں جو نہیں رکھتے وہ گمراہ ہوتے ہیں کمال اللہ تجارتی و تعالیٰ
یض پلہ ٹیڈرا و یوپی بہ ٹیڈرا *

پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت بھی ہی کہ
انسان اپنے تمام قری کو جو خدا نے اُسکو دیئے ہیں کام میں لاتا رہے
اور اُسی طرح جو کام میں لائے جس طرح کہ اُنکا کام میں لانا اُنکے
صانع کی مرضی ہو اور اُس مرضی کے انسان جو ظاہر ہونے کا خدا
تعالیٰ نے ان لفظوں سے وعدہ کیا ہی — اعبطرا منہا جمیعاً ناسا
یا تینیم منی ہدی نمن کعب ہدای فلا خوف علیہم و لاہم یحزون و
الذین کفروا وکذبوا یا تینا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون *

را—م

سید احمد

نمبر ۷۸

ہندوستان کی تعلیم

ہندوستان کی تعلیم کی نسبت رابرٹ ہنری ایللیٹ صاحب نے اپنی
کتاب مورسہ اکیڈمیونس آف اے پلینٹر اس ہی جنگل آف میجر
میں کچھ حال لکھا ہی جس کا حاصل مطلب ہم بیان کرتے ہیں

اگرے ملکہ کمزور تو اُن کم زور قری کو بیکار نہ چھوڑے
ہی کام میں لاتا رہے کہ یہی اُن گناہوں کا علاج ہی جس کو
زبان میں تربہ اور کفارہ کہتے ہیں اور جس کو شارع نے
افطوں میں کہ الکباب من الذنب کن لاذنب اے بیان فرمایا
ہی پس یہ مشکل اور باریک مسئلہ تھا جو اس آسان اور عام ذمہ
تمثیل میں خدا نے فرمایا *

دادا جان خدا کا شکر ہی کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا
آپ کی زبان مبارک سے سنا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکو نکلے تھے مگر
یہ تو نرمائیئے کہ آدم کا زمین پر نایب کرنا اور فرشتوں کا تکرار کرنا
اور خدا کا آدم کو سب چیز کے نام سکھانا کیا معنی ہیں *

بیٹا زمین موجود ہی انسان موجود ہی دیکھ لو کہ زمین کی
تمام مخلوقات میں زمین کی بادشاہت اور خدا کی نیابت کسکو ہی —
کیسے فرشتی کیسے تکرار یہ تو خصایات کی قسم سے بیان ہی قری
جس قدر کہ ہیں ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جس کے لیئے وہ متعارف
ہیں لایعصرن اللہ مالموہم و یعلمون مایز مردن مگر انسان ہی ایسی
مخلوق ہی کہ وہ نیکی بھی کر سکتا ہی اور بدی بھی پس خدا نے اس
مقام پر انسان کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہوں
کے کرنے پر قادر ہی مگر اُسکو نایب کرنے کی وجہ کو بھی بتایا کہ وہ
قابل تعلیم ہی اور اُسکی غلطیاں اصلاح کے قابل ہیں اور وہ ایسے اعلیٰ
درجہ تک ترقی کر سکتا ہی جہاں فرشتوں کا بھی مقدور نہیں کیونکہ
اُنہیں جو بات ہی اُس سے زیادہ ترقی کی قوت اُنہیں نہیں ہی
قالوا سبھا نک لاعلم لنا الا ما علمتنا — خدا نے آدم کو تمام چیزوں کے نام
اس طرح پر نہیں سکھائے تھے جس طرح کہ اُنا بچے کو سکھاتی ہی
بلکہ تمام چیزوں کا سکھانا وہ ملکہ عام انسان میں ردیم کرنا ہی
جس سے آج ہم بقدر اپنی طاقت کے خدا کی خدائی کے کارخانوں پر نکر
کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکو جانتے ہیں *

تم خود اپنے حال پر خیال کرو کہ تم میانجی سے یا مولانا صاحب
سے پڑھتے ہو اور نصیحت کی دستار مبارک سر پر باندھ لیتے ہو کیا میانجی
صاحب یا جناب مولانا صاحب تمکو سب کچھ پڑھا دیتے ہیں —

نہیں — بلکہ ایک ملکہ تم میں حاصل ہوتا ہی جس سے تم عالم
کہاتے ہو پس خدا جو اُس ملکہ کا تم میں پیدا کرنے والا ہی اگر یوں

پڑھے کہ و علم آدم الاسماء کلا تو کونسی اسموں مشکل بات ہی *

یہ دادا جان یہ تو ہوا مگر یہ تو نرمائیئے کہ آدم کو سب
چیزوں کے نام سکھائے یہ نام سکھانے سے کیا مطلب تھا *

سامان مہیا کر دینے گئے ہیں دیسی زبان کی تعلیم کے واسطے بھی کچھ تدبیریں ہو رہی ہیں سو یہ سب باتیں سننے میں نہایت پسندیدہ اور معقول معلوم ہوتی ہیں مگر جو شخص اُن کے نتیجے پر غور کرے گا اُسکے دل میں بہت سے شک پیدا ہونگے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اُن نتیجوں پر بغور غور کروں اور دیکھوں کہ اگر ہندوستان کا طریقہ تعلیم بدستور رہے اور تبدیل نہ کیا جاوے تو کیا ہوگا اُن کی رائے ہی کہ لوگ تعلیم یافتہ اور ایسے بھی ہوجاؤنگے کہ انگریزوں کی برابر سول سروس میں داخل ہوں مگر عام نتیجہ یہی ہوگا کہ ہندوستان کے تہذیب سے آدمی تعلیم یافتہ ہوجائے سے اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ درجہ میں ایک ایسا بڑا فرق اور ایسا نہایت سخت فرق قائم ہوگا جو منہ کے چار بون یعنی برہمن اور چھتری اور بیش اور شدر اور زورے قواعد مذہبی قائم کرنے سے بھی نہرا تھا وہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا ارادہ اور ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ تمام ہندوستانیوں کی حالت میں ترقی ہو اور سب کے ذوال عقلی کو شغف منی حاصل ہو تو جو طریقہ اب ہنئے تعلیم کا جاری کررہا ہے اور جس راہ پر ہم اب چل رہے ہیں اُس سے نا امید ہوجاویں جس طرح کہ مصر کے میٹاروں کی چوٹیوں پر سونے کا ملمع کرنے سے وہ مہیاں یعنی مردوں کی لائیں نکالیں گی جو سیکڑوں ہوس سے سونے ہونے ہیں اسی طرح سے اگر ہم ہندوستان کے چند آدمیوں کو ایسی ترقی پر بھرتیائیں جس سے اُن میں اور اُنکے اُن بھائیوں میں ایک بہت بڑا فرق پیدا ہوجاوے جو کہیت کیار کے کام میں لگے رہتے ہیں تو ہندوستان کی عام شایستگی پر کچھ بھی اثر نہوگا بلکہ وہ نسبت رہیگی جو جنوبی امریکہ کی روٹی کے کسانوں اور اُن کے معشتی حبشی غلاموں کے آپس میں ہے ان توبیہ یافتہ خاص لوگوں کے خیالات اور تدبیروں کا سمجھنا تو درکنار اُنکی زبان بھی حوام کی سمجھ میں نہ آریگی تو وہ جسطور علوم و فنون میں زیادہ ترقی کرینگے اُسقدر حوام کو اُنکے خیالات اور حالات دیکھکر حیرت زیادہ ہوگی اور آپس میں ایسا فرق معلوم ہوگا کہ یہ کسی اور دنیا کے آدمی ہیں وہ کسی اور دنیا کے اور خرد امی درجہ کے لوگوں کو یہ نقصان ہوگا کہ جب کسی قسم کے مفید اور عمدہ خیالات اُنکے مسافروں میں اُمتد کر آئیگی اور وہ لوگوں کو اس قابل نہ پائیگی کہ اُنکی طرف متوجہ ہوں تو دل ہی دل میں کہتے ہو کہ جاوینگے اور اگر اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی زبان اور اُنکے خیالات کو ادنیٰ درجہ والے سمجھیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی ہمدردی پیدا ہو اور عام ترقی کا دور تسلسل اصطلاح پر قائم ہوجاوے کہ اعلیٰ درجہ والوں نے ایک عمدہ اور مفید تدبیر سوچکر ظاہر کی ادنیٰ درجہ والوں نے اُس سمجھا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا اور اُسکی نسبت کافی فرق اور توجہ

وہ لکھتے ہیں کہ سوکری مدرسوں میں ہندو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور تعلیم پوری ہوجانے کے بعد مدرسہ چھوڑکر جب گھر پڑھتے ہیں تو اُنکی لیاقت دلتا کہت جاتی ہے جیسے نئی نئی کھلتی ہوئی کلیاں ہالہ سے مرجھا جاتی ہوں وہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم خوب ترقی کرینگے اور بہت سی کوشش کرکے اپنے ہموطنوں کو ترقی کی راہ پر لڑینگے وہ اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر انگریزوں سے کہتے ہیں کہ آپکے شکسپیر ہمارے شکسپیر ہیں آپ کے ملٹن ہمارے ملٹن ہیں آپ کے ٹیوٹن ہمارے ٹیوٹن ہیں *

مصنف کا قول ہے کہ جب یہ لوگ ہماری زبان کو ایسی ناصحت اور بغاوت کے ساتھ بولتے ہیں کہ ہمکر رشک آتا ہے تو پھر ہم کیونکر یقین نہ کریں کہ باپو صاحب جس کامیابی کی راہ پر چلے ہیں اُس میں ضرور منزل مقصود کو پہنچینگے مگر حق یہ ہے کہ یہ سب اُنکی فوجی باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں چنکا کرئی نتیجہ نہیں ہوتا شاید لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہندوؤں کی خالق میں کسی خاص ایسی صفت کی کمی نہ کئی ہے جسکے سبب سے وہ اُڑ انسانوں کی مانند نہیں ہیں لیکن ہمکو یقین کرنا چاہیئے کہ انسان کے نیچر کے قاعدے تمام دنیا میں یکساں ہیں اور یہ اصول کہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے کسی غرض اور مقصود کا ہونا ضرور ہے جیسا مغربی ملکوں میں مسلم ہے ویسا ہی مشرقی ملکوں میں تسلیم کیا ہوا ہے ہندو کا لوکا نہایت ذوق شوق سے مدرسہ میں پڑھتا ہے اور نیا شوق اُسکو آگے بڑھاتا ہے وہ بہت جلد ترقی کرلیتا ہے جب وہ شوق پورا ہو جاتا ہے تو اُسکو توڑی کا حوصلہ ہوتا ہے کیونکہ اُسکو یہ توقع نہیں ہوتی کہ اپنی زندگی میں کوئی مفید کام کرکے ٹیک نامی اور شہرت حاصل کرسکے گا وہ اگر کوئی کتاب لکھے تو کس کے لئے لکھ اس لئے کہ اگر غیر زبان میں لکھے تو سوائے اُسکے چند ہم مکتب دوستوں کے اور کوئی پڑھنے کا نہیں اور جو اپنی زبان میں لکھے تو عام لوگوں کو اُسکی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہیں صرف تہذیب سے خاص خاص آدمی پڑھکر سمجھینگے پس اُسکی مصنف اور کوشش سے کچھ فائدہ بھی ہو تو گئے چند آدمیوں کو ہوسکتا ہے اسی سبب سے وہ اسطرح سے بہتر ہوجاتا ہے اور اپنے ملک کو کسطرح سے فائدہ پہنچانے کی تدبیر کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا اور جو قوتیں اُس کے شوق کے سبب سے ابھرتی ہوئی تھیں وہ بہت جلد دب جاتی ہیں بلکہ ایسی کالعدم ہوجاتی ہیں کہ پہلے کی نسبت اُسکی حالت زیادہ پری ہوجاتی ہے ہندوستان کے جاگروں نے اس معاملہ پر توجہ کی ہے اور وہ اس قباحت کے دور کرنے کے درپے ہیں ہندوستانیوں کے لئے سول سروس کی راہ کھلدی گئی ہے اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی توبیہ کے لئے

ظاہر کی آنکھ متوجہ نہ رہنے سے اعلیٰ درجہ والوں کو اپنے خیالات کو اور اعلیٰ درجہ پر پہنچانے اور اُسی قسم کی یا اُس سے بہتر تدبیریں سوچنے کی تحریک ہوتی جس سے ہمیشہ اُنکے قوائے عقلی شکستہ اور ترقی پذیر ہوتے رہتے اور وہ اپنی زبان مادری کو بھی ترقی دیتے دھینگے *
 عام تعلیم کی نسبت یہ بات مایہ جو چکی ہے کہ صرف کتابوں کا پڑھا دینا نہایت خفیف اور ادنیٰ درجہ کی تعلیم کا ہی قرائی عقلی کو ہمیشہ احتمال اور تھریک دینے والی چیزیں چاہئیں چلتے نہونے کے سبب سے ہندو ایک حد میں سے آگے نہیں بڑھ سکتے بلکہ مدرسہ چھوڑنے پر اُنکے قوائے عقلی جارحانہ ہوتے رہتے ہیں وہ بالکل پڑمردہ ہوجاتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو تحریک اور احتمال ہوتی ہے وہ صرف اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو ہوتی ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ عام لوگ تو جہالت کے سمندر میں تیرے رہیں اور اعلیٰ درجہ والے خاص قسم کے تعلیم یافتہ ہوجائیں مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے جو یہ خیال کر رکھا تھا کہ اعلیٰ درجہ والوں کو عام کا فکٹر (ٹنکر پائی چھاننے کی ٹک کو کہتے ہیں) بنایا جارے جس میں سے عام چھوٹے ٹیکمیا اور عام کی طبیعتوں کی کیفیت میں آبپاشی ہوگی وہ خیال اب دنگ ہوتا جاتا ہے تو ضرور ہوا کہ انتظام ملکی اور آپس کے پرتاؤ میں شایستگی اور فی زراعت اور دستکاری کو موصوم ہوجائے اور عام کی روٹھی ہو خاص و عام تک پہنچانے کے لیئے ایسے ذریعے قائم کیئے جاویں جنکے سبب سے گورنمنٹ کے اوقات عام رعایا پر اور تمام رعایا کے عام خیالات گورنمنٹ پر ظاہر ہوتے رہا کریں اور ایسا طریقہ تعلیم و تربیت کا اختیار کیا جارے جسکا اثر عام ہو اور علم کی روٹھی علی الصوم ہو درجہ کے لوگوں پر یکساں پھونچے — اس تمام تقریر کے لکھنے سے ہماری خاص غرض صرف اسبقدر ہے کہ ہم اپنے بھائی مسلمانوں کو اُن کی اولاد کے طریقہ تعلیم و تربیت کی بھلائی برائی پر غور کرنے کے لیئے متوجہ کریں اور اس طرح پر اسباب پر ہم کچھ گفتگو فرما نہیں چاہتے کہ جو مرقم اہل اسلام کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہیں وہ اس زمائے کے لحاظ سے مفید نہیں ہیں بلکہ یہ غرض کیئے لیئے ہیں کہ وہ بالکل مفید اور کارآمد ہیں مگر جو طریقہ تعلیم کا قدیم الایام سے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے اور اب بھی جہاں کہیں جس شہر اور قصبہ میں اہل اسلام کو اپنی قومی جہالت پر انورس آتا ہے اور از راہ ہمدردی ہمک کرکے مدرسہ قائم کرتے ہیں تو اُس میں وہی قدیم طریقہ تعلیم کا جاری کرتے ہیں جس میں صرف عربی زبان کے قریب سے تعلیم ہوتی ہے جو اس ملک کے مسلمانوں کی زبان مادری نہیں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس تعلیم سے کس طرح

ہر عام تعلیم کا فائدہ ممکن نہیں نہ ہر درجہ اور مختلف خواہش اور ضرورت رکھنے والے مسلمانوں کو اُس سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے اگر کچھ فائدہ خیال کیا جارے تو وہ صرف اسبقدر ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحبوں کی کچھ تہذیبی تمدن بڑھ جاوے یعنی جس شہر اور قصبہ میں میں اب ایک یا دو ہیں وہاں دس پانچ ہوجاویں جنکو خود عام ہوجائے۔

کے بعد بجز نوا ذرا سے مسئلوں میں باہم اختلاف پیدا کرنے اور بھائی چہرے اُٹھانے اور مرام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کردینے اور صحیح اور سچا مسئلہ دریافت ہو جانے کی نسبت بسبب اختلافات کثیر نے مرام کی طبیعتوں کو غیر مطمئن کردینے کے سوا کوئی فائدہ اور بھلائی نہ دین کی حاصل ہوتی ہے نہ دنیا کی یہاں تک کہ فکر معاش میں حد سے زیادہ مشغول ہوتے ہیں اور اوروں کی بھلائی بیٹھے بٹھائے کوئے پر آمادہ اور مستعد رہتے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ طریقہ تعلیم ویسا ہی ہے یا کہ نہیں کہ ایک چھوٹا سا گروہ اعلیٰ درجہ کا یعنی اُن لوگوں کا جنکی تحصیل تمام ہو اور تعلیمات کی پگڑی پاندہ کو مولوی صاحب بن جاویں قائم ہو اور ایک بڑا گروہ جو اُس درجہ تک نہ پہنچا ہو قصبہ مہنگ بن جاوے کہ نہ اُن میں سے کسی کو سلیقہ معاش پیدا کرنے کا ہو نہ وہ مولوی صاحب ہوں مرام کا یہ حال رہے کہ اُن اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی جب نافلانہ تقریر سنیں تو دھشیوں کی طرح اُنکا منہ تکتے رہیں کوئی بات سمجھہ میں آوے کوئی نہ آوے اور اُنکے خیالات کا ایک ہی سمجھہ میں آتا تو نہایت ہی امر محال ہے پس ایسی طرز تعلیم سے تمام اہل اسلام کی اس خواب اور ایتر حالت سے جس میں وہ آج کل مبتلا ہو رہے ہیں نکلنے کی کیا توقع کی جاتی ہے جس کے لیئے رہیہ خرچ کیا جاتا ہے اس تصویر سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ عربی زبان کی تعلیم موقوف کردیے جارے بلکہ ہر مسلمان پر اسکا اسبقدر سیکھنا لازم اور واجب ہے مگر نہ اس طرح جیسے کہ اب طریقہ تعلیم جاری ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ جہاں کہیں کوئی مدرسہ جاری کریں اُس میں ایسا طرز تعلیم اختیار کریں جس سے ہر درجہ اور ہر قسم کی اغراض دینی اور دنیاوی لوگوں کی حاصل ہو سکیں *

بحث دوم میں تحصیل و خلاقہ ہندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث کی ہے *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ جانے کے اسباب سے بحث کی ہے *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں عارم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث کی ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی، تعلیم کی تدبیریں اور طریقہ جس طرح ہر کہ ان کی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہونا چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں ان کا بیان کی ہے *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج کی جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اس کا خریدنا منظور ہو وائٹ ایم پاس زر ٹھٹ ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ ہونا تجویز ہوا ہے اس جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع موصل نہرگی *

(نستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سرکاری کمیٹی مقام بنارس

اشتہار

ہرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداء اجرا سے آج تک بہ ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اس کی حسب تفصیل ذیل ہے جس صاحب کو اس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجکر ہرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے *

تفصیل قیمت یہہ ہے

قیمت ہرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور بابت سہ ماہ ...

قیمت ہرچہ ہائے مذکور ابتداء محترم سنہ ۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور بابت دوازدہ ماہ ...

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہے اس رپورٹ کے تصنیف کنندہ سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں * پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے ان کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث کی ہے *

بمقام میگزین — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۴]

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ غلط و کتابت کرتی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترقیوں کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارہے فرستہ تمام غلط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ ملکہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جارہے *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں مدبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر پٹارس خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دیتی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * مسیروں کو بل قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بل قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۹

طریقہ تعلیم مسلمانان

کمیتی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے جو ایک سلیکٹ کمیٹی اس لیئے مقرر کی تھی کہ وہ کمیٹی ہندوؤں و نکر و پاجنہ باہمی کے ایک رپورٹ لکھے کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے کونسا عمدہ طریقہ ہی اور کون کون سی زبان اور کون کون سے علوم اور کس طرح پر انکو پڑھائے جائیں چنانچہ اس مطلب پر کمیٹی مذکورہ نے رپورٹ لکھی ہے اس میں اُنیس ممبر تھے اور سب کی رائے اس طریقہ تعلیم پر متفق ہوئی اول سید احمد خاں سکرتوی نے ایک تہہیدی تقریر کی اور پھر طریقہ تعلیم بیان کیا اور پھر ممبروں نے اس پر رائے دی چنانچہ اس سب کو ہم اس مقام پر مندرج کرتے ہیں *

گفتگو تہہیدی

سید احمد خاں نے ممبروں سے یہ بات کہی کہ اس امر سے جسکی نسبت ہم رپورٹ تہریز کرتے ہیں یہ مقصد نہیں ہے نہ ہم لوگ صرف وہی بات لکھیں جو زمانہ حال کے مناسب ہو اور جو اس وقت انجام بھی ہو سکے بلکہ یہ مقصد ہی کہ حالات اور حیثیات موجودہ سے قیاس نظر کر کے ہر وہ تہریز کرنی چاہیئے جو پوری پوری اور تھیک تھیک اعلیٰ درجہ پر مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تاکہ ہر ممبر معلوم ہو جارے کہ ہر ممبر درحقیقت کیا کرنا ہی اور بالعموم ہم کس قدر کر سکتے ہیں *

سید احمد خاں نے ممبروں سے کہا کہ تجویز اور عمل ان دونوں میں بڑا فرق ہے تجویز ہمیشہ ہر ممبر پوری اور کامل کرنی چاہیئے اور اس تجویز پر عمل اس قدر جتنا کہ ہم وقتاً فوقتاً کر سکتے ہوں فرض کر کہ ہر ممبر ایک بہت عالی شان مکان بنانا ہی جب ہم اس کا نقشہ تجویز کریں گے تو اس تمام مکان کا پورا کامل نقشہ تجویز کریں گے اور جب اس کی تعمیر شروع کریں گے تو اس قدر کرنے کی تعمیر شروع کریں گے جس قدر کی تعمیر کا بالعموم ہر ممبر قادر ہے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وقتہ رفتہ وہ مکان عالی شان مطابق نقشہ معجزہ کے ملایا ہو جائیگا اور اگر ہم بلا پورا اور کامل نقشہ سوچے تعمیر شروع کر دیں گے تو ہم نے اس مکان میں سے کچھ نہ بنایا ہوگا بلکہ اس مکان کے بنانے کے لیئے پھر کر اس قدر عمارت کا بھی ڈھانچا پڑیگا جو بے نقشہ سوچے تعمیر کی تھی میرا مقصد اس تقریر اور تمثیل سے یہ ہے کہ اس وقت طریقہ تعلیم مسلمانوں کا پورا اور کافی تجویز کیا جاوے اور اس بات کا خیال نہ ہو کہ آیا اس وقت ہم اسکو کر بھی سکتے ہیں یا نہیں *

سید احمد خاں نے کہا کہ اس وقت ہو ایک باتیں اور عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ صاحب اس بات سے بطوری واقف ہیں کہ تعلیم ہمیشہ کمی ایک خاص مقصد کے لیئے نہیں ہوتی اور نہ کسی ایک گروہ ٹیڈر کا ہمیشہ ایک ہی مقصد ہوتا ہی بلکہ ایک گروہ ٹیڈر میں سے مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں ہم جس طریقہ تعلیم کے قرار دینے کی نکر میں ہیں وہ ایک بہت بڑے گروہ سے ملاکہ رکھتا ہے اور یقینی مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد تعلیم سے عین پس اس وقت ہر ایک ایسا طریقہ تعلیم تجویز کرنا چاہیئے جو مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد کے پورا کرنے کو کافی ہو *

سید احمد خاں نے اس مطلب کو دربارہ زیادہ تو وضاحت سے بیان کیا اور یہ بات کہی کہ مثلاً ہم مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہی جو گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلیٰ مدارس کے حامل کرنے اور انتظام گورنمنٹ میں شامل ہو کر دنیاوی عزت حاصل کرنے اور اپنے ملک کو فائدہ پہنچانے کی آرزو رکھتی ہے ایک جماعت ایسی ہی کہ اسکو گورنمنٹ کے مدارس کے حاصل کرنے کا کچھ خیال نہیں ہے بلکہ وہ اپنی قوت بازو سے بذریعہ تجارت یا اجارے کار خانجات کے اپنی معاش پیدا کرنے کی خواہشمند ہے ایک جماعت ایسی ہی کہ وہ صرف اپنی جائداد اور اپنے ملاقات کی درستی اور اپنے روز مرہ کی زندگی کے امور کو بطور اسلوبی انجام دینے کی آرزو رکھتی ہے ایک جماعت ایسی ہی کہ علوم و فنون کو حاصل کرنا اور اُن میں واقفیت کامل حاصل کرنا پسند کرتی ہے ایک جماعت ایسی ہی کہ اسکو ان تمام چیزوں سے چنداں تعلق نہیں ہے بلکہ وہ بلعاط اپنی معاش کے علوم دین میں دستگاہ کامل حاصل کرنا اور اُس میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اور ایک جماعت عوام الناس کی ہے جن کے لیئے کسی قدر عام تعلیم کا ہونا ضروری ہے یا ایں ہمہ ہر ایک کو اپنی اولاد کی نسبت یہ خواہش ہے کہ اُسکے عقائد مذہبی بھی درست رہیں اور وہ اُدائے فریاض مذہبی سے بھی غافل نہ ہو جاوے پس جب کہ ہم تمام مسلمانوں کی تعلیم کا طریقہ قرار دیتے ہیں تو ہر ممبر ایسی تجویز کرنی چاہیئے جس سے تمام مقاصد مذکورہ اور نیز دیگر مقاصد جو تعلیم سے متعلق ہیں حاصل ہوں *

سید احمد خاں نے یہ بھی کہا کہ جب آپ سب صاحب ان مقاصد پر غور فرمائیے جن میں سے امور معظمہ کو میں نے ابھی بیان کیا تو آپ یقین کریں گے کہ کسی قوم کو یہ سب مقاصد جب تک کہ وہ غریب ان مقاصد کے حامل کرنے پر مستعد نہ ہو حاصل نہیں ہو سکتے پس ہر ممبر اپنے تمام مقاصد کے انجام کو صرف گورنمنٹ ہی پر متحصص نہ رکھنا نہ چاہیئے بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ اُن تمام مقاصد کا گورنمنٹ سے

باتیں حال کے زمانہ اور حال کے زمانہ کی مطابقت کے مناسب نہیں ہوں اور اس لئے بجائے اس کے کہ مسلمانوں کو اُن سے کچھ فائدہ ہو ضرورت حاصل ہونے کی توقع ہی اول تو یہی کفایت دیتی ہے کہ اُن کی عمر بیکافیدہ چیز میں ضایع نہ جاتی ہے پس میں چاہتا ہوں کہ میرے معزز شریک ممبر میوزی اس گفتگو سے رجحیدہ ہوں بلکہ ہر وقت تجویز طریقہ تعلیم کے اُن باتوں پر بھی لحاظ رکھیں غراہ اُس کو پسند کریں خواہ نا پسند کریں *

لارڈ میکالی صاحب نے جب کہ وہ ہندوستان کی عام تعلیم کی بورڈ کے میز مجلس تھے اور اُس زمانے میں گورنمنٹ کالجوں میں ایشیائی طریقہ تعلیم جاری تھا گورنمنٹ کالجوں کی نسبت ایک رپورٹ لکھی تھی اُسکا منتضیٰ میں اُس مقام پر بیان کرتا ہوں اُنہوں نے لکھا ہے کہ اگر گورنمنٹ کی رائے پندوبیس موجودہ کو (یعنی ایشیائی تعلیم مروجہ اِستوت کر) غیر مبدل رکھنے پر ہو تو میری مرض یہ ہے کہ میرا میز مجلسی سے استعفا منظور ہو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میں اُس میں کچھ کام نہیں آسکتا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُس سے مجھ کو اپنی تقریب دینی ہوتی ہے جسکی نسبت مجھ کو خوب یقین ہے کہ وہ صرف ایک دھوکہ ہے مجھ کو یقین ہے کہ موجودہ پندوبیس سچ کی جلدی کرتی کرنے کی طرف نہیں بلکہ معلوم ہونیوالی غلطیوں کی علمی موت کے توقف کرنے پر رجوع کرتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو تعلیم عام کے بورڈ کے معزز نام کا پانفل کچھ حق نہیں ہے ہم ایک بورڈ یعنی مجلس ہیں واسطہ اُڑانے سوکری درجہ کے اور واسطے چھاپنے ایسی کتابوں کے جو کم قیمت ہوں اُس کاغذ سے چھپو رہ چھاپی جاتی ہیں جب کہ وہ کرنا تھا اور واسطے چھوٹی دلیوری دینے نامعقول تواضع اور نامعقول الہیات اور بیہودہ غلیبہ اور بیہودہ علم مذہبی کے اور واسطے طیار کرنے ایک فرقہ ایسے طالب علموں کے جو اپنی طالب علمی کو اپنے اوپر ایک بوجھ اور عیب پاتے ہیں *

لارڈ میکالی صاحب کے الفاظ جو نسبت مذہب کے ہیں اُن کو چھوڑ دو باقی مطلب پر ضرور کر کہ بالکل سچ ہے پس اب مجھ کو اپنا سلسلہ تعلیم ایسا قائم کرنا چاہیئے کہ جو تمام میوزی سے پاک ہو اور جس سے در حقیقت مسلمانوں کے دین دنیا کی بہتری اور ترقی مستضر ہو *

ایک اُور بات یہی قابلِ اطلاع کے ہے کہ میں اکثر مصنفین رسائل کی بھی رائے دیکھتا ہوں اور میوزی کی بھی رغبت پاتا ہوں اور اُور لوگوں کی رائے کا بھی رجحان اس طرف دیکھتا ہوں کہ انگریزی زبان اور علوم کی تعلیم کے ساتھ عربی زبان کی اور اُن علوم کی بھی

حاصل ہونا غیر ممکن اور مانند ممکن بالذات کے ہی پس اِستوت مجھ کو قسم کی تجویزیں کوئی چاہیئیں ایک کامل اور پوری ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک کی جو ہمارے تمام مقاصد کو پورا کر سکیں اور جن میں مجھ کو گورنمنٹ سے اُس کی تعمیل کروانے کی کچھ غراہش نہ ہو بلکہ مجھ کو خود اپنی سعی اور کوشش سے آپ اُس کا انجام کرنا مدنظر ہو *

دوسری تجویز مجھ کو اِس بات کی کرنی چاہیئے کہ جب تک کہ ہم اُس اول تجویز کو انجام دیں یا اُس کے انجام دینے کے لائق ہوں اُس وقت تک اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لئے مقرر کیئے ہیں کیونکر ناپیدہ اُنہاؤں اور ہمارے متعدد مقاصدوں سے جوں جوں اس مقصد تعلیم مہینہ گورنمنٹ سے حاصل ہو سکتا ہے اُس کو ہم کیونکر حاصل کریں *

سید احمد خاں نے کہا کہ ایک بات میں اور کھٹی چاہتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ میری یہ بات میرے شریک ممبروں کو یوں معلوم ہوگی اگرچہ افسوس ہے کہ میں اپنے شریکوں کو رجحیدہ کرتا ہوں مگر جو کہ میری رائے میں وہ بات بالکل سچ ہے اسلیئے میں اُس کے کہنے پر مجبور ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب مسلمانوں میں کچھ تعلیم کی تحریک ہوتی ہے تو اُن کی سعی ہمیشہ اسی بات پر مقصور ہوتی ہے کہ وہی پورانا موروثی طریقہ تعلیم کا اور وہی ناقص سلسلہ نظامیہ درس تئیب کا اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ اِس زمانہ میں اُسی پورانے طریقہ پر مسلمانوں نے کئی مدرسہ تعلیم کے لئے چھوڑ دیئے علیگڑہ کانپور سہارنپور دیوبند دہلی لاہور میں جاری کیئے ہیں مگر میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیا ہوتا ہے کہ وہ محض بیکافیدہ اور محض آخر ہیں اُن سے کچھ بھی قومی فائدہ ہونے کی توقع نہیں ہے *

زمانہ اور زمانہ کی مطابقت اور علوم اور علوم کے نتائج سب تبدیلی ہو گئے ہیں ہمارے ہاں کی قدیم کتابیں اور اُن کا طرز بیان اور اُنکے الفاظ مستعملہ مجھ کو آزادی اور راستی اور صفائی اور سادگی اور بے تکلفی اور بات کی اصلیت تک پہنچنا ذرا بھی تعلیم نہیں کرتے بلکہ ہر خلاف اُنکے دھوکہ میں پڑتا اور پیچیدہ بات کہتا اور ہر بات کو لون مرچ لگا دیتا اور ہر امر کی نسبت غلط اور خلاف واقع الفاظ شامل کر دیتا اور چھوٹی تعریف کرتا اور زندگی کو غلامی کی حالت میں رکھتا اور تکبر اور غرور کو خرد پسندی کا ملبغ بناتا اور اپنے اپناے جس سے نفرت کرنا ہمدردی کا ثمر رکھنا مخالف آمیز باتوں کا مادی کرنا گذشتہ زمانہ کی تاریخ کو بالکل نا تحقیقی میں ڈالنا اور واقعات واقعی کو مثلاً قصہ و کہانیوں کے بنا دینا سکھاتے ہیں اور یہ تمام

علم قرانی انسانی — علم منطق — علم فلسفہ — علم سیاست مدنی
یعنی اصول گورنمنٹ — علم انتظام مدنی یعنی پولیٹیکل اکونومی *

سوم علم ریاضی

علم حساب — علم جبر و مقابلہ — علم ہندسہ فروعات امالی
علم ریاضی کی *

چہارم علم طبیعیات

علم سکون — علم حرکت — علم آب — علم ہوا — علم مناظر
علم برق — علم ہیئت — علم اراز — علم حرارت — نیچرالفلسفی *
تعلیم خاص مسلمانوں کی ان علوم میں ہونی لازم ہے جن کی
تفصیل ذیل میں مندرج ہے — انجینیئر — اینٹومل فزیالوجی
یعنی علم حیوانات — اینٹاموسمی یعنی علم تشریح — خوراک جی
حسب اینٹومل فزیالوجی — باگتی یعنی علم نباتات — جیاالوجی
یعنی علم طیقات الارض — منوالوجی یعنی علم جمادات — کوسٹری
یعنی علم کیمیا *

یہ وہ علم ہوں جن میں مسلمانوں کی تعلیم ہونا چاہیئے
اُن کی تفریق اور اُن کی مقدار کی تعین ہو ایک درجہ تعلیم کے لیئے
جدا جدا ہوگی اور جس کا اندازہ ہو ایک درجہ کی تعلیم کے لیئے
نہا جاویگا *

طریقہ تعلیم و تربیت

امراء اور اہل مقدور اور ذی دولت مسلمانوں کے لڑکوں کی تعلیم
کے لیئے نہایت ضرور ہے کہ اُن کی عمر دس برس تک نہ پہنچنے
پارے کہ وہ اپنے گھر سے جدا رکھے جارہیں اور اُن کی خاص طور پر اور
خاص نگرانی میں تعلیم ہو اور اس لیئے ضرور ہے کہ کسی شہر کے
قریب جس کی آب و ہوا عمدہ ہو اور شہر بھی چھوٹا ہو ایک پرنسپل
میدان تجویز کرے مکانات تمہارے کیئے جارہیں اور بھول باغ لگایا
جائے *

اُسی عمارت کے شامل ایک مسجد بنائی جائے جس میں صوفی
و اصنام مقرر ہو اور ایک کتب خانہ بنایا جائے اور ایک بڑا کمرہ
کھانا کھانے کے لیئے اور ایک بڑا کمرہ اجنبی کھیلوں کے کھیلنے کے لیئے
جو مکان کے اندر کھیلے جاتے ہیں اور باقی مقصود و مناسب کمرہ
اس طرح ہو کہ ہر ایک لڑکے کو ایک مناسب کمرہ بیٹھنے اور پڑھنے
کو ملے *

کسی لڑکے کے ساتھ کوئی خاص خدمت گار ٹوہ بلکہ تمام
خدمتگار اُنہیں مکانات کے متعلق نکرے ہوں اور ہر ایک خدمتگار کو
کمرے تقسیم کیئے جارہیں پس اُن کمروں کے دھنے والے لڑکوں کی

جو عربی میں ہیں تعلیم دی جائے مگر یہ راے اس سب سے قائم
ہوئی ہے کہ اُن لوگوں نے خیال نہیں کیا کہ انگریزی اور عربی کی
تھکیل میں کس قدر مصلحت اور کس قدر وقت درکار ہوگا ہی اگر
اس بات کو جاری کیا جاویگا اور کوئی حد و تمیز اس کے لیئے مقرر
نہوگی تو دفتروں میں سے کوئی حاصل نہیں ہونے کا لڑکے نہ ادھر کے
رہینگے نہ اُدھر کے پس میں چاہتا ہوں کہ تمام جذبات انسانی کو
جن میں سے پرانی رسم کی پابندی سب سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور
انسان کو ٹھیک بات تک پہنچنے نہیں دیتی خدا دل کو ٹھلکا کر کر
تجویز کیا جائے کہ در حقیقت کون بات دین و دنیا کے لیئے مفید ہے
جو ہم کو کرنی چاہیئے *

بیان طریقہ تعلیم

میزبان شریک نے اس تقریر کو پاکراہ سنا اور اس میں سے
اس بات پر متفق الراے ہوئے کہ بلاشبہ تعلیم مسلمانوں کا طریقہ
در قسم کا تجویز کرنا چاہیئے ایک وہ جو غریہ مسلمان اُس کو قائم
کریں جس سے اُن کے تمام مقاصد دینی و دنیوی انجام پائیں دوسرے
وہ جن سے مسلمان اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیئے
مقرر کیئے ہیں فائدہ اُٹھاویں پس امور مذکورہ حسب تفصیل ذیل
پیش ہوئے *

اول قواعد تعلیم مسلمانان جن کا قائم کرنا اور جاری کرنا خود
مسلمانوں کو لازم ہے *

سید احمد خاں نے کہا کہ میں نے ان امور کے سوچنے اور سمجھنے
اور غور کرنے میں شاید بہ نسبت اور میوزوں کے زیادہ وقت صرف کیا
ہے اور زیادہ نکر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ جو طریقہ تعلیم صیغہ
خیال کیا ہے اُس کو میں بہ ترتیب بیان کردوں پھر میوزوں کو
اُس کے مناظر کرنے یا تبدیل کرنے کا بطریبی موقع ہوگا *

ذکر علوم

مسلمانوں کی تعلیم دو قسم پر منقسم ہوئی چاہیئے ایک تعلیم
عام اور دوسری خاص *
تعلیم عام مسلمانوں کی عام مصلحت ذیل میں ہوئی چاہیئے *

اول دینیات

فقہ — اصول فقہ — حدیث — اصول حدیث — تفسیر
علم سیر — علم عقاید *

دوم علم ادب

زبان ہندی اور انڈیا پڑھائی آرہو — فارسی — عربی — انگریزی
لہجہ — علم تاریخ — عام جغرافیہ — علم اخلاق — میٹنگ سائنس یعنی

مکانات میں رہتے ہیں اور نیز اور مسلمانوں کے جو اُس میں نہیں رہتے مومناً تعلیم پڑھانے کے

یہ مدرسہ درحقیقت تین مدرسوں پر مشتمل ہوگا — اول انگریزی — دوم اردو — سوم عربی فارسی جو مدرسہ انگریزی کا ہوگا اُس میں بالکل انگریزی پڑھائی جائیگی اور تمام علوم و فنون اور جو کچھ کہ اُس میں تعلیم ہوگا وہ سب انگریزی میں ہوگا الا ہر طالب علم کو سکنت لینگوج بھی پڑھنی ہوگی لیٹن و اردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اس کو ہمشول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی اردو زبان میں پڑھانی جائیگی ہوتگی *

اس مدرسہ کے تدریس کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اب زمانہ ایسا آتا جاتا ہے کہ جو لوگ گورنمنٹ سے اعلیٰ عہدوں کے پائے کی تمنا رکھتے ہیں اور دنیا میں نہایت اعلیٰ درجہ کی عزت جو دہائیے گورنمنٹ حاصل کر سکتی ہے حاصل کرنا چاہتے ہیں جب تک کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی زبان میں حاصل نہ کرینگے اُس وقت تک یہ وہ مسلمانوں کو تہذیب نہیں ہونے کی اور ایسا کمال انگریزی میں بغیر اس کے کہ اُس کی خوب حاصل کریں حاصل ہونا غیر ممکن ہے پس جو لوگ کہ اس قسم کے عہدوں اور عزتوں کے خواہاں ہیں اُن کے لیئے یہ تدریس کی گئی ہے *

علامہ اس کے ضرور ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک جماعت اس قسم کی ہو کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی میں حاصل کرے کیونکہ اُس جماعت سے ملک کو اور ملک کے لوگوں کو اور ترقی تعلیم کو بہت فائدہ ہوگا اور وہ ذریعہ اور منبع شہر علم کے بن جائینگے اُن کی بدولت تمام علوم انگریزی زبان سے اردو زبان میں آجائینگے اور اُن کی ذات سے ملک کو منعمہ عظیم پہونچےگی *

اردو مدرسہ — اس میں تمام علوم و فنون پڑایاں اردو پڑھائے جائینگے اور جو کچھ تعلیم اس میں ہوگی وہ سب اردو میں ہوگی البتہ ہر طالب علم کو تین زبانوں میں سے کوئی زبان بطور سکنت لینگوج کے اختیار کرنی ہوگی — انگریزی — فارسی — عربی — میں اُمید کرتا ہوں کہ جو لوگ اس بارہ پرس کی مہر میں اس مدرسہ میں داخل ہوگا وہ ضرور اظہارہ پرس کی مہر تک تمام سہن پائی مازم کو اردو زبان میں اُس قدر تحصیل کرلیگا جس قدر کہ درجہ بی اے کے لیئے مقرر ہیں اور سکنت لینگوج میں اُس کو اس قدر تربیچر آجائیگی جیسے کہ انٹرنس کلاس تک کے پڑھنے والوں کو آتی ہے *

خدمت اور کمروں کا چھوٹا اور آراستہ کرنا اور پلنگوں اور بچھونوں کا درست کرنا سب وہی لوگ کیا کرینگے *

اس تمام لوگوں کو ضرور ہوگا کہ مسجد میں ہر روز کی نمازیں جماعت سے پڑھیں اور صبح کی نماز کے بعد کھینچ کران مسجد بموجب اُس قاعدہ کے پڑے لیا کریں جو تدریس کیا جائے اور ہر ایک کو ایک نسیم کا پکاس لباس پہنایا جائے اور سب ملکر ایک جگہ وقت معین پر کھانا کھائیں اُن کے اوقات پڑھنے اور کھانے کے اور جسمانی ورزش کے سب مقرر کیئے جائیں اور ہر ایک لڑکے کو ہر ایک وقت پر جو کام مقرر ہے اُس کا کرنا واجب و لازم ہو *

اس مکان پر ایک نہایت لائق اور معتمد شخص بطور اتالیق یا گروٹو کے مقرر ہو تاکہ وہ تمام نگرانی اور سب طرح کا بندوبست کرتا رہے اور لوگوں کی صحت و تندرستی کا نگران رہے اور اس بات کی خبر داری اور نگرانی کرے کہ تمام لڑکے اوقات معینہ میں وہی کام کرتے ہیں جو اُس وقت کے لیئے معین ہے یا نہیں *

لوگوں کو اپنے گھر جانے اور ماں باپ اور عزیز اقارب سے ملنے یا اُن کو لوگوں سے ملنے اور اُن کا آرام و آسائش کا حال دیکھنے کو آنے کے لیئے قواعد مقرر ہوں اور ہمیشہ اُن قواعد کی پابندی رہے *

اتفاقہ بیماری یا اتفاقہ ضرورت کے واسطے ایک طبیب ملازم رہے اور اُس مقام کے سرل سرجن سے بھی بندوبست کر لیا جائے تاکہ اتفاقہ اور دمنٹا کی بیماری کی حالت میں طبیب یا ڈاکٹر کا علاج جیسا کہ اُن لوگوں کے مریضوں نے اجازت دی ہو وہ سب یہ بندوبست صرف اتفاقہ اور ناگہانی بیماری کے لیئے ہی ورنہ بھال بیماری زائد اُس کے مریض اُس کے گھر پر لیجائینگے اور خود جس طرح چاہینگے معالجہ کرینگے *

یہ مکان عالی شان امرا اور اہل دول کے چندے سے تعمیر ہونا چاہیئے اور اخراجات ماہوار کی کا اوسط لگا کر جو لڑکا اُس میں داخل ہو اور سکونت اختیار کرے اُس کے مریضوں سے وہ خرچ لیا جائے * خوب یاد رہے کہ جب تک ہمارے لڑکے گھروں سے ملحدہ ہوکر اِس طرح پر تربیت نہ پائینگے ہمیشہ خراب اور نالایق اور جاہل اور کمینہ عادتوں کے عادی رہینگے *

مدرسۃ العلوم

اُسی شہر میں جہاں یہ مکان تعمیر ہو ایک بہت بڑا مالیشان مدرسہ تعمیر کیا جائے اور اُسکا نام انگریزی زبان میں ”ہی مسجدین اینگلورینٹیننگ کالج“ اور عربی زبان میں ”مدرسۃ العلوم“ رکھا جائے اس مدرسہ میں وہ لڑکے امرا اور نبی مقرر لوگوں کے جو اُن

تمام علوم و فنون انہیں کی زبان میں ہیں اور ہر وقت اور ہر محل پر ان کو اپنے علم کی ترقی کا موقع ہوتا ہے پورے ہندوستان کے کہ انکی تعلیم انکی مادری زبان میں نہیں ہے اور انکو دوسری زبان پر قادر ہونے میں نہایت مشکل پیش آتی ہے اور اُس پر قادر ہونے تک تمام وقت تحصیل علوم و فنون کا گذر جاتا ہے پس اس تبدیلی سے جو اس مدرسہ کے تقرر میں کی گئی ہے اُمید ہے کہ وہ رکارڈ کرے گی *

جو طالب علم کہ بنزیمہ عربی زبان کے علوم تحصیل کرنے پر متوجہ تھے اُن میں بھی یہ نقصان رہتا تھا کہ وہ ان علوم و فنون سے جو نہایت ضروری ہیں غارتف مضیٰ رھتے تھے اور اس تبدیلی سے جو طریقہ تعلیم میں کی گئی ہے اُمید یہ ہے کہ وہ بھی غارتف نہ رہینگے اور عربی زبان میں بھی کمال حاصل کرنے کا اُنکو موقع حاصل رہیگا * عربی فارسی مدرسہ - اس میں ابتداً کسی علم کی تعلیم نہیں ہونے کی بلکہ جو انگریزی اور اُردو پڑھنے والوں نے ان زبانوں میں سے جسکو بطور سکندلنگیج کے اختیار کیا ہوگا اور اُردو میں علوم و فنون پڑا لیئے کے بعد عربی یا فارسی زبان کے لٹریچر و علوم میں کمال حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو انکی پڑھائی فارسی عربی میں اعلیٰ درجہ تک کی اس مدرسہ میں ہوگی *

تینوں مدرسہ ملکر درحقیقت ایک مدرسہ ہوگا اور جو کہ ہر قسم کے استاد یعنی انگریزی کے اور اُردو و فارسی و عربی کے اس میں موجود ہونگے تو سلسلہ تعلیم ہر ایک مدرسہ کا جو قائم کیا گیا ہے وہ اُستادوں کی تقسیم اوقات سے بطوری تکمیل پاتا رہیگا *

مدارس

یہ چھوٹے چھوٹے مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں انکا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہونے چاہئیں گے اس میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق ہوگی جو اُردو مدرسہ کے لیئے ہیں اور اسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکندلنگیج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کر دی ہوگی *

اس مدرسہ میں اور پہلے مدرسہ اُردو میں صرف لفظا فرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد میں تک علوم پڑھائے جاویں گے اور جب اُس حد تک طالب علم پورے چارہنگے تو اس مدرسہ سے خارج ہو جاویں گے اور اُنکو اختیار ہوگا کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں یہ مدرسہ اِس مراد سے ہرگز نہ مدرسۃ العلوم کے لیئے لڑے بلکہ طیار کریں انکی مثال پہلے ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ شاع اسکول کالجوں کی پھرتی کے لیئے طالب علم جمع کرتے ہیں *

پس اِس عمر کے اور اس قدر تحصیل کے بعد طالب علم اُس سکندلنگیج میں سے اُس زبان کی لٹریچر کو جو اُس نے اختیار کی ہے تکمیل کرنی شروع کرے اور تین برس اُس کو اُس کی تکمیل کے لیئے بہت کافی ہونگے پس اگر اُس نے ان تین برس میں انگریزی زبان کی تکمیل کی ہے تو اُسکو تین برس کی اور مہلت اِسلئے بطوری ملیگی کہ وہ عدالت کے قوانین سیکھے اور مختلف مہدوں کے لیئے جو امتحان مقرر ہیں اُن میں امتحان دے اور نوکری گورنمنٹ کی تلاش کرے اور اُس کو حاصل کرے یا اور کسی کارر ہار میں جس میں وہ چاہے مشغول ہو *

اور اگر اُس نے ان تین برس میں فارسی زبان کی تکمیل کی ہے تو اُس نے یقینی گورنمنٹ کی نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہے کیونکہ وہ تو بغیر انگریزی پڑھے حاصل نہوگی پس اُسکو مہلت ہے کہ جہاں تک چاہے فارسی میں کمال بہم پہونچائے اور شاعر و منشی و ادیب ہوکر دنیا میں اپنا نام یادگار چھوڑ جاوے *

اور اگر اُس نے ان تین برس میں عربی زبان کی تکمیل کی ہے تو اُس نے پورے مذکورہ بالا سرکاری نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہے پس اُسکو بھی عربی زبان میں اور نیز اُن علوم میں جو عربی زبان میں ہیں اور نیز علوم دین مثل فقہ و حدیث و تفسیر و کلام وغیرہ میں جہاں تک کہ وہ چاہے ترقی کرنے اور کمال بہم پہونچانے کا موقع حاصل ہے *

یہ مدرسہ جو اس قسم کا تجویز کیا گیا ہے جس میں اول تمام علوم اُردو زبان میں پڑھائے جاویں گے اسکا سبب یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی مدرسوں میں کافی لیاقت لڑکوں کو نہیں آتی ایک مشکل اُنکو غیر زبان کا سیکھنا اور دوسری مشکل غیر زبان میں علوم کا سیکھنا ہوتا ہے پس اس تبدیلی سے ہم نے اُن کی ایک مشکل کو مرتوف کر دیا ہے تاکہ وہ سبب اپنی زبان کے علوم و فنون سے نہایت جلد بطوری واقف ہو جاویں اور بعد اُس کے دوسری زبان کے لٹریچر میں مہلت کوکر جہاں تک اُن سے ہو سکے ترقی کریں *

اِس تبدیلی سے ایک نائدہ یہ بھی ہوگا کہ بہت کم طالب علم علوم و فنون سے گو کہ وہ اُردو ہی زبان میں کہیں نہیں غارتف رہینگے اور یہ نسبت حال کے لٹریچر پر مہلت کرنے کی زیادہ مہلت ملیگی اور اُنکو اُس زبان کی لٹریچر پہ نسبت حال کے بہت زیادہ آجادیگی *

اسیات پر اکثر بھٹا ہونے کی ہے سرکاری کالجوں کی تعلیم سے لیاقت کامل نہیں ہوتی اور کہیں وہ تعلیم انگلستان کے کالجوں کی تعلیم کے برابر نہیں ہے پس میری رائے میں اس کا سبب یہی ہے کہ انگلستان میں تعلیم انہیں لوگوں کی زبان میں ہوتی ہے اور

کتائیں جیسی راہ نجات اور حقیقت الصراط وغیرہ ہیں پڑھ لے اور کچھ کچھ لکھا لکھنا بھی سیکھ لے اور اُس کو اس قدر استعداد ہو جاوے کہ اُردو عبارت بآسانی پڑھ لکھ سکے اور انگریزی حرفوں اور ہندسوں کو پہچاننا اور نام پڑھ لینا سیکھ لے یہ وہ تعلیم ہی جسکا مکتبوں میں ہونا چاہیئے *

دوم گیارہ برس سے تیرہ برس تک — اس عمر میں اس قدر پڑھ لینا چاہیئے جو روز مرہ کے کاموں اور اُمورات متعلقہ زندگی اور معاش کے کام میں درکار ہیں سیدھے سادھے مسائل مذہبی و عقاید مذہبی سے بھی واقفیت حاصل ہو یہ وہ تعلیم ہی جو مدارس معززہ میں تجویز کی گئی ہے *

اہل پیشہ اور قریب آدمی بھی جو اپنے لڑکوں کو اپنے پیشہ میں مصروف کرتے ہیں اس قدر عمر تک لڑکوں کو تعلیم میں رکھنے سے کچھ اپنا ہرج تہیں سمجھتے اور اگر اہل پیشہ کے لڑکے اس قدر درجہ تک کی تعلیم پا جاویں اور ہمارے ملک میں عموماً اس قدر درجہ تک علم پھیل جاوے تو ہندوستان ہندوستان نہیں رہنے کا بلکہ طمع جنم ہو جاوے اور ٹھیک ٹھیک ہندوستان جنم نشان کا لقب اُس پر صادق آریگا *

سوم چودہ برس سے آٹھارہ برس تک — اس عمر میں جملہ علوم و فنون سے جو دین و دنیا میں پکار آمد ہیں واقفیت کلی حاصل کرنی چاہیئے *

چہارم انیس برس سے اکیس برس تک — اس عمر میں خاص علوم اور خاص زبان جس میں طالب علم کمال حاصل کرنا چاہے حاصل کرنے ہونگے *

پنجم بائیس برس سے پچیس برس تک — یہ وہ زمانہ ہی جس میں طالب علم بعد فراغ تعلیم اُن چیزوں کو پڑھنے اور امتحان دینے میں مشغول رہیگا جن کے ذریعہ سے سرکاری نوکریاں ہاتھ آتی ہیں اور اسی قسم کے حصول معاش کے ذریعوں کو حاصل کرنے میں مشغول ہوگا *

یہ پچھائی تینوں قسم کی تعلیمیں وہ ہیں جو مدرسہ فارم سے ملانہ رکھتی ہیں *

سلسلہ تعلیم

انگریزی مدرسہ کے لیئے ہمکو سلسلہ تعلیم نے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ اور اسکھورہ کی دو یونیورسٹیاں ہماری ہدایت کے لیئے موجود ہیں پس ہمیشہ ہمکو اُنکی ہی تقلید اور پیروی سے سلسلہ کتب درسیہ کا معین کرنا اور اُسی طریق پر تعلیم دینا کافی ہوگا *

اُردو مدرسہ کے لیئے البتہ ہمکو کتابیں تلاش کرنی اور اُنکا سلسلہ تعلیم قائم کرنا پڑیگا مگر یہ بات کچھ مشکل نہیں ہی سلسلہ کتب

مکتب

ہر گاؤں اور قصبہ میں جہاں جہاں ہر سکے مکتب قائم ہونے لاہئیں اُن میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اُردو زبان میں کچھ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اُردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اس مکتب میں بھی کسی قدر فارسی اور کسی قدر انگریزی سکھ لینکچ ہو فارسی تو صرف اس قدر ہو جس سے اُردو کو مدد پہنچے اور انگریزی نہایت قلیل صرف اتنی کہ حرف پہچان لے چاہے کے حرفوں میں لکھا ہوا نام پڑھ سکے اور انگریزی ہندسے جو کلور اور اوزاروں پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں اُن کو پہچان سکے تاکہ اگر کسی کل سے کام لینا ہو تو کام لے سکے *

اس مکتب میں قرآن مجید نئے قاعدہ سے پڑھایا جاوے جسمیں نل قرآن شریف چھ مہینے میں بطوری ختم ہو جاتا ہی بعض لوگوں نے قرآن مجید کے کل لفظ بعد نصف الفاظ مکرر جدا چھانٹ لیئے ہیں اور اُن کو بے ترتیب دو حرفی و سہ حرفی مرکب کرلیا ہی اور الف بے کے بعد صرف اُن لفظوں کے پڑھا دینے سے نل قرآن مجید ناظران پڑھنا بطوری آجاتا ہی *

اس مکتب میں نماز پڑھنا بھی بتایا جاویگا اور چھوٹی چھوٹی اُردو کتابیں مسلمانوں کی بھی جیسے کہ راہ نجات حقیقت الصراط وغیرہ ہیں لوگوں کو پڑھانی جاوینگی *

حفاظتی مکتب

جو لڑکے مسلمانوں کے قرآن مجید حفظ کرنا چاہیں یا اشخاص ذابینا جو قرآن مجید حفظ کرنے کی زیادہ رغبت رکھتے ہیں اُن کے لیئے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مقامات مقاموں پر مکتب مقرر ہوں جن میں وہ لوگ قرآن مجید حفظ کیا کریں مگر اس مکتب کو بالکل صلحد رکھنا چاہیئے اور کسی مدرسہ یا مکتب کے شامل کرنا نہیں چاہیئے *

عمر تعلیم

اگرچہ ابتدا جب مدرسہ مقرر ہونگے اُن میں عمر کا چنداں لحاظ نہ ہوگا بلکہ مستطمان کی راے پر اور لڑکوں کی حالت پر اُن کا داخلہ مشعر ہوگا مگر جب کہ انتظام بطوری ہو جاوے اُس وقت ہر ایک قسم کے مدرسہ کے لیئے عمر کی تعین ضرور ہونی پس لڑکوں کی تعلیم میں اُن کی عمر کا حسب تفصیل ذیل لحاظ رکھنا چاہیئے گا جس کے لیئے پانچ درجہ قرار دیئے جاتے ہیں *

اول چھ برس سے دس برس تک — اس میں چاہیئے کہ لڑکا مجید پڑھ لے اور کچھ اُردو کتابیں بھی اور مسائل کی چھوٹی چھوٹی

دیا جارے اسی طرح کتب صحاح ستہ حدیث میں سے احادیث مفیدہ و مستند و مفید و ضروری کا انتخاب کر کر تلخیص البیاضی و تلخیص المسلم و علیٰ ہذا القیاس چھوٹی چھوٹی کتابیں بنائی جائیں اور وہ تمامہ پڑھائی جائیں تفسیر میں جلالین شاید نہایت عمدہ ہی اور انتخاب کی بھی ضرورت نہیں رکھتی مگر وہ نہایت آسان ہی اور اُس سے زیادہ قابلیت کے لیئے دوسری تفسیر ہونی چاہیئے پس وہ تفسیر بیضاوی ہی اُس کی بھی تلخیص کی جارے اس طرح پر کہ جہاں تک کہ اُس میں مباحث مربوط سے متعلق ہیں وہ انتخاب کر لیئے جائیں اور باقی امور چھوڑ دیئے جائیں غرض کہ اسی طرح کتابوں کے انتخاب اور تلخیص سے ایک سلسلہ کتب درسیہ عربیہ کا قیام کر لیا جارے پس یہ وہ طریقہ ہیں جن سے عربی دانس میں تعلیم مسلمانوں کی اس طریق پر جو جو دین و دنیا کے لیئے مفید ہو جاری ہو سکتی ہی اور نکست اور چل چل کر مسلمانوں میں پھیلتا جاتا ہی اُس کا ملاح ہو سکتا ہی مگر ہر شخص یہ بات بطوری اور بہ آسانی سمجھ سکتا ہی کہ یہ طریقہ تعلیم کا نہ کی طرح گورنمنٹ اختیار کر سکتی ہی اور نہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں جاری ہو سکتا ہی خرد مسلمان الیہ بطوری جاری کر سکتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اُسے اجرا کا مقدور بھی رکھتے ہیں صرف ہمت اور محنت اور توجہ درکار ہی *

دوم وہ طریقہ جس سے گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کی تعلیم زیادہ تر مسلمانوں کے مناسب حال ہو جارے اور اُس سے مسلمان فائدہ اُٹھائیں *

مسلمانوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کو ایسا تصور کریں کہ صرف انگریزی زبان کی تعلیم کا اس قسم کا مدرسہ ہی جیسا کہ اُنکے لیئے اوپر تجویز ہوا ہی اور تمام علوم و فنون اُس میں بڑیاں انگریزی تعلیم دیئے جاتے ہیں اور اُردو فارسی عربی صرف بطور سکند لیکنج کے ہی اور صرف ان مدرسوں کو زیادہ تر مناسب اور مفید کرنے کے لیئے متعلقہ ذیل باتوں پر توجہ کریں *

اول گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ جس قدر انگریزی کی تعلیم اب دیجاتی ہی اُس میں ترقی کی جارے اور ہر ایک درجہ کی تعلیم بالکل یونیورسٹی لیویج اور اسکورڈ کی پراپر کر دی جارے *

دوم غرض کے طالب علموں کو لٹریچر میں قدرتی زیادہ دستک دہتی ہی کہ وہ اُنکی ماہر زاد زبان ہی اُس لیئے اُنکو تہذیبی تحصیل میں آسکتی ہی مگر ہندوستان کے لیئے کالجوں میں لٹریچر کی پڑھائی زیادہ تر کی جارے تاکہ اہلقت تحریر و تقریر میں آجارجے *

درسیہ عام و فنون معینہ دہی قائم رہے جو انگریزی میں ہو اُنہیں کتابوں کا جو انگریزی میں علوم و فنون کی پڑھائی جاریں اُردو میں ترجمہ ہو اور اُردو میں پڑھائی جاریں پس ان دونوں مدرسوں میں پڑھائی تو ایک سی ہوگی صرف یہ فرق ہوگا کہ جو کتاب انگریزی مدرسہ میں انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہی وہ اس مدرسہ میں اُردو میں پڑھائی جاریگی *

عربی و فارسی مدرسہ کے لیئے بھی کتابوں کے متعین کرنے میں چنداں وقف نہ ہوگی فارسی زبان کے عام اشیا کی کتابیں نہایت آسانی سے بہت عمدہ اور سادہ منتخب ہو سکتی ہیں جو سلسلہ مناسب سے درس میں داخل ہوں عربی زبان میں جو سلسلہ تعلیم جاری ہی بلاشبہ اُس میں تبدیل عظیم کرنی پڑیگی سلسلہ نظامیہ جو بالفعل جاری ہی محض لغو ہی اور حال کے زمانہ کے مطابق نہیں بلاشبہ اُسکو ترک کرنا اور سلسلہ جدید قائم کرنا چوکیگا *

طالب علموں کو لغو مباحث میں قالنا اور الفاظ کی بحث پر اُن کی عمر کو ضائع کرنا محض بیفائدہ ہی موضوع اُس کے یہ بات چاہیئے کہ سیدھے سادھے اور صاف مسائل صرف و تعدو اُن کو پڑھائے جاریں بغیر کسی بحث کے تاکہ وہ بطوری بموجب قواعد صرف و نحو عربی کی عبارت پڑا سکیں *

چند رسالہ منطق خالص کے جو بہت صاف اور سیدھے ہوں اُنکو پڑھانے چاہیئیں اور عام معانی بیان کے سیدھے مسئلہ سکھانے چاہیئیں اور عربی بولنے اور عربی لکھنے کی مشق کرانی چاہیئے پس اس قدر تعلیم متعلق علم ادب کو کافی سمجھنا چاہیئے *

اِس تعلیم کے لیئے بھی کتابوں کی چنداں مشکل نہیں پڑنے کی کتب موجودہ میں سے ایسی صاف صاف کتابیں یا آسانی منتخب ہو سکتی ہیں اور ہمیں کتابوں پر ایک عالم نظر ڈانی کر کر اور اُن میں سے نضرل مباحث کو حذف کر کر کتابوں کو مناسب حال کر دے سکتا ہی *

باقی رہی تعلیم کتب مذہبی کی بالفعل ہمارے ہاں یہ رواج ہی کہ کتب مذہبی میں سے ابتدا سے آخر تک کسی کتاب کے پڑھنے کا رواج نہیں ہی بلکہ مقامات معینہ ہر ایک کتاب کے پڑا کر باقی کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں میری دانست میں اس طریقہ کو تبدیل کرنا چاہیئے ایک ادا متن جو عمدہ اور مفید ہو وہ تمامہ پڑھایا جارے اور باقی کتابوں میں سے اُن مقامات کا جو اِس زمانہ میں مفید اور پکار آمد ہیں انتخاب کر کر ایک چھوٹی سی کتاب بنائی جارے مثلاً ہدایہ اُس میں سے عمدہ اور مفید مقامات کا انتخاب کر کر تلخیص طہدایہ اُس کا نام رکھا جارے جو چند جزو پر ہو اور وہ تمامہ پڑھا

فرض کہ جیسا کہ اب تک گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم سے مسلمان ملحدہ ملحدہ رہے ہیں برخلاف اُس کے جہاں تک ممکن ہو اُس میں امانت و مدد کریں اور سررشتہ تعلیم کو ایک اپنی ضروریات سے سمجھیں تاکہ وہ اُس سے فائدہ اُرتھا سکیں اور جو نقصان اُس میں ہوں اُس کے رفع کرنے پر قادر ہوں *

یہ تمام باتیں جو اوپر بیان ہوئیں مسلمانوں کو گورنمنٹ کالجوں و اسکولوں سے فائدہ اُرتھانے کے لیئے کافی ہیں اس سے زیادہ اور کچھ گورنمنٹ سے درخواست کرنی یا توقع رکھنی محض پیہرہ بات ہے بلکہ اس میں سے بھی بعض باتیں ایسی ہیں کہ گورنمنٹ بمشکل اُسکو قبول کرے گی *

راے ممبران

اس تجویز کی نسبت کل ممبران سلیکٹ کمیٹی سے صلاح اور مشورہ کیا گیا جو ممبر کے بنارس میں موجود تھے اُنہوں نے بالمشافہ اپنی رائیں ظاہر کیں اور جو ارگ کہ بنارس میں موجود نہ تھے اُن کے پاس یہ تجویز بھیجی گئی اور اُنہوں نے پزیریمہ تحریر کے اپنی رائیں ظاہر کیں جنکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے *

سید احمد خاں مولوی محمدعارف صاحب مولوی سید عبداللہ صاحب محمد یار خاں صاحب مولوی سید زبیر العابدین صاحب مولوی رحمت اللہ بیگ صاحب مولوی اشرف حسین خالصاحب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب اور منشی محمد اکرام حسین صاحب نے بلا کسی اختلاف کے مذکورہ بالا تجویز کو پسند اور منظور کیا اور تمام مراتب مذکورہ بالا سے اتفاق رائے ظاہر کیا *

مولوی سید امداد علی صاحب اور مولوی قطب الدین حسن صاحب اور مولوی حمید الدین صاحب اور منشی محمد سیحان صاحب نے بھی بالکلے اس تجویز سے اتفاق کیا مگر ان چاروں ممبروں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تلبیس کتب پزیریمہ علماء کامل اور بشیر کے محل میں آئے *

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے بھی جملہ مراتب مذکورہ سے دلی اتفاق کیا اور یہ لکھا کہ سلسلہ تعلیم میں جو کمزورکے مرب خواہش کی ہے نہایت عمدہ اور مناسب ہے لیکن چاہئے کہ کرتے تھے میں اُن کتابوں کے انتصاب کا پورا ذکر نہیں ہے چاہئے کہ مسجد کی پڑھائی جاری رکھی جائے جس میں اسباب میں ایسی کتابیں ہوں جن سے اُن کے جب اُس کا موقع آوے تب میں بالتفصیل رائے دے کر ان کے مولوی عبدالرحمن صاحب اور مولوی داتا گیلانی کے اُور اہل مہارادھانہ صاحب نے بھی تجویز مذکورہ سے اتفاق کیا اور ان کے ہاں یہ اصول فقہ اور کتب حدیث کی ہے جو مہرول نہیں کیئے جاتے اور کہا کہ وہ بدستور سابق تعلیم بصرہ پر اُن کا استعمال ہوتا ہے

سو ہم کو کالج میں یہ تصد انتظام پرنسپل کے ایک کلب مقرر ہو جسکا پرنسپل پرنسپل ہو اور ہر ہفتہ اُس میں اعلیٰ کلاسوں کے طالب علم اسپیکر مضامین معین میں کیا کریں اور اگر چہ ہر ہفتہ کلاسوں میں بھی اسکو دسعت دی جاوے اور ہر کلاس کے ماسٹر کے اہتمام میں اُسکے طالب علم ہر ہفتہ اسکی مشق کیا کریں تو ترقی تدریس کے لیئے نہایت مفید ہوگا *

چہارم مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کر کہ بشمول ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ایک کمیٹی مقرر کریں جو اُن کتابوں کو منتخب کرے گی خراجہ خود تالیف کرے یا تالیف کرائیگی جو سکول لینکج کی تعلیم کے لیئے درکار ہیں اور اُس میں کچھ حک نہیں کہ اگر اردو و فارسی و عربی کی تعلیم کی کتابوں میں جو بطور سکول لینکج کے پڑھائی جاتی ہیں کچھ درستگی کی جاوے اور کتابیں عمدہ و مفید بصلاح کمیٹی اُس میں داخل کی جائیں تو مسلمان طالب علموں کو رفیع بھی ہوگی اور یہ نسبت حال کے اُن زبانوں کی تعلیم کی بھی ترقی ہو جائیگی اور جب عربی فارسی کی تعلیم ایک عمدہ قاعدہ پر ہوگی تو مسلمان طالب علموں کو کسی وقت پر اُسکو اعلیٰ درجہ تک ترقی دینے کا موقع حاصل دھیک *

پنجم بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے مسلمان پمظوری گورنمنٹ ایک کمیٹی مقرر کریں جو اس بات کی تحقیقات کیا کرے کہ کس قدر مسلمان لڑکے شہر یا قصبہ میں ہیں اور وہ کہاں کہاں پڑھتے لکھتے ہیں مصروف ہیں اور کیا کرتے ہیں اُس تحقیقات کی کتابیں اور نمونہ مرتب ہوں اور ہمیشہ سماہی پر اُنکی جانچ پڑتال ہوا کرے اور جو لڑکے پڑھتے نہیں ہیں اُس کا سبب بھی دریافت کر کر اُس کتاب میں مندرج کیا کریں *

اس کمیٹی میں بعض مسلمانوں کے اور کوئی شخص اور نہ کوئی پرنسپل حاکم شریک ہو مگر اسکی اطلاع و کیفیت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پاس جایا کرے اور چرچ اس کمیٹی کا میرنسپل نڈ سے دیا جاوے *

ششم ہر کالج اور اسکول کے لیئے کمیٹی ہو جس میں مسلمان بھی شریک ہوں اور اُنکو کچھ وقت اور اختیار بھی دیا جاوے اور اُسکا باقی خراجہ خود اُنہوں سے بنایا جاوے اور گورنمنٹ ہمد اصلاح و ترمیم اُسکو منظور کرے تاکہ گورنمنٹ کالج و اسکول مسلمانوں کے لیئے بطور ایک مربی کے متصور ہوں نہ بطور ایک خزانہ کی چیز کے جیسیکہ اب تک رہے ہیں *

تھمبھی حلقہ ہندی مکتبوں کو بھی اپنے مفید کرنے کے لیئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُنکے اہتمام اور نگرانی میں زیادہ تر مداخلت کریں اور سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ اپنی طرف سے اور باہمی چندہ سے ایسے ایسے چھوٹے مکتب خراجہ قائم کریں اور گورنمنٹ سے اُس میں نصف روپیہ ملنے کی درخواست کریں *

اسی عمدہ رائے پر چلتے رہینگے بھاری کی تفصیلات سے یہ معنی نہیں
ہیں کہ اُس کے بعض اجزاء کو ہم اپنی سمجھ کے موافق قلم رکھیں،
اور بعض کو نکال دیں بلکہ تفصیلات سے یہ معنی ہیں کہ اُس کے جو
مقامات کے مفید اور مناسب وقت میں اُس کو نکال کرے درس میں
داخل کریں اور اُس میں کوئی تباہی اور نقصان نہیں ہے اور میں
اِس میں بھی کوئی قحاح اور نقصان نہیں سمجھتا کہ جو غلطی
خلا کسی کتاب میں واقع ہے اُس کی کورس کی جائے اور بلا اندیشہ
و غلطی ظاہر کر دی جارے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول طبقہ
صداۃ سے لیکر آج تک ہمارے یہاں کے علما بھی کام کرتے چلے
آئے ہیں صحابہ تابعین مجتہدین فقہا مفسدین مشائخ کرام سب
کی غلطی و خطائیں کو بہت صراحت سے علما نے لکھا ہے اور اس بات
کو بھی بہت احتیاط سے ملحوظ رکھا کہ اگر کسی پر بیجا اعتراض یا
نا جائز غلطیاں لکھی گئی ہیں تو اُس کو بدلائل معقول رد کرتا اور
یہ بھی اسی مقام پر میں لکھنا نہایت مناسب جانتا ہوں کہ ہمارے
سچے مذہب کا عمدہ اصول یہ ہے ہی کہ کوئی عالم اور کوئی مجتہد
اور کوئی صلحا سے بلکہ کوئی انسان سوائے انبیاء علیہم السلام کے ایسے
درجہ میں نہیں ہیں کہ جن کے کلام میں خطا اور غلط واقع نہوا ہو
اگر آج ہم کسی بڑے بڑے عالم کے کلام کی غلطی ظاہر کریں اور
اُس کو عمدہ دائل سے سچی نیت سے بغض ہوا خواہی اسلام ثابت
کردیں تو کچھ ہم پر اعتراض نہیں ہی *

منشی محمد اکبر حسین صاحب نے یہ راہ لکھی کہ مجھے
جناب سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی اہلی اور
مددہ اور حکیمانہ تجویز سے بدل اتفاق نالی ہی ہرچند موافق
فرید الدین صاحب کا خیال اُس کی تصویر خیالی ہونے کی نسبت
مسلمان ہند کی عادت و عقائد و حالات موجودہ پر نظر کرنے سے
کسی درجہ تک صادق آتا ہی اور اس قدر بہر نظر ہی تکیہ
اجرا کی تو نہا مرحلہ امید و بیم میں معلوم ہوتی ہی لیکن جب ہم
اُس تشریح اور توضیح پر نظر کرتے ہیں جو جناب سید احمد خاں
صاحب مددہ نے تجویز اور عمل ان درجن چیزوں کے امتیاز کے
باب میں فرمائی ہی تو ہم نے تامل متفق رائے ہو کر خدائے عزوجل
سے اپنے مددہ ارادوں کے پورا کرنے کی دعا مانگتے ہیں السعی مکن
والا تمام من الہ *

جو راعے مہیڑوں کہی اور پڑ بیان ہوئی اُس سے ظاہر ہی کہ جو طریقہ تعلیم کا تجویز ہوا اُس سے تمام مہیڑوں نے اتفاق رائے کیا ہی پس اب میں نہایت خوشی سے اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں اور بموجب ہدایات میوان سلیکٹ کمیٹی کے تمام میبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے سامنے اس سہید سے پیش کرتا ہوں کہ میبران تعلیم مدرجہ دریاب تحصیل اور اجوا اس طریقہ تعلیم کے بتدایبر مناسبہ سعی اور کوشش نومانہ شروع کریں *

دستخط: سید احمد خاں

سکونڈری کمیٹی مقام بنارس ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ء

مولوی سید فریدالدین احمد صاحب نے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ میں اپنے لائق فائق مسیح مصر حکیم دھرم روشن ضمیر عالمی دماغ سید احمد خاں صاحب پھادر سی ایس آئی عمدہ مہر کی رائے سے بالکل اتفاق نہیں کر سکتا اُس شخص مرض مہلک اور مومن جہالت کا کہ جو آج کل جسم اسلامی کو لاحق ہو گیا ہے اور جس نے اُس کے سارے دین و دنیا کے امور کو نہایت فتنہ اور نقصان میں ڈال رکھا ہے جو علاج تجویز کیا ہے وہ معض ایک تصویر خیالی ہے جو حالت موجودہ مسلمانوں سے اس بات کی توقع دیتی ہے کہ وہ نہیں ہوسکتی کہ وہ اُس عمدہ علاج کے اجزاء نافع کو بہم پہنچا کر استعمال کریں میں اس بات کو نہایت سنجائی سے قبول کرتا ہوں کہ وہ نسخہ مجبوراً نہایت بے نظیر و لا جواب ہے اگر اُس کے استعمال کا امکان ہوتا تو وہ بالکل اُس مرض مہلک کی بیخ و بنیاد کو توڑ ڈالتا اور جسم اسلامی کو اعلیٰ درجہ کی صحت و طاقت کو پہنچا دیتا اور یقینی ہے کہ آئندہ نسلوں میں کوئی وقت ضرور ایسا آریگا کہ اہل اسلام پھر اُس نسخہ کو استعمال کریں گے اور خدا کرے کہ جلد وہ وقت آئے میرے خیال میں اُس حکیم حاکم کو ضروری تھا کہ وہ دولت اور ہمت اور توفیق موجودہ مسلمانوں پر احاطہ فرما کر مطابق اُس کے کوئی نسخہ تجویز کرتے کہ جس سے زیادتی اُس مرض کی تو روک جاتی اور کسی قدر آثار صحت کے نمایاں ہوتے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً بلحاظ حالت موجودہ کے اُس نسخہ میں تبدیل عمل میں لائے کہ یہی طریقہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہے اگر حکیم ممدوح بنظر مہربانی پھر دوبارہ تجویز فرما کر کوئی ایسی تدابیر تجویز فرمائیں کہ جسکا خارج میں موجود ہونا کو بدست ہو سکو ممکن ہو تو نہایت مناسب و بہتر ہے اور جب مذہبی رائے یہ قائم ہوئی کہ فی الحال وہ تدبیرات معض خیالی ہیں اور کسی طرح وہ وجود پذیر نہ ہوگی تو اُن تدابیروں کی نسبت مقصود رائے لکھنا معض فصول و بیہ امید ہے تاہم اس قدر کہ میں ضروری جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے امور معاد کے لحاظ سے یہی اعلیٰ اور ہی مدہ تعلیم میں اُن مہر کی کو درم درجہ قرار دینا کا مناسب ہے باقی بلکہ مصر ہے جب ہم ایک ایسا خیالی منصوبہ قرار دیں کہ جو اللہ تعالیٰ تعز و تعالیٰ مسلمانوں کی ہو تو اُس میں حیف ہے کہ وہ درجہ درم میں قرار پائے اور چند مہیروں سے جو درباب رواج نہیں ہے یہ نتیجہ اسلام کے رائے دی ہے اور سید احمد خاں کتاب کو چھڑ دیتے نہ کیا ہے میں اُس میں سید احمد خاں صاحب سے چاہیئے ایک امداد متن میں خیال کرتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً علمائے اہل اسلام اور باقی کتابوں میں سے اُن اور بنظر مصالح وقت اور حالت موجودہ اہل امت و ملت و تخلص مقامات کتب تالیف کرتے پکار آمد ہیں انتہائی کر کے اگر یہ کہ ہمارے یہاں کے لائق آدمی ہمیشہ ہدایت اُس میں سے عمدہ اور مفید

مطبوعہ اُس کا نام رکھا جارے ہو، مکتبہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۷]

یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیث کے مزایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجتا جارے فرستکے تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ عرب پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی ا۔ کرتے تھے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس۔ ان مسجد کی اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں کے دل و دماغ میں چھائیے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار ا۔ برا دنیا کے اُور اہل مندرج نہیں ہوتے۔ مقصد اس پرچہ سے اسے انکار نہیں کرسکتے مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کا بڑا معرکہ۔ انہوں نے لکھے جاتے اُس کوئی کے ساتھ ہیں وہ ساتھ جا ضرور اُن کا استعمال ہوتا ہی

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراج بطور قیمت ا۔ ہل ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۸۰

سوال و جواب

میرے ایک دوست نے بمقام الہ آباد میرے پاس ایک سوال
تھریزی بھیجا تھا اب میں اُس کا جواب لکھتا ہوں *

سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین متین اور شرع میں کہ اگر زید
قرآن شریف کے کسی جز سے انکار کرے اور کل احادیث کو بے کھ کھے کہ
سب بالمعنی ہیں کوئی باللفظ نہیں اور باوجود اس کے عمرو زید کو
پکا مسلمان اور سچا ایماندار جانے اور کہے تو شرعاً عمرو کی تسبیح کیا
حکم ہے *

جواب

اگر زید قرآن شریف کے کسی جز سے انکار کرے یعنی کسی سورہ
یا کسی آیت کو من اللہ اور وحی متلو نہ جانے یا جن چیزوں کا
ذکر اُس میں ہے اُس کے ہونے سے بوجود ذاتی یا بوجود حسی
یا بوجود خیالی یا بوجود مقالی یا بوجود تشبیہی منکر ہورے یا
اُسکے مطلب سے جو الفاظ کی دلائل اور مقام کے قرینہ اور عبارت
کے سیاق اور عرب کے معاشرہ سے اجمالاً سمجھا گیا ہو اور اصول
مقاید کے متعلق ہو بغیر کسی دلیل شرعی اور بڑھان قوی کے انکار کرے
تو زید کافر ہے اور اگر اُس انکار پر عمرو زید کو پکا مسلمان اور سچا
دیندار جانے اور اُس تکذیب و انکار میں اپنا اتفاق ظاہر کرے تو وہ
بھی کافر ہے لیکن اگر زید قرآن کو لفظاً لفظاً خدا کا کلام جانتا ہو اور
بسم اللہ سے لیکر تا والنس ہو آیت کو وحی متلو سمجھتا ہو اور جو
کچھ اُس میں مذکور ہے کیا از قبیل اخلاق و مقاید اور کیا از جنس
عبادات و معاملات اور کیا از قبیل اخبار و قصص اور کیا از قسم
حالات آہستہ اُن سب کو حق اور راجحاً یقیناً والعمل جانتا ہو مگر اُن
الفاظ اور کلمات کے جنکے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت کسی اصل
منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ
یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ و واقعہ کے ہوتی ہو
نہ کہتا ہو بلکہ ایسے صحیح اور اصلی معنی مراد لیتا
ہم اور معاشرہ عرب کے متطابق اور شارع کے مقصود
س یا اسامہ موجودات سے جنکا ذکر قرآن میں
ہے وہی واقعہ حقیقت مراد نہ لیتا ہو جو لوگوں نے
اس کتاب و سنہ سے کچھ نہایت ہو اور
لوگوں کے کوئی مقالی دلیل نہ ہو یا اُن

آیات احکامی سے جنکی تعمیم بظاہر معلوم ہوتی ہو بلحاظ اصول
صحیح کل عام یحتمل التعمیم کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و
سنہ مستثنی کرتا ہو یا اُن مسائل اصولی و فردی کو جنکا ثبوت
صراحتاً نہوتا ہو مگر بقیاس بعیدہ لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو
نہ مانے یا قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جنکی کوئی سند صحیح
صاحب الکتاب سے نہر اور لوگوں نے اُسے اپنی سمجھ اور فہم کے
مطابق بیان کیا ہو و راجحاً القبول نہ جانتا ہو مگر لوگوں کے نزدیک وہ
باتیں جزو قرآن سمجھی جاتی ہوں اور اُس کا انکار انکار قرآن
تصور کیا جاتا ہو اور ان سب حالتوں میں زید کی تسبیح سوائے اعلیٰ
کلمۃ اللہ اور احقاق حق اور رفع الزام اور دفع مظالم اور تطبیق
اصول دین کی اصول صحیحہ عقلیہ سے اور ثابت کرنے حقیقہ مذہب
اسلام کی سب لوگوں پر کیا جامل اور کیا عالم اور کیا حکیم اور کچھ
نہو تو زید بلاشبہ پکا مسلمان اور سچا ایماندار ہے اور عمرو بھی
جو زید کو ایسا سمجھتا ہو ویسا ہی پکا مسلمان اور سچا ایماندار
ہے *

اگر زید کل احادیث کو بالمعنی کہے اور اُن کی روایت کو بالالفاظ
نہ مانے یعنی بے کھ کہے کہ ان حدیثوں میں سے کسی میں کوئی لفظ
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے تو وہ احمق اور
جاہل ہے لیکن اگر وہ بے کھ کہے کہ احادیث کے الفاظ پر بے یقین
نہیں ہے کہ بے کھ سب الفاظ وہی ہیں جو شارع نے فرمائے
ہیں شاید ہوں شاید نہوں اور نہ اس نظم و ترتیب کی تسبیح جو
الفاظ اور کلمات میں احادیث کے ہے بے یقین ہے کہ بے کھ وہی نظم
و ترتیب ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی شاید
ہو شاید نہو تو زید نہ کافر ہے نہ مرتد بلکہ ایک محقق مسلمان ہے
اور عمرو جو اُسے سچا مسلمان جانے وہ بھی ویسا ہی ہے *

میں اس جواب کی کچھ ضروری شرح بھی کرنا مناسب سمجھتا
ہوں تاکہ مستثنیٰ قرآن و حدیث کی تصدیق و تکذیب کی حقیقت سے
واقف ہو جاوے چونکہ بے جواب متعلق در چیز سے ہے قرآن اور
حدیث اس لیے دونوں سے علیحدہ علیحدہ بحث کرتا ہوں *

بحث اول بے نسبت تادیب قرآن

قرآن کی تصدیق حقیقت میں بے کھ ہے کہ اُسے وحی متلو سمجھنا
اور منزل من اللہ جاننا اُس کی تمام باتوں کو حق اور صحیح پانا
اور اُس کی تکذیب بے کھ ہے کہ اُسے ایسا نہ جاننا پس جب تک کوئی
مسلمان قرآن کو خدا کا کلام جانے اور اُس کی سب باتوں کو مانے
تب تک تصدیق قرآن کی تسبیح اُس کی طرف ہوگی اور وہ منکر قرآن

ہے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے یا کسی امر سے منجملہ امر موجودہ و اتمیہ کے ہوتی ہو ظاہری معنی مراد نہ لینا بلکہ وہ اصلی اور حقیقی معنی مراد لینا جو قرینہ مقام اور معادہ عرب کے مصانف اور شارع کے مقصود اصلی کے برعکس نہ ہوں *

ثانیاً اہماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح آنکے حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو اور اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے *

ثالثاً اُن آیات احکامی سے جن کی تفسیر یا توضیح ظاہر معلوم ہوتی ہو یہ لفظ اصول صحیح کل عام یجتمہ التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و سنت مستثنیٰ کرنا *

راہمً اُن مسائل امری و نوری کا جو صاف صاف لفظوں سے تو ثابت نہوتے ہوں مگر بقیاس بعیدہ لوگوں نے استنتاج کیئے ہوں نہ ماندا *

خاصاً قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جسے بلا سند صحیح صاحب الکتاب نے لوگوں نے اپنی سمجھ اور اپنی فہم کے مطابق بیان کی ہو واجب القبول نہ جاننا *

پہلی صورت کی تصریح یعنی قرآن کے بعض

الفاظ سے ظاہری معنی مراد نہ لینا

جو الفاظ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُن کی نسبت یہ خیال کرنا کہ ہر موقع اور ہر مقام پر اُن کے وہی ظاہری معنی مراد لینا ضرور ہی جس کے واسطے وہ لفظ موضوع کیئے گئے ہیں بڑی نادانی ہی اور اسی واسطے نہ اب تک کسی نے اہل تحقیق سے ایسا خیال کیا نہ کوئی کر سکتا ہے کیونکہ خدا نے قرآن مجید کو عرب کی زبان میں نازل کیا اُن کے معادہ اور اُن کی بول چال کے مطابق الفاظ کا استعمال کیا پس ہم کو اُن کے معادہ دیکھنا چاہیئے کہ اہل عرب ہمیشہ لفظوں کو اُن کے ظاہری ہی معنی پر معمول کرتے تھے یا نہیں جیسا ہم عرب کے کلام میں پاؤں دیکھا ہے قرآن مجید کی نسبت خیال کریں پس جب ہم عرب کے کلام پر نظر کریں اور اُن کے معادہ اور استعمال کو دیکھیں بلکہ عرب کے سوا دنیا کے اکثر اہل زبانوں کی بول چال پر غور کریں تو کبھی اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ الفاظ ہمیشہ اپنے ظاہری معنی ہی پر معمول نہیں کیئے جاتے بلکہ مختلف معنی اور مختلف مقصود پر اُن کا استعمال ہوتا ہے

نہ سمجھا جارہا لیکن جب اُس نے اُسے ایسا نہ جانا یا اُس کی کسی بات کو غلط مانا تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ٹھہرگا اور تب کفر کی نسبت اُس کی طرف کی جارہی ہے مذہب تو اصل مصطفیٰ کا ہی مگر جو لوگ ہمارے مذہب کی تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچے اور جنہوں نے کفر کو غلہ سے بھی زیادہ ارزاں کر دیا اور بات بات پر مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کی انہوں نے قرآن مجید کا انکار کرا دیا ہے اختلاف پر لوگوں کی طرف منسوب کیا اور نہایت بے احتیاطی سے کلام الہی کی تکذیب کے فتویٰ جاری کیئے چنانچہ بعضوں نے فرمایا کہ جو شخص اصول مذہب ماتریدی کا معتقد نہ ہو وہ منکر قرآن ہی ہے پھر حنبلیوں نے اشاعرہ کو کافر جانا کہ وہ آیہ علی العرش استوی کی حقیقت ظاہری سے منکر ہیں اشاعرہ نے حنبلیوں کو منکر قرآن خیال کیا کہ وہ آیہ لیس کذلک شیئی کے مضمون کو نہیں مانتے سنیوں نے معتزلیوں کی طرف انکار قرآن کی نسبت کی کہ وہ خدا کی ربوبیت کا جو قرآن سے ثابت ہے اعتقاد نہیں رکھتے معتزلیوں نے اُن کی تکذیب کی کہ وہ اثبات صفات سے توحید کا اقرار نہیں کرتے اس تکذیب و تکفیر نے یہاں تک ترقی کی کہ طاع نظر اختلاف اصول کے اختلاف فروع سے بھی ایک کے دوسرے پر تہمت تکذیب قرآن کی کی اور اپنے ظنون اور شبہات کی تائید میں خدا کے کلام کی سند لئے آخر کار بعض حنفیوں نے شافعیوں کو اور بعض شافعیوں نے حنفیوں کو بدعتی اور گمراہ بتایا اور بدعتیوں نے وہابیوں کو وہابیوں نے بدعتیوں کو کافر اور مشرک ٹھہرایا اور عامی فقہاء نے تو اپنی کتابوں میں بے سمجھ بوجھ تکفیر کے اتنے مسئلے بھر دیئے کہ گویا اُنہوں نے بیٹھنا چلنا پھرنا سب کفر میں داخل ہو گیا پس اب اُن لوگوں کو جو تقلید میں مبتلا ہیں کوئی چارہ اس بلا سے نکلنے کا نہیں کیونکہ اُن کا دین و ایمان عالموں کے اقوال اور فقہوں کی کتابیں ہیں اور وہ فقہروں کے کشکول کی طرح ہر رنگ کے کھانوں سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہاں جو شخص تحقیق کا آرزو مند ہو اور بے سوچے سمجھے کسی بات کو نہ مانے اُسے اس گرداب بلا سے نکلنے کا موقع حاصل ہے اور وہ موقع کیا ہے قرآن کی اصلی تصدیق و تکذیب پر نظر رکھنا حقیقت تصدیق و تکذیب کی تو میں اوپر بتا چکا اب اُن قیود و شرایط کی تشریح کرتا ہوں جو اُن میں کی گئی ہیں میں نے اوپر لکھا ہے کہ ان حالات میں انکار قرآن کی نسبت کسی طرف کرنا جائز نہیں *

ارگ اُن الفاظ اور کلمات کی جن کے لفظی معنی مراد لینے سے مصالحت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ

چوتھے دلائل کرنا لفظ کا وجود عقلی پر وہ یہ ہے کہ مطلب کا اُن لفظوں میں بیان کرنا جو اصلی حقیقت اُن الفاظ کے معانی کی معنی ثابت ہو مثلاً ہمارا کسی بے رحم آدمی کو کہنا کہ اُسے کچھ دکھلائی نہیں پڑتا پس نہ دیکھنے کا اطلاق ظاہر میں اُسی پر ہوتا ہے جو کہ ظاہری آنکھ نہ رکھتا ہو مگر جو مقصود دیکھنے سے عقل کے نزدیک ہی وہ اس مقام پر مراد ہی یعنی نیک و بد میں تمیز کرنا پس اس مقام پر ان لفظوں کا معنی سوائے وجود عقلی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا *

پانچویں دلائل کرنا لفظ کا وجود تشبیہی پر وہ یہ ہے کہ اُس چیز کا بیان کرنا جو کہ نہ خارج میں موجود ہو نہ خواص اور خیال سے متعلق ہو نہ اُس کی کوئی حقیقت خاص ہو بلکہ کسی دوسری چیز کی کسی صفات یا خواص میں سے کسی ایک صفت یا ایک خاصہ سے مشابہ ہو اُس مشابہت کا بیان کرنا جس طرح ہمارا یہ کہنا کہ فانی شخص آفتاب ہی یعنی مثل آفتاب کے مشہور ہے *

پس یہ پانچ مرتبہ موجودات کے ایسے ہیں کہ جب وہ الفاظ میں بیان کیئے جاویں گے تو منجملہ ان مراتب پنجگانہ کے کسی ایک مرتبہ پر اُن کا ماحول کرنا ضرور ہوگا اور یہ مرتبہ کلام کے ایسے ہیں کہ ہر ماحول اور ہر جاہل اپنی بول چال میں روز مرہ اس کا استعمال کرتا ہے اور ہمیشہ بات چیت میں ان حقائق دقائق کو ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرب کے ریگستان کے پھرنے والے اور حجاز کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بکریاں چرانے والے بغیر سمجھائے بے پائے قریبہ اور قیاس سے موافق قریبہ مقام کے اُن الفاظ سے اُن کے کوئی ایک معانی اُن معنیوں میں سے خود بظہر سمجھ جاتے تھے اور اب بھی ساری دنیا کے جاہل اور بے پڑھے لکھے آدمی اُن مراتب کی رعایت اپنے بولنے اور سمجھنے میں رکھتے ہیں گو وہ اُن کی ترتیب اور درجات نہ سمجھیں اور اس حقیقت کو اپنی زبان سے ادا نہ کرسکیں پس الفاظ کے دلائل کرنے سے ان معانی پنجگانہ پر کوئی شخص نہیں ہے جو انکار کرے اور جب یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے تو اب ہر خدا و رسول کے کلام پر نظر کرئی چاہیئے کہ اُنکے کلام میں بھی ان مراتب کی رعایت ہے یا نہیں پس اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں ہے تو یہ مسئلہ اور جنوں ہی کیونکہ خدا کا کلام جو ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوا ہمارے ہی معارف اور ہماری ہی طرز پر ہی بولی جاتی ہے جو ہمارے روز مرہ میں ہی وہی طرز و انداز ہے جو ذات جس ہمارے استعمال میں ہے اُس نے اپنے مقصود کو ہماری ہی بولی میں ہمارے ہی طور پر ادا کیا اُس نے اپنے کلام نفسی بے صورت و حرف کو ہمارے ہی لفظوں اور ہمارے ہی کلام کے پیرایہ میں لپیٹ

اور اُن معانی مختلفہ میں سے کسی ایک معنی کی تخصیص قریبہ اور معارف کے مطابق خود ذہن سلیم پر منحصر ہے *

اب ہم کو ذرا غور سے اُن معانی مختلفہ پر غور کرنا چاہیئے جن پر الفاظ دلائل کیا کرتے ہیں چنانچہ مراتب دلائل الفاظ پانچ ہیں اول دلائل کرنا الفاظ کا وجود ذاتی پر دوسرے دلائل کرنا وجود حسی پر تیسرے دلائل کرنا وجود خیالی پر چوتھے دلائل کرنا وجود عقلی پر پانچویں دلائل کرنا وجود تشبیہی پر دلائل کرنا لفظ کا وجود ذاتی پر یہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وہ وضع کیا گیا ہو اُسی پر دلائل کرے اور وہ شے جس کی تعبیر اُس لفظ سے کی گئی ہو وہ درحقیقت خارج میں موجود بھی ہو مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ابو لہب کانر تھا اس مرتبہ میں داخل ہی کیونکہ ہم تواتر ثابت ہی کہ ابو لہب ایک مرد مکہ کا رہنے والا تھا اور وہ کانر مرا *

دوسرے دلائل کرنا لفظ کا وجود حسی پر یہ ہے کہ جس چیز کا بیان کیا گیا ہو وہ نہ نفع نہ ضرورت مثالی اُس کی خیال میں آتا ہے وجود پایا نہ جارے بلکہ ضرورت مثالی اُس کی خیال میں آتا ہے اُس کا وجود سمجھا جارے اور اُس ضرورت مثالی کی تعبیر لفظوں میں کی جارے جس طرح ہمارا کہنا کہ ہننے جبرئیل امین کو خراب میں دیکھا پس حقیقت میں نہ وہ ہمارے پاس آئے نہ اُن کی ضرورت ظاہری ہمارے سامنے ہوئی بلکہ اُن کی ضرورت مثالی جو ہمارے ذہن میں گزری وہی اُن کا وجود سمجھا گیا پس اس مقام پر وجود جبرئیل سے مراد وجود حقیقی جسمانی نہیں ہے بلکہ ضرورت مثالی اور وجود روحانی مراد ہے اور چونکہ قریبہ مقام اس کلام کو مرتبہ اول پر یعنی وجود خارجی مراد لینے پر مانع ہے اس لئے وجود حسی مراد لینا ضرور ہوا *

تیسرے دلائل کرنا لفظ کا وجود خیالی پر وہ یہ ہے کہ محسوسات کی ضرور و امکان کا جب کہ اُنکے سے غایب ہوں دیکھنا اور اُس دیکھنے کو الفاظ کے ذریعہ سے بیان کرنا مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ہم کعبہ کو دیکھ رہے ہیں اور حاجیوں کا طواف کرنا ہماری آنکھ کے سامنے ہی حالانکہ ہم نہ کعبہ میں ہیں نہ حاجی ہمارے سامنے ہیں مگر کعبہ کی ضرورت اور حاجیوں کے طواف کی تصویر ہمارے خیال میں آئی ہے اُن لفظوں سے تعبیر کیا پس اس مقام پر بھی یہ الفاظ اپنے اصلی معنی پر مصحح نہیں ہوسکتے اور سوائے وجود خیالی کے دوسرا وجود رویم اور کعبہ اور طواف کا کسی کے ذہن میں نہیں گزر سکتا بظراف اس کے اگر یہی بات ہم کعبہ میں کہتے جبکہ حاجی ہمارے سامنے طواف کرتے ہوتے تو اُس وقت اس کلام سے اصلی معنی سمجھ جاتے اور یہ الفاظ وجود خارجی پر دلائل کرتے *

کے لفظ کو معہول کرتا ہی پس خدا کی توحید اُس کا علم ہائے ہر ایک
مسائل نوایش و واجبات وغیرہ کا انکار بھی انکار قرآن نہ سمجھا
جائے گا و ماعد لا ضلال بینہ اسی واسطے ہم نے اُن معانی کے مراد
لئے کہ وہ بے قید نہیں رکھا اور چند ایسی قیدیں لکھیں ہیں کہ ان کے
لحاظ کرنے سے کبھی دس تباروں الحاد نہ بڑھیں اور لا مذہبی اور
دھرمیتس پر اطلاق تصدیق قرآن ہوگا وہ قیود جو ہم نے کی ہیں
یہ ہیں *

اول لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے
منجملہ اصول دین کے *

دوسری مخالفت اُس کی کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ
مقلیدہ کے *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور واقعہ کے *

ان حالتوں میں لفظی معنی سے تجاوز کرنا اور جیسا مرقع اور
قرینہ مقام کا ہو ویسا کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب مداروں
الفاظ کے لفظ کو معہول کرنا انکار قرآن نہیں ہی بلکہ اصلي تصدیق
قرآن کی ہی اور اگر ایسی حالتوں میں لفظی معنی مراد لینے جائیں
تو اندیشہ بلکہ غلط قوی تکذیب قرآن اور انہدام بنیان اصول اسلام کا
ہی چنانچہ میں ہر ایک کی مختصر تشریح کرتا ہوں *

اول مخالفت قرآن کی کسی اصل سے

منجملہ اصول دین کے

مثلاً میں کہتا ہوں کہ منجملہ اصول دین کے ایک بڑا اصول
تقدس اور تنزیہ باری تعالیٰ کا ضرورت اور جسم سے ہی اور یہ ایسا
اصول ہی کہ اسلام کی بنیاد اسی پر ہی جو شخص اس کا منکر
ہو وہ کافر ہی لیکن جب ہم کو قرآن و حدیث میں ایسے لفظ
میں جن کے ظاہری معنی مراد لینے سے تشبیہ اور تبصیر باری تعالیٰ
کی ثابت ہو تو اُس وقت ہم کو لازم ہی اُس کے ظاہری معنی سے
تجاوز کرنا اور اُس کی دوسری حقیقت جو موافق اُس مقام کے ہو
مراد لینا مثلاً اللہ جل شانہ نورمانا ہی پدالہ فرق ایدیم پس ہاتھ
کے اصلي معنی ظاہر ہیں اور رجوع خارجی اُس کا گروہ پوسٹ کا
ایک مضر خاص ہی تو اگر اس موقع پر ہم اس لفظ کو مرتبہ
اول پر معہول کریں اور رجوع خارجی اُس کا مراد لیں تو ہمیں
خدا کا ہاتھ اور پنجہ اور گروہ اور پوسٹ اور رگ اور خوں سب
چیزوں کا ماننا پڑے اور جب ہم نے ایسا مانا تو ہمارے فکر میں کیا
ہیہ رہا پس پوچھ اس کے کہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد لینے

کیا پس سوائے پہلے سڑے کے جاہل کے کون ہی کہ یہ کہہ کہ اُس نے
اپنے الفاظ کے مداروں کو معہول کر دیا اور سوائے وجود خارجی کے
موجودات کے اور مراتب کا اپنے نظم میں لحاظ نہیں رکھا اور جس
طرز پر ہم میں سے ہو جاہل و عامی گفتگو کرتا ہی اُس طرز پر
بدل دیا حقیقت میں نہ خدا نے ایسا کیا نہ ایسا ہو سکتا تھا بلکہ
اگر کوئی یہ کہہ کہ چونکہ خدا کو ہماری روحانی تعلیم منظور تھی
اور ہم کو وہ باتیں بتانا چاہتا تھا جسے نہ ہماری آنکھ نے دیکھا
نہ کانوں نے سنا نہ ہمارے دل میں اُس کا خیال آیا نہ ہم اپنے
جیتے جی دیکھ سکتے یا خیال کر سکتے ہیں اُس لینے اپنے نظم کو
عام کر دیا اور موجودات کے اُن مراتب میں سے جنکا ہم استعمال
کرتے تھے کوئی ایک مرتبہ اور بڑھا دیا تو قیاس میں آہی سکتا ہی
نہ کہ اُس کا کم کر دیا اور باوجود ضرورت تمہیم کے اُسے معہول کر دیا
ذلک ہی الذین لا یؤمنون اور پھر جبکہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے قول پر خیال کرتے ہیں کہ اِن للقرآن ظہوراً بطناً اور
اصحاب نبوی اور علیہ شریعت اور متفقین وقت کی باتوں اور
تہذیبات کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایک لفظ سے قرآن کے
مختلف معنی مراد لینے ہیں اور سارے حقائق روحانی و دقایق
علمی کا استنباط انہیں لفظوں سے فرمایا ہی تو ہم کو آؤر بھی کامل
یقین ہوتا ہی کہ ضرور خدا نے اپنے نظم کو اس طرز پر بیان کیا ہی
کہ اُس کی ظاہری تفسیر سے تو ہر عامی و جاہل مطلب سمجھ سکتا
ہی اور اُس کی باطنی قاریں سے ہر حکیم و عاقل حقیقت پر پہونچ
سکتا ہی *

فرض کہ جب مداروں الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہو گئی
تب ہم کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و کلمات کو منجملہ اُن
مراتب پنجگانہ کے مرتبہ اول پر معہول کرنا ظاہری تفسیر ہی اور
جب دلیل قوی اُس کے استعمال پر قائم ہو اور کسی آؤر مرتبہ پر
منجملہ اُن مراتب کے نظم معہول کیا جارے وہ باطنی تفسیر ہی
اور اُسی کو قاریں کہتے ہیں اور جب تک کوئی شخص خدا کے نظم
کو منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرے اُس کی تصدیق
کرے تب تک وہ تصدیق کرنے والا قرآن کا ٹورہنگا نہ انکار کرنے والا *

لیکن اب یہ بات بھٹ بھٹ باقی رہی کہ خدا کے نظم کو
منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرنے کا وہ اصل کیا
ہی جس سے دین اسلام قائم رہے کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نہ کیجے
تو ہر ملحد دس قاریں بڑھارہنگا اور لفظوں کے ظاہری معنی سے انکار
کرنے اُس کے فرضی معنی بنائے لگیں اور اپنے تئیں صدق قرآن کہیں
یہ سمجھ کر کہ وہ کسی ایک مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب پنجگانہ

ملیہ وسلم کی حدیث ہی کہ واپس رہی نہ اس صورت کو ضرورت سے انکار کرنا قرآن رسول سے انکار کرنا ہی کسی کا یہاں ارشاد ہی کہ حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خالق اللہ آدم علی صورت یا علی صورت الرحمن تو خدا کو آدمی کی سی صورت نہ سمجھنا انکار رسول اور تکذیب حدیث ہی کرئی فرماتا ہی کہ صحیح مسلم میں خدا کے پاؤں ہونے پر صحیح حدیث منقول ہی کہ جب وہ دوزخ میں اپنا قدم رکھ دیکھا تب دوزخ کا ہل میں مزید کہنا بند ہوگا تو اُس کے پاؤں سے انکار کرنا صحیح حدیث کو غلط کہنا ہی کرئی اس نکتہ میں سر مست ہی کہ خدا نے خود اپنی ساق ہرنے کا ذکر قرآن میں فرمایا ہی کہ یوم یكشف عن ساق اور پھر ثبوت اس کا حدیث سے ہوتا ہی کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہی کہ فیاتیمم الجبار فی صورتہ فیور صورتہ التي رآہ فیہا اول مرة الخ تو اس کا نہ ماننا جزو قرآن کا منکر ہوتا ہی پس میں مستفتی صاحب کی خدمت میں تہذیب ادب سے عرض کرتا ہوں کہ ایسی صریح آیات اور ایسی صاف احادیث کر جس میں خدا کی صورت اور شکل اور پائوں اور ہاتھ اور قد و قامت کا بیان ہی نہ ماننا اور اُس کے لفظوں کو ظاہری معنی پر معمول نہ کرنا کس وجہ سے انکار جزو قرآن نہیں ہی اور کیوں خدا کی صورت و شکل کے معتقدین باوجود ایسے استدلال کے گمراہ تصور کیئے گئے ہیں پس جو وجہ اُس کی ہو وہی اُن لوگوں کی نسبت سمجھی جارے جو ایسی ہی ضرورت کے سبب سے ظاہری معنی چھڑ کر دوسرے معنی مراد لیئے ہوں پس اُن لوگوں کو جو ایسے ظاہری لفظوں سے اُن کے لفظی معنی مراد نہ لیں محقق اور امام اور دانشمند جاننا اور اُن لوگوں کو جو ایسی ہی ضرورت سے اُن کی کسی الفاظ کے لفظی معنی مراد نہ لیں کافر اور منکر جزو قرآن سمجھنا ایک عجیب بات ہی *

دوسری مخالفت قرآن و حدیث کی کسی مسئلہ سے منجمد مسائل صحیحہ عقلیہ کے

جس طرح پر الفاظ کے ظاہری معنی اُس حالت میں مراد نہیں لیئے جاتے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول دین سے ہوں اسی طرح اُس حالت میں بھی مراد نہ لیئے جاونگے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول صحیحہ عقلیہ سے ہوں لیکن پہلی اصل کا پہچاننا آسان ہی اور اس کا پہچاننا فرا مشکل ہی اس لیے صرف الفاظ کا ظاہر سے اس اصول کی وجہ سے بہت دانا اور مستحکم اور اُس آدمی کا کام ہی جو کہ معقول و منقول دونوں سے بخوبی

بے مخالفت قرآن کی ایک اصل سے منجمد اصول دین کے ہوتی تھی تجاوز کرتا اور اُس کا وجود عقلی مراد لینا ضرور ہوا *

کرئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے ایسے ظاہری معنی مراد نہیں لیئے بلکہ ہمارے اس زمانہ کے بھائیوں سے بھی زیادہ تو دانشمند اور اُن سے بڑے کو قرآن کی تصدیق کرنے والے گذر گئے ہیں جنہوں نے ایسے مقام پر بھی ظاہری معنی مراد لینے کو انکار اور تکذیب قرآن خیال کیا ہی اور اپنی صفائی ایمان اور تصدیق قرآن کی بدولت خدا کی صورت و شکل کے قایل ہوئے ہیں چنانچہ میں بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

مشہد حشریہ مثل مضر اور احمد ہجیمہ کے اس بات کے قایل ہیں کہ خدا بھی جسم ہی کر اُس کا جسم ہمسما نہیں ہی اور اُس کے مضر اور جوارح بھی ہیں اور اُس سے ملنا اور مصافحہ کرنا اور معاف کرنا بھی ممکن ہی اور مشہد کرامیہ یاران امی عبداللہ محمد بن کرام کا عقیدہ ہی کہ خدا عرش پر اوپر کی طرف سے ملا ہوا بیٹھا ہوا ہی اور اُترتا چڑھتا رہتا ہی اور بعض حشریوں نے تو صاف کہا ہی کہ خدا جسم ہی پھر اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ گوشہ پرست سے مرکب ہی یا نہیں اور پھر وہ اُس کا سات بالمشکا کا ہی یا نہیں اور پھر صورت اُس کی کیسی ہی آدمیوں کی سی ہی یا نہیں پھر بمقبر نے کہا ہی کہ لوتنے کی سی شکل ہی اور گھرنگر والے پال سر پر ہیں بمقبر نے فرمایا ہی کہ بٹھا ہی اور اس بات کے بھی قایل ہوئے ہیں کہ جگہ بدلنا رہتا ہی اور یہ سب خوش اعتقاد لوگ قرآن و حدیث کے لفظوں پر کامل ایمان رکھنے سے ایسے تنزہ اور تقدس کے معتقد اور خدا کے لوتنے یا بٹھے ہرنے کے قایل ہوئے اور پھر اگر اُن کی دلیلیں کو کرئی دیکھتے تو سوائے اُس اصول کے جو ہم نے بیان کیا اور جسے ہمارے مذہب کے سارے محققین لکھتے آئے ہوں کرئی جواب اُن کا دے ہی نہیں سکتا اور سرائق اُس عقیدہ کے جو پابندی الفاظ پر اس زمانہ کے لوگوں کا ہی سوائے ایسے اعتقاد رکھنے کے جسکا ثبوت الفاظ ظاہری سے ہوتا ہی ہر شخص منکر جزو قرآن سمجھا جاتا ہی *

پھر یہ خیال نہ کیا جارے کہ یہ غلطی صرف بعض لوگوں کو ہوئی بلکہ اندرس اور ہزار اندرس ہی کہ بعض بڑے بڑے محدثین اس پلا میں بوگئے جیساکہ محقق درانی نے شرح مقاید مضدی میں لکھا ہی کہ والثرامجسمہم الظاہریوں المتبعون لظاہر الکتاب والسنۃ والقرآنہم اندھون عن معنی اکثر تصدیق کے معتقد وہ لوگ ہیں جو ظاہر الفاظ قرآن و حدیث کی تفسیر کرتے ہیں اور انہر اُن میں سے محدثین ہیں پھر بعض کا یہ قول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

بعض ایسے بھی تصدیق کرنے والے گذرے ہیں کہ انہوں نے تسبیح سے مراد تسبیح زبان ہی ہے *

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ نقال لہار لہارض انتہا علوما اور کہا قائلانہائینا طائفوں تو یہہ سمجھنا کہ خدا نے حقیقت میں اُن سے کلام کیا اور آسمان اور زمین نے در حقیقت کچھ جواب دیا اور اپنی زبان سے یہہ کہا کہ انتہینا عائین یزی نادانی ہی بلکہ یہاں بھی یہہ الفاظ اپنے ظاہری معنی پر معقول نہیں ہوسکتے اور اُس سے سوائے وجود حق کے دوسری مراد نہیں لی جاسکتی *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے

منجملہ امور واقعیہ کے

جو الفاظ قرآن و حدیث کے ایسے ہوں جن کے ظاہری لفظی معنی کہنے سے مخالفت کسی امر کی امور واقعیہ سے ہورے مام اس سے کہ اُن امور کی واقعی حقیقت عقل و علم سے ثابت کی گئی ہو یا تحقیقات اور تجربہ سے یا روایت اور مشاہدہ سے یا اخبار صحیحہ متواترہ سے تو وہاں بھی اُس لفظ کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب پنجگانہ دلائل الفاظ کی لیجانا ضرور ہوگا لیکن اس مقام پر بھی احتیاط اور عقل اور دیانت شرط ہی کہونکہ اُن امور کا امور واقعیہ ثابت کرنا ذرا مشکل ہی لیکن گو اُس کی تفصیل اور تصریح اور اثبات مشکل ہو مگر یہہ اصول بالکل ٹھیک ہی ہے * مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کی قبر ستر ہاتھ وسیع ہو جاتی ہی اور چودہویں رات کے چاند کی طرح اُس کا چہرہ روشن ہوتا ہی اور کان کی قبر پر ۹۹ اڑدھے مسلط ہوتے ہیں اور ہر ایک اڑدھا تیناٹوے تیناٹوے سانپ ہوتا ہی اور ہر سانپ کے سات سات سر ہوتے ہیں جو کہ قیامت تک اُسے کاٹتے دھتے ہیں پس یہہ ایک امر ایسا ہی جس کا وجود خارجی کبھی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نہ ظاہر میں مسلمان کی قبر چوڑی ہوتی ہی نہ اُس کا چہرہ پدر کی موافق روشن ہوتا ہی نہ کسی کان کی قبر میں سانپ بچھو جاتے ہیں پس جو شخص اس حدیث کے الفاظ کو اُسکے ظاہری معنی پر معقول کرے تو ضرور اُس کا دل اس قول کی تہذیب کریگا کیونکہ واقع میں اُس نو نے پاریگا پس سورے اس کے آؤر کچھ چارہ نہیں ہی کہ اُن الفاظ کو اُس کے ظاہری معنی سے متجاوز کرے اُس کو دوسرے مرتبہ پر لیجاویں اور ان سب چیزوں سے اُس کا وجود حسی مراد لیں *

بعض لوگ اس اصول کے انکار کرتے ہیں یہہ یہہہ کریں گے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں مذکور ہی وہی مطابق معقول کے ہی اور

واقع ہو اور جس نے کسی معقولی مسئلہ کو اُن صاف اور واضح اور ٹھیک دلیلوں سے ثابت کرلیا ہو جس میں کچھ شبہ نہ ہوسکے اور جس میں تدبیر اور ذہن مانیہ کا نام تک نہر لیکن اس اصول کے اُن فی نفسہ صحیح ہونے میں کچھ کلام نہیں ہی کہ جو الفاظ اصول صحیحہ عقلیہ کے مخالف ہونگے اُن کا صرف من الظاہر ضرور ہوگا پس اگر کسی سے کچھ غلطی اصول صحیحہ عقلیہ کے اثبات میں ہو تو وہ اُس کی خطا ہی مگر اس سے اصول کی صحت میں کچھ خلل نہیں ہوسکتا چنانچہ میں ایک دو مثال سے اسے سمجھاتا ہوں *

منجملہ اصول صحیحہ عقلیہ کے ایک یہہہ اصول ہی کہ امراض اور کیفیات متشکل بشکل و صورت اور منقلب یہہ جسم و ہیئات نہیں ہوسکتیں مثلاً عقل اور زندگی اور موت کہ یہہ سب امراض ہیں پس ان کا کوئی وجود خارجی نہرگا پس اگر اُن کے وجود کا ذکر کسی کچھ قرآن یا حدیث میں ہو تو لا محالہ اُس کا مرتبہ اول پر رکھنا یعنی اُس سے وجود خارجی اُس کا مراد لینا ممکن نہرگا بلکہ دوسرے مرتبہ پر لیجانا اور اُس کے درجہ سے وجود حسی یا وجود عقلی مراد لینے کی ضرورت ہوگی پس جہاں قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہی کہ خلق الموت والحیوة تو اس سے اگر کوئی اُن کا وجود خارجی مراد لے تو ایک اصل صحیحہ کے اصول صحیحہ عقلیہ سے مخالف ہوتا ہی اس لیئے ضرور اُس سے وجود عقلی اُس کا مراد ہوگا اور اگرچہ ان نظروں سے کسی کا زیادہ تر وجود خارجی پر ذہن مبطل نہیں ہوتا مگر جہاں اُس کی زیادہ تشریح ہی وہاں اُس کے معنی کی زیادہ ضرورت ہوگی جیسا کہ کہا گیا ہی کہ حدیث میں آیا ہی کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ آگے ہو وہ آگے ہوئی پھر کہا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی یا حدیث میں آیا ہی کہ موت کو ضرورت سینڈھنے کے قیامت کے دن لاڑینگے اور آگے ہریمان دروز و جنس کے ذبح کریں گے تو اب اس مقام پر ان نظروں سے اگر کوئی اُس کا وجود خارجی ظاہری مراد لے تو ضرور اُسی امراض اور کیفیات کا متشکل بشکل اور منقلب بجمانیہ ہونا ماننا پڑے اور آگے نہ مانیکا مگر جس کا عقل کے کچھ میں گذر ہی لہوا ہو *

یا قرآن مجید میں آیا ہی کہ ان من شی الا یسبح بحمدہ کہ کوئی چیز نہیں ہی مگر کہ وہ خدا کی تسبیح کرتی ہی یہاں تسبیح سے مراد ہمارے طرح سبحان اللہ کہنا نہیں ہی کیونکہ ثبوتات اور جمادات وغیرہ کچھ زبان نہیں رکھتے پس یہاں تسبیح کے وجود سے پرہیز اُس کا وجود عقلی ہی لیکن انفسوس ہی کہ ہمارے مذہب میں

شریعت کے دوست ہو ہی گئے، لہذا شریعت میں تو حقیقت کوئی بات خلاف معقولات صحیحہ کے نہیں ہی اُس کہنے والے کے نزدیک البتہ ہی پس اُس شریعت کے مددگار سے تر شریعت کا مدفع ہی اچھا ہی اور سچ کہا ہی جسے کہا ہی کہ درست جاہل سے ملنا دشمن اچھا ہی اور اگر نوحی کیا جاوے کہ شریعت میں کوئی بات بظاہر مخالف اُس معقولات مسلمہ کے ہو تو قاریل اُس کی آسان ہی ہے نسبت نہ ماننے اُس امور قلمی یقینی کے اور یہ بات کچھ خلاف شرع نہیں ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ کی تائیل کی گئی ہی ایسی وجہ کے سبب سے جو کہ ان دلائل عقلیہ کے برابر قوت میں نہیں ہیں تو کیونکہ ان معقولات صحیحہ کی مطابقت کے لئے وہ الفاظ تائیل نہ کیئے جائیں اور جو اس کا انکار کرے اور ایسی تائیل کو نا جائز بتاوے وہ حقیقت میں شرع کے بطلان کرنے اور دین کے چھوڑنے ہونے اور بد دینوں کو خراب ہونے کی راہ دکھاتا ہی ذہن یا غذا معلوم سے الفاظ المنفردۃ المألوفۃ والعوامۃ المدخولۃ فی افعال علیہ اغلب مالم یثبتوا یؤثر انہ تعالیٰ الی ادراک المعلوم علی ماہی علیہ *

فرض کہ یہ امر بطوری ثابت ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ہمیشہ اُن کے ظاہری معنی مراد لینا ضرور نہیں بلکہ بعض حالات میں اُن کے ظاہری معنی کہنا ناجائز اور منع ہی پس جو شخص کسی وجہ سے ضرورت اور سبب سے متعاملہ ان وجہ کے جو ہم نے بیان کیئے ظاہری معنی کسی لفظ کے لئے تو ہے سمجھے اُسے منکر جزو قرآن کہنا بڑی غلطی ہی کیونکہ اُسکا اثر بہت دور تک پہنچے گا اور بڑے بڑے اماموں عالموں کی شان میں بھی کچھ کچھ داغ آویگا لہذا حقیقت میں اصول شریعت کا قائم رکھنا مشکل ہوگا *

جو کہ اس پہلے امر کا بیان ہو چکا کہ الفاظ ظاہری کو اُس کی لفظی معنی پر ہمیشہ مقام پر مہمل نہ کرنا تکذیب قرآن نہیں ہی اس کیلئے اب میں دوسرے امر کا بیان کرتا ہوں کہ اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلاشریح اُن کی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوگا اور نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنوں کے کوئی عقلی دلیل ہو تکذیب قرآن نہیں ہی *

دوسرا امر کہ اسماء موجودات کی اُس حقیقت سے

انکار کرنا جس کا ثبوت کتاب و سنت سے

نہرتا ہو

یہاں سے چیزوں کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں جن کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی مگر جیسا کہ لوگ اُن کی حقیقت

رہی مطابق واقع کے ہی پس معقولات اور مشاہدات اور تجربات کو اصل قرار دینا اور قرآن و حدیث کے لفظوں کو تائیل کر کے اُسے اُن معقولات وغیرہ کے مطابق کرنا شان ایمان نہیں ہی حالانکہ یہ بڑی غلطی ہی اس لئے کہ جب الفاظ اور کلمات کا استعمال اس طور پر جاری ہی کہ اُن سے سوائے ظاہری معنی کے اور معنی بھی مراد لینے جاتے ہیں تو اُس کا ظاہری معنی سے متجاوز کرنا اور دوسرے اصلی معنی مراد نہ لینا نہ خلاف مہارہ کے ہی نہ برعکس ہمارے قول چال کے ہی نہ کوئی حاکم اور اہل زبان اُس پر حاکمہ کو سکتا ہی اور نہ کوئی اُس تائیل کو بظاہر سمجھ سکتا ہی خیال کرو کہ جب ہم کسی شخص کو قصہ میں دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اُس کے بدن میں آگ لگ گئی اُس کے بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں تو کیا اُس سے حقیقی آگ اور اصلی چنگاریاں مراد لینے ہیں اور جب ہم کسی شخص کو غرض تقریری سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اُس کے منہ سے کیا پھول جھڑ رہے ہیں تو کیا اُس سے مراد گلاب اور چنبیلی کے حقیقی پھول ہوتے ہیں یا جب ہم کسی کو تھایا تکلیف میں دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کے بدن سے سائب پھو چھٹے ہوئے ہیں اُس سے مراد ظاہری سائب پھو ہوتے ہیں پس جب کہ یہ باتیں ہمارے مہارہ اور ہمارے استعمال میں موجود ہیں تو کیا اُسی متبادرہ اور استعمال پر الفاظ قرآن و حدیث کو مہمل کرنا بظاہر ہوگی یا تائیل ناجائز یا تکذیب قاداتان ہی جو کوئی ایسا خیال کرے پھر یہ کہنا کہ مخالف معقولات کی اور مخالف امور واقعیہ کی قانع صحت کلام نہیں ہی صرف جامعوں کا قول ہی کوئی مائل ایسا نہیں کہہ سکتا نہ کسی نے ایسا کہا چنانچہ میں اس بحث کو امام غزالی کے اُس قول کے نقل کرتے ہوئے تمام کرتا ہوں جو اُنہوں نے تہافت الفلاسفہ میں لکھا ہی ولعمہ ما قال رحمۃ اللہ علیہ الشرنی مالا یفید

من مدہم فیہ اصلاً من اصول الدین الخ یعنی جو باتیں دلائل ہندسیہ اور براہین عقلیہ سے ایسی ثابت ہیں کہ جس میں کچھ شک نہیں ہی اُس کے صحیح جاننے کو خلاف شرع جاننا بڑی غلطی ہی اور حقیقت میں دین کا ضعف ظاہر کرنا ہی کیونکہ جو شخص اُن دلیلوں سے آگاہ ہی وہ تو اُس پر کاسل یقین رکھتا ہی پس جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالف شرع کے ہی تو وہ اُن باتوں کو غلط سمجھ ہی نہیں سکتا اس لئے وہ نہایت قوی اور روشن دلیلوں سے ثابت ہی ہاں شرع میں شک کرنے لگے گا اور یہ سمجھ کر کہ شرع بھی غلط ہی جو مخالف معقولات صحیح کے ہی منکر دین ہو جاویگا پس جو شخص شریعت کی مدد اور حمایت غلط طور سے کرتا ہی اور شریعت کو نقصان پہنچاتا ہی تو اُس ضرر کا وہاں اُس

ہیں + ناقص ہیں اور میں اُن سے مخالف ہوں اور اُن کی سمجھ اور فہم کی غلطی پر انوس کرتا ہوں مگر اُن کی تاویل حشریہ اور باطنیہ کی تاویل سے زیادہ ضعیف نہیں ہے اور نہ اصول میں کچھ اُس سے خلل واقع ہے پس جسطرح حشریہ اور باطنیہ پر ایسی تاویل سے اطلاق تکذیب قرآن نہیں ہوتا تو منکر وجہ جسمانی شیطان پر کیونکر ہوگا خصوصاً اُس حالت میں جب کہ ہمارے مذہب کے بعض محققین سابقین کا بھی یہی قول ہو مگر جو کوئی یہ کہے کہ جو ذہن شیطان کا قرآن میں ہے وہ جہرۃ ہی نہ اُس کے معنی ہیں نہ اُس کی کچھ حقیقت ہے نہ اُس کا کچھ وجود ہے تو بلا شبہ ایسا کہنے والا منکر قرآن اور کاذب ہی لیکن تاویل کرنے والا اور وجود کی حقیقت میں اختلاف کرنے والا کاذب نہیں ہے گو غلطی اور غلط ہے و *

یا قرآن مجید میں جنت اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہے مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی نہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہے کوئی کہتا ہے کہ گیہوں کا درخت تھا کوئی کہتا ہے کہ اُسے کھار آدم کو حاجت بیت اللہ کی ہوئی پس جس قدر کہ خارج از قرآن مجید اُن چیزوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے اُس کو نہ ماننا انکار قرآن نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ جو کچھ بہ نسبت اس کے قرآن مجید میں لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور یہ تصد صوفی فرائضی اور ہنوتی ہی نہ آدم کا وجود تھا نہ شیطان کا نہ فرشتوں کا جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہے وہ قاطعاً ہی تو انکار نص صریح ہے اور معمول کرتا اُس کو امور باطنی پر اور صرف کرتا اُن لفظوں کا اُس کے ظاہر سے اور بیان کرتا اُس کی حقیقت روحانی کا بھی صراحتاً غلط تاویل ہے + پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ شمار نرۃ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی تاویل تصور صریحہ کی کیجئے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اٹھ جاوے اور عقاید اسلامیہ یزنیاتی حکموں کے سے ملے اور شریعت محمدیہ عیسائیوں کی سی فریعت ہو جاوے کہ ظہر پر کوئی چیز باقی نہ رہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اُس کی ہی جاوے حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے *

+ اگرچہ حق یہ ہے کہ مدعیان وجود خارجی کو اُس کے اثبات کی دلیل لانی چاہیئے — ۱۲ منہ
+ بشرطیکہ تاویل کرنے والا ضرورت پہنچانے تاویل سے کسی ضرورت کا ہونا ثابت نہ کر سکے — ۱۲ منہ

آئے یا اپنی عقل اور سمجھ سے کچھ اُس کی ماہیت تھوڑے ساٹے ساٹے اور دیکھتے دیکھتے وہ حقیقت اُس نام کے لفظی کے طور پر تصور کی گئی یہاں تک کہ جب وہ نام لیا جاوے تو اُس سے وہی حقیقت جو ذہن میں سمائی ہوئی ہے سمجھی جاوے پس اگر کوئی اُن ناموں کو مانے مگر اُس کی اُس مفروضہ حقیقت کا مذکور ہو تو وہ منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے کیونکہ حقیقت میں وہ حقیقت جزو قرآن نہیں ہے مثلاً آسمان کا جا بجا ذکر قرآن میں ہے لیکن اُس کی کچھ حقیقت اور ماہیت نہیں بتائی کہ وہ کس چیز سے بنا ہے اور کیا ہے اور کتنی دور ہے اور فی نفسہ وہ کچھ وجود جسمانی خارجی رکھتا ہے یا نہیں اور اگر رکھتا ہے تو یہ کیا ہے اور کیسا ہے جاہل تو اس ٹیگوں چھت کو جو آنکھ سے نظر آتی ہے آسمان سمجھتے ہیں اور عالم اُسے جسم کروی محیط لافوں کہتے ہیں اور جو یزنیاتی حکمت میں اُس کی حقیقت بیان کی گئی ہے وہ آسمان کے لفظ سے مراد لیتے ہیں اور یہ حقیقت آسمان کی اُس کے لفظ کے ساتھ ایسی مل گئی ہے کہ آسمان کے لفظ سے وہی سمجھی جاتی ہے پس اگر کوئی اس حقیقت کا انکار کرے اور اُسے نہ مانے اور یہ کہے کہ میں آسمان کے اوپر یقین رکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہے نہ کسی دوسرے کا مگر اُس کی وہ حقیقت نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں پس اُس کا انکار حقیقت میں انکار لوگوں نے بیان اور سمجھ کا ہی نہ خدا کے کلام کا پالی رہا اُس کی حقیقت دریافت کرنا اس کے لیئے مہداس تصدیقات مقلی فراخ ہی شاعر کو اُس سے کچھ تعرض نہیں من شاعر فلیقل انہ جسم کروی محیط الارض و من شاعر فلیقل انہ دھان محیط الارض *

یا قرآن مجید میں جا بجا شیطان کا نام آیا ہے پس اگر کوئی اُس کے وجود سے مطمئن منکر ہووے تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ہے لیکن اگر وہ اُس کے وجود کو مانے اور یہ کہے کہ میں اُس کی اُس حقیقت کو نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ عریس اُس کے باپ کا اور پتلیس اُس کی ماں کا نام تھا اور اُس کی صورت ایسی ہی اور شکل ویسی ہی کیونکہ خدا نے اُس کی کچھ حقیقت نہیں بتائی تو یہی وہ منکب قرآن نہیں ہے اور چونکہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہیں ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کے انکار کرتا نفر نہیں ہے گو بڑی غلطی اور نادانی ہووے کیونکہ اُن لوگوں کی دلیلیں جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ سے یہ شرط ضرور نہیں ہے وہ ہماری طرح ذبح کرے نہیں بلکہ جس طرح ذبح وہ جائز کو مارقات ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال ہونے کے لئے کافی ہی اور اس سے وہ اُس جانور کو حلال جانے سے اہل کتاب نے کون تر کو مارقات ہو مگر وہ آیہ طعام الذین اوتوا کتاب اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو کر یہ غلطی لائق نہاجہ انوس کرتے کے ہی مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ تخصیص عموم حکم آیہ قرآنی کی ہی اور یہ ضرور نہیں کہ جب تخصیص میں غلطی ہوئے تو اُس تخصیص کوئے والے کی نسبت اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جاوے اس لئے ایسے شخص کی غلطی پر اطلاق انکار جزو قرآن ہوگا عاں اگر وہ کہے کہ منصفہ جائز ہی یعنی جو خود کلا کھت کر مرگیا ہو یا آڑ لسی ہے کلا کھت کر مارقات ہو بلا قید اہل کتاب کے اور پے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسا کمال انکار نص ہی اور ایسا نہئے والا کافر ہی واہ ایسے ناپس *

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی کو جو نصوص صریحہ سے بالصراحت ثابت نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو واجب الیقین

اور واجب العمل نہ جانتا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف لفظوں سے بلا دقت ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول برحق ہونا خدا کا عالم بالجبریات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ منہ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقادی یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہی دوسرے وہ جو لفظوں سے بے قاریل بعیدہ یا پدلال قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ استنباط کیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق غیر و ہر ہی پندہ یا قرآن مخلوق ہی یا غیر مخلوق فرشتے انسان ہر افضل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلافت اور امامت اور روئے بارہ تعالیٰ وغیرہ کے ان مسائل میں سے کوئی مسئلہ صراحۃً ثابت نہیں کسی نے کچھ سمجھا ہی کسی نے کچھ اور بلا شبہ بعض صواب پر اور بعض غلطی پر ہوں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے متکوٰر قرآن اور کافر نہ سمجھا جارہا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احادیث کے مسائل اعتقادیہ کا نہ ماننا یا ماتریدی مذہب کے عقائد کا مستند نہ ہونا انکار قرآن ہی وہ اُن کی غلطی ہی کیونکہ اسلام

تیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ سمجھنا باعتبار لال کتاب و سنت کے انکار جزو قرآن نہیں ہی

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہی اور اسی واسطے فقہا نے یہ اصول قائم کیا ہی کہ کل عام یشتمل التخصیص بلکہ امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اغیار احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز رکھی ہی مسئلہ آیہ حرمت ملیکم المیتہ سے مرے ہوتے جانور حرام ہیں لیکن تندی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ تقی اور مچھلی کی حلت کو بھی انکار جزو قرآن سمجھیکا حالانکہ یہ دو چیزیں اس حکم عام سے

بہ قول شارع مستثنیٰ کردی گئی ہیں یا فاعلوا وجو حکم و ایدیکم سے دھونا پائوں کا فرض ہی مگر جب آدمی مرزہ پھٹے ہو تو اس حکم سے مستثنیٰ ہی اور اُس پر نقطہ مسح کرنا کافی ہی کیونکہ مسح یغنیٰ کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ

کردیا یا کوئی شخص آیہ ولا ابرامام یدکر اسم اللہ علیہ سے ذابیح اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو ابو داؤد میں ہی آیہ طعام الذین اوتوا کتاب اُس کی تخصیص ہی تو ایسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہی اگر کسی سے اس تخصیص میں غلطی رائے کی ہو جاوے تو وہ غلطی مستندانہ ہی نہ انکار کفرانہ جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت باہم مجتہدین کے اختلاف ہی یعنی آیہ لا تاکار ابرامام یدکر اسم اللہ علیہ سے صراحت اس کی ہی کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جاوے وہ ذبیحہ حلال نہیں مگر امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہی کہ اگر مسلمان نام خدا کا وقت ذبح کے نہ لے مدداً یا سہراً تب بھی ذبیحہ حلال ہی کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ کے بجائے ہی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا بھول جاوے تو ذبیحہ حلال ہی ورنہ نہیں پس یہ اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے ان اماموں کے آڑ کوئی ایسا کہتا ہو وہ اُسے متکوٰر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں یہ اجتہاد ہی نہ انکار *

جو نہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی طرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالافاظ ہی یا بالمعنی کچھ بھلی لکھتا ہوں *

روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تحقیق کرنا اس امر کا ہی کہ آیا روایت احادیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تدوین اور روایت اور درایت وغیرہ سے یہ تفصیل بھلی کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تکذیب حدیث کی بھی بطوری ظاہر ہو جاوے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جائیں اس لیئے اس مقصود کو چند بحثوں میں لکھتا ہوں *

اولا کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے *

دوسرے تاریخ اور مکتبہ کی کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی *
تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی *

چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں *

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی صحت یہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں *

پہلی بحث یہ نسبت کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے

یہ بات بطوری ثابت ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور وہ چند وجہ سے کتابت احادیث کو پسند نہ کرتے تھے ارگہ اولیٰ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں ایک دینی دوسرے غیر دینی متعلق امور دین کے تیسرے غیر متعلق امور دین کے پس جو دینی تھی وہ لکھی جاتی اور اُسی کا نام قرآن ہی اور جو باتیں غیر دینی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں بعض مستند بالہام بعض مستند بالاجتہاد اور پھر بعض متعلق امور جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور تضارعات خاص کے اور بعض منتج ایجاب و تحریم کے اور بعض موثر تذب و کراہ کے اور بعض علی سبیل العبادۃ اور بعض علی سبیل العادۃ پس ان باتوں کا صحابہ موافق اپنے اپنے فہم کے قرینہ مقام اور ضرورت کے نظر کر کے خیال رکھتے اور اُس سے تفرع احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے علاقہ رکھتیں اُس کی نسبت جو

اس کی معتقدات پر ہی نہ ماس تردید کے مسائل پر بلکہ ایمان ہی جو خدا نے فرمایا اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے قرآن کے خارج ہیں جہاں تک وہ صواب پر ہیں ہم - نتیجے جہاں اُن سے بھول چک کر گئی ہے واجب القبول نہ - سمجھتے *

اسی طرح اُن مسائل نورانی کا حال ہی جو متعلق حالت و حرمت و عبادت کے ہوں یا متعلق اُز باتوں کے کہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے ثابت ہوں تو اُس کا نہ سا نا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً چھوٹا جینڈک وغیرہ کو جانوں نے یہ سمجھا کہ حرام قرار دیا ہی کہ وہ

خدا کی بات میں داخل ہوں اور خدایت بموجب حکم آیہ و یہرم علیہم لفظی نہ کے وجہ حرمت کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی گو اگر کوئی اُس سے کہ حدیث نہ جائے اور اُس کی حلت کا قائل ہو گو حقیقت میں یہ انکار اُس سے ہی خدایت سے ہی نہ انکار حرمت بخدایت سے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ مقدسہ میں تعریف لفظی کا قائل نہ ہو تو وہ منکر قرآن نہیں ہی کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دعویٰ کیا جاتا ہی ایسے صریح لفظوں سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہو پس جو شخص تعریف کا تو قائل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور چند محدثین مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف لفظی کے ہوتے ہیں *

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو کہ متعلق اُن اصول عقائد کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجماعاً نہیں اگر تاریک کوئی نہ مانے اور کچھ اُز دینی نہ ہو وہ بھی منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ بعض نے چاند و سورج سے آیہ ہزارہی میں جو حضرت ابراہیم نے کہا تھا جواہر نورانیہ صلیکے مراد لی ہی یا اَللّٰہِ سَامِیَ یَمِیْنِکَ اور فلاح نعلیک سے ماسوے اللہ اور کوئی مراد ہیں اور محققین نے لکھ دیا ہی کہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی *

فانچو ان امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں کو اور اُن زاید باتوں کو جو تفسیروں میں داخل ہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستثنیٰ اگر خواہش ہو تو میرا مقصود تفسیر کا جو تہذیب المتعلق میں لکھا ہی ملاحظہ کرے *

فرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں میں زید منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے گا *

تیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ سمجھنا باعتبار کمال کتاب و سنت کے انکار جزو قرآن نہیں ہے

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہے اور اسی واسطے فقہانے یہ اصول قائم کیا ہے کہ کل عام یرتفع بالتخصیص بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اہل اہل احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز رکھی ہے مثلاً آیہ حرمت مالک المیتۃ سے مرے ہوئے جانور حرام ہیں لیکن کُتبی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ کُتبی اور مچھلی کی حلف کو بھی انکار جزو قرآن سمجھیکا حالانکہ یہ دو چیزیں اس حکم عام سے

بہ قول شارع مستثنیٰ کر دی گئی ہیں یا ناقصا راجح حکم دیندہم سے دھونا پائوں کا فرض ہے مگر جب آدمی مرزا پہننے ہو تو اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اُس پر فقط مسح کرنا کافی ہے کیونکہ مسح غفین کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ

کر دیا یا کوئی شخص آیہ ولا تلوا مالاً بذکر اسم اللہ علیہ سے ذابح اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو ابو داؤد میں ہے آیہ طعام الذین ارتوا الکتاب اُس کی تخصیص ہے تو اسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہے اگر کسی سے اس تخصیص میں غلطی رہے کی ہو جارے تو وہ غلطی مجتہدانہ ہے نہ انکار کفرانہ جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت باہم مجتہدین کے اختلاف ہے یعنی آیہ لا تأکلوا مالاً بذكر اسم الله عليه سے صراحہ اس کی ہے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جارے وہ ذبیحہ حلال نہیں مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان نام خدا کا وقت ذبح کے نہ لے عمدہ یا سوراً تب بھی ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ نہ بچاے ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا معمول جارے تو ذبیحہ حلال ہے ورنہ نہیں پس یہ اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے اس اماموں کے آؤں کوئی ایسا کہتا تو وہ اُسے منکر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں یہ اجتہاد ہی نہ انکار *

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ عام ہے شرط ضرور نہیں کہ وہ ہماری طرح ذبح کریں بلکہ جس طرح چاہے وہ جانور کو مارا قاتل ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال ہونے کے لیئے کافی ہے اور اس سے وہ اُس جانور کو حلال جانے جسے اہل کتاب نے کھن تر کر مارا قاتل ہو مگر وہ آیہ طعام الذین ارتوا الکتاب اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو کہ یہ غلطی لائق نہایت انسوس کرنے کے ہے مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ تخصیص عموم حکم ایک قرآنی کی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ جب تخصیص میں غلطی ہووے تو اُس تخصیص کرنے والے کی نسبت اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جارے اس لیئے ایسے شخص کی غلطی پر اطلاق انکار جزو قرآن ٹھوکرا جائے اور وہ کہہ کہ مضائقہ جائز ہے یعنی جو خود کلا کہتے نہ کرکھا ہو یا آؤں کسی نے کلا کھولتے کر مارا قاتل ہو بلا قید اہل کتاب کے اور بے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسا انکار نص ہے اور ایسا کہنے والا کافی ہے واذا یس ملیس *

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی کو جو نصوص صریحہ سے بالصرحہ ثابت نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں سے اُن کا امتناع کیا گیا ہو واجب الیقین

اور واجب العمل نہ جاننا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف لفظوں سے بلا دلت ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول کا برحق ہونا خدا کا عالم بالجزئیات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوة کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ مٹھ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقادی یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہی دوسرے وہ جو لفظوں سے بہ تازیلی بعیدہ یا بدلائل قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ استنباط کیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق کھور و شر ہے پندہ یا قرآن مطارق ہے یا غیر مطارق فرقے انسان سے افضل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلاف اور اصناف اور روایات پاریتمالی وغیرہ کے اس مسائل میں سے کوئی مسئلہ صراحہ ثابت نہیں ہے کسی نے کچھ سمجھا ہے کسی نے کچھ اور یہ شیعہ بعض صواب پر اور بعض غلطی پر ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے منکر قرآن اور کافر نہ سمجھا جارہا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اہمارے کے مسائل اعتقادیہ کا نہ ماننا یا ماتریدی مذہب کے مقابلہ کا مستند نہ ہونا انکار قرآن ہی وہ اُن کی غلطی ہے کیونکہ احکام

جو نہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی طرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالافاظ ہی یا بالمعنی کچھ بھٹ لکھتا ہوں *

روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تصدیق کرنا اس امر کا ہی کہ آیا روایت احادیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تفسیر اور روایت اور درایت وغیرہ سے یہ تفصیل بھٹ کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تذبذب حدیث کی بھی بطوری ظاہر ہو جاوے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جائیں اس لئے اس مقصود کو چند بحثوں میں لکھتا ہوں *

دوسرے تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں *

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی صحت بہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں *

پہلی بحث یہ نسبت کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہر نے کتب احادیث کے

یہ بات بطوری ثابت ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور وہ چند وجوہ سے نکات احادیث کو پسند نہ کرتے تھے اولاً اسلئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں ایک وحی دوسرے غیر وحی متعلق امور دین کے تیسرے غیر متعلق امور دین کے پس جو وحی تھی وہ لکھی جاتی اور اُسی کا نام قرآن ہی اور جو باتیں غیر وحی کی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں بعض مستند بالہام بعض مستند باجتہاد اور پھر بعض متعلق امور جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور قضایا خاص کے اور بعض منتج ایجاب و تنزیہ کے اور بعض موثر تذب و کراہت کے اور بعض علی سبیل العیادۃ اور بعض علی سبیل العادۃ پس ان باتوں کا صحابہ موافق اپنے اپنے فہم کے قریبہ مقام اور ضرورت پر نظر کر کے خیال رکھتے اور اُس سے تقریر احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے ملکہ رکھتیں اُس کی نسبت کو

اس کے معتقدات پر ہی نہ مانتے تھے کے مسائل پر بلکہ ایمان ہی ہی جو خدا نے فرمایا اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے عرب کے خارج ہیں جہاں تک وہ صراط پر ہیں ہم نہایت جہاں اُن سے بڑھ چکے ہیں اُسے واجب القتل نہ سمجھتے *

اسی طرح اُن مسائل نور ہی کا حال ہی جو متعلق حلف و حرم و اشیاء کے ہوں یا متعلق اُڑ باتوں کے کہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے ثابت نہیں تو اُس کا نہ ماننا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً چھوڑ دینا وغیرہ

خداوند میں داخل ہوں اور خداوند بموجب حکم آیہ و یہرم علیہم الضیاع کے وجہ حرم کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی جو اگر کوئی اُس سے کو غیبت نہ جائے اور اُس کی حلف کا قایل ہو تو حقیقت میں یہ انکار اُس سے ہی خداوند سے ہی نہ انکار حرم خداوند سے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ مقدمہ میں تعریف لفظی کا قایل نہ تو وہ منکر قرآن نہیں ہی کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دعویٰ کیا جاتا ہی ایسے صریح لفظوں سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہو پس جو شخص تعریف کا تو قایل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور چند محققین مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف لفظی کے ہائے ہوں *

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو کہ متعلق اُن اصول عقاید کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجماعاً نہیں اگر تاریخ کوئی نہ مانے اور کچھ اُڑ معنی ہے تو وہ بھی منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ بعضوں نے چاند و سراج سے آیہ ہزارہی میں جو حضرت ابراہیم نے کہا تھا جواہر نورانیۃ ملکہ مراد لی ہی یا الحق سامی یمینک اور فلاح نعلیک سے ماسرے اللہ اور کوئوں مراد ہیں اور محققین نے لکھ دیا ہی نہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی *

پانچواں امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں کو اور اُن زائد باتوں کو جو تفسیروں میں داخل ہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستقیماً کو اگر خواہش ہو تو میرا مقصود تفسیر کا جو تذبذب الاخلاق میں چھپا ہی ملاحظہ کرے *

فرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں میں زید مانگو جزو قرآن نہ سمجھا جاویگا *

پڑھا کہ پڑھائی کا سبب کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ حدیثیں جو میں نے جمع کی تھیں اے آ جب میں نے کئی تو آگ منگا کر انہیں جلا دیا جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں سوجاؤں اور یہ حدیثیں میرے پاس رہ جائیں اور شاید میں نے اعتبار اُن آدمیوں کا روایت میں کیا ہو جو در حقیقت باطل اعتبار نہوں اور وثوق اُن باتوں کا کر لیا ہو جو در اصل صحیح نہوں اور یہ بھی لکھا ہی کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس کے پاس کتاب لکھکر اصلاح کے لیئر لایا آپ نے اُسے لیکر پائی سے دھو ڈالا غرضکہ صحابہ نے یا بوجہ احتیاط کے یا بوجہ اس کے کہ اُن کو چند اُن ضرورت تالیف و تدوین کی تھی اور جو کچھ انہوں نے پہلے واسطہ خود شارع کی زبان سے سنا تھا یا کرتے دیکھا تھا اُسے پیش نظر رکھتے تھے احادیث کے جمع کرنے پر توجہ نہ کی اور بعد اس کے تابعین کے زمانہ میں بھی اُس کی ثبوت نہ آئی اور سنہ ۱۳۳ ہجری تک ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے زبانی روایت پر قناعت کی مگر بعد اُس کے ضرورت تدوین اور تالیف کی ہوئی چنانچہ اُس کی مختصر کیفیت یہ ہے *

دوسرا بیان یہ نسبت تاریخ اور مختصر کیفیت کے کتب احادیث کی تالیف کے

موافق قول غلط بغدادی کے اول تالیف امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریر بصری نے جو سنہ ۱۵۵ ہجری میں مرے کی اور بعض کہتے ہیں کہ اول صوف ابو نصر سعید بن ابی مرزبہ ہیں جو سنہ ۱۵۶ ہجری میں مرے اور یقول ابو محمد درامی کہ ربیع ابن صبیح نے اول تالیف کی اور پھر بعد اس کے سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس نے مدینہ منورہ میں اور عبداللہ بن واہب نے مصر میں اور عمرو اور عبدالرزاق نے یمن میں اور سفیان ثوری اور مسدد بن عبد بن فروان نے کوفہ میں اور حماد بن سلمہ اور روح بن عباد نے بصرہ میں اور عثیم نے واسطہ میں اور عبداللہ بن مبارک نے خراسان میں کتابیں لکھیں اور جو حدیثیں اُن کو ملیں انہیں جمع کیا اور جب تالیف کا عمدہ جاری ہوا تب بہت سے لوگ اس طرف چمکے اور مختلف طور سے مختلف غرضوں کیواسطے کتابیں لکھنے لگے یہاں تک کہ ثوبت مسدد اسماعیل بخاری اور مسام رحمہ اللہ ماجہما کی آئی اور انہوں نے اعلیٰ درجہ کی کوشش جمع کرنے میں حدیث کے کی تامل و حوصلہ والی یوم القیامہ *

پس سنہ ۱۳۳ ہجری سے لیکر اس زمانہ تک ہزار ہا کتابیں حدیث کی تالیف ہوئیں اور مختلف فرقیں اُن تالیفات کا سبب ہوئیں کہ اُن سب کتابوں پر سب احادیث کا اطلاق کیا جاتا ہی ہے

خود آنحضرت صلعم نے فرما ہی رکھا تھا کہ اتم امام ہامور دنیا میں کہ تم لوگ اپنے دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو اُس کو قہار صحابہ دینی مسائل سے جدا سمجھتے تھے پس یہ خیال اس کے کہ اگر یہ سب باتیں لکھی جائیں تو اتنی مسائل کا دنیاوی امور سے اور دینی احکام کا امور مادی سے ہر گاہ صحابہ نے جمع کرنا اور لکھنا حدیثوں کا پسند نہیں کیا دوسرے کل صحابہ ہر وقت اور ہمیشہ صحبت نبوی میں حاضر نہیں رہتے تھے اور وہ باتیں جو حضرت نوماتے اور وہ کام جو آپ کرتے تھے سب اپنے کانوں سے سنتے تھے اپنی آنکھ سے دیکھتے بلکہ جو حاضر صحبت ہوتا وہ سنتا اور دیکھتا اور پھر اُس کی نقل اور روایت سے اُڑوں کو علم ہوتا اور چونکہ نقل اور روایت کی مصدقہ پر درجہ یقین کا نہیں ہو سکتا اس لیئے حدیثیں کے جمع کرنے اور لکھنے سے صحابہ نے احتراز کیا بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ خود آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ سوائے قرآن کے مجھ سے اُڑ کچھ نہ لکھو اور اسی واسطے بعد وفات آن حضرت کے بھی صحابہ تصریح احادیث سے مبالغہ رہے اور اگر بعض صحابہ نے کچھ لکھا تو انہیں خیالوں سے اُسے مٹا دیا اور اپنے لکھے ہوئے کو قبل از وفات جلا دیا چنانچہ کوئی عالم ہمارے یہاں کا اس سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ثبوت کتب اور روایات سے بطوری ہوتا ہی چنانچہ میں چند اقوال بطور نمونہ کے یہاں کرتا ہوں *

ایک مرتبہ زید بن ثابت کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہا کہ آپ کچھ حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیکو سنائیے انہوں نے جواب دیا کہ جب آن حضرت پر وحی نازل ہوتی تو مجھ آپ بلاتے اور میں لکھ لیتا اور باقی پیغمبر خدا کے سامنے جب دنیا کا ذکر ہوتا وہ ہمارے ساتھ اُس کی باتیں کرتے جب آخرت کا ذکر ہوتا وہ اُس کا ذکر کرتے جب کھانے پینے کا ذکر آتا آن حضرت بھی اُس کی باتیں کرتے پس کیا ان سب باتوں کا ذکر میں تم سے کروں اور یہ سب حدیثیں تمہیں سناؤں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہی کہ اذا امرتکم بشی من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشی من دینی فانما ابشر بہ جب میں کوئی حکم متعلق امور دین کے دوں تم اُس کو اور جب کوئی کام دنیا کا بتاؤں اپنی رائے سے تو میں بھی بفر ہوں اور مصدق بخاری نے ریاض النضرۃ میں اور ملا علی قلی نے کنز العمال میں اور حافظ عماد الدین نے مسند صدیق میں ہزار روایت حاکم ابو عبداللہ ڈیخاوردی کے حضرت مایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ لکھا ہی کہ میرے والد یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پانچ سو حدیثیں پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم کی جمع کی تھیں پس ایک شب وہ نہایت بے چین ہوئے اور حد سے زیادہ مغموم ہوئے

دست آریز اُن نوتوں کی ہیں جو جادہ حق سے منحرف ہو گئے اور سنہ کی راہ چھوڑ کر راضی اور معتزلی ہو گئے کہ وہ اپنے عقیدوں کے اثبات اور اہل حق کے الزام دینے کے لئے انہیں کتابوں کی روایت پیش کرتے ہیں اور جو مصنف نہیں ہیں وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں ان سب باتوں پر ایک غرابی آؤر مستزاد ہوئی کہ بعض خطروں نے ہوا مخالفت علم حدیث کا حاصل کر کے احادیث صحاح و حسن کی روایت کوئی شروع کی مگر اُسی درمیان میں اپنے عقاید باطلہ کو اُسی اسناد سے جو اُنہوں نے یاد کر رکھی تھی روایت کر دیا اور اکثر محدثوں نے دھوکہ کھایا جیسا کہ جابر جعفی اور ابو القاسم سعد بن عبد اللہ اشعری قہی ہوا ہی کہ یہ اسیے اُستاد پرکار ہوشیار تھے کہ حقیقت میں تو راضی تھے مگر بعض سے محدثوں کو دھوکہ دیا اور غلط حدیثوں کو بصورت صحیح کے ہٹا کر اُن کو اُس کی صفحہ کا یقین دلادیا یہاں تک کہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے جابر جعفی کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں نقل کر دیا یا احام قاسمی ایک شیخہ کی جستہ بیض و بن دین سنہوں کے اکھاڑنے کی تدبیر کی تھی یہی بن مین سے مصنف نے توثیق کی اور اُس پر اعتماد کیا یہاں تک کہ آخر بعد تحقیق کے یہ حال کھلا اور ان ترمذیوں کا فریب ظاہر ہوا لیکن جو کہ وہ روایتیں اُن کی حدیثوں کی کتابوں میں لکھ گئی ہیں اس لئے اکثر آدمیوں کو دھوکہ ہوتا ہی اور حدیث کا نام سن کر اُن کے اعتقاد میں خلل پڑتا ہی اور واقع میں نہ وہ حدیث ہی نہ قول پیغمبر پاکہ ایک مقتوی جوہرے مکار کا لطیفہ ہی *

ملا وہ اس کے یہہ امو بھی یاد رکھنے کے لائق ہی کہ صدر اول مجتہدین کے زمانہ میں راویوں کے حالات کی بہت زیادہ تحقیقات نہیں ہوئی اور جرح و تعدیل کی توجہ نہیں آئی اس واسطے بہت لوگوں کو حدیثوں میں دھوکہ ہوا اور غلط اقوال کو احادیث صحیح سمجھ لیا یہاں تک کہ اُسی پر بعض نے احکام کی تفریح بھی کی بلکہ موضح حدیثوں کو بھی غلطی سے مان لیا یہاں تک کہ جب اسکا حال کھلا تب راویوں کے حالات تحقیق کرنے اور جرح و تعدیل سے بھٹ کرنے کی ضرورت معلوم ہوئی اور بن رجال میں کالیف شروع ہوئیں چنانچہ اول ابن سعد نے ایک کتاب اسماء الرجال میں لکھی اور طبقات ابن سعد اُسکا نام رکھا اور اسمعیل بظاری اور ابن ابی خنیفہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب جرح و تعدیل میں کچھ کچھ حالات راویوں کے لکھے مگر اُس پر بھی رجال کا حال مشتبہ رہا یہاں تک کہ آخر ابن حبان اور ابن شاین نے ثقات کو اور ابن مدنی اور ابن حبان نے ضغفا کو ملحد ملحد کتابوں میں جمع کیا اور بعد اُس کے بعضوں نے خاص خاص کتابوں کے رجال کی تحقیق میں ملحدہ ملحدہ کتابیں لکھیں جیسا کہ اپر نصر نقادہی اور ابوبکر

کچھ اُن میں لکھا ہی اُس پر حدیث کی نسبت کی جاتی ہی جب تک کہ تحقیق مستقنہ نہ کی جارے تب تک جو قول اُن باتوں میں ہی وہ قول قول رسول اور جو بات اُن میں لکھی ہی وہ منسوب بفارح سمجھی جاتی ہی اور یہی امر غفلات اور غلطی اور دھوکے کا سبب ہی اور ایک عالم کو اسی دھوکے نے گرداب بلا میں ڈال رکھا ہی *

غرض کہ سب سے اول اس امر کو سمجھنا ضرور ہی کہ ہر مصنف اور ہر کتاب مستند نہیں ہی اور ہر قول قول رسول اور ہر حدیث حدیث پیغمبر صراط اللہ علیہ وآلہ نہیں ہی بلکہ محدثوں اور احادیث کی کتابوں کی مختلف ضرورتیں ہیں چنانچہ ملا وہ صحاح کے میں اور کتب احادیث کے درجہات کی کچھ مختصر کیفیت بیان کرتا ہوں *

بعض کتابیں حدیث کی وہ ہیں جنکو مسانید اور جوامع اور مصنفات کہتے ہیں جو کہ بظاری و مسلم کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے لکھی گئیں اور وہ صحیح اور حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب اور ضاد اور منکر اور غلط اور صواب اور ثابت اور مقارب کا مجموعہ ہیں اور جنکے بعد تالیف کی کچھ ضرورت بھی نہیں ہوئی اور جنکی پیچھے کسی نے کچھ خیر نہ لی یعنی نہ کسی نے خرچیں اُنکی لکھیں نہ کسی نے اُنکی تطبیق مذاہب سے کی نہ کسی نے اُن کے رجال کی تحقیقات کی مثلاً مسند ابو مہی اور مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طحاہی اور کتب بیہقی اور معاری اور طبرانی کے کہ اُنہوں نے جو کچھ پایا وہ ہر دیا کہ اُسے چھانٹا نہ صحیح کو غلط سے جدا کیا پس ان کتابوں کے اقوال پر عمل کرنا یا اُنکو ماننا اُسی کا کام ہی جو نہ مصنف ہو اور جو صفحہ اُس کی ثابت کرے جیسا کہ حبیب اللہ الباقیہ میں لکھا ہی قلیبا دھوا للعلم علیہ والقرآن بہ الانتصار والحقابۃ الذین یحفظون اسماء الرجال وعلل الاحادیث ثم ربما یروخذ منها المتأملات والشراد و قد جعل اللہ کل شئی قدرا *

اور ان سے زیادہ نامتعدد وہ کتابیں ہیں جو بہت پیچھے تالیف ہوئیں اور وہ باتیں جو واضطوں کی زبانوں پر توہیں اور وہ خبریں اور قصے جو یہودیوں سے سنکر لوگوں نے یاد کر لیئے تھے اور وہ حکیموں کی باتیں جنہیں لوگوں نے یونانیوں سے سیکھا تھا یا وہ رائیں جو قرآن و حدیث کے نظروں سے استنباط کی گئی تھیں مددا یا سہرا حدیثوں میں داخل کر دی گئیں اور یہ سب صاحب الریح کی طرف منسوب ہو گئیں مثلاً کتب غلیب اور ابی نعیم اور جوزقانی اور ابن مساکر اور ابن نجا اور دیلمی وغیرہ کہ اُنکی صفحہ کا اعلیٰ درجہ یہہ ہی کہ حدیث ضعیف ہو جس میں احتمال صفحہ کا ہو اور اجنی درجہ یہہ ہی کہ موضوع ہو اور نری تمہد ہو اور یہی کتابیں

مسلم ہی اور بلا شبہ اُس وقت سے محدثین اور جامعین کتب تصانیف نے نہایت احتیاط اور سچائی اور راستی اور دیانت سے نظروں کو نظر کیا ہی اور اگر راویوں کی روایت میں اختلاف نظر ہو گا تو اُس کو بھی انٹر اپنی تالیفات میں لکھ دیا ہی لیکن جو زمانہ اس سے پہلے کا ہی اُس کی نسبت اگر کوئی روایت بالفاظ کا دعویٰ کرے تو وہ ثابت نہیں ہو سکتا نہ عقل نہ نقل *

عقل اس وجہ سے کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے آئے سننے والے سنکر یاد رکھتے پس جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے نکلتے اور جس نظم و ترتیب سے یہ تقدیم و تاخیر کلمات آن حضرت تقریر فرماتے اُس کا ایک ذمہ میں سنکر باطنہ یاد کر لینا تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتا اور نہ شاید کوئی شخص کسی بشر کی نسبت ایسا خیال کر سکتا ہی اور پھر جیسے کہ یہ خیال کیا جاوے کہ سننے والے صرف وہی لوگ نہ تھے جو ذہن اور حافظہ اور علم اور سمجھ میں کامل تھے اور جو روایت اور فقہ میں معروف تھے بلکہ ایسے بھی تھے کہ جو روایت اور فقہ میں مشہور نہ تھے اور جنہوں نے بات کے سمجھنے میں بھی خطا کی ہی + پس کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا

+ ماہرین کتب حدیث پر روشن ہی کہ عابقہ اولیٰ کے لوگوں سے بھی ایسی غلطیاں ہوئیں ہوں چنانچہ میں چند حدیثوں کا یہ طور تمثیل کے بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ ایک یہودیہ مرگئی تھی اور لوگ اُس کے رو رہے تھے اُن حضرت نے فرمایا کہ وہ تو قبر میں مبتلے عذاب ہی اور یہ لوگ رو رہے ہیں مگر عبداللہ بن عمر کا یہ قول تھا کہ مردہ کو یہ سبب رونے زندوں کے عذاب ہوتا ہی جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو یہ فرمایا کہ ”یغفر اللہ لابی عبدالرحمن اما انہ لم یکنہ ولکنہ نسی ار اخطا انما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یہودیہ بیکی علیہا فقال انہم ینکون علیہا و انہا لیمضیٰ بیہا“ کہ خدا این عمر کو بخشے وہ جہنم میں نہیں کہتے مگر وہ بھول گئی یا اُن سے چوک ہو گئی اصل حال اس کا یہ ہے ہی پھر انہوں نے اصل حال اُس کا بتا دیا (بخاری و مسلم)

۲ مرسئین طالعہ سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ ”مررت الفصاة سفیحة علی المومنین فقالوا یغفر اللہ لابن عمر انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت الفصاة تصفیفت علی المومنین و سفیحة علی الکافرین“ کہ مرگ مفاجات سفتی ہی اور مومنین کے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا بخشے ابن عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہ فرمایا ہی نہ مرگ مفاجات تصفیفت ہی مومنین پر اور سفتی ہی کافروں پر —

۳ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الامانیہ میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ جس نے مردہ کو غسل دیا اُس پر بھی غسل لازم ہی جب حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا ”و ایچنس صری المسلمین“ کہ کیا کہوں مردے مسلمانوں کے بھی غسل ہو جاتے ہیں —

بن منصورہ اور ابو الفضل بن طاہر نے صحیح بخاری کے رجال کی نسبت اور ابوعلی نے ابو داؤد کے راویوں کی نسبت اور عبدالغنی مقدسی نے صحاح ستہ کی رواف کی نسبت کتاب لکھی جس کا نام کتاب الکمال رکھا پھر اُس کے بعد آؤروں نے اسے پورا کیا یہاں تک کہ آخر تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں ان سب دفتروں کا خلاصہ جمع کیا گیا *

جس طرح فن اسماء الرجال کی تالیف ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئی اسی طرح فن روایت میں بھی اہل اہل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی مگر جب حدیث کی نقل و روایت کی ثروت ہوئی اور صحیح اور غلط کا التباس ہو گیا تب فن روایت کی تالیف کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ سب سے اہل قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمن رامہرمزی نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی بعد اُس کے حاتم ابو عبداللہ نیشاپوری نے اصول حدیث میں ایک کتاب تالیف کی مگر وہ بھی بڑی نہ تھی کہ اُس کے بعد ابو نعیم اصبہانی نے کچھ آؤ مسائل اُس پر بڑھائے بعد اُس کے خلیط ابو بکر بغدادی نے اصول روایت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام کفایہ ہی پھر ایک دوسری کتاب تصدیق کی جس کا نام جامع رکھا آخر کو قاضی میاض نے اسے پورا کرنا چاہا اور ایک کتاب لکھی جس کا نام الماع ہی اور اسی طرح ابو حفص اور حافظ ابو عمرو و عثمان بن صالح نے رسالے لکھے اور بعدہ بہت سے عالموں نے اپنی اپنی تالیفات دکھائی اور بہت سی کتابیں تالیف کیں *

یہ معتصر کیفیت حدیث کے جمع ہونے کی ہی پس کہاں ہی دیدہ بیفا اور گوش شنوا کہ اس تحقیقات کو دیکھے اور اُس سے فائدہ اُٹھارے اپتو اسلام کا مدار اس پر آ رہا ہی کہ چٹائی کی جانماز بفل میں اور مولود کا رسالہ ہاتھ میں ہی اور جو اُن قصوں کہانیوں کو نہ مانے اُس پر تکفیر کا حکم جاری ہی حدیث و بات ہی جو کسی کتاب میں لکھی ہو قول رسول و قول ہی جس کے ہر روز پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق ہو نہ کسی کو تحقیق کی خواہش نہ تنقیح کی آرزو بلکہ کانز ہی وہ جو تحقیق پر مستعد ہو منکر نبی ہی وہ جو اُس کے انزال کو آؤروں کی باتوں سے جدا کرنے پر مترجم ہو کیا خوب ہی یہ اسلام اور کیا اچھا ہی یہ ایمان *

گر مسامانی ہمیں اس کے حافظ دارہ

والے کو در پس امروز بڑہ نردائے

تیسری بحث بد نسبت تنقیح اُس امر کے کہ

روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی

جب سے کہ حدیث کی تدوین اور کتابت کا قاعدہ جاری ہوا تب سے الفاظ کی تصحیح اور اقوال کے ضبط اور روایت کی باطنہ نقل کا ہونا

ٹکے تھے وہی لفظ پارچہ ان واسطوں کے اور یاروصف اس تسلسل کے بچنے پاتی رہے ہاں یہ بات وہی آدمی تسلیم کر سکتا ہی جو کہ تمام راویوں کو اور سب قانون احادیث کو مثل جبریل امین کے نقل اور روایت میں غلطی سے معصوم جانے اور سب کی نسبت امتیاز و کرامات کا معتقد ہووے *

لیکن ہم ایسا امتیاز بھی رکھتے اگر حدیثوں کے الفاظ خود ہمارے اس امتیاز کو غلط اور باطل نہ کہہ دیتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مضمون کی حدیث جو کئی راویوں سے منقول ہی اُس کے الفاظ اور عبارت میں اختلاف ہی تو کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی یہ اگر ہم دیکھتے کہ ہمارے مذہب کے عالموں نے احادیث کی روایت کو بالفاظ مانا ہی تو بھی اجماع کے خوف سے روایت بالفاظ کا اقرار کرتے اور جو بات عقلاً محال ہی اُسے بے سمجھہ ہوجھ مان لیتے مگر ہمارے عالموں میں سے جتنے محققین گذرے ہیں انہوں نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا بلکہ نہایت دانشمندی اور عقل سے اصل حدیث کی تفتیش کر کے یہ قاعدہ قرار دیا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ جائز ہی اور بعضوں نے تو صاف لکھ دیا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ پر کسی طرح یقین نہیں *

کچھ میں اُن سے کہتا تھا وہ سچ ہی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ دونوں باتوں میں کس قدر فرق ہی —

۷ مکتول سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی منہوسی لی جاتی ہی گھر میں ضرورت میں گھوڑے میں حضرت عائشہ نے کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُن حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ”قاتل اللہ الیہود یقولون الشرم فی ثلاثۃ فی الدار و المرأة و الفرس“ کہ خدا یہودیوں کو مارے وہ کہتے ہیں کہ منہوسی تین چیزوں میں لی جاتی ہی گھر اور ضرورت اور گھوڑی میں مگر ابوہریرہ نے اخیر کے لفظ سارے اول کے لفظ نہیں سنے —

۸ شیخ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الاصابہ میں لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ایک مورت نے ایک پانی کو نہ پانی دیا نہ کھانا نہ اُسے چھوڑا کہ وہ مرگئی اس لیے خدا نے اُسے عذاب دوزخ کا دیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک مومن کی ایسی عزت نہیں ہی کہ ایک پانی کے پیچھے اُسے دوزخ میں قالے وہ مورت کا تہہ تھی اور یہ کہہ کہا کہ ابوہریرہ ذرا سمجھکر پیغمبر خدا کی حدیث کی روایت کیا کرو —

۹ اور یہ اُسی کتاب میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر کسی کے پیٹ میں ٹپ اور خون بہہ جارے تو بہتر ہی ہمارے حضرت عائشہ نے سنکر کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بہتر ہی اُس شرم سے جو ہجیر میں کسی کے کہا جارے قطعاً فعلیاً کرنا چاہیئے کہ کس قدر دونوں میں فرق ہی *

۱۰ وہ لاکھوں آدمی جو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہتے تھے سب کے سب ایسے قوی العاضطہ تھے کہ ایک دھمکے جو اُن سے آئے اُسی نظم و ترتیب سے بلطفہ یاد کر لیتے اور کبھی بھول چوک اُن سے نہ ہوتی ایسا دعویٰ سوائے اُن لوگوں کے کہ جن کو عوام اہل الجہت کہتے ہیں کوئی نہیں کر سکتا نہ ہمارے مذہب کے محققین نے کیا ہی اور یہ اگر اس طبقہ کے لوگ اپنی سنی سنائی باتوں کو لکھ لیتے اور کتابوں میں جمع کر دیتے تو بھی الفاظ کی صحت کا طعن ہو سکتا تھا مگر جبکہ اُس طبقہ نے ایسا نہیں کیا اور حدیثوں کو نہیں لکھا اور اگر کسی نے لکھا اور اُس نے اُسے معدوم کر دیا تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہی کہ دوسرے طبقہ نے جس نے پہلے طبقہ سے حدیثوں کو زبانی سنا اُن کے لفظوں کو یاد کر لیا ہو اور اسی طرح سے دوسرے سے تیسرے نے اور تیسرے سے چوتھے نے جو کچھ سنا بلطفہ یاد رکھا اور یہ جب یہ خیال کیا جارے کہ احادیث کی نقل میں یہ سے واسطے ہو گئے اور آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں سے بھی زیادہ راویوں کے واسطے بیچ میں آئے اور کدو سے سو برس تک وہ جمع نہیں کی گئیں تو کیونکر یہ بات مانی جارے کہ جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے

۱۱ میراثی نے لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ ”من لم یوتر فلا یلوة لہ“ کہ بے دوتر کے نماز نہیں ہوتی جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ کس نے ایسا سنا ہی ابھی تو کچھ زمانہ نہیں گزرا کہ ہم بات پیغمبر کی بھول گئے آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ”من جاء بصلاة الشمس يوم القيمة حافظا علی وضوئہا و مرا قبتہا و رکوعہا و سجودہا ولم ينقص منه شيئاً کان لہ عند اللہ مہدا ان لا یذهب الخ“ اب دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر فرق سمجھو میں ابوہریرہ کے ہوا اور کیا کا کیا سمجھو —

۱۲ ابوہریرہ بن عبدالرحمن سے عین الاصابہ میں یہ روایت ہی کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ”ان جابر بن عبد اللہ یقول ماہد یا ماہد نقالت لکھما جابر ان رسول اللہ قال اذا جاز العتقان العتقان فقد وجب الغسل“ یعنی جابر کا یہ قول تھا کہ جب پانی ٹکے تب پانی واجب ہوتا ہی یعنی غسل بعد سنی ٹکے کے واجب ہوتا ہی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جابر نے اسمیں خطا کی ہی پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد ادخال کے غسل واجب ہوتا ہی دیکھنا چاہیئے کہ اصل بات کے سمجھنے میں کس قدر فرق ہو —

۱۳ بظاہر میں حضرت ابن عمر سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی فتح ہونے کے بعد کافران مقتول کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ”ہل وجدتم ما وعدکم حقاً قال انہم الان یسمعون ما قول فذکر ذلک لعلائشۃ نقالت انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم لیسامعون ان ما کنتم اقول لہم حق“ کہ تم نے پایا جو کچھ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا اور یہ فرمایا کہ اب وہ میری باتوں کو سنتے ہیں مگر جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو آپ نے کہا کہ انہیں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا تھا کہ اب اُنکو معلوم ہو گیا کہ جو

یقین ہی اور خبر مشہور سے علم اطمینانی حاصل ہوتا ہے نہ یقینی اور خبر احاد عمل کے لیئے کافی ہے نہ یقین کے لیئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اخبار احاد مفید علم ہی نہ واجب العمل اور خبر احاد کی نسبت اگر کوئی کہے کہ بلاشبہ خبر احاد میں احتمال صدق و کذب کا ہے لیکن جب مدالت رادی سے جانب صدق غالب ہوگی پائیں حیثیت کہ احتمال کذب نہرا تو یہی معنی علم کے ہیں اس لیئے خبر احاد بھی مفید یقین ہوگی جواب اُسکا یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ جانب صدق احاد میں ایسا غالب ہے کہ احتمال کذب کا باقی ہی نہیں رہا بلکہ عقل اس پر شاہد ہے کہ خبر ایک آدمی کی کو وہ عادل ہی مفید یقین نہیں اور احتمال کذب اُس پر قائم ہے کہ وہ احتمال ضعیف ہے ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کوئی دو ترقض ہو لازم ہو جائے اُس اخبار میں جو دو عادل راویوں سے منقول ہیں اور باہم متناقض ہیں اور شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جتنی حدیثیں غیر متواتر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں اُن کی نسبت معتقین کا یہ قول ہے کہ وہ صرف مفید ظن ہیں نہ مفید یقین کیونکہ وہ احاد ہیں اور احاد سے صرف علم ظنی ہوتا ہے نہ علم یقینی اور چونکہ یہ قاعدہ بہ نسبت اخبار احاد کے تھوڑا تو کچھ فرق بخاری اور مسلم اور غیر بخاری اور مسلم میں نہیں ہے اور اس بات سے کہ عمل کرنا اُن حدیثوں پر اجماعاً ثابت ہے یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ اس پر بھی اجماع ہے کہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یقینی پیغمبر خدا کا کلام ہے صلی اللہ علیہ وسلم پس قطعاً کسی کتاب میں لکھ رہے ہیں یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ یقینی وہ کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جب تک کہ بتواتر منقول ہوتا اُسکا ثابت نہ ہو کیا خوب کہا ہے قاضی ابوبکر باقلانی نے کتاب الاختصار میں کہ اگر کوئی مسئلہ ایک کتاب میں کیا ہزار کتاب میں بھی پایا جائے اور کسی امام کی طرف منسوب ہو تو اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتا کہ یقینی وہ مسئلہ اُس امام نے فرمایا ہے جب تک کہ بتواتر اُس کا منقول ہوتا اُس امام سے ثابت نہر حالانکہ یہ بہت ہی مشکل ہے قطعاً پس ایسا ہی خیال کرنا چاہئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اقوال کی نسبت کہ جب تک بتواتر اُن کا منقول ہوتا ثابت نہو جائے تب تک اُس پر کامل یقین نہیں ہو سکتا *

فرائض شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ ابن صالح اور چند اہل حدیث نے یہ کہا کہ روایت بخاری اور مسلم کی مفید یقین ہیں حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہے کیونکہ جو شخص اپنے دل میں سوچتا رہے اس بات سے یالبداهت ماہکا کہ قطعاً اُن کا روایت کرنا یقین کے لئے کافی نہیں اور کیونکہ ہوسکتا ہے اُن سے کہ اُن میں بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے کی ترقض ہیں اور اگر اُن سب پر یقین کیا جائے تو متناقض باتوں کا ماننا لازم آوے بہر حال

چنانچہ میں اس مقام پر چند اقوال محدثین اور علماء معتقین کے اپنے کلام کی تائید میں پیش کرتا ہوں *

شرح مشکوٰۃ میں بعد ایک بڑی بصف کے یہ نسبت روایت بالافاظ اور بالمعنی کے لکھتے ہیں کہ والنقل بالمعنی واقع فی الكتب الستہ وغیرہا صحاح ستہ وغیرہ کتاب حدیث میں نقل حدیث بالمعنی واقع ہے *

شرح صحیح مسلم میں امام نووی اسی بصف میں لکھتے ہیں کہ قال جمهور السلف والشافع من الطوائف المذكورة يجوز فی الجمیع اذا جزم باله المعانی وهذا هو الصواب تقتضیه احوال الصحابة ومن بعدہم رضی اللہ عنہم فی روایتہم انفسہا الواحدة بالافاظ مختلفة ثم هذا فی الذی یسمعه فی غیر المصنفات اما المصنفات فلا يجوز تغییرہا وانکان بالمعنی کہ سب اگلے بچھلور نے روایت بالافاظ جایز رکھی ہے احادیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اقوال میں اُوروں کے بشرطیکہ یقین معانی کی صحت پر ضرورے اور یہی صحیح اور درست ہے اور حالات صحابہ اور اُنکے مابعد کے لوگوں سے بھی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک بات کو مختلف نظروں میں اُنہوں نے روایت کیا ہے علامہ اثیر الدین ابی جبار محمد بن یوسف بن حبان اُنڈلسی کتاب تذیل و تکمیل میں جو شرح تسہیل لتراویذ اور تکمیل المقاصد کی ہے لکھا ہے کہ مصنف نے قواعد کلیہ کے اثبات میں استدلال حدیث کے لفظوں سے کیا ہے حالانکہ یہ اُس کی غلطی ہے آج تک مئے ایک کو بھی اگلے پچھلے میں سے ایسا کرتے نہیں دیکھا اور کئی الفاظ حدیث سے ایسا استدلال نہیں کیا کیونکہ اُنکو وثوق اس پر نہیں ہوا کہ یہ الفاظ وہی ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمائے تھے اور اگر ایسا وثوق ہو جاتا تو وہ الفاظ مثل الفاظ قرآن کے قواعد کلیہ کے استخراج میں مانے جاتے اور عدم وثوق کے دو سبب ہیں اول یہ کہ راویوں نے نقل بالمعنی کرنا جایز سمجھا تھا دوسرے یہ کہ سی حدیثوں میں صراحت کلام عرب کے لفظی غلطیاں ہیں کیونکہ اکثر راوی غیر عرب تھے *

چوتھی بحث بے نسبت اُسکے کہ کل احادیث

صحیحہ مفید یقین نہیں یا نہیں

ہمارے معتقین نے لکھا ہے کہ احادیث متواتر مفید یقین ہیں اور احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں جیسا کہ تالیف میں لکھا ہے کہ الاول ای المتواتر یرجح علم الیقین والثانی اے المشہور مفید عام عامانیۃ والثالث وہو خبر الواحد یوجب العمل دون علم الیقین رقیل لایرجح شیئاً منہما اور نیز اخبار احاد کی نسبت لکھا ہے کہ ان خبر الواحد یجہتمل الصدق والکذب وبالعدالة یرجح جانب الصدق بصیغہ لایبقی احتمال الکذب وهو معنی العلم وجوابہ انما تسلم یرجح جانب الصدق الی حیث لا یجہتمل الکذب اصلہ بل العقل شاہد بان خبر الواحد العدل لایرجح الیقین وان احتمال الکذب قائم وان کان مرجوحاً والاقام القطع بالیقین عند اخبار العدلیین یعنی خبر متواتر تو مفید

منجملہ اُن احادیث کے جن کی صمد صحت کا اقرار محدثین اور
 ہارحین نے کیا ہے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں *
 اول صحیح بخاری میں لکھا ہے من مودة ابن ابي اسحق خطب مایقہ
 فقال له ابوبکر انما انا امرک فقال انت اخي فی دین الله فتح الباری
 میں اس حدیث کی غیر صمد لکھا ہے کیا قبل فی صحت هذا الحدیث
 نظر لئلا یسئل لابی بنو اما کان بالمدینة و خطبة مایقہ فانت بمنک
 نکیف یلتزم قوله انما انا امرک اس حدیث کی صحت میں صرف ایک
 تاریخی واقعہ کے مضائقہ دینے کے کلام کیا گیا کیونکہ حنفی ابوبکر صدیق
 مدینہ میں ہوئے اور خطبہ مایقہ صدیقہ مکہ میں قبل اُس کے تو
 قبل از حلت و اکوت ابوبکر صدیق کا کہنا انما انا امرک صحیح نہیں
 ہو سکتا *
 دوسرے صحیح بخاری میں لکھا ہے من ابی هريرة عن النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال یقنی ابراہیم ایہ یقول یارب انک وحدتی
 الاقربونی يوم یبعثون فیقول اللہ انی حرمہ الصلوات علی الکتابیین اس
 حدیث کی مدہ صحت کا بھی اقرار محققین نے کیا ہے کہا قیل وقد
 استعمل الامام ابی ہذا الحدیث من اصلہ و طعن فی صحتہ فقال غلہ
 حدیث فی صحتہ نظر اور اس حدیث کی صحت میں اس لئے نکتہ کیا
 ہے کہ حضرت ابراہیم کی شان سے خلاف ہے کہ جب خدا عز وجل
 نے اُن کو شفاعت سے اپنے باپ کی دنیا میں منع کر دیا تو وہ کیونکر وہو
 قیامت میں خلاف حکم خدا کے شفاعت کریں گے *
 تیسری روایت نماز پڑھنے پیغمبر خدا کے جنازہ پر ابن ابی مسعود
 کے جو بخاری میں ہے محققین نے کلام کیا ہے اور باتلانی نے صائد
 اس حدیث کا انکار کیا ہے *

چوتھے صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے ہے حدیث
 منقول ہے کہ ان اباسقیان قال انبی صلی اللہ علیہ وسلم انک
 ثلاثا معاد ایاعن صلین عندی احد العرب ام جدہ جہ جہ ایزجک ایاہا
 زاد المعاد فی ہدی الخوالیاء میں لکھا ہے کہ هذا الحدیث غلط ظاہر
 لاخراہ ہے کہ اس حدیث کی غلطی ایسی ظاہر ہے کہ ذرا بھی اُسکی
 غلطی پوشیدہ نہیں اور اُس کی غلطی بھی اسی وجہ سے ثابت گئی
 کہ وہ تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ عبداللہ بن
 حبش کی منکوحہ تھیں اور حبیبہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت
 کر گئی تھیں جب وہ وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور ام حبیبہ اپنے دین
 پر قائم رہیں تب پیغمبر خدا نے نبیہا سے اُن سے نکاح کیا
 اور یہ امر قبل از فتح مکہ کے ہوا اور ابوسفیان فتح مکہ کے ہی
 ایسا لایا اور پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اسی واسطے اس حدیث کی
 غلطی ثابت ہوئی و قال ابی محمد بن حزم و ہر موضوع بلفظ خبیہ
 منکرۃ بن صابر و قال ابی النضر فی هذا الحدیث و ہر من بعض
 الرواۃ لا حک فیہ و لا قوہ *

پہلیات اگر صحتی جارے کہ اُن کے راوی جامع شرایط تھے تو اس سے صرف
 زیادہ ہو سکتا ہے لیکن یہ بات کہ اُن کی روایت پیغمبر خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے یقینی ثابت ہے اس پر ہرگز اجماع نہیں ہے اور کیونکہ
 اُس کا اجماع ہو حالانکہ اس پر بھی اجماع نہیں ہے کہ جو کچھ اُن
 ہرگز کتابوں میں ہے وہ سب صحیح ہے کیونکہ بعض راوی اُنکے قدری تھے
 بعض اہل بدعت تھے اور اہل بدعت کی روایت کا قبول کرنا مختلف نوع
 ہے تو اجماع کا دعوی اُن کی ضرورت کی صحت پر نہیں ہوتی بلکہ دعا
 غایت مافی الیاب ہے کہ حدیثیں بخاری و مسلم کی اُن کی شرط پر
 صحیح ہوں اور اس سے سوائے دوسرے کے یقین کا فائدہ نہیں ہوتا *
 پانچویں بحث بک نسبت اُس کے کہ کتب
 صحاح کی احادیث کی صحت پر توثیق
 یقین ثابت ہے یا نہیں

یہ بات صلیحان سے ہے کہ منجملہ کتب احادیث کے صحاح ستہ
 اور صوطے امام مالک اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کے جامعین نے
 ثبوت احتیاط اور کمال صحت سے احادیث کی تصحیح کی ہے پھر
 اُن میں سے صحیحین یعنی صحیح بخاری و مسلم اعلیٰ درجہ پر ہیں
 اور اُن کی تحقیق بہت بڑی ہوئی ہے مگر یہ کہنا کہ تل احادیث
 اُن کی ایسی صحیح ہیں کہ جن کی صحت پر موتیہ یقین کا ہو
 صحیح نہیں ہے چند وجہ سے اول جو احادیث متواتر نہیں ہیں
 اُن کی صحت کا ہر تہ یقین ہوتا ایسا امر ہے جس کا کسی محقق
 نے دعوی نہیں کیا ثانی ان کتابوں میں بعض حدیثیں ایسی بھی
 ہیں جن کی صمد صحت باہدایت ظاہر ہے اور جسے ہارحین اور
 محققین نے صاف صاف لکھ دیا ہے اور پھر بعض راوی آتے بھی ہیں
 کہ جنگی جرح آؤ محدثین نے کہا ہے تو کیونکہ یہ دعوی کیا جارے
 کہ مثل آیات قرآن کے ہر حدیث قطعی اور یقینی ہے چنانچہ میں
 بطور تمثیل کے چند اقوال اور چند احادیث کو نقل کرتا ہوں *

شرح اصول ہزدری میں لکھا ہے کہ ابو عمرو دمشقی نے لکھا
 ہے کہ بخاری نے ایسی جماعت سے استناد کیا ہے جس کی نسبت آؤ
 متقدمین نے جرح نہ ہی مثل مکہ اور اسماعیل اور مامہ اور عمرو
 بن موزوق و غیرہ کے اور مسلم نے بھی سید بن سید وغیرہ سے
 استناد کیا ہے جس پر آؤروں نے طعن کیا ہے *
 جامع الأصول میں لکھا ہے کہ حدیثیں جو ہمارے اماموں نے
 روایت کی ہیں بعض اُن میں سے صحیح ہیں بعض مستحکم اور اس کا
 سبب اختلاف وجہ و تعدیل رواۃ ہے *
 ہاؤ قطنی نے کہا ہے کہ ہر دو حدیثیں صحیح ہیں کی تحقیق
 ہیں جن میں اسی مضمون سے بخاری اور تیس مضمون سے مسلم
 اور سر مشترک دونوں میں ہیں *

کوئی لکھیں جب اُس کی مخالفت کسی اصل صحیح سے منع ہوگی
اصول کے ثابت ہوگی تب ہم اُس کو صرف اسوجہ سے کہ یہ حدیث
صالحہ سنہ میں لکھی ہی واجب القبول نہ جانینگے کیونکہ کسی
محقق نے ایسا نہیں کیا نہ کوئی ایسا کر سکتا ہی اور جو ایسا ہو
کرے وہ کبھی اپنے دعوے پر قائم نہیں رہ سکتا اور آخر کار اُسے بھی
اُسی راہ پر آنا ہوگا جس پر ہم چلتے ہیں پس بڑا فرق ہی درمیان
اسکے کہ احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں اور درمیان اسکے کہ وہ غلط
ہیں اور درمیان اس کے کہ وہ واجب العمل نہیں ہیں باوجود تعارض
اور تضاد کے اور درمیان اس کے کہ جائز العمل ہیں جب تک انکا
تعارض ثابت نہ ہو اور درمیان اس کے کہ محدثین معصوم اور محفوظ
نہ تھے اور اُن سے غلطی ہونا ممکن تھی اور باوجود احتیاط کے اُن سے
بڑا بڑا بشری غلطی ہوئی اور درمیان اس کے کہ وہ جھوٹے تھے اور
چھوٹے یا انہوں نے جمع کیں پس جو کوئی دروس ہی بات کو
ہماری طرف منسوب کرے اسکا التزام اُس پر ہی نہ ہو پر — دوا انا
بزی صا یقولون *

واللہ اعلم
مہدی علی قلی ککثر مرزا پور
۱- ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نمبر ۸۱ استفتا

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کہ اگر زید معتقد یا قائل اُن امور
کا ہو جو کہ نیچے بیان کیئے جاتے ہیں اور پھر مورد اُسے امام اور
پیشوا اور مقتدا دین سمجھے تو مورد کی نسبت فرما کیا حکم ہی ؟
۱ اولاً اللہ جل شانہ جہاں در حیز اور صورت اور جسم اور
مکان سے منزہ نہیں ہی *

۲ قرآن مجید نہ جامع ہی نہ مانع یعنی جس قدر نازل ہوا
تھا وہ سب محفوظ نہیں رہا اور جو قرآن نہیں تھا وہ قرآن میں
داخل ہو گیا *

۳ قرآن موجودہ غامض اور کاتبی ہولوں سے پورا ہوا ہی *
۴ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی ایسی حالت ہوگئی
تھی کہ کھٹا کچھ چاہتے اور زبان مبارک سے اُڑ کچھ نکل جاتا
اور یہ سب مسطور ہونے کے خود نہ جانتے کہ میں کیا کہتا ہوں *
۵ اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کی تعریف قرآن
پڑھنے کی حالت میں مشرکین کے سامنے کی *

۶ خدا کو بعض آیتوں میں بندوں پر توارد ہوا یعنی جو کچھ
پہلے کسی بندے کی زبان سے نکلے اُسی کو پھر خدا نے بزمہ جبرئیل
اصیل کے نازل کیا *

۷ باوجود نہ کیئے جائے نام خدا کے وقت ذبح کے اور عنداً ترک
کونے تسبیح کے ذبیحہ حال ہی *

۸ سوا عربی زبان کے ترجمہ قرآن کا نماز میں پڑھنا جائز ہی *
۹ صحیح بخاری میں بھی موضوع حدیثیں ہیں *

۱۰ صحابہ کے اقوال واجب العمل نہیں ہوں وہ بھی آدمی تھے
اور ہم بھی آدمی ہیں *
المستفتی
مہدی علی

پانچویں ملامی قاری کتاب رجال میں لکھتے ہیں کہ روایت
مسلم کی جائز ہے قصہ حجة الوداع میں ایسی مشقت ہی کہ اُنہیں
ایک شرور چھوٹی ہی کیونکہ ایک میں لکھا ہی کہ آنحضرت نے عواف
کرے نماز ظہر کی مکہ میں پڑھی دروس میں لکھا ہی کہ نماز ظہر
کی مٹی میں ادا کی دلہذا قال ابن حزم فی ہاتین الروایتین احد ہما
کذب ہے شک *

اور اسی طرح حدیث اسراء قبل الوحي اور حدیث خلق توبت
یوم السبت اور حدیث اول ما نزل من القرآن اور حدیث صلوۃ الکسوف
یشک وکعات کی غلطی اور ضعف کا محققین نے اظہار کیا ہی اور
اسی طرح حدیث نذک کی موضوعیت کا جو صحیح بخاری میں ہی
صاف اقرار محققین نے کیا ہی پس باوجود اس کے جو حدیث کی
صحت کو قطعی اور یقینی سمجھنا خلاف تحقیق محققین سابق کے ہی *
اگر مستفتی کو اس تقریر پر یہہہ شیعہ ہو کہ میرے نزدیک کوئی
حدیث صحیح نہیں ہی اور نہ کسی پر عمل کرنا جائز ہے اور بخاری
اور مسلم پر بھی اعتبار صحت کا نہیں تو یہہہ اُس کی سمجھ ہی
غلطی ہی کیونکہ میرے اپنے اس جواب میں صرف اصولی مسائل کو
بیان کیا اور محققین کے اقوال کو نقل کیا اور چونکہ ہمارے ابناء جنس
اصل بات کو تو دیکھتے نہیں اور مطلب پر غور نہیں فرماتے سوسری
مادر سے عامیات اعتراض کرتے لگتے ہیں اس لئے حقیقت میں مطلب
اُڑ کا اُڑ ہوجاتا ہی میرا عقیدہ یہہہ ہی کہ جن محدثین نے صحاح سنہ
کو جمع کیا وہ بڑے محقق اور متورع اور امام اور دین کے پیشوا
تھے اُن کی نیت نیک تھی اُن کی صداقت اور سچائی اعلیٰ درجہ پر
تھی اور اُنہوں نے احادیث کو جہاں تک ممکن تھا نہایت احتیاط سے
جمع کیا اور راویوں کے الفاظ اور کلمات کو یہہہ محقق سے یاد کیا اور
اپنے نزدیک اُنہوں نے کوئی دقیقہ تصحیح کا باقی نہیں رکھا اور ان
کتابوں میں حدیث کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درجہ بڑھا
ہوا ہی اور اُن کی احتیاط اور تحقیق بہت زیادہ ہی مگر جو کچھ
ان محدثین نے لکھا اور جمع کیا اُس کی دو قسمیں ہیں ایک تو
یہہ کہ اُس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ جس پر مقلد احتمال غلطی
کا ہو ہی نہ سکے اُسے متراک کہتے ہیں اور اُس کی صحت پر کامل
یقین ہی دروس احاد ہیں جو اُس درجہ پر نہیں پہنچیں اسلئے
ایسا یقین صحت کا اُس پر نہیں ہی کہ اُس میں غلطی کا احتمال
نہو مگر اُس پر عمل کرنا جائز ہی جب تک کہ اُس کا تعارض اور
مطابق اُن اصول صحیحہ عقیدہ سے ثابت نہ ہو جو واسطے تصحیح
احادیث کے قرار دیئے گئے ہیں اور پھر ان اخبار احاد کی نقل میں
محدثین نے نہایت احتیاط کی مگر پھر بھی وہ غلطی اور غما سے نہیں
بچے اور بعض بعض احادیث کی راویوں میں اُن کو دھوکہ ہو گیا پس
ہمارا اعتقاد یہہہ ہی کہ ہم اُن حدیثوں کو جو صحاح میں خصوصاً
بخاری اور مسلم میں مذکور ہیں صحیح جانینگے اور اُس پر عمل

بمقام عیادت — مطبع علیکذا استیثیروت میں چھپا اور حافظ

محمّد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۸]

۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترمیم کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹنوس بھیجا جارے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار افسار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور اُتہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹاے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواتین بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ مع اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۸۲

خط

نوشتہ سید احمد

بغام

مولوی سید مہدی علی صاحب

مہدی مہدی - مہینے آپ کا مضمون جس کا عنوان سوال و جواب ہی دیکھا اور اسی طرح بے قصد دل سے اُٹھنے والے حوق سے وجد کیا جس طرح کہ آدم نے اجماعاً جانب کار خدا کی بات پر وجد کیا تھا زندہ باہمی و جانمن باہمی آمین - مگر میں ایک بات پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ نے تاویل الفاظ قرآن مجید کی اُن کے مدلول ظاہری سے یا اُن مدلولات سے جو لوگوں نے اپنے خیال میں اُن الفاظ کا مدلول ٹھہرا رکھا ہے مگر اُس کی تصریح قرآن مجید میں نہیں ہے پانچ حالتوں میں جائز رکھی ہے یا لاپاس بہ تصور کیا ہے یا اُس تاویل کو انکار جزو قرآن قرار نہیں دیا اور یہ بالکل حق اور سچ ہے آنا و صدقنا چنانچہ ایک مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ "اگر الفاظ اور قلمات کے لفظی معنی مراد لینے سے مطابقت قرآن کی کسی امر موجودہ و اتمیہ سے ہوتی ہو تو ظاہری معنی مراد نہ لینے چاہیئے" اور دوسرے مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ "اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہے وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے ابراہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تو اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا متعسلاً وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے جائز ہے یا انکار جزو قرآن سے نہیں ہے" جزاک اللہ فی الادب خیرا *

اب خیال کرو کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اُس کی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی یہودیوں نے اور مشرکین عرب نے اُس کی ایک صورت و حقیقت اپنے فہم میں سمجھ رکھی تھی اور بعض قوموں نے ظلم و نور کو اور بعضوں نے اہرمس و یزدان کو شیطان اور خدا سمجھ رکھا تھا اور علیٰ ہذا التقایس ہر ایک قوم نے اپنے اپنے خیالات کے موافق شیطان کی ایک حقیقت سمجھ رکھی تھی یا قرار دی تھی قرآن مجید میں یہ نام تو آیا مگر اُس کی حقیقت یا ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی *

البتہ ہم اُس کی کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہیں بڑی صفت اُس کی جو بہانہ ذاتیات کے ہی اور جس سے

گویا اُس کی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغربی آدم ہی نہیں تھا بلکہ وہ کا قیامت مغربی انسان علیٰ المعصیۃ ہی کہا قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال نیرتک لافریتم اجمعین اور یہ کہ وہ ہمارے بدن میں ہمارے خون کے ساتھ پھرتا ہے کماری من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان یجری من الانسان مجری الدم اور یہ کہ وہ ہم میں اور ہماری نماز میں عواذ نماز کا وجود موجود فی الطرح سمجھو یا نہ سمجھو حاکم ہوجاتا ہے کماری منہ صلب الشیطان حال بینتی و بین صلاتی پس یہی اوصاف حمیدۃ اُن بزرگ ذات کے ہیں جو ہم کو شرع نے بتائے ہیں *

اب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ مثلاً اہل جنس کے لفظ شیطان پر ایک وجود مستقل موجود فی الطرح مراد لیں کیونکہ حتی المقدور ہر اسم سے اُس کے معنی کا مرجعہ وجود مستقل موجود فی الطرح سمجھنا چاہیئے لیکن اس سمجھنے کے لیئے ضرور ہے کہ در حقیقت اُسکا ایسا وجود ہونے کے لیئے اُس کے ایسے وجود کا ثبوت قطعی اور واقعی بھی چاہیئے کیونکہ صرف نام سے وجود خارجی تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا وجود خارجی ثابت نہ ہو سکیگا تو لا معالہ وجود خیالی یا عقلی یا تشبیہی قرار دینا پڑیگا جیسا کہ آپ نے اصول معتقہ پنجگانہ میں قرار دیا ہے *

اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے پیغمبر نے بتلائی ہیں ہم اپنے میں اثر تو پاتے ہیں مگر کسی وجود خارجی کو نہیں پاتے دن رات ہم کو شیطان بھاتا ہے اور گناہوں میں پھنساتا ہے مگر کوئی وجود خارجی محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہم بالیقین پاتے ہیں کہ خود ہم ہی میں ایک قوت ہے جو ہم کو سیدھے رستے سے پھیرتی ہے ہم کو بے انتہا ترغیبات سے بھکاتی ہے شیطان سمجھ کر اُس کی قازمی پکڑ لیتے ہیں اور زر سے زرے ملانچہ مارتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنی ہی سفید قازمی اپنے ہاتھ میں اور اپنا ہی گال لعل دیکھتے ہیں *

پس اگر ہم شیطان کے لفظ سے وجود خارجی مراد لیں تو نہ تو مراد لے سکتے ہیں اس لیئے کہ اُس کے وجود خارجی کا ثبوت واجب ہے حالانکہ کچھ ثبوت نہیں اور نیز امر موجودہ و اتمیہ کے برخلاف ہے کیونکہ اُس کی صفات منصوبہ کا اثر ہم کسی دوسرے وجود سے نہیں پاتے بلکہ خود اپنے آپ میں پاتے ہیں اور نیز کتاب و سنت سے اُس کے وجود خارجی کا ثبوت نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف ابراہام و ظنون سے لوگوں نے اُس کا وجود خارجی ٹھہرایا ہے اس لیئے واجب ہے کہ منجانب اقسام وجود کے سوائے وجود خارجی کے اور کسی قسم کا وجود شیطان کا سمجھا جائے - شدہ و السلام *

آپ پر ندا
سید احمد

نمبر ۸۳

دوستان

اجلاس صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم

مسلمانان ہندوستان واقع ۱۲ مئی سنہ

۱۸۷۲ ع

ممبران موجودہ

- مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *
 سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد *
 مرزا محمد رحیم اللہ بیگ صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *
 منشی محمد سیفان صاحب سررشتہ دار کلکٹری بنارس *
 حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت بنارس *
 مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد *
 مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت بنارس *
 منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار *
 مولوی علیم اللہ صاحب ڈگری رئیس عدالت دیوانی بنارس *
 شیخ عبداللہ صاحب مہرر عدالت دیوانی بنارس *
 شیخ فرحت علی صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *
 خواجہ عبداللہ صاحب وکیل عدالت بنارس *
 سید غلام نجف صاحب وکیل عدالت بنارس *
 حافظ صبیحی کریم صاحب مہرر اول محکمہ صفائی شہر بنارس *
 سید عبدالعزیز صاحب *
 مولوی سید عبداللہ صاحب اتالیق مہاراجہ درہنگا *
 مولوی امین الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *
 سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سب آرڈینٹ جج بنارس *
 قاضی محمد باقر صاحب سب انسپیکٹر پولیس *
 منشی ممتاز علی صاحب مہرر نوجہاری بنارس *
 حافظ منایہ الرحمن صاحب طالب العلم کونینز کالج بنارس *
 شیخ امجد علی صاحب ڈگری رئیس محکمہ سب آرڈینٹ جج بنارس *
 مولوی قطب الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *
 شاہزادہ مرزا زوراور بخش بہادر *
 شاہزادہ محمد مرزا کرامت شاہ صاحب بہادر *
 سید سعادت علی صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *
 مولوی محمد محمود اشرف صاحب رئیس بنارس *
 شاہزادہ مرزا شمس الدین بخش بہادر *

- سید مظہر علی صاحب رئیس بنارس *
 مولوی محمد عارف صاحب ٹائپر کلکٹری بنارس *
 سید فدا حسین صاحب انسپیکٹر پولیس تھانہ مرزا سراج *
 شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
 منشی افضل الدین صاحب پیشکار *
 منشی رمایت حسین صاحب محافظ دفتر عدالت دیوانی بنارس *
 محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد *
 مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس نے صدر انجمن *
 کی کرسی پر اجلاس کیا *
 سید احمد خاں سکرتری نے رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی اجلاس کے
 روزبر پیش کر کے تمام کارروائی سلیکٹ کمیٹی کی مستقر طور پر بیان
 کی اور تیسوا حصہ رپورٹ کا جس میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا
 طریقہ ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کیا ہے پڑھ کر سنایا اور یہ
 خواہش کی کہ ممبران موجودہ اس طریقہ تعلیم پر غور فرمادیں اور
 اگر پسند ہو تو اُسکی پسندیدگی ظاہر کی جائے تاکہ اُسی پلام پر
 آئندہ عمل درآمد ہو *
 سید ظہور حسین صاحب نے اورگ سلیکٹ کمیٹی کی تمام کارروائی
 کی پسندیدگی ظاہر کی اور نسبت طریقہ مجوزہ تعلیم کے بیان کیا کہ
 نہایت لائق اور قابل شہصوں کی بہت سی غور و مباحثہ کے بعد یہ
 طریقہ تعلیم تجویز ہوا ہے اور ہر حقیقت نہایت عمدہ اور مفید ہے
 اسلئے میں اسی طریقہ تعلیم کی منظوری کی تھریک کرتا ہوں *
 منشی محمد ممتاز علی صاحب نے مذکورہ بالا تھریک کی تائید
 کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *
 سید احمد خاں سکرتری نے بعد منظور ہوجانے رپورٹ کے کہا کہ اب
 تک جو کچھ تدبیریں کمیٹی نے کی ہیں وہ سب بخوبی انجام کو
 پہنچیں یعنی اسباب اور مواقع اہل اسلام کی تعلیم و تربیت کے اور
 اُن کے علاج جو کمیٹی نے معلوم کئے چاہے تھے اُن کی اچھی طرح
 تحقیقات ہو گئی اور اس زمانہ میں جس طرز پر کہ مسلمانوں کی
 تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے اُس کا نہایت عمدہ اور مناسب طریقہ
 ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کر دیا جو ابھی اس اجلاس سے منظور
 ہوا مگر اُس کے عمل درآمد کے لیئے بہت سا روپیہ درکار ہوگا اسلئے
 اب ہم کو ضرور ہے کہ روپیہ بہم پہنچانے کی تدبیریں کریں اس میں
 کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ تعلیم کے اجرا کے لیئے لاکھوں روپیہ درکار
 ہونگے لاکھوں روپیہ کا نام سننے سے البتہ ایک حیرت سی ہوتی ہے مگر
 میں خیال کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے مسلمان نہیں بلکہ صرف
 ممالک مغربی و شمالی کے مسلمان بھی اگر انسانیت حاصل کرنے کو جو

- ۵ مولوی محمد حیدر حسین صاحب رئیس اعظم جوئیہ پور وکیل
ہائی کورٹ الہ آباد *
- ۶ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا مالک پور وکیل
ہائی کورٹ الہ آباد *
- ۷ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس دہلی وکیل ہائی
کورٹ الہ آباد *
- ۸ سید ظہور حسین صاحب رئیس مراد آباد وکیل ہائی کورٹ
الہ آباد *
- ۹ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار پھیم پور
ضلع علیگڑہ *
- ۱۰ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ اسٹنٹ سکریٹری
سین ٹیفک سوسائٹی علیگڑہ *
- ۱۱ خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ وکیل عدالت
دیوانی علیگڑہ *
- ۱۲ مولوی سید صہبی علی صاحب رئیس اٹارہ قہنی کلکٹر ضلع
ہوڑاپور *
- ۱۳ مولوی سید زین العابدین صاحب رئیس مچھلی شہر صدر امین
پلندھو *
- ۱۴ مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس وکیل عدالت
دیوانی بنارس *
- ۱۵ مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *
- ۱۶ شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
- ۱۷ حافظ احمد حسین صاحب رئیس بدایوں سفیر نواب صاحب
سابق والی ٹونک *
- ۱۸ شیخ خیر الدین احمد خاں صاحب رئیس رمضان پور قہنی
کلکٹر بریلی *
- ۱۹ خواجہ فضل احمد خاں صاحب رئیس دہلی ڈپٹی کلکٹر
شاہجہا پور *
- ۲۰ سید محمد میر بادشاہ صاحب رئیس دہلی منصف کانپور *
- ۲۱ منشی محمد صدیق صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر ٹھو *
- ۲۲ منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد *
- ۲۳ سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی رئیس دہلی
سب آرڈینٹ جج بنارس *
- ۲۴ سید محمد احمد خاں صاحب بہادر رئیس دہلی انسٹرا
اسٹنٹ کمشنر ہودرٹی *
- ۲۵ سید محمد حامد خاں صاحب رئیس دہلی *

صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے ایسا ہی ضروری
سمجھیں جیسا کہ زندہ رہنے کے واسطے سامان معیشت کو ضروری
سمجھتے ہیں تو اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے ایک مدرسۃ العلوم کیا
متعدد مدرسۃ العلوم قائم ہو سکتے ہیں اور اگر وہ اوسکو اپنے معمولی
نظروں اور بیفائدہ رسوم ہی کے برابر سمجھیں بلکہ اوس سے بھی کمقدر
کتر تو بھی اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے جس سے یہ مدرسۃ العلوم
مسائلان بظریہ قائم ہو سکے پس میں تھریک کرتا ہوں کہ ایک
کمٹی قائم کیجیجئے جو لوگوں سے چندہ وصول کرتی رہے اور چندہ وصول
کرنے کی تدبیریں کیا کرے اور جس قدر چندہ وصول ہوتا جائے اوسکو
ٹپا پست حفاظت سے رکھے اور اوس سے کچھ آمدنی کی تدبیر کرے تاکہ
جس وقت ایسا سرمایہ جسکی آمدنی مدرسہ کے لیے کافی ہو جمع
ہو جائے تو مدرسہ قائم ہو *

منشی محمد سہیل صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور
بالاتفاق منظور ہوئی *

اس کے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تھریک کی کہ اس
کمٹی کی کارروائی کے لیے قواعد تعریض کیئے جائیں تاکہ اوس قراء
کے بموجب کمٹی قائم ہو *

حافظ مجتبیٰ کریم صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور
بالاتفاق منظور ہوئی *

سید احمد خاں سکریٹری نے مسودہ قواعد کمٹی پیش کیا اور اوسکی
منظوری کی تھریک کی اور یہاں کیا کہ یہ مسودہ چند نہایت لائق
اور قابل مہموزوں کی صلاح اور مشورہ سے مرتب کیا گیا ہے جس میں سے
چند مہموز اس وقت اجلاس میں بھی شریک ہیں پس اور مہموز بھی
اس پر غور فرمائیں اور اگر پسند ہو تو اجلاس سے منظور کیا جائے *

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور
مسودہ پیش شدہ بالاتفاق پسند اور منظور کیا گیا *

مولوی میدا ستر صاحب نے تھریک کی کہ بموجب دفعہ ۳ قراء
کمٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں مہموز کا تقرر بھی اجلاس سے
عمل میں آئے اور تھریک کی کہ صاحبان مندرجہ ذیل اُس کمٹی
کے مہموز مقرر ہوں یعنی *

- ۱ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ *
- ۲ مولوی محمد عثمان خاں صاحب بہادر نایب ریاست رامپور *
- ۳ نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار سنواری *
- ۴ حضرت مولوی سید امداد علی صاحب رئیس بہاگلپور
سب آرڈینٹ جج کیا عرف صاحب ٹنک *

قواعد کارروائی

۱۔ فور اس اسپیکل کمیٹی کے سکریٹری کا کام سید احمد خاں بہادر سے متعلق رہے اور میٹروں کی جو کچھ تجویزیں ہو کرہیں اُنکو پھیلو رپورٹ کے واسطے تصدیق کے اجلاس میں پیش کیا کریں *
میر سجاد علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

میر ظہور حسین صاحب نے تحریک کی کہ میٹروں سلیکٹ کمیٹی کا جنہوں نے کمال کوشش اور جانفشانی سے نہایت عمدہ اور مفید رپورٹ مرتب کی ہے شکر ادا کیا جارے *
منشی ممتاز علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

منشی محمد سبھاں صاحب نے تحریک کی کہ تمام میٹروں کا جو اس کمیٹی میں شریک ہوئے اور چاندہ سے تائید کی شکر ادا کیا جارے *
مولوی محمد عارف صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *
پس اسکے شکر صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پورا ہوئی *

محکمہ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکریٹری کمیٹی

نمبر ۸۲

قواعد کارروائی

مجلس

خازن البقاعہ لٹریچر مدرستہ العلوم للمسلمین

نمبر ۱

سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نام اور مقصد

دفعہ ۱ یہ مجلس ”مجلس خازن البقاعہ لٹریچر مدرستہ العلوم للمسلمین“ یعنی ”مجلس خازن البقاعہ لٹریچر مدرستہ العلوم للمسلمین“ کے نام سے موسوم ہوگی *

دفعہ ۲ مقصد اس مجلس کا یہ ہے کہ واسطے قائم کرنے اور قسم کے مدرستہ العلوم کے جسکی تہذیب و تمدن کی ترقی و ترقی

۱۔ سید محمد محمود خاں صاحب رئیس دہلی الکنس ان کے پارٹرٹ ۱ اور طالب علم کریسٹ کالج یونیورسٹی کیمبرج *
حافظ مجتبیٰ کوہم صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مولوی محمد عارف صاحب نے تحریک کی کہ بموجب دفعہ ۱ قواعد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہوں تقرر شدہ اداروں کا اس کمیٹی کے ایسے عمل میں آئے اور تحریک کی کہ ثواب محمد حسن خاں صاحب جاگیر دار سرائی میر مجلس اور سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی اس کمیٹی کے لفٹ الیوی سکریٹری مقرر ہوں *
سید ظہور حسین صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اسکے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تحریک کی کہ یہ کمیٹی عوامیت ترقی تعلیم مسلمانان ہمیشہ کے لیے قائم رہے اور ترقی تعلیم مسلمانان میں جو امور پیش آویں انہیں بھلا اور کوشش کوئی رہے *
خراجہ مبادلہ صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس کے بعد سید احمد خاں نے اسباب کی تحریک کی کہ اس کمیٹی کے حصہ میں ایک اسپیکل کمیٹی مقرر ہو جو اس ادارہ کی کتابوں کا حوالہ درست کرے چلکا تعلیم دینا میٹروں سلیکٹ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تجویز کیا ہے *

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

حافظ فضل الرحمن صاحب نے تحریک کی کہ اس اسپیکل کمیٹی کے لیے صاحبان مندرجہ ذیل میٹر قرار دیئے جائیں *

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *

مولوی سید محمد علی صاحب *

منشی ذکاء اللہ صاحب *

مولوی محمد احسن صاحب مدرس ہویلی کالج *

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب *

مولوی محمد اسماعیل صاحب استفسار سکریٹری سٹی ٹیکس موسیقی

ملیکہ *

مولوی ذہیر احمد صاحب کھٹی کلکٹر *

مولوی محمد مظہر صاحب *

قواعد کارروائی

قواعد کارروائی

عہدہ داران

دفعہ ۹ منجملہ ممبروں کے ایک ممبر جسکو ممبران مروجہہ منتخب کریں گے میر مجلس اور ایک ممبر لیف آنریبل سکرٹری ہوگا وکیل اور جو ممبر کہ میر مجلس مقرر کیا جائے اُسکو ہر اجلاس میں صدر انجمن ہونے کا حق ہوگا اور اُس کی غیر حاضری میں ممبران ہائی موجودہ میں سے جو ممبر پہلا ہو وہ صدر انجمن ہوگا مگر ان عہدہ داروں کا پہلی دفعہ تقرر حسب تصویز ممبران ہائی خواستگار ترقی کورٹ تعلیم مسالائن کے ہوگا جو اُس تصویز کے وقت موجود اور شریک ہوں *

دفعہ ۱۰ ممبران مجلس کو کسی شخص یا اھضاس کو بطور اسٹنٹ سکرٹری مقرر کرنے کا اختیار ہوگا اور در صورتیکہ وہ ممبر نہ ہو تو اُسکے لیئے وظیفہ مناسب بھی مقرر کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۱ عہدہ داران مذکورہ کا تقرر صرف ایک حال کے لیئے حالت ہوگا اور ہر سالانہ اجلاس میں ممبران شریک اجلاس کی تصویز سے تقرر جدید بذریعہ بیلیٹ پس حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۲ قواعد کریگا *

دفعہ ۱۲ ہر عہدہ دار کا تقرر عہدہ داران جدید اور ہر ایک ممبران ہر بارہ شخص جو لیف سکرٹری مقرر ہوا ہی مادام الحیات اپنے عہدہ پر مقرر رہیں گے مگر جبکہ وہ کسی عدالت کے فیصلہ اخیر سے مجرم خیال نہ ہو مجرمانہ یا زنا یا سوتہ یا حلف دروٹی یا جملہ سزا یا فریب یا رشوت ستانی یا بغارت کے مجرم ہو کر سزایاب ہوں تو وہ از خود معذور متصور ہونگے اور تمام اختیارات اور حقوق جو انکو بذریعہ اُس منصب کے حاصل ہونگے سب معدوم ہو جائیں گے *

دفعہ ۱۳ ہر ایک ممبر یا عہدہ دار کو اپنے عہدہ سے مستعف ہونے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۱۴ کوئی ممبر یا عہدہ دار سوائے اسٹنٹ سکرٹری کے جو بموجب دفعہ ۹ کے وظیفہ دار مقرر ہوا ہو اپنے عہدہ کے انجام میں کسی اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا *

دفعہ ۱۵ جو عہدہ دار کہ سال گذشتہ میں مامور رہے ہوں جائز ہوگا کہ سال آئندہ کے لیئے بھی منتخب کیئے جائیں *

کام ممبروں کا

دفعہ ۱۶ ممبروں کا اول کام جمع کرنے سوماہ کا ہی اُن کے اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے چٹکی قرضی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور میسٹریوں سے (جو اصل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی پھلتی اور

مسلمانان یعنی کمیٹی فارمی بیٹرز لیورس اینڈ ایڈوکیٹس مینٹ آف لٹلنگ اسٹک مہمڈن آف انڈیا نے کی ہی اور وہ تجویز رپورٹ سلیکٹ کمیٹی مروجہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرجہ ہی اور اُس میں بالتفصیل مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے مدرسہ الصلحہ کا قیام کرنا تجویز کیا ہی ایسا سوماہ جسکی آمدنی سے وہ مدرسہ قائم ہوسکے جمع کرے *

تقرر ممبران

دفعہ ۳ صرف اھضاس مسلمان ممبر اس مجلس کے ہونگے پہلی دفعہ اُنکا تقرر حسب تصویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسالائن کے ہوگا جو اُس تصویز کے وقت موجود اور شریک ہوں اور آئندہ اُنکا تقرر خود اُسی مجلس کے ممبروں کی تصویز سے ہوگا *

دفعہ ۴ ممبران مجلس کا انتخاب ہمیشہ بیلیٹ پس کے ذریعہ سے کیا جاوے گا اور اگر ہاں اور ناہ کے قریب برابر نکلیں گے تو اُس وقت صدر انجمن کو ہاں یا ناہ کے قریب رائے ترجیح دینے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۵ جو اھضاس کہ اس مجلس کے ممبر مقرر ہونگے وہ لیف ممبر یعنی تمام عمر کے لیئے ممبر متصور ہونگے جب تک کہ وہ خود استعفاء دیدیں یا کسی جرم قابل العزل میں سزا پاب ہوں *

دفعہ ۶ عہدہ ممبری سرورٹی نہرگا بلکہ بھالک وفات یا استعفاء یا معزول ہونے کسی ممبر کے دیگر ممبروں کو اختیار ہوگا کہ بموجب احکام ان قواعد کے جسکو مناسب سمجھیں اُسکے بجائے دوسرا شخص ممبر مقرر کریں *

دفعہ ۷ اس مجلس کے ممبروں کی تعداد کچھ محدود نہرگی بلکہ ممبران مجلس کو اختیار ہوگا جس شخص کو لائق سمجھیں اُسکو ممبروں میں منتخب کریں مگر ممبران مجلس انتخاب کرتے وقت غور اس بات پر خیال کریں گے کہ ایسے اھضاس کو جسے کچھ تاخیر یا کارپوری یا مدد انتظام و کار رہا متعلق مجلس میں متصور نہر اُنکا ممبروں میں منتخب کرنا معض بیفائدہ ہوگا *

دفعہ ۸ جو لوگ ممبر مقرر ہونگے اُنکو مجلس کی طرف سے ایک سند جس میں اُنکے نواہش اور اختیارات مندرج ہونگے مع نقل قواعد مجلس مروجہ وقت کے دی جاوے گی اور اُسکے ذریعہ سے اُنکو تمام اختیارات جو ممبروں کو ہونے چاہئیں حاصل ہونگے *

قواعد کارروائی

قواعد کارروائی

دفعہ ۵۲ جس قدر زر چندہ جمع ہوتا جارہے اس قدر روپیہ کی جائداد منقولہ بالا واسطے مجلس کے وقتاً فوقتاً خریدی جاوے گی اور دستاویز پرامیٹری نوٹ یا بیع نامہ روزانہ یا اراضی میانی کا یا کافہ حصہ ہنگ جو کچھ خریدنا جارہے ہنگ بینک میں رکھے جاویں گے اور تھز اس کو حسب ضابطہ اسکا معاملہ وصول کرنے کی اجازت دی جاوے گی *

دفعہ ۲۳ سوائے خریدنے اس جائداد کے جسکا ذکر آرڈر ہوا آؤر کسی کام میں زر سرمایہ خرچ نہ کیا جاوے گا لیکن اگر سرمایہ دس لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع ہو جاوے تو زر زائد دس لاکھ میں سے صرف تین لاکھ روپیہ تک واسطے ملاری مدرسہ اور اس کے متعلق کے صرف ہو سکیگا *

دفعہ ۲۲ جو سکروٹی یا کرٹی میو یا کوٹی اجلاس پر خلاف دفعہ ۲۲ کے زر سرمایہ صرف کرے گا وہ مجبور خیانت مجرمانہ کا مقصر ہوگا اور ہر شخص اس پر دعویٰ خیانت مجرمانہ کرنے کا حق رکھے گا *

دفعہ ۲۵ میبران مجلس کو واسطے قائم کرنے اغراض مدرسہ العلوم کے جسکے لیئے سرمایہ جمع کیا جاگا ہی صنائع زر سرمایہ کے خرچ کرنے کا اختیار ہوگا اور ان کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ زر صنائع کو بطور اصل سرمایہ کے جمع کر دیں لیکن جب زر صنائع بطور اصل سرمایہ کے جمع ہو جاوے گا تو پھر وہ خرچ نہ ہو سکیگا اور اس سے تمام احکام اور قواعد دفعہ ۲۲ و ۲۱ قواعد خدا کے متعلق ہر جاویں گے *

دفعہ ۲۶ کم سے کم ہر شش ماہی ہر اجلاس میبران مجلس کا ہوگا اور اس شش ماہی میں جس قدر زر چندہ جمع ہوا ہوگا اس کی کیفیت اور جو کارروائی نسبت فراہمی سرمایہ اور خرید جائداد متذکرہ دفعہ ۲۰ و ۲۲ عمل میں آئی ہوگی سب ایک روئداد میں مندرج ہو کر مشہور ہوا کرے گی *

دفعہ ۲۷ ہر ایک میبر کو اختیار ہوگا کہ اجلاس ہونے کی تحریک سکروٹی سے کرے اور اس وقت سے دو ہفتہ کے اندر اجلاس کا منعقد ہونا ضرور ہوگا *

دفعہ ۲۸ کم سے کم تین میبر اور ایک صدراعظم اور ایک سکروٹی کی ہرگز کامل نصاب اجلاس کی مقصود ہوگی اور ان سب کو رائے دینے کا استحقاق ہوگا اور کارروائی مجلس کے لیئے شرکت رائے کا فیصلہ نامتک سمجھا جاوے گا سکروٹی کو تظاہر یا بھرک کسی میبر کے اپنی ذمہ داری و جواہدی پر کسی نہایت ضروری امر متعلقہ

تھری میں بھی ان کو ایسی ہی حد کوئی فرض ہی جیسیہ آؤر قیوم کی) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان قیوموں کے آؤر کسی قوم سے چندہ کی درخواست کوئی میبران مجلس کو جائز نہ ہوگا الا اگر کوئی آؤر قوم اور مذہب کا شخص اپنی خوشی سے بلا درخواست کچھ چندہ دے تو میبران مجلس کو نہایت شکونگاری سے اس کا قبول نہ کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۷ چندہ میں زر نقد و مجلس اور جائداد غیر منقولہ جو کوئی ہے قبول ہو سکیگا لیکن اگر میبران مجلس اس مجلس یا جائداد غیر منقولہ کو واسطے مقاصد تقرر مدرسہ مفید نہ سمجھیں تو ان کو آٹھ پیچہ کو زر نقد کر لینے کا اختیار ہوگا اور اس کا بیع نامہ سکروٹی کی جانب سے حسب قوانین گورنمنٹ تصدیق ہوگا اور مجلس کی جانب سے بطور دستاویز مکمل تصور کیا جاوے گا *

دفعہ ۱۸ اس مجلس کے میبر اپنے ماتحت جہاں جہاں مناسب سمجھیں ماتحت مجاہدین مقرر کر سکتے ہیں مگر ان ماتحت مجاہدین کے میبروں کو بجز اس کے کہ زر چندہ وصول کر کے اس مجلس کے سکروٹی کے پاس بھیج دیں اور کسی قسم کی کارروائی کا اختیار نہ ہوگا *

زر چندہ

دفعہ ۱۹ جس قدر روپیہ کہ ہذیمہ چندہ یا قیمت جائداد یا صنائع سرمایہ وصول ہو وہ سب ہنگ آف بینک میں اس مجلس کے حق میں جمع ہوگا اور صرف واسطے اغراض متذکرہ آئندہ کے سکروٹی مجلس کی وسعت سے طالب ہو سکیگا *

دفعہ ۲۰ جس قدر سرمایہ کہ مذکورہ بالا طریقہ پر جمع ہوگا اس سرمایہ سے گورنمنٹ پرامیٹری نوٹ یا روزنامہ فوامی جٹکا فکریٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ع میں ہی یا ہنگ آف بینک کے حصہ یا اراضی معانی فوامی بھت مجلس خریدی جاوے گی تاکہ اس کی آمدنی سے مدرسہ مطالعہ قائم ہو اور جیتک تک کہ میبران مجلس کی صلاح نہر اور ثروت رائے سے اجازت نہوے اس وقت تک اور کوئی جائداد سوائے جائداد مذکورہ بالا کے خریدی نہ جاوے گی اور میبران مجلس میں سے جو شخص کہیں چلا گیا ہو یا رائے مطالعہ کا جواب وقت میں تک نہ بھیجے تو اس کی رائے انکاری تصور کی جاوے گی مگر مذکورہ بالا جائداد میں سے ایک جائداد کا دوسری جائداد میں تبدیل کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۲۱ چندہ دینے والا متعین کر سکتا ہی کہ مذکورہ بالا جائداد میں سے نال قسم کی جائداد اس کے روپیہ سے خریدی جاوے *

نہو سہمی اور جب توسیع قواعد کی ضرورت معلوم ہو تو پھر
دفعہ ۲۰ قواعد ہذا کے مضمرات سے رائے طلب کرنی اور تہذیب

قرار دینے کی پابندی کی جاوے گی *

دفعہ ۳۵ تمام کافز اور روڈا دیں اور قواعد مجوزہ اور دستخط

اور بل اور ہو قسم کی دستاویزیں جو اس مجلس سے منقطع ہو

لیف سکریٹری کے دستخط سے مستحکم اور مستند مقرر ہونگے اور

لیف سکریٹری کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کوئی خاص وجہ پیش

ہونے پر کسی شخص کو اجازت دے کہ اُسکے لئے دستخط کرے مگر

صرف یہ ہی کہ قبل ایسی اجازت دینے کے لیف سکریٹری کو اجازت

میں اُس وجہ خاص کو پیش کرنا اور جس شخص کو ایسی اجازت

دینا چاہتا ہے اس مجلس سے اُسکی منظوری حاصل کرنا ضرور ہوگا *

دفعہ ۳۶ ایسی حالت میں اگر کسی قسم کا خرچ یا نقصان

پیش آئیگا تو لیف سکریٹری اور وہ شخص جس نے اُسکے واسطے

دستخط کیا ہے دونوں جوابدہ اور ذمہ دار مقرر ہونگے *

دفعہ ۳۷ یہ قواعد کمیٹی خراسگار ترقی تعلیم مسلمانان

اجلاس سے سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں منظور

کئے گئے *

دستخط سید احمد خان بہادر

سی ایس آئی سکریٹری مجلس

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتدائے اجرا سے آج تک بہ

توزیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب

تفصیل ذیل ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور

ہو زر قیمت سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی

پاس بمقام بنارس بھیجکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرے *

تفصیل قیمت پرچہ ہائے

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول

سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال

مذکور بہت سے ماہ ...

قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتدائے مہرم سنہ

۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور

بابت دوازدہ ماہ ...

مجلس کا انجام ہے لینا بخرط منظوری اجلاس جائز ہوگا اور پھر
اجلاس سے یا وہ منسوخ ہوگا یا بحال رہے گا *

دفعہ ۲۶ تمام روڈا دیں اجلاس کی دستخط اصلی صدرالجلس

و سکریٹری کے ہنگ آف ہنگال میں جہاں تمام سرعاید جمع ہوگا بھیج

دیجاوینگی اور وہ روڈا دیں ملحدہ یا بفریہ کسی اخبار کے ہمیشہ

مشہور ہونگی اور ایک یا دوکانی مطبوعہ بھی ہنگ آف ہنگال میں

بھیج دیا کرینگے *

دفعہ ۳۰ تمام روڈا دیں اور حساب مجلس کے انگریزی اور

فارسی میں مرتب ہونگے اور وہ ہشماہی پر ایک کاپی تمام حساب

کی ہنگ آف ہنگال میں واسطے اسانت دینے کے بھیج دی جاوے گی اور

ہنگ آف ہنگال کو اُسکے دیکھنے اور اپنے بیان کے حساب کی

کتابوں سے اُسکے مقابلہ کرنے کا اختیار ملی ہوگا *

دفعہ ۳۱ ہر ہشماہی پر حسابات مجلس کے واسطے اطلاع عام

کے ملحدہ یا کسی اخبار میں مشہور ہوا کرینگے *

مہر مجلس کی

دفعہ ۳۲ یہ مجلس اپنے لئے ایک گول مہر بنائینگے جسکے

سورے پر کوئی کے تاج کا نقش ہوگا اور اُسپر بضم انگریزی یہ لفظ

نہو دے جارینگے ”وٹوریا رجینا“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں

بضم انگریزی یہ الفاظ نہو دے جارینگے ”دی مسلمان اینگلو اورینٹل

کالج فنڈ کمیٹی سنہ ۱۸۷۲ ع“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں جو شکل

حال نمودار ہوگا عربی خط میں یہ الفاظ نہو دے جارینگے ”مجلس

خازن البصافہ لتاحیس مدرسا العلوم للمسلمین سنہ ۱۲۸۹ ہجری“ *

مقام مجلس

دفعہ ۳۳ ہر جمع ہوجانے اسقدر سرمایہ کے جسکی آمدنی

مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہو جائے ممبران مجلس تجویز کرینگے

کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجویز

کرینگے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک

کہ اسقدر سرمایہ جمع نہر اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس

جگہ کہ لیف سکریٹری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق

مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکریٹری کے پاس رہینگے *

دفعہ ۳۴ ہر وقت رائے جملہ ممبران کمیٹی اُن قواعد کی توسیع

جائز ہوگی الا تجویز متفرقہ دفعہ ۲۳ و دفعہ ۲۴ کوئی تغیر و تبدل

مقام علیحدہ سے مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر 9]

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[بلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیب و تحریک کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹاروس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا اُس کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امہار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقبرہ اس پرچہ کے اجراء یہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فلاح و اہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا کر دیئے جائیں گے *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

چند روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خزانہ بطور قیمت وصول ہو رہا ہے کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے ذریعہ ترقی میں صرف کیا جاوے گا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور بندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر تصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ تقاضا ہے چھاپا کر کے خریداروں کو چار روپیہ سالانہ بہت پیشگی دینی ہوگی اور اجرا جاساں روٹنگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے گا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہ پرچہ ہر آٹھ مہینے اجرا جاساں روٹنگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بلا قیمت چیکر دیا جائیگا *

مضمون نمبر ۸۵

تدبیر و امید

یہ عام اور غیر مبطل قاعدہ قدرت کے قانون کا کہ ہر ایک چیز کے ہونے کے لیے اُس سے پہلے اُن چیزوں کا ہونا ضرور ہی جو کہ اُس کے ہونے کے لیے ایک ضروری سبب ہیں ایسا ہی کہ کوئی چیز مادی ہو یا غیر مادی خارجی ہو یا ذہنی اُس سے مستثنیٰ نہیں جتنی چیزیں ہماری آنکھ کے سامنے آتی ہیں انہیں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو اُن چیزوں کے بغیر ہوگئی ہو جو اُس کے ہونے کے لیے قدرتاً مقدم ہوں جتنے خیالات ہمارے ذہن میں گذرتے ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی پہلے وہ باتیں ہمارے ذہن میں نہ آجاتی ہوں جو اُس خیال کے پیدا ہونے سے پہلے عادتاً ضروری ہیں جتنی چیزیں ہیں اُن میں قدرت نے باہم ایسا تسلسل اور ارتباط رکھا ہی کہ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہی پس ہر چیز کے حاصل کرنے کے لیے اُن چیزوں کا پہلے مہیا کرنا جو اُس کے لیے بطور آلات اور معدات اور مقدمات کے ہیں تدبیر ہی اور اُن کے مہیا کرنے پر اُس چیز کے حاصل ہونے کی توقع کرنا اُمید ہی اور بغیر اسباب کے کسی چیز کے پیدا ہونے کا خیال کرنا جنرل و نادانی ہی اور بلا مہیا کرنے اُن اسباب کے اُس شے کے حاصل ہونے کی توقع کرنا حماقت ہی اور جو چیزیں کسی چیز کے ہونے کی اصلی سبب نہیں اُن سے اُس شے کے ہونے کی توقع کرنا تدبیر کی غلطی ہی *

یہ بات جو سمجھنے بیاں کی آئے نادان سے لیکر کامل حکیم تک اور جامع سے لیکر عارف بالغ تک اور ملحد سے لیکر شاعر تک سب نے تسلیم کیا ہی اور سب مانتے چلے آئے ہیں اور ہم سب ہو وقت اور ہر لحظہ ہر چیز میں اس قاعدہ کا ہرگز دیکھتے رھتے ہیں چنانچہ ہم ابے ایک صاف اور روشن مثال میں سمجھاتے ہیں دیکھو ایک دعتان غلہ پیدا کرنے کے لیے کیا کرتا ہی اور اُسے غلہ حاصل کرنے سے پہلے کس کس چیز کا مہیا کرنا ضرور ہوتا ہی پہلے وہ اچھی زمین تلاش کرتا ہی جس میں زراعت کی قابلیت ہو پھر وہ اُن آلات کو جمع کرتا ہی جن کی زمین بنانے کے لیے ضرورت ہی پھر وہ اُن آلات کو کام میں لاتا ہی اور جو خود رو گھانس یا پرانی کھیتی کی بیکار اور نکمی چیزیں اُس میں پڑی رھجاتی ہیں اُن کو صاف کرکے زمین کو اپنی اصلی ہیئت پر لا کر اُسے پماتا ہی پھر وہ سوچتا ہی کہ کس جنس کی اس وقت ضرورت ہی تاکہ اوروں کی حاجت رفع ہو اور مجھے قیمت ملے آخر وہ مختلف جنسوں میں سے ایک یا چند

چیزوں کو اختیار کرکے اُس کا عمدہ بیج ڈھونڈتا ہی اور مختلف درکانوں مختلف بازاروں میں خود پھر پھر کر اُسے تلاش کرتا ہو اور اپنے نزدیک وہ ایسا بیج جو نہ سڑا ہو نہ گلہ نہ ہوسیدہ ہو نہ ناقص سوائی قیمت دیکر لیتا ہی پھر اُسے ایک اندازہ معین سے زمین میں ڈالتا ہی پھر اُسے مٹی میں ملاکر چھپا دیتا ہی پھر اگلنے بعد وقتاً فوقتاً پانی دیتا ہی اور جو خود رو گھانس پیدا ہوتی جا ہی اُسے دور کرتا رھتا ہی پھر سب سے زیادہ اُسے اُس وقت حفاظت کرنی پڑتی ہی جب کہ دانہ پڑتا ہی اور جس کے کھانے کے لیے چیزوں کے جھٹکے کے جھٹکے آتے ہیں پھر جب اُن تدبیروں کے کرنے کے یہاں اُس کی کھیتی ارضی و سماری آفات سے محفوظ رھے اور اُن باتوں سے جو اُس کے اختیار سے خارج ہیں خدا نے اُس کی زراعت کو بچاؤ تب وہ ایک ایک دانہ کے سر سر اور ہزار ہزار حاصل کرتا ہی اور اپنی مہنت اور تدبیر کا ثمرہ پاتا ہی پس ان سب چیزوں کا مہیا کرنا اور اُس تسلسل اور ارتباط اور ترتیب کا لحاظ رکھنا تدبیر ہو اور بعد اس کے پہل پانے کی توقع کرنا سچی اُمید ہی اور ان میں سے کسی چیز کا چھوڑ دینا یا کسی ترتیب و ارتباط میں چوک جانا کسی امر کی تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ کرنا یا وقت پر کسی چیز استعمال میں نہ لانا تدبیر کی غلطی ہی اور کسی چیز کا باوجود سمجھنے کے نہ ملنا یا کسی اتفاقی امر کا پیش آجانا یا کسی ارضی و سماری آفات سے اُس زراعت کا خراب ہوجانا تدبیر کی مخالفت ہی *

اب ہم اس تدبیر و اُمید کو اپنی قوم کے حال سے ملاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی ترقی کی اُمید کرتے ہیں اور جیسے وہ اُس کی تدبیروں کو رھتے ہیں وہ حقیقت میں سچی اُمید اور پوری تدبیر ہی یا نہیں چنانچہ ہماری قوم میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو اپنی ترقی نہ چاہتا ہو یا اپنی دولت و عزت کی اُمید نہ رکھتا ہو مگر ایسے کم ہیں جو اُس کی تدبیر کرتے ہوں اور جو کرتے ہیں اُن میں بھی ایسے کم ہیں جو اُس میں غلطی نہ کرتے ہو اور جس ترتیب و ارتباط کا لحاظ رکھنا اُس کے لیے ضروری ہی اُس کا خیال رکھتے ہوں *

ہاں وہ تدبیر جو کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے کی

ہی ہمارے نزدیک وہ ایسی تدبیر ہی جس نے پورے ہونے پر قوم

ترقی کی سچی اُمید ہی کیونکہ اُس کے بانی نے اول ہی سے قدرتی

سلسلہ کا لحاظ رکھا ہی وہ پہلے اس بات کے درخاست کرتے ہو مگر

ہوا کہ قومی عزت کا اصلی سبب کیا ہی آخر اُس نے ثابت کیا کہ

صرف مام ہی تب وہ اُس کا مستنصر ہوا کہ موانع اُس کے ہمارے

قوم میں کیا ہیں اس سوال کو اُس نے اپنی تمام قوم میں پیش

چندہ میں حاکموں کے خوش کرنے کے لیئے دیدیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس سرمایہ کی بمقابل اُن کے حوصلہ کے کیا حقیقت ہو رہا دینا یا نہ دینا یہ ہمدردی اور مصیبت قومی پر منحصر ہی اُس کی نسبت البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قطعاً بلا شبہ ہماری قوم میں ہی اگر اُس پر خیال کر کے کچھ مایوسی ہو تو عجیب نہیں مگر پھر ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا اور سعی میں کوتاہی نہ کرنا ضرور ہی السعی منی والا تمام من اللہ *

راقہ

مہدی علی مہی عنہ

نمبر ۸۶

خطا

متعلق چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

منشی محمد مشتاق حسین صاحب نے سکریٹری کمیٹی خازن البضاعۃ کے نام ایک خط بھیجتا ہے اُسکو ہم پچھتے چھاپتے ہیں اور جو تدبیر نراہمی چندہ کی اُنہوں نے آسمیں ارقام فرمائی ہی اور خود اُسپر عمل بھی کیا ہی اُسکا شکر کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان مثل منشی مشتاق حسین صاحب کے بدل و جان اس مدرسۃ کے واسطے چندہ فراہم کرنے کے لیئے کوشش کریگا *

نقل خط

سکریٹری کمیٹی خازن البضاعۃ سلامت
بہالپشدمت مولوی سید احمد خاٹا صاحب بہادر سی ایس آئی
تسلیم — میری عزت اور میرا نظر ہوٹا اگر آپ میری ایک تنصراۃ
جسکی تعداد ساٹھ روپیہ ہی میری طرف سے کمیٹی خازن البضاعۃ میں
جمع فرمائیں میں پانچ روپیہ مہینے کے حساب سے کمیٹی میں جمع
کردونگا جسکی پہلی قسط مئی کی تنصراۃ سے شروع ہوگی آج یکم جون
ہی اس لیئے پہلی قسط اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں *

یہ بہت ہی ناچیز رقم ہی جو اپنے بڑے کام میں پیش
کرتا ہوں اور بلاشبہ اگر سب مسلمان ایک ایک مہینے کی آمدنی
دیدیں تو غالباً کروڑوں روپیہ جمع ہوجانے کی نوید بھیجنا جارے لیکن
دنمنا ایسا ہونا فی الجملہ مشکل معلوم ہوتا ہی خصوصاً اس ایسے
کہ جملہ مسلمانوں کو اس کمیٹی کے مقاصد سے مطلع ہوتے ہوتے ایک
مرصہ چاہیئے *

کیا اور مختلف صوبوں کے مختلف لوگوں سے اُس کا جواب لیکر اُن
صرائع کو تحقیق کر کے ایک انجمن مقرر کی اور نہایت بصدق و مباحثہ
کے بعد اُن کے دور کرنے کی تدبیر سرچی آخر سب کے اتفاق سے سوائے
تایم کرنے ایک مدرسۃ العلوم کے دوسری صورت قرار نہ پائی چنانچہ
س نے اُس کی بنیاد ڈالنے کی راہ نکالی اور اُس کے قایم ہونے کے
امان جمع کرنے پر ہمت کی چنانچہ اب تک جو کچھ اُس نے کیا
ایک ٹھیک کیا اور وہ ایک ہرشیار دھقان کی چال پر چلا اُس نے
میں بھی اچھی تلاش کر لی ہی اُس جنس کو بھی تحقیق کر لیا ہی
جس کی ضرورت ہی اور جو اس وقت بازار میں اچھے نرخ پر
پک سکتی ہی اُس کا بیج بھی تلاش کر لیا ہی پس اب اُسقدر سرمایہ
کا جمع ہوجانا چاہیئے جو اُس کی قیمت کے واسطے اور دیگر آلات
کے جمع کرنے کے لیئے کافی ہو *

یہ ہرشیار دھقان صرف اس تدبیر کے بتانے ہی پر کفایت نہیں
کرتا بلکہ سب کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھانے اور ساری محنت کو جو اس
کمیٹی میں ہوگئی اپنے اوپر لینے پر مستعد ہی وہ اپنی قوم سے صرف
پہچہ چاہتا ہی کہ سامان خریدنے کے لائق سرمایہ جمع کریں اور اپنے
گھر میں آرام سے بیٹھ رہیں جب فصل تیار ہو جاوے تب اُس کا
پہل لے لیں *

اب میں اپنی قوم کے دلوں پر نظر کرتا ہوں کہ یہ نسبت اس
تدبیر کے اُن کے دلوں میں کیا خیال گذرتے ہیں جہانک میں واقف
ہوں میرے نزدیک بہت ہی تھوڑے آدمی ہونگے جو اس تدبیر کو
اکمال اور اس تجویز کو مفید نہ سمجھتے ہوں مگر اُس کے انجام کو
ایسا مشکل جانتے ہیں کہ تریب بہ محال سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہی
کہ یہ فقط ایک خیالی عمارت ہی جو ہوا میں تھوڑی کی گئی ہی
کرتی فرماتا ہی کہ یہ محض ایک فرضی تجویز ہی جو دل بھلانے
کے لیئے کی گئی ہی کوئی اسے گورنمنٹی کا انتظام کہتا ہی کوئی
اسے ایک محال اور غیور ممکن بات سمجھتا ہی لیکن یہ سب
پست ہمتی کی نشانیاں اور ہمدردی اور مصیبت قومی نہونے کے نتیجے
ہیں کیونکہ یہ سب باتیں دس لاکھ روپیہ کے جمع ہونے پر خیال
کی جاتی ہیں حالانکہ یہ روپیہ اُس سے زیادہ نہیں ہی جو ایک
بڑے شہر میں ایک برس کے اندر کھیل کھیلے میں اُمرام خرچ کو دیتے
اور لوگوں لڑکیوں کے شادی بیاہ میں پرواد کردیتے ہیں پس اگر ہم
اپنی قوم کے اصراف تربہ تربہ اُن کے اسراف پر نظر کر کے اس سرمایہ
کو زیادہ سمجھتے تو ہم بھی ایک تکلیف مالایطاق اور تدبیر محال
کہتے مگر جب ہم اب بھی اپنے اُمرام کے جود و سقا کی یہ کیفیت
نکھتے ہیں کہ ایک ایک ہاممت ایسے ہیں جو لاکھ لاکھ روپیہ

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

میں پورامیسری نوٹوں کے سود کو مسلمانوں کے واسطے اچھا نہیں سمجھتا زیادہ حد ادب *

کمترین

مشائق حسین عفی منہ

از علیگڑہ یکم جون سنہ ۱۸۷۶ ع

نمبر ۸۷

ہماری قوم اگر چاہے تو کسی درجہ تک

ترقی کر سکتی ہے

آج تک ہمارے ہم وطن شاید اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم سب پر واجب عام اصول پرورش گورنمنٹ کے بھیثیت رعیت ہونے کے معظمت کے تمام اعلیٰ ترین عہدہ ہمارے سول پر منحصر ہو سکتے ہیں ہائی کورٹ کی ججی گورنر جنرل کی کونسل اور نیز دوسری کونسلوں کی مجبوری ادائے اور اعلیٰ عہدہ ہمارے زوجی اور انجینیئر وغیرہ اسی طرح سے پاسکتے ہیں جس طرح کہ ہماری فرماں روا قوم کے لوگ ہمارے ملک میں مامور ہیں اور نیز برٹش پارلیمنٹ میں اس ملک کی طرف سے نیابتاً داخل ہو سکتے ہیں صرف ڈپٹی لکٹرنی اور صدرالصدوری ہی ہماری معراج نہیں — انکم ٹیکس اور دیگر محصولات وغیرہ جن کا ہندوستان میں ایک شرور و غل مچ رہا ہے صرف اس سبب سے کہ وہ ہمارے حالات کے نامناسب ہیں اور ہمارے حاکموں نے ہرجہ عدم واقفیت تمام ہمارے حالات کے جاری کیئے ہیں ہماری ہی عاقبت میں آسکتے ہیں ہم چاہیں جس مقدار سے کم و بیش یا بالکل موقوف کر سکتے ہیں جیسا کہ ہمارے ملک کی حالت مقتضی ہو ہر ایک ایکٹ اور آئین ہمارے واسطے ہمارے ملک میں ہماری تعویضوں سے جاری ہو سکتا ہے نہ کہ ہم بھیڑ اور بکریوں کی طرح حکمران کیئے جانے کو مجبور ہیں — ہم ہر ایک قسم کے فزون اور تجارت کو اپنے ملک میں ترقی دے سکتے ہیں افریقہ کے وحشیوں کی طرح کہ وہ زرافہ کی ہڈیاں اور ہاتھی دانت جنگلوں سے جمع کر کے نہایت ارزان قیمت پر اقوام یورپ کے ہاتھ بھیجتے ہیں اور یہ دانشمند ترمیں اُن بد ہیئت اور متعفن شہریوں سے ہزاروں مددہ عہدہ چیزیں پنا بنا کر بڑے بڑے نائے اُٹھاتی ہیں ہم تمام ہندوستان کی اشیاء تجارت مثلاً روئی اور نیل جڑی چمڑا وغیرہ یورپ کو بھیجتے ہیں اور ہم خود اُس کے فوائد اور قابل الاستعمال کرنے سے بے بہرہ ہیں ہم پر یہی فرض نہیں ہے کہ ہم تمام ہندوستان کی روئی مینسٹر کو بھیجا کریں اور یہاں اُس کا کپڑا بنے اور پھر ہمارے ہی ہاتھوں بیس گنی قیمت کو بیکے بلکہ ہم خود بھی بھیثیت جماعتوں

تاکہ جسقدر مسلمان اُسکے مقاصد سے مطلع ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اُنکو صرف اسقدر امداد پر انتفا نہ کرنا چاہیئے کہ ایک رقم یک مشیت منایں کریں اگرچہ بہت ہی قدر کے قابل ہیں وہ پیش بہا قرینش جو اس کار خیر میں پیش کیئے جاویں — مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی ایسی سبیل نکالیں جس سے اس کمیٹی کی سالانہ آمدنی نہایت استحکام کے ساتھ اور بڑے انفراد کے ساتھ قائم ہو جاوے *

میں اپنے ہاں ایک مریض کے مرض سے صحت پانے کے شکریہ میں جناب پاری میں اس کمیٹی کے واسطے ایک مختصر سی منٹ مانی تھی بجائے مصلیٰ کھانے کے چنانچہ پانچ روپیہ اُس منٹ کی بابت اس کمیٹی کے لیٹ بھیجتا ہوں *

میں نے ایک چنگی اپنے روز مرہ کے ہر ایک قسم کے صرف پر اس کمیٹی کے واسطے اس طرح سے مقرر کی تھی کہ اگر ایک پوٹیا اور نادار سے نادار اور ایسا شخص بھی اُسکو اپنے اوپر لازم کر لے جسکو دو دو وقت میں روٹی ملتی ہو تو بھی کچھ ناگوار نہ ہوگی اس چنگی سے مجھکو مہینے مٹی میں ایک روپیہ دو آنہ وصول ہوئے وہ بھی میں اس صریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں اور آئندہ انشاء اللہ یہ چنگی میں ہمیشہ بھیجتا رہوں گا *

اُور یہی میں بہت سے ارادے دل میں ٹھان لیئے ہیں اگر خدا نے پورے کیئے تو کمیٹی کو اُن کی اطلاع دینگا — میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اولاد کی تقریب اور خصوصاً مکتب کی تقریب میں جو روپیہ ضرور صرف ہوتا ہے اُس صرف کو روکا جاوے اور اُس میں سے ایک بڑا حصہ اس کمیٹی میں دیا جائے کہ جب تک یہ کمیٹی عام مدارس قائم کرنے کے بضروری لائق ہو جاوے تو یہ مدد جو ہر ایک مقام سے وصول ہو اُسی مقام یا اُسکے قریب تو مقاموں میں جیسا موقع ہو مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں صرف کی جاوے *

مکتب کی تقریب کا جو حوالہ میں نے دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون مسلمان ہوگا جو اپنی اولاد کی مکتب کی تقریب اس نیت سے نکراتا ہے کہ آئندہ اُسکی تعلیم کامل اور عہدہ ہو اور پھر وہ اس کمیٹی میں اُس ضرور صرف میں سے ایک بڑا حصہ نہ دے اور گئے گزے درجہ پر فیصدی بیس روپیہ یا پچیس روپیہ سے بھی دریغ کرے *

گیارہ روپیہ دو آنہ میں بھیجتا ہوں جسکا تذکرہ اوپر ہوا اور یہ درخواس کرتا ہوں کہ میرے روپیہ سے جو اس وقت میں بھیجا اور جو آئندہ میں بھیجوں جائداد خریدی جاوے یا مکان بنایا جاوے وہ پورامیسری نوٹوں کی خریداری میں صرف نہ کیا جاوے اس لیئے کہ

ہماری قوم اگر ترقی چاہے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

اور نہ مذہب پس ہم پر لامعاہلہ ایسے خطے کے لکھنے کے مرض جو کہ تہذیب الاخلاق معاہدہ ۲۰ مضمون میں چھپا ہی دلی شکر یہ مولوی سید مہدی علی صاحب کا کرنا اور نہایت عزت اور رقتہ اُنکی اپنے دل میں رکھنا اور دل و جان سے اُن کا شریک اور ہمیں ہونا راجبات سے ہوگا ہم کو اس بات پر خوب یقین کرنا چاہیئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ محض اپنی ٹیک بیٹی سے اپنی قوم کی عزت رکھنے اور حسن معاشرت اور تہذیب کے ترقی دینے اور دین و مذہب کو مدد ملے سے باقی اور پروار رکھنے میں کوشش کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو خرب سمجھے ہیں کہ اگر ہم ابھی سے اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش نہ کریں گے تو آئندہ اُس کی حالت کیا ہوئے والی ہی ترقی یافتہ ملکوں کی تواریخ کے عالم اس بات سے واقف ہیں کہ قریب تین سو برس پیشتر انگلستان میں جب کہ اس قوم کے چند شخصوں نے اپنی قومی ترقیات میں کوشش کی تھیں تو انہیں بھی بڑی بڑی دقتیں پیش آئی تھیں مگر آخر سر وہ کامیاب ہوئے تھے جیسا کہ ہم اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ابھی تک اُن کے نام نامی روشن ہیں اسی طرح ہم کو یقین ہی کہ یہ لوگ ہماری قوم کے ترقی خواہ بہت جلد اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل کریں گے ہماری قوم میں ہمیشہ کے لیئے نام نیک چھوڑنے کے اور عداللہ اور مندار رسول اس کا اجر عظیم ہارنے کے لائق ہمارے اور ایمان اور بڑا کہنے سے تو ما نجبی اللہ والرسول معاً من لسان الوراۃ نکیناننا مجھکو قریب تین سال سے اکثر بلاد عرب افریقہ اور یورپ کے دیکھنے علی الخصوص انگلینڈ اسکاٹ لینڈ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہی میں نے ہر طرح کے کارخانہ ہائے صناعی اور تجارت دیکھے ہیں جاسے ہائے علوم اور فنون اور ہر طرح کے عام اور خاص جلسوں اور تماشہ گاہوں میں شامل ہوا ہوں بہت سے کالج اور اسکول اور انسٹرکٹور اور ٹیمپلر کی یونیورسٹیاں دیکھی ہیں ہر ایک کے اسباب ترقی اور تنزل کو معلوم کیا ہی اور سب کا ما حاصل یہی ہے کہ جو کچھ کیا ہی قوم نے کیا ہی جو کچھ کرتی ہی قوم کرتی ہی اور جو استحکام کہ قوم کے ساختہ اور پرداختہ کو ہر مکتا ہی دوسری چیز کو نہیں ہوتا اور جو مددہ نتائج کے اُسے حاصل ہوتے ہیں ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں جس کارخانہ یا مدرسہ کی ابتدا دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اول فلاں فلاں چند شخصوں نے اس بات پر کوشش کرنا شروع کی تھی اور پھر فلاں فلاں اور اُن کے شریک ہو گئے اور پھر مرام یہاں تک نہ ذراے چشمہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا دریا ہو گیا جس کی نہریں تمام دنیا میں پھیل گئیں ان ملکوں کے حالات اور اسباب زندگی دیکھ دیکھ کر میں اپنی قوم کے حالات پر

میں کرنے کے اگر زیادہ تر نہیں تو اپنے ہندوستان ہی کے مصارف کے پیش اور وہاں کی ہی خراہشوں کے موافق ہندوستان ہی میں ہنساکتے ہیں اور ارزاں ترین قیمت پر خرید سکتے ہیں اور تجارت ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہی قوم کے متمدن اور آسودہ ہونے کا جو کہ آج تک براہ یورپ کے حصہ میں ہی - تاروتی اور ریل کپڑا بنانے اور زراعت - کتوں کا بنانا اور استعمال کرنا بھی معجزہ اور کرامات نہیں - ہم نے اپنے علوم اور فنون قدیم کو بھی بچاے اس کے کہ ترقی کرتے ہو دیا کیا کوئی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ایک لمحہ بھی انکار دیکھا کہ بڑے بڑے عالموں شاعروں حکیموں طبیبوں سے ہمارا ملک خالی ہو گیا اور آئندہ کو نام بھی پاتی نہ وہیگا اگر ہم تدبیر نہ کریں گے گو کہ ہمارے علوم پرانی ہی تحقیقاتوں پر مبنی ہوں مثلاً طب میں تشریح کہ یو علی سینا یا جالینوس نے جو صدہا برس پیشتر ہندروں کا بدن چیر چیر کر لکھی ہو اور زمانہ حال کے ڈاکٹروں کی ٹٹی ٹٹی تحقیقاتوں اور تجربوں سے کچھ بھی نسبت نہ رہتی ہو اور ہم نے ان نئے تجربوں سے کچھ بھی ترقی نہ دی ہو خواہ اس دلیل سے کہ ہمارے متقدمین ہم سے عالم اور عقل میں بدرجہا بہتر تھے یا آنکہ ہم اپنی پاک عربی کی کتابیں کیوں ٹٹی تصنیفات سے مارت کریں بغیر لحاظ اس بات کے کہ یہ پاک کتابیں بھی یونانی سے ہی ترجمہ کی گئی ہیں الغرض ہم سب کچھ کر سکتے ہیں اگر ہم چاہیں مگر ہماری جہالت اور توہمات بیدیا ہماری ترقیات کے ممانع ہیں اگر ہم جاہل نہ ہوتے تو ہم فوراً جان لیئے نہ کون کون ہمارے ایسے استحقاق ہیں جو مثلاً دیگر رعایاے مائیکہ معظمہ کے ہم کو ابھی تک حاصل نہیں ہوئے اور کونسا وہ طریقہ ہی جس سے کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں اور اس حالت میں گورنمنٹ کو بھی ہمارے پورے پورے استحقاق ہم کو دیدیئے میں ذرا بھی تامل نہوگا تارتیکہ وہ لیاقت ہی ہم کو حاصل نہو جس سے کہ ہم اپنے تمام حقوق کو حاصل کرکر اچھی طرح استعمال کر سکتے ہوں بلکہ اُس سے بھی زیادہ ایک وحشیانہ حالت میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو کیونکر اُس گورنمنٹ سے جس کو ہمارے محض ہونے کا یقین ہی ہم ترجیح کر سکتے ہیں بھلا کیونکر کوئی فن اور کسی طرح کی تجارت کو ہم اپنی قوم میں پھیلا سکتے ہیں جب کہ ہماری جہالت اس درجہ تک پہنچ گئی ہو کہ ہم اپنے حالات سے قطع نظر اس شہر ہی کے گلی اور کوٹھڑوں سے خیر ہوں اگر ہم اپنے فکر اور تامل بھی کریں اور بلا تعصب ایک ملک کی حالت پر نظر ڈالیں اور ایک کو دوسرے سے ملاویں اسباب ترقی اور تنزل دریافت کریں اور بغور اس بات کو بھی

چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

جسقدر زر چندہ وصول ہوگا ہی بالغہ بقام بنارس بنگا
میں امانت کیا جاتا ہی اس لیئے مسلمانوں سے درخواست کی جاتی
ہی کہ بقدر اپنی توفیق کے زر چندہ موجودہ فوساویں *

راۃ

سید احمد
لیف انڈری سکریٹری کمیٹی خازن البضائع

پابست نذر امام ضامن علیہ السلام عصر ۱

نذر اللہ از جانب مولوی زین العابدین صاحب عصر ۲

نذر اللہ از جانب سید احمد خاں صاحب عصر ۳

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

پابست منت شفای بیمار عصر ۴

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

بطور چنگی منجملہ اخراجات روز مرہ عصر ۵

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ

الہ آباد العصر ۶

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی جیج

سمال کار کورٹ بنارس العصر ۷

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس العصر ۸

سید تواب علی صاحب ڈپٹی کلکٹر میں پوری

مولوی سید مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر

مرزا پوری العصر ۹

مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین

بلند شہر العصر ۱۰

سید محمد احمد خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ

کمشنر ہردوٹی مار ۱

منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد مار ۲

نجیب اللہ ملازم سید احمد خاں بہادر سی

ایس آئی سب آرڈیننس جیج بنارس صہ ۱

مولوی سید محمد عبداللہ صاحب انالیک

مہاراجہ دربنگما مار ۳

مولوی محمد عارف صاحب ناظرو کلکٹری بنارس صہ ۲

منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار کلکٹری

بنارس صہ ۳

تاسف کیا کرتا تھا اور یہی خیال باندھا کرتا تھا کہ کونسا وہ طریقت
ہی جس سے ہمارا قومی تنزل اور ادبار دنع ہو مگر جیسے
تہذیب الاخلاق کے عمدہ عمدہ مضامین کو میٹھے پڑھا ہی اور تمام حالات
پر نظر ڈالی ہی اور ہر ایک اُس کے پہلو اور جواب کو فور کیا ہی تو
مجھے کسیقدر اس بات کا یقین ہو گیا ہی کہ یہی بسم اللہ ہماری
قوم کی عزت اور نام برقرار رکھنے والی چیز کی در پڑہ یہی ہی حسن
معاشرت اور ترقی دینے والی ایذا مجھے اُمید ہی کہ ہماری قوم کے
تمام سردار اور اہل دل اور نیز عوام اپنے قومی جوش اور اسلامی
حرارت کے ساتھ تہذیب الاخلاق کی ملت غائی میں مدد کوینگے اور
سب سے پہلا مدد کرنے کا کام یہہ ہی نہ ہر ایک مسلمان ملے ندر
مراتب و حال اپنی قومی بھودے کے واسطے ایک بڑا دارالعلوم اور
نہوں اور چند اُس کی شاخیں قائم کرنے میں شریک ہو اگر یہہ
دارالعلم قائم ہو گیا تو خوب یقین جان لینا چاہیئے کہ ہمارے تمام
مردہ مارم زندہ ہو جاوینگے ہماری قوم کا ادبار جاتا رہیگا ہماری
قوم کے حسن معاشرت اور تہذیب میں ترقی ہونی شروع ہو جاوینگے
یہ ہنری دور ہوگی انلاں نہ رہیگا دولت مند ہو جاوینگے دوسری قوموں
کی نظاروں میں حقیر اور ذلیل نہ معلوم ہونگے ہر طرح کے علم اور ادب
میں دسترس ہوگی اور اپنا دین اسلام بہت اچھی مضبوطی کے ساتھ
قائم اور برقرار رکھ سکیں گے اور نیز مجھے توقع ہی نہ ہمارے دیسی
اخیار اپنے نرایض کے بہوجب جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اپنی قوم کی
بھلائی کی غرض سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو جگانے اور اُن کو
اس قسم کا دارالعلم اور مدرسہ قائم کرنے کے لیئے پوری طاقت صرف
کوینگے اور کانی توجہ دلاوینگے *

معدودہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۲ ع
راۃ مہمد حکمت اللہ مفی مٹہ

چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے خاص مسلمانوں کی
تعلیم کے لیئے جو مدرستہ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا ہی اور جس کا
ذکر تہذیب الاخلاق کے پڑچوں میں چھپ چکا ہی اُس کے قائم کرنے
کے لیئے چندہ شروع ہو گیا اور تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء تک صاحبان
مندرجه ذیل نے فہرست چندہ پر یہ تعداد مندرجه ذیل اپنا نام نامی
مندرجہ زو مایا *

منشی محمد رعایت حسین صاحب محافظ	منشی محمد ممتاز علی صاحب اہلحد
دفتر عدالت دیوانی بنارس ...	فوجداری بنارس
منشی محمد نعیم اللہ صاحب ناظر عدالت	حافظ مجتبیٰ کریم صاحب منشی اول محکمہ
دیوانی بنارس ...	صفائی شہر بنارس
منشی محمد عبداللہ صاحب روبکار نویس	منشی محمد حسین صاحب سررشتہ دار عدالت
عدالت دیوانی بنارس ...	دیوانی بنارس
منشی محمد علیم اللہ صاحب ڈگری نویس	حافظ کریم بخش صاحب ساکن اثاۃ
عدالت دیوانی بنارس ...	مرزا نبو صاحب رئیس بنارس
منشی احمد بخش صاحب روزنامچہ نویس	نواب محمد حسن خان صاحب بہادر جاگیردار
عدالت دیوانی بنارس ...	سنواری رئیس بنارس
منشی محمد عبدالقادر صاحب مقرر سشن	سید فدا حسین صاحب سب انسپیکٹر تھانہ
بنارس ...	مرزا مراد
منشی منصب علی خاں صاحب نائب	میر امید علی صاحب ڈگری نویس محکمہ
محافظ دفتر عدالت دیوانی بنارس ...	سب اردنیفیت چیف بنارس
منشی محمد اصغر حسین صاحب مقرر	سید عبدالغنی صاحب مقرر محکمہ سب
رجسٹری بنارس ...	آرڈینیٹ چیف بنارس
منشی محمد مظفر کریم صاحب نقل نویس	محمد عبدالرحمن صاحب مقرر اجراء ڈگری
عدالت دیوانی بنارس ...	منصفی اول بنارس
منشی سید محمد ہادی بخش صاحب نقل	میر عنایت علی صاحب مقرر اجراء ڈگری
نویس عدالت دیوانی بنارس ...	محکمہ سب اردنیفیت چیف بنارس
منشی احمد حسین صاحب نقل نویس	شیخ عبداللہ صاحب زمیندار موضع ریوان
حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب علم کوٹنڈر	پرگنہ دھوس ضلع بنارس
کالج بنارس ...	مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل عدالت
مولوی محمد اشرف حسین خاں صاحب	دیوانی بنارس
رئیس بنارس	مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت
عالی جناب نواب محمد علی خاں صاحب	دیوانی بنارس
بہادر سابق نواب ٹونک	حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب	دیوانی بنارس
سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ	سید عبدالرحیم صاحب امین عدالت دیوانی
منشی محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم	بنارس
محکمہ منصفی ہاتھرس ضلع علیگڑہ	میر سچان علی صاحب وکیل عدالت دیوانی
حکیم محمد سردار مرزا صاحب رئیس دہلی	بنارس

اشہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان

ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ بنارس میں چھپ چکی ہے اس رپورٹ کے تصدیقاً تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں * پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لئے منتخب ہوئے ان کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث دوم میں تحصیلی و حلقہ بندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گھٹ جانے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور طریقہ جس طرح پر کہ انکی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب انکی تعلیم کے مقرر ہونے چاہئیں انکا بیان ہے * خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جنکے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اسکا خریدنا منظور ہو راقم ام پاس زر قیمت ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لئے جداگانہ چندہ ہونا تجویز ہوا ہے جس میں جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ کے چھپنے کے لئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ ع مرسل نہوگی *

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکرتوری کمیٹی مقام بنارس

شیخ غلام علی صاحب و شیخ اکبر علی صاحب

رئیسان بنارس ...

منشی محمد سبحان حیدر صاحب سررشتہ دار

کلکتوری بنارس ...

بابو بیٹی پرشاد صاحب رئیس بنارس ...

مولوی محمد حقیظ الدین احمد صاحب رئیس

دیوا ضلع نواب گنج بارہ بنکی ...

سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

بابت قیمت تصویر فوٹو گراف ...

کپتان جی ایف ائی گورنمنٹ صاحب بہادر

سپرٹنڈنٹ پولیس ...

مرزا خدا داد بیگ صاحب رئیس دہلی

باشندہ لکھنؤ ...

جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر

اعظم ریاست پٹیالہ ...

شیخ تصدق حسین صاحب رئیس الہ آباد منصرف

مذہبست علاقہ دودھی ضلع مرزا پور ...

منشی محمد اکرام حسین صاحب رئیس

گھانم پور ضلع کانپور منصرف راجہ کننت

ضلع مرزا پور ...

حاجی محمد ممتاز علی خاں صاحب رئیس

میرٹھ ...

منشی محمد صدیق صاحب رئیس میرٹھ

ڈپٹی مجسٹریٹ نہر ...

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس

دہلی وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ...

مولوی فرزند علی صاحب وکیل عدالت دیوانی

مرزا پور ...

محمد اکبر علی خاں صاحب رئیس مرزا پور

مسٹر والٹر اسمائٹ صاحب بہادر ...

بابو ہرشنکر پوشاد سنگھ صاحب بہادر رئیس

بنارس ...

میرزاں ...

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۰]

۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخشد مت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنوی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط احوال اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر مقرر ہوتا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہ ملتی ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

THE PROJECTED MOHAMMEDAN ANGLO ORIENTAL
COLLEGE.

We beg to publish here for general information a letter relating to the proposed Mohammedan Anglo Oriental College, from the Government, N. W. Provinces, to the Director, D. P. I., N. W. P., a copy of which has been forwarded to the Secretary to the Committee for the better diffusion and advancement learning among the Mohammedans of India.

The Mohammedan community will doubtless peruse this letter with extreme pleasure, containing as it does a promise, should the project succeed, of Government aid under the grant-in-aid Rules.

That the project should succeed ought to be the earnest desire of every right minded Mohammedan, and it is earnestly hoped that all will come forward with donations according to their means. If they will only reflect that it requires but a very small sum from each individual to establish the proposed College, we feel sure that they will all respond heartily to the Committee's appeal for aid.

Our Government deserves the most hearty thanks of all followers of Islam for the interest which it shows in their welfare, and for its readiness to promote the establishment of a College intended as it is for the special benefit of the Mohammedans.

COPY.

No. 2394 A OF 1872.

From,

THE SECRETARY TO THE GOVT. OF THE
N. W. Provinces.

To

THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION,
N. W. Provinces.

Dated Nynee Tal, the 1st of July 1872.

GENERAL DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

I am directed to forward, for any remarks you may wish to offer, the accompanying letter dated 14th June, with enclosures, from Syed Ahmed Khan Baha-

مضمون نمبر ۸۸

مجازیہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چٹھی مندرجہ ذیل مرسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی بنام صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی جس کی نقل سکرٹری کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان کے پاس بھیجی گئی ہے واسطے اطلاع عوام کے مشتہر کی جاتی ہے *

اس میں کچھ شعبہ نہیں ہے کہ تمام مسلمان اس چٹھی کو پڑھ کر بہت خوش ہونگے کیونکہ اس میں بشرط کامیابی اُس تدبیر کے جو مد نظر ہے یعنی بحالہ قائم ہو جائے مدرسۃ مجوزہ کے اس بات کا رمدہ گورنمنٹ کی طرف سے کیا گیا ہے کہ ہر وجہ قواعد گورنمنٹ ان ایت کے یعنی ہر وجہ اُن قواعد کے جن کے ہر وجہ گورنمنٹ مدرسوں میں مساوی اُس آمدنی کے جو رعایا نے کی ہو روپیہ دینے سے مدد کرتی ہے اس مدرسہ کی بھی گورنمنٹ مدد کریگی *

اس تدبیر کی کامیابی کی کوشش ہر ایک سچے مسلمان کو دل سے کرتی چاہیئے اور اُمید رائے ہے کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے بموجب خود بخود کچھ نہ کچھ اس مدرسہ کے لیئے چندہ دینا اگر مسلمان یہی خیال کریں کہ ہر ایک آدمی اگر تھوڑا تھوڑا چندہ دے تو یہی یہ مدرسہ مجوزہ بخوبی قائم ہو جاوے گا تو ہر مکر یقین ہوتا ہے کہ تمام مسلمان بدل و جان اس مدرسہ کے قائم ہونے میں مدد کریں گے *

تمام مسلمانوں پر نوحہ ہے کہ ہر شخص اُس ہوا خراہی کے جو گورنمنٹ اُن کی بھپردی کے لیئے کرتی ہے اور نیز اس کالج کے قائم ہونے پر جو بانتخصیص مسلمانوں کے ذائد کے لیئے ہے مدد کرنے پر آمادہ ہے گورنمنٹ کا شکریہ سچے دل سے ادا کریں *

ترجمہ چٹھی مذکورہ بالا

نمبر ۲۳۹۴

حرف الف بابہ سنہ ۱۸۷۲ ع

از جانب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی بنام

صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی مقام نیپنی تال

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈائریکٹ ممالک مغربی و شمالی

حسب ہدایت گورنمنٹ میں آپ کی خدمت میں تمامہ چٹھی

معہ کاغذات متعلقہ اُس کے جو سپد احمد خان بہادر سی ایس آئی

door, C. S. I., Secretary to the Select Committee for the better diffusion and advancement of learning among Mohammedans of India.

2. I am to observe that the Lieutenant-Governor will be prepared to take copies of the Pamphlet for distribution among the Educational Officers and Educational Committees in these Provinces.

3. I am to add that should the Society's efforts be successful in effecting the establishment of a Mohammedan College, on the projected footing, that is of imparting a liberal secular education, in addition to a religious education, the aid of Government could best be afforded in respect of the former on the basis of the grant-in-aid Rules.

I have, &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,

Secretary to the Government of
the N. W. Provinces.

No. 2395 of 1872.

GENERAL DEPARTMENT OF THE N. W. P.

Dated Nynce Tal the 1st July, 1872.

ORDER.

Ordered that a copy of the foregoing be forwarded to the Secretary to the Select Committee for information in reply to his letter of 14th June with the remark that a copy of the Committee's Report, Rules, &c., has been forwarded to the Supreme Government as desired.

(Sd.) J. LLOYD,

For Secretary to the Govt. of the
N. W. Provinces.

جواب ندیا — یہ کہ نہ میں خطاب کے لائق نہ تھا یا میرا خط
لا جواب تھا *

میرے پیارے مہدی میں آپ کو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو خراب
اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اس
سے آپ کبھی ایسے تو نہیں آپ سمجھتے ہیں کہ نبی آغا اڑماں مسلم
کو امی محض رکھنے میں کیا حکمت تھی — یہی حکمت تھی کہ
نوپرل فیش جو اندرونی چشموں کا جاری رہتا ہے اس کو کڑی

کڑی سلیکٹ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے
سال کی ہی اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ اگر آپ اس کی نسبت
چھ کیفیت لکھنی چاہیں تو لکھیں *

دفعہ ۲ یہ بات بھی آپ کو واضح رہے کہ جناب نواب
نٹنٹ گورنر و ہاؤس رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی کتابیں جس کا ذکر اس
مقام میں ہی اس مقصد سے لکھیں گے کہ ان ممالک کے سررشتہ تعلیم
نہروں اور تعلیم کی کمیٹیوں کو تسلیم کی جارہی ہے *

دفعہ ۳ مجھے اس بات کے لکھنے کی بھی اجازت ہے کہ اگر
میری کسی کوششوں سے وہ کالج قائم ہو جاوے جس کی تجویز ہو رہی
ہے اور جس میں کہ عام دنیاوی علوم بشمول مذہبی علوم کے پڑھانے
لاؤنگے تو گورنمنٹ بھی بخوبی عام دنیاوی علوم کی تعلیم کے لئے
وجہ قواعد ”گورنمنٹ ان اید“ کے اس مدرسہ کو مدد دیگی *

دستخط سی اے الیٹ

سکریٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۲۳۹۵

حرف الف بابٹ سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مقام ٹینی ٹال — مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

حکم ہوا کہ اس چٹھی کی ایک نقل سکریٹری سلیکٹ کمیٹی کے
اس اطلاع اور نیز پھر اب ان کی چٹھی مورخہ ۱۲ جون کے بھیجی
بارے اور یہ بھی اطلاع دی جاوے کہ کمیٹی کی رپورٹ اور قواعد
نیرہ کی ایک پورٹ ان کی درخواست کے بموجب سوپریم گورنمنٹ
میں بھی ارسال کی گئی *

دستخط جے لائیٹ

از طرف سکریٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۸۹

خط

نوشہ سید احمد

بنام

مولوی شہید مہدی صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ

پیارے مہدی — انوس اپنے مجھ کو بہت انتظار میں رکھا اور
پڑے خط کا جو ۱۵ ربیع الثانی کے تہذیب الاخلاق میں چھپا کچھ

حقیقی معنی لفظ شیجر کے ہمارے خیال میں آتے ہیں — غالباً اسکا تو آپ اقوال نکرنے کے بلکہ کوئی اور مراد شیجر سے لگے پس جہاں آپ نے لفظ شیجر سے اُس کے حقیقی معنی یا لالو اور کل کا بڑیا ہوا درخت مراد نہ لیا تو صرف وہ ایک تمثیل رہ جائیگی — رسالہ الا مالہمنی دینی

کیا سچ ہے آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ لفظ نبوت لہذا مراد نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہی مراد ہے کہ نعرۃ اللہ حضرت آدم کی وہ چیز گواہی دے گی کہ لایہی لایہی دیکھائی دینے لگی تھی کیا حقیقت میں اُس سے ہوئی حضرت حوا کی شرمگاہ مراد ہے اگر ان الفاظ کو آپ اپنے حقیقی

معنوں میں مستعمل سمجھتے ہیں تو کقدر رنج اور غم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا نماں ہر مفسرین اور ترجمہ نویسین کی ایسی بلاغت کی پیروی کرے کہ لفظ ”سورۃ“ کے اور معنی عرب کی زبان میں نہیں ہیں اور کیا یہ لفظ اور معنوں میں مستعمل

نہیں ہوتا ہے اسی سورۃ میں اور انہی لفظوں کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یوارى سواکم وریضاً ولباس التقوی ذاک خیر ذاک من ایات اللہ لعلہم یدکروں یا بنی آدم لا یفتنکم الشیطان اما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنہما لباسہما لا یرویما سواکم فی انہ یزانیہم و یرقیلہ من حیث لا یرزہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

لا یومنون یعنی اللہ تعالیٰ سورۃ اعراف میں فرماتا ہے کہ رے آدم کے بچوں تمکو شیطان نہ بھکاے جس طرح کہ تمہارے ماں باپ کو بھشت میں سے (بھکانو) نکالا چھین لیا ان سے انکا لباس (یعنی لباس تقویٰ) تانہ دکھارے اُنکو اُنکی برائیوں پر شک رہا اور اُسکا کنبہ تمکو دیکھتا ہے اسطرح پر کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا مدد کیا ہے جو ایمان نہیں لائے *

پس ان تمام آیتوں کو ملاؤ اور غور کرو کہ یہ سب تشبیہ و استعارہ ہے ان سے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں جیسا کہ اور علماء نے بھی تسلیم کیا ہے پس اب تمثیل ہونے میں کیا بات رہ گیا رسالہ الا مالہمنی دینی *

بھائی مہدی براے خدا آپ ذرا انصاف کریں کہ قرآن مجید کے یہ معنی لینے کہ جب آدم و حوا نے گھوڑوں کے درخت کا پھل کھا لیا تو اُن کے اعضا مضمرہ دکھائی دینے لگے قرآن مجید کی خبری اور

† فی القاموس السورۃ الفرج والفاحشة والظلمۃ القبیحۃ

فی التفسیر الکبیر بدلالۃ ثنائیۃ من سقرۃ العرۃ و زوال البجاء والمعنی ان غرضہ من القاد تاک الیوسرۃ الی آدم زوال حرمتہ و زہاب منصبہ الخ

‡ ای لباس تقریباً بدلیل قراءۃ تعالیٰ و لباس التقوی ذاک خیر

فی الضلۃ القبیحۃ التی کانہ مستترا فیہا

پیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچھ باہر نکلے خالص بے میل ہو پس اب ہمیشہ نیچر کے — رجوعہ کے جاری رکھنے پر متوجہ رہا کریں اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ العلم حجاب الانور اُس کے پیرو ہرگز نہ ہوں *

مجھے یقین ہے کہ اب آپکا دل یہ بات کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجہ خارج من الانسان مراد لی جاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعرۃ اللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت میں کوئی وجود خارجی مہدی الانسان موجود نہیں ہے *

اور یقینی آپکا دل اس بات پر بھی گواہی دیتا ہوگا کہ شیطان کے وجود خارجی ہونیکا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جو ارگ اُس کے قائل ہونے میں انہوں نے خود اپنی ہی صورت آئینہ میں دیکھی ہے *

اور یقینی آپ کا دل اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوگا کہ جو ارگ شیطان کے وجود خارجی کا مدعی کرتے ہیں اُس کا اثبات اُنہی کے ذمہ ہے اور اُن لوگوں کی دلیلوں کو جو اُس کے وجود خارجی سے منکر ہیں نالغ کہہ دینا اور اُن سے مخالفت کرنا اور اُن کی سمجھ اور فہم پر انوس کرنا کافی نہیں ہے *

اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ نے جو یہ الفاظ ارقام فرمائے ہیں کہ ”وجود جسمانی سے شیطان کے انکار کرنا فقر نہیں ہے گو بڑی غلطی اور نادانی ہے“ اب آپکو اس تھوڑے سے نہایت انوس ہوا ہوگا پس ہمیشہ ایسی بات نہا کر اور کیا کرو کہ جس کے بعد انوس نہو *

اب یہ درسرا خط میں آپکو آدم کے قصہ کی نسبت لکھتا ہوں ممکن نہیں ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہے اُس سے بیان حال کے سوا اور کچھ مراد لیجاوے یا سمجھی جا سکے *

پہلی رسم اللہ قرآن مجید میں لفظ قال کا بے نسبت خدا اور فرشتوں اور شیطان کے آیا ہے توئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ان تینوں جمعہ لفظ قال کا اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہے کیونکہ کوئی شخص خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب صورت والفاظ سے یقین نہیں کر سکتا اور غالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بھی اس قسم کے نہ ہونگے پس اب لفظ قال سے کوئی اور معنی مراد ہو چھوڑ ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچھ نہ آدم و شیطان اور فرشتوں کی نسبت بیان ہوا ہے وہ قصہ اور حکایت نہیں ہونے کی بلکہ صرف حال رہ جائیگا — رسالہ الا مالہمنی دینی *

یہ لفظ شیجر کا قرآن مجید میں موجود ہے کیا حقیقت میں وہ ایسا درخت تھا جیسا لالو مالی اور کل کاں بویا کرتا ہے اور جیسا کہ

لفظوں میں بیان کیے ہیں کہ ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ اور یکساں روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے *

اس کی تصدیق سرگزشت آدم سے بطور ہی حاصل ہی انسان کا نیچر جن قوتوں سے بنا ہے اور جو قوتیں بھلائی اور برائی کی اُس میں رہتی ہیں اور جس طرح کہ وہ اُن قوتوں پر قادر ہے اور جس طرح کہ وہ اُن قوتوں کے سبب سے مجبور ہے اُن کا بیان کرنا اور ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ روحانی تربیت کا پہنچانا ایسا مشکل کام تھا جو انسان کی طاقت سے باہر تھا یہ خدا ہی کا کام تھا نہ اُس نے اُس کو ایسے لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اگر عام آدمی یہ سمجھ لیں کہ انسان ایک وجود ہے اور شیطان ایک وجود عہدہ ہے جو ہم کو نہیں دکھائی دیتا تو ہم کو وہ دیکھتا ہے اور ہم کو اس طرح چپکے سے بھکا دیتا ہے کہ ہم نہیں جانتے اور ہم کو گناہوں میں بھنسا دیتا ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ایک اپنی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لالچل پڑھتے رہیں اور دل کو اُس کے پھندے میں نہ آنے دیں بلکہ خدا کی فرمانبرداری اور عبادت میں مصروف رہیں تو اس سمجھ سے بھی وہی نتیجہ اور روحانی تربیت حاصل ہوگی جس طرح کہ ایک دانا نیچرل اسٹ اُس کی حقیقت کو خیال کرے اور سمجھ نہ وہ سب انسان کے نیچر کا بیان ہے جو تمثیلی لفظوں میں انسان کے نیچر کی زبان حال سے بیان ہوا ہے پس اس طرح سے بیان کرنا ایک بہت بڑا معجزہ قرآن مجید کا ہے مگر مسقدر انوس کی بات ہے کہ آپ نے اس کو بدعت لکھا ہے اگر حقیقت اسلام اور اسرار دین بدعت ہے تو معلوم نہیں کہ ہدایت کیا ہوگی *

آپ خیال کیجئے کہ علماء سابقین اسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اس قسم کے مطالب کا بیان کمتر کرتے تھے کچھ تو اُنکو بسبب شدت اتقا اور خوف مصیبت کے یہ وہم ہوتا تھا کہ جو کچھ حقیقت ہے سمجھتے ہیں شاید وہ حقیقت نہ ہو اور خدا کی صراحت نہ ہو اور اُس کے بیان سے ہم گنہگار ہوں اور کچھ اُنکو یہ خیال تھا کہ اُن باتوں کی حقیقت بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ علم اور جملہ جو بکثرت ہیں وہ اُنہی لفظوں سے کافی روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اور جو عالم ہیں جیسے امام حجة الاسلام غزالی وغیرہ وہ خود اُنکی حقیقت جانتے ہیں اور کافی روحانی تربیت دیتے ہیں ان خیالات سے اُنہوں نے اُنہی الفاظ کو بیان کر دیا مناسب سمجھا جو قرآن مجید میں ہے اور اُنکی مراد کی تسبیح کہ خدا کو معلوم ہے ہم تو نام خدا پر ایمان لائے ہیں اور جو اُنکی حقیقت خدا کے علم میں ہو وہی ہمارا ایمان ہے *

اس کے ادب اور اُس کے حکمت سے بھرے ہوئے ہونے پر یقین کرنا ہی یہ معنی لینے کہ اُس توفیق کی توفیق نے ظاہر کر دیا کہ انسان میں دانی ثانویاتی کرنے کی پراثری ہے قرآن کی بزرگی اور اُس کی عزت اُس کا حکمت و معرفت سے بھرا ہوا ہونا یقین کرنا ہے — اگر لے ہی معنی سچ ہوں تو مجبوری سے کہنا پڑیگا کہ ”سچن نہیں“ لم بلا معلوم شد“ حضرت کو پکڑ پکڑے ہوئے بھی نہیں آتے چہ جائے دانی کجا کہوں کھانا اور کجا اعضاء مضر صے کا دکھائی دینا — و ذبا اللہ منها *

خدا کی عظمی و شان کو خیال کر اور پھر قصہ آدم کو دیکھو اور ہو کہ تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا میں اور ذرات میں ایسی برابری و مساوی ہو جو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اُن الفاظ کے وہی معنی ہوں تو خدا میں اور ذرات میں خدائی بندگی کا ہیکو ہوئی ہتھاروں کی تو میں میں ہوتی ہے — اگر سچ ہو تو ہم کو اپنے نوکروں کی بھی شکایت نہیں رہنے کی کیونکہ دا کے نوکو ہمارے نوکروں سے بھی زیادہ ترے ہیں *

اس تمام قصہ سے اگر وہی ظاہری معنی مراد ہوں تو خدا کے مرتبہ اور تقدس اور تنزیہ میں بٹا لگتا ہے پس اسی اصول سے جو نے قائم کیا ہے کہ ایسی حالت میں عدول معنی حقیقی سے ضرور ہے یہ تمام قصہ تمثیلی رہ جاتا ہے نہ اصلی — و ماہو الا ما معنی رہی *

اور اگر آپ نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ (اور میں یقین نا ہوں کہ یقین کو لیا ہے) شیطان کا کوئی وجود خارج من انسان نہیں ہے تو تو سرگزشت آدم کی تمثیلی اور بیان حال ہونے ہی کچھ کلام ہی نہ رہیگا — و ماہو الا ما المعنی رہی *

آپ کی تحریر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ”قرآن مجید میں نہ آدم اور درخت کے کھاتے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا نہ ہی مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ درخت کیا تھا اور کھاتے سے کیا مراد ہے“ اور پھر اُس کے بعد ارقام مانتے ہو کہ ”اگر ایسی قاریل نصوص صریحہ کی کیجئے تو بالکل تیار ظاہر ہوئے سے اُتوہ جارے“ بھائی یہاں ذرا انصاف کرو کہ رد ہی لکھتے ہو کہ ان چیزوں کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے ہی بتائی اور پھر اُن کو نصوص صریحہ کہتے ہو جب اُن کی حقیقت نہیں بتائی تو وہ نصوص صریحہ کیونکر ہوئیں قندبر *

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید تمام انسانوں کے لیئے نازل کیا ہے ہر درجہ علم و عقل و فہم کے ارگ شامل ہیں اور معجزہ ہے کہ مضامین دقیقہ اور مسائل حکیمہ نیچر یہ ایسے

تمہارے سامنے ہیں اور تم اُنکی حقیقت دریافت کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور اُسکی غلطی و صحت پر آگاہ ہوتے ہو متوجہ نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ تم میں جو علوم سے فارغ ہو چکے اور جنہوں نے پُرکری فضیلت کی سزا پانڈہ اُبی اور جاکو جناب سیدنا و اُستادنا نے معقول و منقول کی سند بھی دیدی ذرا میرے ساتھ اسٹیشن پر چلو اور ایک انحصار کو دیکھو اُس کے چلنے کا سبب بتاؤ شاید تم دیکھیں ہی باتیں کر رہے جیسا کہ وہ دھقان جو اپنا ہل بیل چھوڑ کر اُسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو اور عامیانہ باتیں کرے نہ تم اُسکی دم سے واقف ہو گئے نہ سو سے پھر ذرا تارکھ کر کمرہ میں تشریف لیچو اور اُس کھربائی قوت کی حقیقت بتاؤ وہاں بھی سارے اظہار حیرت کے آپ لوگوں نے دیکھے نہ ہوگا پس انوسوس کا مقام ہی یا نہیں کہ تمہارے معقولات اور ہندسہ اور حیثیات اور ریاضی اور طبعیات نے تم کو ایک عامی آدمی کے درجہ سے بھی نہیں بڑھایا اور ذرا بھی کوئی مادہ تحقیق کا نہیں دیا پس آپ کے علم و فضل سے کیا ترتع قوم کی ترقی اور عالم کی روشنی پھیلانے کی کیتارے *

اے ہوشیار طالب علمو کیا خدا نے تم کو اُڑ قوس کی طرح مادہ تحقیق کا نہیں دیا ہی یا تمہارے دل و دماغ کو ان باتوں کے سمجھنے کے لائق نہیں بنایا میرے نزدیک شاید ساری دنیا میں ہماری ہی وہ قوم ہی کہ جسکے دل و دماغ کے برابر دوسرا نہیں — کیا ہمہ وہ قوم نہیں ہی جس نے یونانیوں کے چند مسائل سیکھے کر اُسے ایسی ترقی دی کہ اگر انظار و ارسطو زائدہ ہوتے تو وہ بھی قدموں پر گرتے کیا ہم لوگ وہ نہیں ہیں جنکے اجداد نے ساری دنیا کو معقولات کی روشنی سے منور کیا یورپ کا ملک کیا ہماری شاگردی پر کسی زمانہ میں غصہ نہ کرتا تھا کیا اب ہمہ بڑے بڑے محقق ہمارے اسلاف کے علم و فضل سے فیضیابی کا اقرار نہیں کرتے پس رننے کا مقام ہی کہ ایک ایسی باعوض اور عالی دماغ اور بلند حوصلہ قوم ایسی جس کا ذلیل اور ایترو حالہ پر پھونچ جاوے کہ چاروں کے لڑکے کولبروں کے بچے اُپڑ ہنسیں اور اُن کے دل و دماغ کو علوم کی تحصیل کے لائق نہ جائیں سچ ہی ہے

خدا نے فرمایا ہی تنک الایام ندا و اہلین القاس کیسی قوم کیسی ہواوے % لیکن اس ذات و ادبار و جہالت کا سبب صرف تمہارا تعصب و تقلید ہی کوئی کہتا ہی کہ انگریزی پڑھنا منع ہی کوئی فرمایا ہی کہ علوم جدیدہ سیکھنا حرام ہی کوئی اس خطا میں مبتلا ہی کہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم لینے سے مذہب جاتا رہیگا کوئی اس نقشہ میں سرمست ہی کہ تحقیق کرنے اور پڑانے خیالات کے چھوڑنے سے خرق اجماع کا الزام ہوگا اگر حقیقت میں تمہارا مذہب ایسا ہی بودا اور ناپائدار ہی اور وہ تمہارے نزدیک ایک طلسم کا کارخانہ ہی تو کب تک

ہمہ تم نہ خیال کرو کہ معاذ اللہ میں مذہبی تعلیم کو برا جانتا ہوں میں کانہ ہوں اگر ایسا خیال کروں بلکہ میں ہر مسلمان پر فرض سمجھتا ہوں کہ وہ مذہبی تعلیم پڑے اور اپنے دینیات میں کامل واقفیت حاصل کرے لیکن اگر میں متاسف ہوں تو صرف اُس کی طرز و طریق پر کیونکہ جو تعالیدی تعلیم تم حاصل کرتے ہو یہ حقایق دینی کے ادراک کے لیئے اور مسائل شرعی کی حقیقت پر پھونچنے کے لیئے نہ کافی ہی بلکہ مزاحم ہی اوصاف کر کہ کیا حاصل ہوا تم کو تعلیم سے جبکہ تمہارے خیالات میں بلندی اور تمہاری عقل میں ترقی نہ ہوئی اور تمہارے دل نے اصل مذہب کی روشنی نہ پائی اور کیا فرق ہوا درمیان اُن عامیوں کے جو تمہاری تقلید کرتے ہیں اور درمیان تم عالموں فاضلوں کے جو تم اوروں کے پیچھے چلتے ہو پس اُس تعلیم سے جس نے تم کو روانہ تقلید میں مبتلا کیا تمہارے مذہب کو کیا نائدہ ہوا *

مگر حقیقت میں یہ ضرور تمہارا نہیں ہی وہ سلسلہ تعلیم کا ایسا ہی کہ جب تک بڑی مضبوطی اور دانشمندی اور ایمانی قوت سے اچھی اچھی تحقیق اُس میں اصلاح نہ کریں اور اُس کے حسن و قبح سے بھٹ کر دوسری راہ نہ بتائیں تب تک تم سوائے اُس کے کہ آنکھ بند کر کے اُسپر چل کر سکتے ہو *

خیر مذہبی تعلیم کو چھوڑ اب اپنے معقولی سلسلہ پر نظر کر اور سوچو کہ تقلید نے اُسے بھی کس ایتر حالہ پر پھونچا دیا ہی اور اُس سے کیا نتیجہ تم کو حاصل ہوتا ہی تمہارا علم معقول چند یونانی مسئلوں کے جاننے پر منحصر ہی اور گنی ہوئی باتوں کی واقفیت پر اُس کا مدار ہی حقیقت میں معقولی کتابوں کے چند وزنوں کا اُلٹ پلٹ کر لینا اور موطنی کی طرح اُس زبان سے کہدینا تمہارے علم کی انتہا ہی اور چند فلسفی باتوں کا جسکی حقیقت پر بھی ہرگز تم نہیں پھونچتے یاد کر لینا تمہارا مبالغہ علم ہی حساب میں اگر تمہارے خاصۃ العصاب کی ضرب دیکھ سیکھ لی تم تعصب ہو گئے شرح جغینی کے دو جز اور پڑ کر لینے تو ترشک بطامیوس بنئے مجسمی کے لفظ یاد ہونے سے تم اپنے آپ کو انظاروں جاننے لگے مگر اے میرے عزیز تم اپنے اُن بھائیوں کو جو اسی مدرسہ میں ابتدائی تعلیم پاتے ہیں دیکھو اور اُنکی باتوں سے اپنے دقایق حایق کو مقابلہ کرو تب تمہیں معلوم ہو کہ تم کس غلطی میں پڑے ہوئے ہو اے طالب علمو ذرا ان لوگوں سے عناصر کی حقیقت سنو تب اسطفاست اربعہ کی ماہیت جاننے پوچھو ہر ذرا طبیعات کے مسائل کا تجربہ کر کے دیکھو تب میڈنی اور صدرہ کی طبیعات پڑ کر لینے پڑ کر ذرا آسمان و زمین کا کورہ جو اُس وقت اللہ تمہارے سامنے رکھا ہی ہاتھ میں اُٹھا کر اُسکی کیفیت پوچھو پھر اپنے میں کیا بات پڑ کر آسمان زمین کے تپے مارا انوسوس ہی کہ ہمہ سب چیزیں

تم خود کیا کروگے اور مدرسہ سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کی کیا بھلائی کروگے میرے نزدیک تمہارا معقول تو اس کام کا بھی نہیں کہ کسی علمی جلسہ میں بیٹھ کر بات سمجھنے کی بھی لیاقت اُس سے حاصل ہو چہ جائے کسی صنم و ہنر کے ایجاد کرنے کی توقع ہو یا کسی نئی تحقیقات کرنے کی امید ہو ہاں اُسکا یہ نتیجہ ہرسکتا ہی کہ جب تم اپنے مشرب کے چند نو عمر آدمی بیٹھو تو اُن کتابوں کے

حراشی اور شروح اور زوائد لفظوں سے بھٹ کر چٹنا سامت اپنی عمر و مزیز ضایع کر رہا تمہارا معقول اُس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی مسجد میں جا کر قصہ گوئی کروگے جھوٹی باتیں دین کی کھر نہایت ذات اور صبر کے ساتھ رشتیاں کھاؤگے دنیا کی بوائی دنیا داروں سے نفرت کا وعظ کھو کر تھوڑے قصائیوں کے سامنے اپنا دامن پہلاؤ گے شان نادر ایسے لوگ نکلیں گے جو سچا توکل کریں اور اپنے دل سے دنیا چھوڑ کر دیندار بنیں پس یہ نتیجہ تو تمہاری ذات کے لیئے ہوا رہی قوم کی بھلائی پس علم اور حکمت اور عقل کی ترقی کی تو تم سے کچھ امید نہیں کیونکہ وہ آٹھ ہی تمہارے پاس نہیں جس سے کام ہو ہاں دین کی ترقی کا تم خیال کرسکتے ہو مگر میرے نزدیک سوائے اسکے کہ تمہارے جہالت اور تقلید کی ترقی ہو تمہاری ذات سے اور کچھ امید نہیں چند جہالت میں بیٹھ کر شیعہ کی باتیں کروگے اُن کے دلوں میں جو تمہارے تقلید کی آگ ہی اُٹھ رہی اور مشتمل کروگے نہ اخلاق میں تہذیب نہ عادات میں اصلاح نہ معاشرت کے طریقوں کی درستی نہ چال چلن میں شایستگی کی تم سے توقع ہو نہ غلط خیالات اور نہ بیہودہ ارہام کے در کر نیکی تم سے امید ہو کیونکہ تمہارے خود ہی ایسی تعلیم نہیں پائی دوسروں کو تم کیا تعلیم کرو گے *

پس اے میرے بھائیو جب تک کہ تم تمہارے تقلید نہ چھوڑو گے اور علم جدیدہ کی تحصیل پر متوجہ نہ ہو گے تب تک تمہارا علم اور تمہارا جہل یکساں ہی *

میں تمہاری بہت سامع حراشی کی اور شاید تم میں سے بعض کو نہایت غصہ دلایا مگر الحق مر حق کہنے نے مجھے اس کہنے کی امداد کیا اگر یہ حالت تمہاری نہ ہوتی تو ہم سے ادنیٰ درجہ آدمیوں کو ایسی بڑی باتوں کی زبان سے نکلانے پر کب جرات ہوتی

تم بھارے آج نہیں کل نہیں برسوں وہ گوجاریکا اور ان نئے مشنوں سے جو یہ بچے سیکھتے جاتے ہیں وہ طلسم درہم بزم ہوجاریکا مگر ہمارے نزدیک تو وہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہی جسکی بنیاد ہماری پہاڑ کی چوٹی پر ہے کہ مزاروں لوح سے بھی اُسے صدمہ نہ پہونچسکا اور علوم کی تحصیل اور حقایق اشیا کی تحقیق سے اسکا ترور اور چمکیگا *

اے میرے عزیز ذرا ہارون رشید اور خالد عباسیہ کے مہد دراست پر خیال کر یرامکہ کی علمی مجالسوں کو دیکھو کہ اُنہوں نے علم کی ترقی اور معقولات کی تحقیق میں کیا کیا کوششیں کیں اور اُنہوں نے اسی تحقیق کی بدولت اسلام کی کیسی عزت ظاہر کی غزالی اور رازی اور یوعلیٰ اور نارابی اور حسن کیسے نامور ہوئے کہ جنکا نام اب بھی غیر قوم کا کوئی محقق بغیر تعظیم کے نہیں لیتا مگر انسوس ہزار انسوس کہ وہ لوگ مر گئے اُنکی جگہ ہم پیدا ہوئے حریفان بادشاہ خوردند و رفتند * تہی خمشا تھا کردند و رفتند

لیکن اگر تم کہو کہ اب بھی تم اُنکی باتیں جانتے ہو اور اُنہیں کی تحقیقات کو پڑھتے ہو تو یہ غلطی ہی بہت سی باتوں میں فرق ہو گیا بہت سی چیزیں بدل گئیں تحقیقات اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئی اکثر چیزوں کی غلطیاں کھل گئیں اس واسطے کہ اپنے زمانہ کے خیال کے لحاظ سے محقق تھے مگر اب انکی تحقیقاتوں کے ماننے والے جاہل اور مقلد تھرینگے دیکھو بھلمیوس کیسا بڑا حکیم تھا مگر ذرا اُسکا جغرافیہ دیکھو اُسنے جو پراثری دنیا کا نقشہ کھینچا تھا اُسے ملاحظہ کرو اور اب کے جغرافیہ اور حال کی زمین کے کرے سے ملاؤ تو کتنا فرق پڑے گا کہ اگر اس زمانہ میں کوئی ایسے جغرافیہ کو لکھے تو وہ احقر تھیرے مگر سب اُس نامور حکیم کی اُس تحقیقات کو اُس کی عالی دماغی کا نتیجہ سمجھتے ہیں پس تم جو اس خیال میں مبتلا ہو کہ علم اگر پر تمام ہو گیا ساری تحقیقاتیں پورانے لوگ کرو گے اب اُنکا جاننا ہی مقنا ہے علم ہی یہ قادانی ہی اس لیئے ذرا تم ان عامیانہ خیالات کو چھوڑ اور اپنی قوم کی جسکے قارئین میں کچھ باقی نہیں رہا دستگیری کرد نہ کہ اور اُسکے فرق کرنے کی تدبیر کرد *

بھلا انصاف سے اسکا جواب دو کہ تم عالم بھی ہو گئے نقیہ بھی ہو گئے صدرہ شمس بارقہ پڑے کہ جامع معقول بھی تھوڑے مگر اب

خیر خدا رحم کرے اور ہماری قوم کے لیئے بھی توفیق عام و دولت کی راہ نکھولے *

نمبر ۹۱

غلطی

ابطال غلامی کا آرٹیکل جو تہذیب الاخلاق کے متعدد پرچوں میں چھپا ہے اور جسکا نام ”تہذیب الاسلام من شین الامة و افلام“ ہے اُس آرٹیکل میں ایک بڑی غلطی ہم سے ہو گئی ہے *

یعنی اُسکے باب ہفتم میں بذیل بیان ازدواج مطہرات کے ہمنے ایک حدیث صحیح مسلم سے نسبت حضرت جویریہ کے نقل کی ہے انسوس ہے کہ جس کتاب سے ہمنے اُس حدیث کو نقل کیا اُس میں غلطی تھی یعنی بجائے اس لفظ کے ”ناخبر نامعة نجات وہی جویریہ“ یہ غلط لفظ لکھ ”ناخبر نامعة نجات ہی و جویریہ“ انسوس ہے کہ ہم نے اپنی جہالت سے اُسی غلط عبارت کی پیروی کی اُسی کو نقل کیا اور اُسی کو بطور ایک اختلاف کے لکھ دیا پس ہم اس خطا کا اور اپنی جہالت کا انثار کرتے ہیں اور ناظرین تہذیب الاخلاق سے اُمید کرتے ہیں کہ پرچہ مطبوعہ یکم شوال سنہ ۱۲۸۸ ھجری کے صفحہ ۱۵۶ کے کالم اول کی سطر اول لفظ صحیح مسلم سے پانچویں سطر کے لفظ ہو سکتا ہے تک اور سواریں سطر سے اخیر کالم تک جو عبارت لکھی ہے اُسکو کٹ دیں *

اب ہم اپنے رفیق مولوی علی بخش خاں صاحب سب آرڈینٹ جج گورنمنٹ کا شکر ادا کرتے ہیں جنکے زمانے سے ہم اس غلطی سے متنبہ ہوئے *

راہ — م

سید احمد

اشتہار

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے یہ تجویز کی ہے کہ خاص واسطے تعلیم مسلمانوں کے شمال مغربی اضلاع میں چند جمع کرکے ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم قائم کرے جس میں دینی اور دنیوی تمام قسم کے علوم کی مسلمانوں کو تعلیم ہو *

مگر اس بات کی تجویز کرنی ہے کہ اس شہر میں اُس مدرسہ کا قیام ہونا مناسب ہے اور ارادہ ہے کہ اُس مدرسہ کے مقام کا تفصیل جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کی رائے دریافت کرنے کے بعد کیا جائے اس لیئے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سے جس کا دل چاہے اس باب میں اپنی رائے لکھ کر راقم اثم کے پاس بمقام بنارس بھیج دے وہ سب رائیں کمیٹی میں پیش ہونگی مگر جو نسا شہر اُس کے لیئے پسند کیا جائے اُس کی ترجیح کی وجوہات بھی ارقام ہو اور خط جو بھیجا جائے وہ بعد اداے محضول مرسل ہو ورنہ پیڑنگ خطا واپس ہوگا *

تمام اخبار نویسوں سے یہ درخواست ہے کہ منتظر رفاہ عام اس اشتہار کو اپنے اپنے اخباروں میں مندرج فرمائیں اور ایڈیٹران اخبار سے یہ بھی اُمید ہے کہ وہ اپنی رائے یہ نسبت اس مقصود کے مندرج اخبار فرمائیں اور جس پرچہ اخبار میں وہ مقصود چھپے اُس کا ایک پرچہ از راہ عنایت بلاقیمت منتظر رفاہ عام راقم اثم پاس مرحمت فرمائیں کہ وہ تصدیق کمیٹی میں پیش ہوگی اور کمیٹی مسلمانان اُن کی اس عنایت کا تہایت شکر ادا کرے گی *

وا — م

سید احمد

سکوتری کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

مقام بنارس ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداءً اجراء یعنی یکم شوال سنہ ۱۲۸۷ ھجری سے لغایت آخر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۸ ھجری بابت سواہس کے بہ ترتیب ایک جلد میں مرتب واسطے فروخت کے موجود ہیں قیمت اُنکی پانچ روپیہ ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں بہادر سی ایس ائی پاس بمقام بنارس بھیج کر پیچہ ہائے مذکور طلب کر لے *

بمقام عیقتہ — مطبع علیقتہ انسٹیٹیوت میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۱]

یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قوتینش کے منایہ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوئے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اچھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فطرت اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دی جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بھار چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہ پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۹۲

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ اول

تمام موجودات کا خالق یا اُن کے وجود کا سبب اخیر یا علت
العلل کوئی ہی اور اُسی کا نام ہی اللہ *

مذہب اسلام کا سب سے پہلا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا کوئی
خالق ہی — یہ سب کچھ جو موجود ہی اور جس کو ہم کسی طرح
جان سکتے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں یا خیال کر سکتے ہیں ایک
ایسے سلسلہ سے مربوط ہی کہ ایک کا وجود دوسرے پر اور دوسرے کا
تیسرے پر منحصر ہی — پس ضرور ہی کہ یہ سلسلہ کسی اخیر
وجود یا علت یا سبب پر منتهی ہو اور جس پر یہ صلت ہی ہو وہی
خالق اور خدا اور رب العالمین ہی *

اس بات پر یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ سب کچھ جو موجود
ہی خود آپ ہی اپنے وجود کی اخیر علت ہی — اگر موجودات میں
سے ہر چیز اپنے وجود میں کسی دوسرے وجود کی محتاج نہ ہوتی یا
کسی کا وجود کسی دوسرے وجود کا معلول نہ ہوتا تو شاید ہم ایسا
یقین کر سکتے — مگر جب کہ ہر ایک چیز کو کسی علت کا معلول
پاتے ہیں تو اُنہی چیزوں کے مجموعہ کو کس طرح کسی علتِ اعلیٰ کا
معلول نہ سمجھیں *

تمام چیزیں جو بوجودِ حقیقی موجود ہیں نہ محتاج ہیں نہ
قابلِ عدم اگر وہ محتاج ہوتیں تو موجود کیوں ہوتیں اور اگر قابلِ
عدم ہوتیں تو کبھی غیر موجود بھی ہوتیں *

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی موجود حقیقی کبھی معدوم نہیں ہوتا
صرف عوارض یا صور کا تبدیل ہوتا رہتا ہی — پانی ہوا ہوجاتا
ہی ہوا پانی بن جاتی ہی بہت سی چیزیں ہیں جو مٹی ہو جاتی
ہیں اور پھر مٹی سے عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں غرض کہ
کوئی ہی معدوم نہیں ہوتی صرف عوارض یا صورت کا بدل ہوتا
رہتا ہی پس اگر تمام موجودات کے عوارض نوعیہ یا شخصیہ معدوم
ہوجاویں تو جو کچھ باقی رہیگا وہ نا قابلِ عدم ہوگا — و قد
قال اللہ تبارک و تعالیٰ کل من علیہم فان و یبقی وجہ ربک
ذوالجلال والاكرام *

بلشعبہ اسبات کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ تمام موجودات کے
عوارض نوعیہ و شخصیہ کے معدوم ہونے کے بعد جو وجود نا قابلِ عدم
باقی رہیگا وہ کیا ہی اور وہ ایک ہوگا یا کئی — مگر اس بات کے
فیصلہ نہ ہونے سے خالق کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا — کیونکہ

اُس نا قابلِ عدم موجود کی حقیقت کو یا اُس کی وحدت و کثرت کو
خالق کے وجود کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں ہی *

اگر وہ متعدد ہوں تو البتہ یہ سوال کونا پڑیگا کہ قبولِ عوارض
کی قوت خود اُنہی میں ہی یا کسی دوسرے موجود سے ہی — خود
اُنہی میں تو ہم اسلئے نہیں مانتے کہ جب ہم تمام موجودات کو
معہ عوارض نوعیہ و شخصیہ دیکھتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا
معادن پاتے ہیں پس اُن موجودات کے عوارض نوعیہ و شخصیہ کے
معدوم تصور کرنے کے بعد جو متعدد وجود نا قابلِ عدم باقی رہینگے
ضرور وہ بھی ایک دوسرے کے معادن ہونگے — مگر اُن کے ایسا
ہونے کے لیئے بلا کسی علت مشترک کے کوئی وجہ نہیں ہی — اب
کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اُن میں اُس معادن کی علت مشترک کوئی
اور وجود ہو اور اُسی وجود کو ہم کہتے ہیں اللہ *

اور اگر وہ واحد ہو تو یہ سوال ہوتا کہ قبولِ عوارض کی قوت
خود اُسی میں ہی یا کوئی دوسرا وجود اُسکی علت ہی — اگر اُسی میں
ہو تو اُسی کا نام اللہ ہی — اور اگر دوسرا وجود اُس کی مات ہو
تو اُسی علتِ اعلیٰ کا نام اللہ ہی *

کیداء اسلام کی رائے اس میں مختلف رہی ہی انشور کہتے ہیں
کہ اُسی وجود نا قابلِ عدم میں دونوں قوتیں فعل و انفعال کی یعنی جسکو
قوت قبولِ عوارض کہتے ہیں موجود ہیں اور اسی سبب سے وہ لوگ
وحدت وجود کے قائل ہیں اور یوں کہتے ہیں —

خرد کرزہ و خرد کرزہ گزر خرد گل کرزہ

خرد بوسر بازار خریدار ہو آمد — بشکست و راس شد

اور بعضے کہتے ہیں کہ اُس قوتِ انفعال کی علت دوسرا وجود ہی اور
اس سبب سے وہ لوگ وحدتِ شہود کے قائل ہیں مگر اصل یہ کہ —
اُن بڑوں از خیال و قیاس گمان وہم

وز ہوچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

بہر حال ان دونوں مسئلوں میں کوئی سا مسئلہ صحیح ہو اس
اسلامی مسئلہ میں کہ تمام موجودات کا کوئی خالق ہی کی طرح کا
تبدیل نہیں آتا *

وحدتِ شہود کے مسئلہ کو لوگوں نے کفر جانا ہی وہ اس دھوکے
میں پڑے ہیں کہ اُس وجود نا قابلِ عدم کو بھی جس میں اُس قوت
انفعال کی علت دوسرا وجود مانا ہی ازلی وابدی ماننا پڑیگا جو
ٹھیک ٹھیک شرک ہی یا اُنکا مذہب ہی جو خدا اور مادہ میں چیزیں
کو ازلی وابدی مانتے ہیں اور بعضی اُسکیو ظلمت اور نر سے تعبیر
کرتے ہیں — مگر یہ اُن لوگوں کی سمجھ کی غلطی ہی کیونکہ
معلول کا وجود علت کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہی — مگر جب

پس مذہب اسلام کا کیا سچا مسئلہ ہی کہ تمام انسانوں کو جنگلی ہوں یا پہاڑی شہری ہوں یا دیہاتی تربیت یافتہ ہوں یا ناتربیت یافتہ کسی نبی کی اُن کو خبر پورنچی ہو یا نہ پورنچی ہو کوئی مذہب اُن کو دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو اس بات پر ایمان لانا فرض ہی کہ تمام موجودات کا کوئی صانع ہی اور وہی ہی اللہ جل شانہ و جل جلالہ *

رات—

سید احمد

نمبر ۹۳

نصیحت کا صلہ

جب کسی قوم کی حالت نہایت ابتری پر پہنچتی ہی اور کوئی مالی دماغ بلند حوصلہ مستقل مزاج اُس میں پیدا ہوتا ہی اور معیشت قومی اور ہمدردی کے جوش میں آکر نصیحت پر مستعد ہوتا اور اپنی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو وہی قوم اُسکی دشمن ہو جاتی ہی اور اُسکی سچی اور پاک نیت پر خود غرضی کے شبھے کرتی ہی اُسکی معیشت اور درد کر عداوت سمجھتی ہی جو کام وہ اُنکی بھلائی کا کرتا ہی اُسے اپنے حق میں برا خیال کرتی ہی اور اُسے لعنت و ملامت کا نشانہ بناتی ہی سب اُسکر اپنا دشمن کہتے ہیں مگر لوگوں کی عداوت کے حقیقت میں دو سبب ہوتے ہیں ایک جہالت کہ وہ اپنی حالت کو برا ہی نہیں جانتے اور اصلاح کے لائق نہیں سمجھتے اس لیے اُسکی دلسوزی کی باتوں کو عیب جوئی پر موصول کرتے ہیں اور بجائے حق کو کے اُسے عیب جو کہتے ہیں اور چونکہ وہ ناصح کوئی چارہ نہیں دیکھتا بجز اسکے کہ اول اُنکے نقص اور عیبوں کو بتا دے پھر اُسکی اصلاح کی تدبیر کرے اس لیے جو کچھ وہ اپنی قوم کو اُن کے عیبوں پر مطلع کرتا ہی اُسے وہ عداوت سمجھتے ہیں اور ایضاً الاشفاق عندنا من یطلع علی عیو بنا کی تصدیق کرتے ہیں *

دوسرا سبب حسد ہی کہ جو لوگ اپنی قوم میں سربرآوردہ ہوتے اور جنگی جھڑتی عزت لوگوں کی نگاہوں میں ہوتی وہ اُس سچے ناصح کی باتوں کو اپنی عزت کے زوال کا سبب سمجھتے ہیں اور چونکہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو اُنھیں کے غلط خیالات کی تائید کرنے سے خوش رکھتے ہیں اور اُنکی جھڑتی نڈا و صفہ کر کے اُنھیں اپنے آپ کو یار و یار قائم رکھتے ہیں وہ اُس قوم کے سینوں میں اُس ناصح کی دشمنی کی آگ کو بھڑکا تے رکھتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکی سچی اور پاک نیت نصیحت کو سننے نہیں دیتے لیکن اگر وہ ناصح حقیقت میں بھی ناصح ہو اور اپنی سچائی اور نیک نیتی پر پھروسہ کر کے مستقل اور ثابت

”اُسی کی نشانیں میں سے بھلی بھی ہی جس میں کدک کا خوف اور مینہ کی صبح ہی کہ پانی برسنے سے مری ہوئی زمین زندہ ہو جاتی ہی“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ آسمان اور زمین اُسی کے حکم سے تھمے ہوئے ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ سیلی ہوا مینہ آنے کی غرض پوری دیتی ہی“ *

”وہی اللہ ہی جو ہوا کو چلاتا ہی پھر اُس سے بادلوں کو ہٹاتا ہی پھر تمام آسمان میں جس طرح چاہتا ہی بھیدیتا ہی پھر اُن کو تہہ بہ تہہ کو دیتا ہی پھر تم دیکھتے ہو کہ اُن میں سے بوندیاں نکلتی ہیں“ *

”آسمان سے اندازے کے موافق مینہ برساتا ہی پھر اُس کو زمین میں ٹھراتا ہی پھر اُس کے سبب سے تمہارے لیٹے باغوں میں بہت سے میوے اور پھول پھرتے اور انکو پیدا کرتا ہی جن کو تم کھاتے ہو پہاڑ میں سے درخت اُگاتا ہی جس میں سے تیل نکلتا ہی“ *

”تمہارے لیٹے کو جانوروں میں بھی بڑی نصیحت ہی اُن کی چھاتیوں میں سے جو کچھ نکلتا ہی اُس کو پیٹتے ہو اور بہت سے فائدے اُٹھاتے ہو بعضے جانور تمہارے کھانے میں آتے ہیں — جانور بھی تمکو اُٹھائے بھرتے ہیں اور کشتیاں بھی تمکو اُٹھاکر لیجاتی ہیں“ *

”زمین پر کس حکمت سے پہاڑ بنائے ہیں تاکہ وہ ٹکی رہے پھر اُن میں کھائیاں پھائی ہیں تاکہ راستہ چلنے میں ہرج نہر“ *

”اُسی نے پھاٹی ہی رات اور دن سورج اور چاند جو اپنے اپنے گھوڑے میں بھرتے ہیں“ *

”تم اُونٹ بھی کو کیوں نہیں دیکھتے نہ کیسے عجیب طور سے بنایا ہی اور آسمان کو کس طرح اُونچا کیا ہی اور پہاڑوں کو کسطرح پر گاڑا ہی اور زمین کو کس طرح پر بچھایا ہی“ *

غرضکہ اسی طرح جا بجا قرآن مجید میں بانی اسلام نے صانع کے رجوع پر ایمان لانے کو تمام موجودات سے جس کو ہم دیکھتے ہیں استدلال کیا ہی اور کسی جگہ یہ بات نہیں فرمائی کہ تم بے سمجھ خدا پر ایمان لے آؤ *

ایک جگہ فرماتا ہی کہ ”اگر کانروں سے بھی یہ بات پوچھو کہ آسمان و زمین کس نے بنایا اور چاند و سورج کو کس نے تیار کیا تو کہیں گے اللہ نے“ *

”اور اگر اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمان پر سے مینہ برساتا جس سے مری ہوئی زمین کو پھر زندہ کیا تو کہیں گے اللہ نے“ *

ستر کوزر سے اُنکو مضروب کیا امام ہانہی رحمۃ اللہ نی نسبت لوگوں نے حدیثیں تک بنائیں اور اضر من الہلس کا کلمہ ہارے کی زبان سے اُنکی پاک جناب کی طرف منسوب کیا پھر یوں سے بڑھنے یا بڑھنے سو رہ تھیں میں ڈولنے گئے اور حق گوئی کے پیچھے ذلیل ہوئے امام احمد بن حنبل کی خلق قرآن کے مسئلہ میں جو کچھ تکفیر ہوئی اور جو مصیبتیں اُن پر پھونچیں وہ بیان کے لائق نہیں امام محمد اسمعیل بشاری جنکی کتاب کا آج اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری لقب ہی حدیث کی بدولت در در مارے پورے اور جلا وطن ہوئے بایزید بسطامی بسطام سے علما کے فتویٰ کی برکت سے یہ تہمت زندہ سات مرتبہ نکالے گئے فواللہ مصری زندیق تھوکر مصر سے مقید کیئے گئے سہل ابن عبداللہ تستری فکر کی تہمت سے جیلخانہ میں مارا قالا گئے جلیل بغدادی توحید کے مسئلہ پر زندان میں پڑ کر مر گئے امام ابو الحسن شاذلی زندیق تھوکر مصر میں مقید ہوئے امام حجت الاسلام غزالی پر تکفیر کی تہمت ہوئی اور جو کچھ حال حضرات موعدین اور ارباب تصوف کا جو جامع معقول و منقول ہیں ہوا ہی وہ سب جو ظاہر ہی پس العلماء و رتق الانبیاء کا مقلد اُنہیں علما پر صادق ہی جنہوں نے نصیحت اور راست گوئی کے سبب سے بلا اور مصیبت جو اصلی مہراث انبیاء کی ہی پائی اور حق کے ظاہر کرنے میں کسیکی حیا و شرم نہ کی ولہم صافیل ماکان کبیر و ناصح فی مصر تھا الاکان لا عدو من السفلیۃ *

انصاف
تجلی علی سہرامی

نمبر ۹۳

ایک مسلمان کے خیالات

ان دنوں میں میٹھے ایک کتاب دیکھی جس کے پشتے پر سنہری حروفوں سے لکھا ہوا تھا ”تہذیب الاخلاق“ بے اختیار میرا دل خوش ہوا اور اُس پاک صحیفہ کو جسے چند الہامی آدمیوں نے سوا برس کی مدت میں بذریعہ الہام کے لکھا ہی نہایت غور سے پڑھا یہ شبہہ مضمون اُس کا تعجب خیز مطالب اُس کا حیرت انگیز عبارت اُس کی صاف اور شستہ دھنگ اُس کے لکھنے کا نفا اور مددہ تصویر میں ایک خاص تاثیر ہی اُس کا پائی اپنے آپ کو مصالح دین و دنیا سمجھے کہ اُن دینی باتوں کو جو رسم و رواج سے ملکر ایک خاص خاصیت پر ہو گئی ہیں یا اُن چیزوں کو جو مذهب میں داخل نہ تھیں اور اُس میں مل گئی ہیں اصلاح کر کے اپنی اصلی حالت پر لانے کا ارادہ کرتا ہی اور اُن چیزوں کو جو اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی برتاؤ اور معاملات میں تقصیر اور خرابی پیدا کرنے والی ہیں درست کرنے میں اپنی سعی ظاہر کرتا ہی اور بلاشبہ پہلے دروزں ارادے نیک اور مقید اور قابل تعریف کے ہیں اور اس سبب سے وہ مستحق ہی کہ اُسے معتمدین و ناصحین یا مصالح دین یا مجدد تیرہ صدی + کہا جاوے *

+ مجدد کے سال کا حساب ہوتا ہی سال ہشت یعنی ثبوت سے اور اس سبب سے یہ شخص تیرہویں صدی کا مجدد نہیں ہی بلکہ تھیک چودھویں صدی کا مجدد ہی ۱۲ مہتمم

قدم رھا اور یہ خیال کر کے کہ اگر میں کامیاب ہوا تو نقد نوبت نور عظیماً اور اگر اپنے جیتے جی مراد پر نہ پھونچا اور دل کی حسرت دل کے ساتھ لیکھا تو نقد و تیج اجری علی اللہ اپنے کام میں مصروف رھا نہ اپنی قوم کے جگر خراش ماعنوں کو سکر اُنکی نصیحت چھوڑی نہ اُنکی لعنت و ملامت کی باتوں پر خیال کر کے اُنکی خیر خواہی سے باز رھا تو تھوڑے ہی دنوں میں اُسکی سچائی اور نیک نیتی اپنا نتیجہ دکھائی ہی کچھ کچھ لوگ اُسکی نصیحت کو سننے لگے ہیں چپکے چپکے اُسکی باتوں کی تصدیق کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر اُسکی لعنت و رحمت سے اور اُسکی ہجو و ستائش سے مبدل ہو جاتی ہی اور پھر وہی قوم اُسے اپنے نظر و عزت کا ذریعہ سمجھتی ہی چنانچہ جتنے ناصح اور مصلح اور خیر خواہ اپنی قوم کے ہوتے ہیں اُنکے تاریخی حالات ہمارے اس قول پر شاہد ہیں اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صاحب ہمت ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کی بھلائی پر کمز پاندھی ہو اور اُسی قوم کے ملامت کے تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو اور جنکی خیر خواہی پر مستعد ہوا ہو اُنہیں نے اُسے اپنا دشمن نہ جانا ہو *

جو بلند حوصلہ عالی دماغ ایسا ہوا ہی جس نے کسی زمانہ میں اپنے سچے اور صاف خیالات کو تمام لوگوں کے خیالات کے مخالف صاف صاف ظاہر کیا اور نفاق اور حیلہ کا لباس اوارا کر نہایت صداقت اور ایمان سے اپنے دلی عقاید کو ملائیم بیان کیا نہ کفر کے فتویٰ سے ڈرا نہ دار پر چڑھنے اور شکنجہ مذاب میں رہنے سے خائف ہوا اور اپنی زبان کو اپنے دل کا ترجمان بنا کر حق گوئی سے نہ رکا اُس نے کونسی مصیبت اپنی قوم سے نہیں پائی اور کونسی روحانی یا جسمانی تکلیف اُنکے ہاتھوں سے نہیں اُٹھائی دے بڑے بڑے امام اور عارف جو آج اسلام کے تاج کے روشن مورتی سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے زمانہ میں زندیق اور مودت نہیں تھوڑے اور دے عالی درجہ کے محقق مدقق جو اب نظراً اسلام اور حجتاً اسلام سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے وقت میں کافر اور ملحد مشہور نہیں ہوئے جہاں تک ہم بڑے بڑے لوگوں کے حالات پر خیال کرتے ہیں سب کو حسد اور جھٹلائی عداوت کا نشانہ پاتے ہیں دیکھو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو آج ہر تہذیب نیک معتمد سمجھے جاتے ہیں اور جنکی تقلید کا ہار آج ہر دور آدمی کے گلے میں ہی صاحب الزوالے تھرایا وہ رہ باتیں اُن کی طرف منسوب کیں جنکی عقل بے، بے ادبی ہی امام مالک نے پچیس برس طبعہ کرنے والوں کے حیرت سے مسجد کا رھنا اور جمعہ و جامعہ میں شریک ہونا چھوڑا تیسرے بھی جعفر ابن سلیمان نے ستایا اور یزیدی کے ساتھ اُوت پر سوار کر کے کچھ بکچھ پھرایا اور طلاق مکرر کے سچے مسئلہ کہنے پر

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ٹھیک ہی کہ مذہب سچا رہی ہی جو بالکل عقل کے مطابق ہو مگر اُس بات پر اطمینان کر لینا جنہیں ہم نے معقول جانا ہی غیر ممکن ہی *
 میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر عقل رہنمائی کے لیئے

کافی ہوتی تو بعثت انبیاء کی ضرورت کیا ہوتی اور اگر حاکم اور حکیم ہی اپنی عقل و حکمت سے نیک و بد کی تمیز کر لیتے تو پھر وہی سب سے بڑھکر خدا شناس ہوتے حالانکہ وہی سب سے زیادہ انبیاء کے منکر ہوتے ہیں اس لئے مجھے یہ شبہ ہوا کہ جس عقل کو ہم رہنما جانتے ہیں حقیقت میں وہ رہزن ہی *
 پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اگر عقل رہزن ہی تو کیا بے عقلی اور نادانی اور جہالت رہنما ہی اور وہ چیز جسے خدا نے انسان کے ساتھ مخصوص کر دیا ہی اور جسکے سبب سے اس خاک کے پتے کو اپنی باتوں کا معرہ بنایا ہی انسان کے نیک و بد کی تمیز کر لیتے تو یہی سچا کہ نہیں بلاشبہ عقل رہنما اور انبیاء کی نبوت ثابت کرنے اور بعثت کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے سوا عقل کے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہی لیکن ہر بات کا عقل میں آجانا اور وہ چیز کی ہو شخص کو تحقیق کر لینا انسان کی قدرت سے باہر ہی اسلیئے انبیاء کا قول ہماری عقل پر مقدم ہی اور اُن کی باتیں ہماری تحقیقات پر غالب ہیں کیونکہ عقل غلطی سے محض نہیں اور انبیاء خطا سے معصوم ہیں *
 اس خیال کو میری اس بات نے آڑ بھی کر دیا کہ میں نے بہت سی باتیں انبیاء کی دیکھیں اور اُس کی تطبیق عقل سے کی لیکن میں اُس میں کامیاب نہ ہوا میرے دل نے سچا کہ نواز کے پانچ رتوں کا روزہ کے رمضان میں ہونے کا ایک ابوالہیم کے پٹائے ہوئے گھو کے طواف کرنے کا خدا کی یاد کی ایک صورت خاص قرار دینے کا سو کیا ہی میری عقل میں کوئی شبہ نہ آیا اور ہڑے بڑے محققوں کے اسرار و نکات کو دیکھا کسی پر کلمی اطمینان نہوا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ اول تو یہ اصول مذہب میں نہیں ہیں بلکہ مذہب کی تنظیم اور تکمیل کرنے والے ہیں اور دین کے شمار و علس ہیں اسلیئے نجات ابدی جو نتیجہ سچے مذہب کا ہی اس پر منحصر نہیں اور بلا باز پرس یا بعد باز پرس اور ایک معین زمانہ کے مذاب کی خلاصی ہونی ضروریات سے ہی اور دوسرے اس میں سے کوئی بات عقل کے مخالف نہیں کیونکہ عقل کے مخالف تو وہ بات ہی جو یا واقع کے خلاف ہو یا اصول اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی پوتاؤں اور حکمت منویٰ اور اصول مذہبی کے مضر ہو مگر خدا کی یاد کے لیئے وقف مقرر کر دینا یا چند روز کے لیئے ایک وقف خاص تک ترک آب و طعام کوئی اور عام و خاص کو ان قیدوں کا مفید رکھنا اور لوگوں کا تراض و واجبات کا پابند کرنا اور غلبہ سے روکنا نہ عقل کے مخالف ہی بلکہ بالکل عقل کے مطابق اور حقیقت میں نیچر کے موافق ہی کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کی تزیین میں ایک ہی قسم

+ میں نے اس معجزہ سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ جہاں مذہب و عقل کا ذکر ہو وہاں کبھی عقلی سے بھٹ مٹا نہیں بلکہ عقل انسانی سے بھٹ کر پرس ہماری عقل اِس مقام پر کہتا اِس معجزہ کے مشرب کے پرخلط ہی ۱۲ مہتمم

اُس نے مذہبی خیالات کو ایک دل پر اُتر کر والی عبارت میں جس کا عنوان ہی ”انسان کے خیالات“ ایسا ظاہر کر دیا ہی جیسا کہ ایک فرد کو گرانہ کسی کی تشبیہ کہینچ کو اُس کی صورت کو دکھا دیتا ہو اور اُس نے تیکہ اور حسن معاشرت کی خوبی اور دین و دنیا کے باہمی ارتباط کو اُن صاف اور سیدھے نظروں میں بیان کیا ہی جس کی سرخی ”ایک نادان خدا پرست اور نادان دنیا دار کی حکایت“ اور ”دین دنیا کا رشتہ“ بلا شبہ یہ مضمون ایسے ہیں کہ اگر ناراضی اور بے رغبتی اور دیگر فلاسفہ اسلام بھی چاہتے تو شاید اس سے زیادہ تہ لکھ سکتے اور ان دوسروں کو جو مثل حدیث و قدم کے ایک دوسرے ک تقیض ہیں ایک معمل پر نہ بٹھا سکتے پس آفریں ہی اُس وناور کے مددہ خیالات پر اور حیرت ہی اُس صفا اور معقن کی مالی دماغی پر بہت سا زمانہ چاہیئے کہ آسمان چکر کھارے اور اپنا دورہ تمام کرے کہ ایک ایسا فلسفی دانشمند پیدا ہو *
 میں نے اُس کی باتوں کو دیکھ کر اول ازل تو یہ خیال کیا کہ یہ روشن ضمیر حکیم صرف اپنی ذاتی شہرت اور عزت کا مالیکار ہی اور اُسی شوق نے اُس کو اس بوالعجبی پر بوانگیختہ کیا ہی مگر جب میں نے دیکھا کہ وہی خیال اُس کی ذلت اور تحقیق کا سبب ہی اور انہیں باتوں سے اُس کے ہم قدم آئے ہوا جانتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا تو میں نے خیال کیا کہ اُس پر بھی باز نہ ہوا اُس کا اور کوئی سنے یا نہ سنے اُس کا منادی کیئے جانا ہی اس بات کو دکھاتا ہی کہ نہ وہ شہرت کا طالب ہی نہ جھوٹی عزت کا خواہاں ہی تب میں یقین کیا کہ ضرور اُس کے دل میں یہ بات سماگئی ہی کہ ہماری قوم کی دینی اور دنیاوی حالتیں ابتر اور خراب ہوگئی ہیں اور بغیر اس کے نہ نہایت صلابت اور قوت کے ساتھ دور کی جارہیں اُن کا ازالہ غیر ممکن ہی وہ اس اصلاح پر مستعد ہوا ہی پس اگر اصلاح کر لی فقد فاز نرزا عظیم اگر اسی پر دایم اجل کو لیک کہا اور دنیا سے کوچ کیا بعد رنج اجرہ علی اللہ *
 مجھے اُس کے مضمونوں کے دیکھنے سے بے انتہا خیالات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی مفید اور مضر باتیں میری آنکھوں کے سامنے آئیں اور مختلف اور متناقض تصورات میرے دل میں گذرے اور اب بھی میرے دل کی وہ کیفیت ہی جو کہ اُس عاشق کے دل کی ہوتی ہی جیسے نہ مصہرب کے وصال کی امید ہو نہ اُس کے ملنے سے کامل مایوسی *
 اس صفا نے دین کی اصلاح کے لیئے یہ ایک عمدہ اصول قرار دیا ہی کہ مذہب سچا رہی ہی جو بالکل عقل کے مطابق ہو اور پھر دعویٰ کیا ہی کہ مذہب اسلام ایسا ہی ہی لیکن حقیقت میں یہ ایک ایسا دعویٰ ہی کہ جس کا ثابت کرنا نہایت مشکل ہی کیونکہ عقل کو ہم و شک سے پاک کرنا اور معقولات کو وہمیت سے جدا کر لینا ایسا مشکل ہی کہ تزیین بے معال ہی پس اگر یہ اصول نہایت

+ اُس معجزہ کا قول یہ نہیں ہی کہ سچا مذہب وہ ہی جو عقل کے مطابق ہو بلکہ اُس کا یہ قول ہی کہ جو نیچر کے یعنی قدرت و نظرت کے مطابق ہو اور اُس کیئے وہ مشکلات جو یہاں بیان ہوئی ہیں رافع نہیں ہوتیں ۱۲ مہتمم

پھر میں اس سوچ میں گیا کہ تمام عالم ناضل امام پیشوا دین کے اُن باتوں کو مانتے آئے ہیں اور سب کا خیال بالکل اُن کے مخالف ہے تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیل اور تعریف ہی تطبیق تو رہا ہوتی کہ جب اصل مذهب کی بھٹی بدستور قائم رہتی اور اُس کے اصول عقل سے مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذهب سمجھتے ہیں تو ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ مذهب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بنایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذهب ٹھہرا رکھا ہے وہ تو صریح اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالفت ہیں پس اگر وہی سمجھتے ہیں غلطی اور اُن کی نہم و رائے کے قصور سے مذهب میں شک کرنا نادانی ہی *
 پھر یہہ شیعہ دل میں پیدا ہوا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ساری اُمت محمدی کا ضلالت ہو یا غلطی ہو اجماع و ہار اور جو بات حقیقت میں مذهب کی نہ تھی وہ اصول مذهب میں داخل کر دی گئی مگر اُسی وقت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعویٰ تو وہ کر سکتا ہے جس نے سارے علماء فقہاء کی ساری تالیفات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گذرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی محدود ہے کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نہ ماننے سے پوشیدہ رہیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہ ہوئی اور تقلید نے اُن کو یہی تحقیق سے روکا کہ اُنہوں نے بجز ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اپنے خیالات کی سوائق باتوں کے کسی اُڑ بات کی تحقیق بھی نہ کی اور اگر کچھ لوگ محقق اور عالی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا کفر و ارتداد کے فتوے نے اُن کی کتابوں کو جلا دیا تقلیدی فقہاء کی حب جہا نے اُزور کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر بھی محقق اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گمنامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحیح و غلطی جیسی نہ اب ہاھو ہوئی اُس زمانہ تک ہاھو تھ ہوئی تھی اس لئے اثر متحققین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر توجہ نہ کی اسی واسطے بہت سی باتیں ویسی ہی غلط ملط رہ گئیں مگر اب جب کہ بہت سی باتیں ٹھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہے نہ یہہ اُمت محمدی کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علماء محققین کو گمراہ جاننا ہی *

پھر میں اس سوچ میں گیا کہ تمام عالم ناضل امام پیشوا دین کے اُن باتوں کو مانتے آئے ہیں اور سب کا خیال بالکل اُن کے مخالف ہے تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیل اور تعریف ہی تطبیق تو رہا ہوتی کہ جب اصل مذهب کی بھٹی بدستور قائم رہتی اور اُس کے اصول عقل سے مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذهب سمجھتے ہیں تو ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ مذهب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بنایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذهب ٹھہرا رکھا ہے وہ تو صریح اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالفت ہیں پس اگر وہی سمجھتے ہیں غلطی اور اُن کی نہم و رائے کے قصور سے مذهب میں شک کرنا نادانی ہی *
 پھر یہہ شیعہ دل میں پیدا ہوا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ساری اُمت محمدی کا ضلالت ہو یا غلطی ہو اجماع و ہار اور جو بات حقیقت میں مذهب کی نہ تھی وہ اصول مذهب میں داخل کر دی گئی مگر اُسی وقت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعویٰ تو وہ کر سکتا ہے جس نے سارے علماء فقہاء کی ساری تالیفات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گذرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی محدود ہے کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نہ ماننے سے پوشیدہ رہیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہ ہوئی اور تقلید نے اُن کو یہی تحقیق سے روکا کہ اُنہوں نے بجز ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اپنے خیالات کی سوائق باتوں کے کسی اُڑ بات کی تحقیق بھی نہ کی اور اگر کچھ لوگ محقق اور عالی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا کفر و ارتداد کے فتوے نے اُن کی کتابوں کو جلا دیا تقلیدی فقہاء کی حب جہا نے اُزور کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر بھی محقق اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گمنامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحیح و غلطی جیسی نہ اب ہاھو ہوئی اُس زمانہ تک ہاھو تھ ہوئی تھی اس لئے اثر متحققین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر توجہ نہ کی اسی واسطے بہت سی باتیں ویسی ہی غلط ملط رہ گئیں مگر اب جب کہ بہت سی باتیں ٹھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہے نہ یہہ اُمت محمدی کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علماء محققین کو گمراہ جاننا ہی *

پھر میں اس سوچ میں گیا کہ تمام عالم ناضل امام پیشوا دین کے اُن باتوں کو مانتے آئے ہیں اور سب کا خیال بالکل اُن کے مخالف ہے تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیل اور تعریف ہی تطبیق تو رہا ہوتی کہ جب اصل مذهب کی بھٹی بدستور قائم رہتی اور اُس کے اصول عقل سے مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذهب سمجھتے ہیں تو ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ مذهب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بنایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذهب ٹھہرا رکھا ہے وہ تو صریح اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالفت ہیں پس اگر وہی سمجھتے ہیں غلطی اور اُن کی نہم و رائے کے قصور سے مذهب میں شک کرنا نادانی ہی *
 پھر یہہ شیعہ دل میں پیدا ہوا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ساری اُمت محمدی کا ضلالت ہو یا غلطی ہو اجماع و ہار اور جو بات حقیقت میں مذهب کی نہ تھی وہ اصول مذهب میں داخل کر دی گئی مگر اُسی وقت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعویٰ تو وہ کر سکتا ہے جس نے سارے علماء فقہاء کی ساری تالیفات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گذرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی محدود ہے کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نہ ماننے سے پوشیدہ رہیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہ ہوئی اور تقلید نے اُن کو یہی تحقیق سے روکا کہ اُنہوں نے بجز ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اپنے خیالات کی سوائق باتوں کے کسی اُڑ بات کی تحقیق بھی نہ کی اور اگر کچھ لوگ محقق اور عالی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا کفر و ارتداد کے فتوے نے اُن کی کتابوں کو جلا دیا تقلیدی فقہاء کی حب جہا نے اُزور کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر بھی محقق اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گمنامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحیح و غلطی جیسی نہ اب ہاھو ہوئی اُس زمانہ تک ہاھو تھ ہوئی تھی اس لئے اثر متحققین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر توجہ نہ کی اسی واسطے بہت سی باتیں ویسی ہی غلط ملط رہ گئیں مگر اب جب کہ بہت سی باتیں ٹھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہے نہ یہہ اُمت محمدی کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علماء محققین کو گمراہ جاننا ہی *

کی چیز نہیں رکھی بلکہ بعض اشد ضروری بعض ضروری بعض صرف اُس کے حسن و جمال کی تکمیل کے لئے مثلاً دل و دماغ انسان کی زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں اُنکے ناک کان وغیرہ اُسکی زندگی کے پورے ہونے کے لئے ضروری ہیں باقی اُڑ ہوتی سی چیزیں مثلاً خط و خال اور مژگان و آہر وغیرہ کے صرف واسطے اُس کے حسن و جمال کے ہیں پس دین و مذهب کو بھی ایک ایسا ہی جسم سمجھنا چاہیئے جسکی زندگی کے واسطے بعض چیزیں اشد ضروری ہیں مثلاً توحید اور اقرارِ ثبوت کے بعض چیزیں اُس کے سارے تعویض کے قائم رکھنے کے واسطے لازمی ہیں مثلاً ادائے فرائض و واجبات کے بعض چیزیں اُس کے حسن و جمال کو بڑھانے والی ہیں مثلاً اُڑ بلائی نیکی اور عبادت وغیرہ کے پس یہہ بھی عقل کا تصور ہے کہ ہم ان چیزوں کو عقل کے مخالف سمجھیں *

پھر میں اس سوچ میں گیا کہ نیکیاں دو قسم کی ہیں ایک لازمی جسکا اثر اپنی ہی ذات پر محدود ہو دوسری متعدی جسکی تاثیر دوسروں پر ہو پس اصل نیکی وہ ہی جو متعدی ہی لیکن ہمارے مذهب میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ بجائے نیکی کے عقل میں بدی کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور اگر عقل ہی کو ہم تحقیق کے لئے کافی سمجھیں تو بجائے تصدیق کے مذهب کی تکذیب لازم آتی ہی خون کرنا اگر وہی مارنا جبراً مذهب کا قبول کرنا اپنے ہی ہاتھوں کو پکونا پھونکنا ضرورت کے غلام و لائق بنانا جو ہمارے مذهب کے اصول ہیں بالکل عقل کے مخالف اور اصول اخلاق کے برعکس ہیں لیکن ان میں کوئی ایسی خوبی ضرور ہے جو ہمارے سمجھہ اور ہماری عقل میں نہیں آتی *

مگر جب میں یہہ سوچا کہ کوئی بات جو عقل اور اصول اخلاق کے مخالف ہوگی وہ نیکی اور سچپی مذهب کی تعلیم نہ ہوگی اور یہہ باتیں ضرور عقل و اخلاق کے برخلاف ہیں تو بلاشبہ مذهب کی باتیں ٹھوکنی اس لئے میں غور میں پڑا اور سوچنے لگا آخر بہت دنوں کے بعد میرے دل سے پورے تقابلاً کے دور ہوئے اور اصل مذهب سے اسکی حقیقت دریافت کی تو اُن باتوں کی حقیقت ہی اُڑ کچھ پائی اونٹنی غلام کرنے کو جو اصلی نیکی کے برخلاف ہی ہمارے مذهب نے جائز ہی نہیں رکھا بلکہ اُسے قتل و رک دیا اور اُس زمانہ میں جبکہ کسی پشہر کے ذہن میں بھی اُس کی ایسی برائی نہ گذری تھی ہمارے ہی دین کے بانی نے امامنا بعد و امامداد کھکر اُس کو ممنوع ٹھہرا دیا جبراً مذهب قبول کرانے کی ہمارے مذہب میں کچھ اصل نہیں نکراہا نہ الدین ہمارے ہی مذہب کا قدرتی نشان ہی خون کرنا مارنا حق کے ساتھ بالکل اصل عقل و اخلاق کے موافق ہی روکنا خدا کی منادی کو پند کرنا اُس کے قدرتی حق کا جو ہو شخص کو ازروے قانون قدرت کے حاصل ہی تکلیف پہنچانا کسی کی جان و مال کو اطمینان سے ترہٹے دینا کسی کا حق نہیں اور جو اُسے اپنا حق سمجھے اُس کا روکنا اور اُسے ایک قدرتی حق کا مزاحم سمجھے کر اُس سے لڑنا مقلانے مخالفت نہیں ہی اور یہی منشا ہمارے ہاں کی دینی لڑائی کا ہی نہ واسطے جبراً مسلمان کرنے اور پاکرا اسلام لانے کے اور سوائے اس کے جو ملکی لڑائیاں ہوئیاں اور ہوتی ہیں وہ اصول سیاست ہی بنی ہیں نہ دین و مذہب پر *

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ہم سے اشارہ کرایہ میں بھی تو یہ بات نہ بتائی کہ یہ اتناں کی فطرتی حال کی فرضی کہانی ہے *

پھر بیٹے یہ خیال کیا کہ اگر اس قصہ کی تمثیلی اور حال کی زبان میں کہنا کذب قرآن ہی تو کوئی مسلمان پڑھا لکھا تہذیب اور انکار کے الزام سے بچ نہیں سکتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مقام پر عالمانہ نے قرآن کی ایسی ہی حقیقت بیان کی ہے مثلاً آیت: **لَا تَعْرَضُوا الْأَمَانَةَ إِلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ** کہ یہ معاملہ واقع میں ہوا ہو اور عرض امانت اور سوال جواب اور انکار اور اقرار مابین خدا اور انسان اور آسمان و زمین کے خارج میں ہوا ہو وہ بھی اُس ملکہ اور استعداد کا بیان ہی جو انسان کو دی گئی ہے اور جسکے سبب سے وہ نیکی بھی کر سکتا ہے اور یہ کلمہ صرف تمثیلی اور زبان حال کی بیان کی گئی ہے تو کیونکہ ہم ایک ہی کیفیت اور ایک ہی حالت کو ایک ہی جگہ تکمیل اور حال پر مضمحل کریں اور دوسرے کو اُس پر مضمحل کرنے سے کذب و انکار قرآن سمجھیں *

پھر بیٹے خیال کیا کہ اگر ان حکایتوں کو بھی ہم زبان حال پر خیال کر کے عقل کے مطابق کر لیں تب بھی اور بہت سی باتیں قرآن کی عقل کے مخالف ہیں قیامت کا ہونا مردوں کا اپنے پورا سے جسموں سے اٹھنا اُن کو جسمانی عذاب ہونا اُنکا درجہ اور جنت میں جانا حور و غلام کا ملنا قرآن سے ایسی ثابت ہیں کہ انکار اُنکا رہی نہیں سکتا تو پھر یہ باتیں اصول عقل سے کیونکر مطابق ہو سکتی ہیں اور مذہب اسلام کیونکر سچا ٹھو سکتا ہے *

تب بیٹے خیال کیا کہ یہ سب باتیں جملہ کے قرآن کے عوام کے سمجھانے کے لیئے بیان کی گئی ہیں حقیقت میں سوائے روحانی عذاب ثواب کے کچھ توہرگا نہ رہاں حشر اجساد ہی نہ رہاں کوئی آگ کی بوہٹی اور خانہ باغ ہی نہ درود و شہد کی ٹہریں ہیں نہ حروریں اور غلام ہیں روحانی ٹیٹھریں کو اس پیرایہ میں بیان کیا ہے *

اس مرتبہ پر پورنج کر میرو خیال رک گیا اور پھر سوچنے لگا کہ اب یہ سچا اسلام ہی یا اصلی العباد اور یہ تعلیق ہی یا کذب اور اس سے اسلام کی روشنی پھیلانے کی العباد کی تاریکی اور پھر اس طرح اور مذہب والے بھی اپنے لغو بات کی اصول عقل سے تطبیق کر سکیں گے یا نہیں اور ان کی تطبیق اور ہماری تطبیق میں کچھ فرق ہوگا یا نہیں اور اگر وہ بھی اپنی مذہبی باتوں کو ایسی ہی طرز سے اصول عقل سے ملا دیتے تو ہم کو اُن کے مذہب کی سچائی پر بھی اعتقاد لانا ضرور ہوگا یا نہیں چنانچہ آخر میرے خیال میں یہ بات آئی کہ سوائے ہمارے زمانہ کے لکھنؤ مقدس اور اقدس محقق نے کوئی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا کاش کہ میرے ان خیالات پر آگاہ ہو اور میرے ان شہادت کو دور کرے + *

۱۲

کریم بخش مقامہ
سائنس اٹاروہ حال وارہ موزاپور

+ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس مجدد مایہ رابع صفر میں سنہ ۱۲۸۹ھ نے عقائد اسلام لکھنے شروع کیئے ہیں اور اس لیئے اُمید ہو کہ اُن تمام مشکلات کا حل اُنکے تلم الہام رقم سے ہو جائیگا ۱۲ مہتمم

خوبصورت ضرورت کو دکھانا ہی اور وہ پندتا ہوس کے چھوڑنے جو اس نورانی خوش رنگ عمارت کے ارد گرد مدت سے قال دیئے گئے ہیں اور جس نے اصل عمارت کی خوبی کو چھپا دیا ہے اُس کا گراٹا ہی *

پھر بیٹے خیال کیا کہ اگر میرے ساری سیر و تاریخ کو اپنے مذہب کی غلط جانا اور لائق اصلاح و ترمیم سمجھا تمام کلام اور عقائد کی کتابوں پر بھی خط نسخ کھینچا ساری تفسیروں کو بھی لوگوں کی صحیح و غلط اقوال کا جامع جانکر دریا میں ڈالا حدیثوں کو بھی صحیح و غلط باتوں کا مجموعہ سمجھ کر کل مذہبی روایات کو عقل پر قرآن کیا تو مذہب میں صرف ایک قرآن وہ جاریگا لیکن اگر اُسکی باتیں بھی عقل کے مطابق نہ رہیں تو بس مذہب چھوڑنا اور قرآن کو بھی ایک غیر محقق باتوں کا مجموعہ ماننا پوزیگا مگر بیٹے یہ خیال کیا کہ یہ سب دوسرے اور شیطانی دھوکے ہیں اصل مذہب تو ہمارا قرآن پر ہی پس ہمارے اُسپر تمسک چاہیئے اور فقط ترہمات سے اُسکو متخالف عقل کے سمجھنا ناانہی ہی چنانچہ بیٹے سرے سے قرآن شریف کو دیکھنا شروع کیا پورا تمام نہ ہونے پایا تھا کہ آدم کا قصہ نظر پڑا جسے بیٹے خلاف واقع اور متخالف عقل کے جانا اور جس بات سے قرات تھا وہی میرے سامنے آئی چونکہ مجھے اس بات کا تو یقین ہی تھا کہ نہ جنت کوئی مادی چیز ہے نہ شیطان کا کوئی خارجی وجود ہی کیونکہ ساری دنیا کا جغرافیہ بیٹے پڑھا آدمی و زمین کا کور خاص گویج کے رصد خانہ کا بھی بیٹے دیکھا کسی میں نہ جنت کا ذکر ہی نہ کسی حصہ میں دنیا کے ایسا کوئی مقام ہے پس جسکا وجود نہ تحقیقات کے ثابت نہ جسکے ہونے پر کوئی عقلی دلیل ہی نہ ہمارے کسی حواس سے اُسکا ادراک ہوتا ہے اس لیئے میں اپنے اس یقین سے تو پھر ہی نہ سکتا تھا مگر قرآن کے اس قصہ پر شک کرنے لگا اور قریب تھا کہ میں قرآن کے کلام الہی ہونے سے منکر ہوجاؤں مگر پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے سمجھہ کو قصور ہی خدا کے کلام کے حق ہونے میں کچھ شہد نہیں اگر یہ قصہ تمثیلی اور بزبان حال مان لیا جاوے تو بالکل ٹیچر اور قانون قدرت کے مطابق ہوتا ہے لیکن اگر وہ اصلی اور واقعی گھڑا ہوا قصہ سمجھا جاوے تو حسن کی مشنوی اور یکاری کا قصہ ہوا جاتا ہے پس یہ ہمارے سمجھہ کا قصور ہی کہ ہم نے جنت کو پیلک گارتن یا خانہ باغ اور اُسکے درختوں کو اپنے باغ کے سے اشیاء اور درخت کو اپنے چارے کی سی آگ کا ذخیرہ اور شیطاں کو ایک باور سر کا راوین سمجھ رکھا ہے اور حروریں کو کشمیری کدھوں کے موافق بڑی بڑی آنکھ والی مردہیں اور ہشت کو اُنکے رہنے کا چنگل بنا رکھا ہے اگر اُسکی باتیں روحانی تعلیم سمجھی جاویں تو نہ متخالف عقل کی ہوتی ہی نہ کوئی دقت پیش آتی ہے *

اس خیال پر ازل تو میں خوش ہوا مگر پھر سوچا کہ مذہب کو مذہب سے ثابت کرنا چاہیئے پس اگر ہم ان چیزوں کے وجود سے منکر ہوں اور ان حکایتوں کو تمثیلی زبان میں ایک فرضی قصہ سمجھیں تو یہ حقیقت میں کذب ہی نہ تطبیق کیونکہ جس نے وہ قصہ بیان کیا اور جس نے اُن چیزوں کا وجود ہم کو بتایا اُس نے

بمقام عیقتہ — مطبع علیقتہ انسٹیٹیوت میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۲]

۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کنٹریبوشن کے منایب فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہی کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور اہل اس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دی جائے گی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

نمبر ۹۵

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ دوم

وہ ہستی جسکو ہم اللہ کہتے ہیں واحد فی الذات ہی یعنی مثل
اُسکے دوسری ہستی نہیں *

تمام موجودات پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو یادی النظر میں ہمکو
عجیب مختلف قسم کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور ہم سمجھتے
ہیں کہ ایک کو دوسری سے کچھ تعلق نہیں مگر جب یہ تعمق نظر
قالتے ہیں اور بخوبی سوچتے ہیں اور حقایق قدرت پر بقدر طاقت
پیشی واقفیت حاصل کرتے ہیں تب سمجھتے ہیں کہ تمام موجودات
آپس میں نہایت مناسبت رکھتی ہی اور سب کی سب ایک راہ پر
چلتی ہی ایک کو دوسری سے ایسی مناسبت ہی کہ اگر ایک چیز بھی
موجودات میں سے معدوم ہو جاوے تو اس گورکھ دھندے میں اتنا
ہی نقصان آ جاوے *

تمام موجودات ایسی تدبیر و حکمت و مناسبت سے موجود ہی
جیسے ایک گھڑی یا کل کے مختلف پرزے آپس میں مناسبت رکھتے
ہیں اور اس سے ہمکو اسباب کی ہدایت ہوتی ہی کہ یہ گورکھ
دھندا ایک ہی دانا حکیم کا نکلا ہوا اور ایک ہی کاریگر کا بنایا ہوا
ہی — اور عام عقل انسانی اس دلیل سے خدا کی وحدانیت پر اقرار
کرسکتی ہی اس لئے اس مسئلہ پر بھی ایمان لانا اسطرح ہر ایک
انسان پر فرض ہی جس طرح کہ وجود خالق کے مسئلہ پر ایمان لانا
فرض تھا *

بلاشبہ یہ مسئلہ بے نسبت پہلے مسئلہ کے کثیر زیادہ باریک
تقی جو اگر کہ نہ ٹیچرل فلاسفی یعنی مام طبیعات سے زیادہ واقف ہیں اور
جنہوں نے موجودات عالم میں سے بہت سی چیزوں کی بناوت اور پیدائش
اور بہز آن کے انقلاب کا بقدر طاقت پیشی عام حاصل کیا ہی اُن کا
یقین اس مسئلہ پر سب سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہی اور اُن سے کم
درجہ کے لوگوں کو خود کثیر قدر فور و تکر کی حاجت ہوتی ہی اور
اُس سے ادنی درجہ کے لوگ دوسرے کی تنبیہ سے متنبہ ہونے اور کسی
سے اُس کا بیان سننے کے محتاج ہوتے ہیں مگر یہ مسئلہ ایسا نہیں
ہی نہ عام عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہو تحقیقات کامل سے
خراہ خود سوچنے سے یا کسیکے سمجھانے سے انسان اُسکر بخوبی سمجھ
سکتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ اس مسئلہ پر ایمان لانا بموجب
مذہب اسلام کے تمام انسانوں پر فرض ہی — پانی اسلام نے بھی
اس مسئلہ کو کار خانہ قدرت کی دلیل سے سمجھایا ہی اور کسی جگہ
بخیر سمجھے ایمان لانے کو نہیں فرمایا *

ایک جگہ فرمایا ہی ” اسیکا ہی جو کچھ کہ آسمان و زمین
میں ہی اور جو اُسکا ہی (یا اُسکے پاس ہی) اُس کی اطاعت سے نہ
منصرف ہوتا ہی اور نہ ٹھکتا ہی رات دن اُسکی بزرگی یاد کرتا ہی
اور ذرا بھی سستی نہیں کرتا — کیا اُنہوں نے زمین کی چیزوں میں
سے کسیکو خدا ٹھہرایا ہی — اگر آسمان و زمین میں بہت سے خدا
ہوتے تو دروزں کا کارخانہ بگڑ جاتا “ *

ایک اور مقام پر پانی اسلام نے اس سے بھی زیادہ نصیح و موثر
زبان سے نیچر سے خدا کی وحدانیت پر اس طرح استدلال کیا ہی کہ
کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین اور کس نے ہوسایا تمہارے لیٹر مینہ
پہو اُس سے نہایت پر رونق باغ آگئے تمکو تو اُن کے آگنے کی قدرت
نہ تھی پہو کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی “ *

” کس نے زمین کو تمہارے رهنے کی جگہ بنایا اور کس نے اُس کے
بیچ میں نہریں بہائیں اور کس نے اُس پر پہاڑ گازے اور کس نے دوسمندروں
کے بیچ میں زمین کا پردہ پیدا کیا — پہو کیا خدا کے ساتھ کوئی
دوسرا خدا ہی “ *

” کون تمکو اندھیرے جنگلوں میں اور سمندر میں رستہ بتاتا
ہی کون مینہ بوسنے سے پہلے اپنی مہربانی کی خوشخبری دینے والی
ٹہنٹی ہوا چلاتا ہی — پہو کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی
اگر تم سچے ہو تو اُس کی دلیل لاؤ “ *

پس دیکھو کہ کس طرح پانی اسلام نے توحید کا مسئلہ صرف
کارخانہ قدرت کی حکمت اور اُس کی مناسبت سمجھا کر انسانوں کو
سمجھایا ہی — یہ نہیں کہا کہ خواہ انشراحے سمجھے خدا کو
ایک مان لو اور جیکے یہ مسئلہ ایسا تھا کہ ہر ایک انسان اُسکو
سمجھ سکتا تھا اس لئے پانی اسلام نے تمام انسانوں کو اس مسئلہ
پر ایمان لانے کا مکلف کیا اور کہدیا کہ تم اللہ عما یشرکون *

ہاں بے شک ایک شبہ اس پر وارد ہوتا ہی کہ اس تمام کارخانہ
قدرت سے جو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ خیال مک نہیں
سکتا کہ کیا عجب ہی کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ
قدرت ہو جسکو اس سے کچھ تعلق نہو اور اُس کا کارخانہ قدرت کا
ایسا ہی کوئی اور صانع اور مصالح اور موجود بالذات ازلی و
ابدی ہو جیساکہ اس کارخانہ قدرت کا ہی تو پہو توحید خدا کی
کس طرح پر ثابت ہوگی *

ہم اس شبہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ
ایک خیالی شبہ ہی جو رفع نہیں ہوسکتا مگر اسلام اور ایمان فی
بنیاد خیال پر نہیں ہی فلسفہ اور عقلیہ مباحث کو جو حالت فرضیہ

سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف	...	ما
کاپور	...	ما
جناب میثاق برواۃہرست صاحب بہادر	...	ما
صاحب جیم بنارس	...	ما
منشی محمد ذکار اللہ صاحب پرونیسر	...	ما
میور کالج الہ آباد	...	ما
جناب جان سنو بیس ایون سیٹ	...	ما
صاحب بہادر صاحب جیم غازی پور	...	ما
حاجی مرزا محمد جلال الدین صاحب	...	ما
رئیس بنارس	...	ما
سید مہربان علی صاحب رئیس گلاوٹی	...	ما
ضلع بلند شہر	...	ما
شیخ سمبھان علی صاحب رئیس بنارس	...	ما
شیخ محمد امین الدین صاحب وکیل	...	ص
عدالت دیوانی بنارس	...	ص
مولوی محمد عنایت رسول صاحب	...	ص
رئیس چوڑیا کورٹ ضلع اعظم گڑھ	...	ص
مرزا محمد سعید بخش بہادر شاہزادہ	...	ص
شوالہ	...	ص
مولوی محمد امین الدین صاحب وکیل	...	ص
عدالت دیوانی بنارس	...	ص
شیخ غوث علی صاحب وکیل عدالت	...	ص
دیوانی بنارس	...	ص
نواب محمد ہادی علی خاں صاحب	...	ص
وکیل عدالت دیوانی بنارس	...	ص
نواب محمد مبارک علی خاں صاحب	...	ص
رئیس میونہ	...	ص
سید جعفر حسین صاحب وکیل عدالت	...	ص
دیوانی بنارس	...	ص
مرزا محمد معز الدین بخش بہادر	...	ص
شاہزادہ شوالہ	...	ص
شیخ امین الدین احمد صاحب وکیل	...	ص
عدالت دیوانی بنارس	...	ص
مرزا محمد شرف الدین سکندر بخش	...	ص
بہادر شاہزادہ شوالہ	...	ص

فیہ وجودیہ ہے ہوتی ہیں یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسب نہیں
ہی مولاناے روم نے اُس کے حق میں نہایت خوب فرمایا ہی —
پائے استدلالیں چوبیس ہر

پائے چوبیس سقہ بے تمکین ہر

یقین کے لیئے ضرور ہی کہ معترض اول اسبات کا یقین دلائے کہ
در حقیقت ایسا ہی دوسرا کار خانہ قدرت موجود ہی اور اُس وقت
کہہ کہ خدا کی توحید ثابت نہیں مگر وہی و فرضی باتوں سے خدا
کی متعین ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا — مذہب اسلام کی رو سے
انسان تو صرف اسی بات کا یقین کہ تمام چیزوں کا جنکو ہم دیکھتے
ہیں اور سمجھتے ہیں اور جو وجود پذیر ہیں اُن سب کا خدا ایک
ہی ہی کافی اور کافی ہی اور اسقدر جو انسان مکلف ہی — امنابہ
والحمد للہ علی ذلک *

واذ
سید احمد

نمبر ۹۶

چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق ...

چندہ جدیدی

مولوی محمد حیدر حسین صاحب وکیل

اع

ہائی کورٹ الہ آباد

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب

الک صا

وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

حضور عالی جناب انریبل سر ولیم میور

صاحب بہادر جی سی ایس آئی نواب

لنڈنٹ گورنر بہادر خاص واسطے تعلیم

دنیاوی علوم کے بروقت شروع تعلیم

الک

جناب آنریبل آر اسپیٹکی صاحب بہادر

چستس ہائی کورٹ الہ آباد

صا

منشی الہی بخش صاحب سب انجینیئر

اور ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ ڈویژن

صا

بلند شہر

محمد شکمت اللہ صاحب رئیس ہدایوں

متعلق سفارت سابق نواب ٹونک مقیم

ما ص

لندن

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرسۃ العلوم

عبدالرحیم کوچوان ملازم سید احمد خاں لائبر
مرزا زور آور بخت بہادر شاہزادہ ... لائبر
مولوی احمد شفیق صاحب ہیڈ ماسٹر
اسکول وزیر آباد ... لائبر
ماسٹر نونچنداس صاحب سکند ماسٹر
اسکول وزیر آباد ... عصار

میزان کل
سید احمد
سکرتری

مرقوم ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۷۲ع

THE MUHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE FUND COMMITTEE.

With great pleasure and thankfulness we publish here a letter from the Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor-General to the Secretary to the M. A. O. C. F. Committee. His Excellency's munificent donation, promised under certain conditions, is worthy of the giver, and will not soon be forgotten by the Muhammedans of India. Such liberality has never been equalled by any former Governor-General of India. The promised contributions to the College Fund now amount to Rs. 30,135-7-0.

COPY OF THE LETTER.

GOVERNMENT HOUSE, SIMLA.

July 19th, 1872.

DEAR SIR,

I am in receipt of your note of the 14th ultimo enclosing the Rules for the Guidance of the Muhammedan Anglo Oriental College Fund Committee and a printed circular inviting subscriptions towards the establishment of the College. Although these papers were addressed to me personally, I have laid them both before His Excellency the Viceroy and Governor-General, and I am now directed to make the following communication to you.

His Excellency is much gratified at the active interest in the matter of education, which the present endeavour to found a college evinces on the part of

مرزا محمد قیصر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ... ع
عظیم اللہ عرف چہچو ملازم سید محمد
محمود مقدم لندن ... ع
شیخ نصرت حسین صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ... ع
مرزا محمد نادر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ... ع
خراجہ محمد عبداللہ صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس ... ص

نمبر ۹۷

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہم نہایت خوشی اور شکرگزاری سے حضور عالی جناب و سرور اور گورنر جنرل بہادر کشور ہند کے پریورٹ سکرتری کی چٹھی کی نقل جو بنام سکرتری کمیٹی خزانۃ البضائع آئی ہے اس مقام پر مندرج کرتے ہیں *

حضور جناب و سرور نے جو بشوہ کامیابی نہایت فیضانہ توشیح مطلق فرمایا ہے وہ اُن کی جاہ و جلال و شان و موتیہ کا ثمرتہ ہے — مسلمانان ہند اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے اس سے پہلے کسی گورنر جنرل نے ایسی سفارت و فیاضی نہیں کی * اب تعداد زر چندہ اس فیاض توشیح کے سبب لغایت ۲۳ جولائی ۱۸۷۲ع بقدر تیس ہزار ایک سو پینتیس روپیہ سات آنہ کے ہوئی ہے اُس کے بعد اور بھی بہت چندہ ہوا ہے جو آئندہ مشہور ہوگا *

نقل چٹھی

پریورٹ سکرتری حضور نواب گورنر جنرل بہادر

بنام

سید احمد خاں سید اس آئی سکرتری کمیٹی خزانۃ البضائع

عزیز دوست

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۳ ماہ گذشتہ معہ قواعد مجلس خزانۃ البضائع لتاسیس مدرسۃ العلوم لاسلمین اور ایک چٹھا ہوا سوکھوار واسطے چندہ مدرسہ کے میز پر پاس پہنچا — گو یہ سب کاغذ میز پر نام کے آئے مگر میں نے اُن کو بحضور عالی جناب و سرور

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرسۃ العلوم

yourself and other Muhammedan gentlemen of influence and position. His Excellency feels a deep interest in the subject of Muhammedan Education, and while it would be inconsistent with his religious opinions to give any personal pecuniary assistance to the religious teaching, which, as I understand, is to form part of the course of studies at the proposed college, he will gladly contribute to the study of "the Western Arts and Sciences," which it is one of the principal objects of the Committee to promote.

His Excellency considers, however, that any pecuniary assistance which he may render should be contingent on the interest shown in the matter by Muhammedan gentlemen themselves, and on the support afforded by them. He is not, therefore, at present, prepared to contribute any donation towards the establishment of the college, but I am desired to inform you that if the Committee succeed in establishing the college,—if the institution, when established shows a reasonable prospect of durability and general success, and if the course of instruction is such as to convince His Excellency that a really *bona fide* effort is being made to afford sound secular instruction, he is prepared to devote Rs. 10,000 to the perpetual establishment of a scholarship in some branch of European Literature or Science. Should this scholarship be ultimately established, the details connected with the method of competing for it, its tenure, &c., can form the subject of future correspondence.

"I remain,

"Dear Sir,

"Yours very truly,

"(Sd.) EVELYN BARING, CAPTAIN,

Private Secretary to the Viceroy."

To

MOULVI SYUD AHMED KHAN,

BAHADOOR, C. S. I.,

Secretary, M. A. O. C. F.,

Committee,

Benares.

د گورنر جنرل کشور ہند کے پیش کیا اور اب بموجب حکم حضور
وہسراے ممدوح کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں *

تعلیم کے باب میں جو آپ اور دیگر صاحبان مسلمان ذی مرتبہ
اور صاحب اقتدار سعی و کوشش کرتے ہیں اور جسکا ظہور ایک مدرسہ
قائم کرنے کی تدبیر میں پایا جاتا ہی اُس سے حضور وہسراے نہایت
محظوظ ہوں اور حضور جناب وہسراے مسلمانوں کی ترقی تعلیم پر
دل سے ہائیل ہیں اور گو وہ اپنے مذہبی عقاید کے موافق مسلمانوں کی
مذہبی تعلیم میں جسکو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ مجوزہ کی
تعلیم کا ایک جزو ہوگی روپیہ سے مدد کرنا ٹھیک نہرگا تاہم وہ
نہایت خوشی سے مغربی علوم و فنون کی تعلیم میں جسکی ترقی کرنا
خاص مقصد کمیٹی کا ہی تاؤد فرمائیے *

حضور جناب وہسراے کی یہ مرضی ہی کہ اُن کی مدد زر نقد سے
اُس اندازہ کے موافق ہو جسقدر کہ خود مسلمان اس معاملہ
میں اپنا شوق ظاہر کریں اور جیسیکہ وہ خود اُس میں مدد دیں پس
اس وقت کچھہ ترشیش دے دینے کو بنام قائم کرنے مدرسہ کے وہ طیار
تھیں ہیں مگر مجھکو اجازت ہوئی ہی کہ میں آپ کو اس بات سے
اطلاع دوں کہ اگر کمیٹی مدرسۃ العلوم قائم کرنے میں کامیاب ہو اور بعد
قائم ہوجانے کے اگر اُس مدرسہ سے معقول توقع عام ترقی کی پائی
جائے اور نیز سلسلہ تعلیم بھی ایسا ہو جس سے حضور وہسراے کو
یقین ہو کہ در حقیقت کامل تدبیری تعلیم میں کوشش ہوتی ہی تو
اُس صورت میں دس ہزار روپیہ عطا فرمائیے تاکہ زر مذکور سے
مغربی لٹریچر یا علوم و فنون کی کسی شاخ میں اسکالرشپ ہمیشہ
کے واسطے مقرر کیا جائے جب کہ اسکالرشپ مقرر ہوجائے تب اُسکی
تفصیل کی بابت متعاقب تہذیب ہوگی *

رات—م

آپ کا دوست صادق

ارویں بیرنگ ٹپتان

ڈیپوٹ سکرٹری وہسراے

مقام شوالہ
محرکہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء

مولوی محمد نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کوت ضلع
اعظم گڑھ *

مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب بہادر رئیس پریا
سب آرڈینٹ جج اعظم گڑھ *
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی پرنسز میوز کالج
الہ آباد *

حکیم محمد حکمت اللہ صاحب رئیس ہڈایوں *
سکوتری نے چٹھی پرنٹ سکوتری حضور مانی جناب دوسراے اور
گورنر جنرل لارڈ نارٹھ یورک صاحب دام اقبالہ مورخہ ۱۹ جولائی سنہ
۱۸۷۴ ع پیش کی جس میں حضور مودود نے عام دنیاوی علوم کی
ترقی کے لئے یہ چند شرائط مندرجہ چٹھی مذکور اس مدرسہ کے لئے
دس ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *
صدر انجمن نے اس بات کی تحریک کی کہ حضور دوسراے نے
جو ترجمہ اور اپنا شوق واسطے تعلیم مسلمانوں کے بذریعہ عطا فرمائے
اس فیاضانہ توثیق کے ظاہر فرمایا ہے اُس کا دلی شکر کمیٹی کی
جانب سے ادا کیا جاوے *

صدر انجمن نے یہ بھی تجویز کی کہ حضور دوسراے کو اس بات
کی بھی اطلاع دی جاوے کہ تمام مسلمانان ہندوستان جن کی حکومت
و مہانتک کے لئے حضور ملک معظمہ نے آپ کو سامور کیا ہے
آپ کی سخاوت کے نہایت ممنون ہیں اور جب یہ مدرسہ قائم
ہو جاوے گا تو مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے یہ بڑے نظیر سفارت
ہمیشہ کو یادگار رہیگی *
سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور
ہوئی *

اُس کے بعد سکوتری نے چٹھی ہز ہائینس مشنارالملک سر سالار
جنگ بہادر کے سی ایس آئی رزبر اعظم حیدر آباد دکن مورخہ ۲۶
جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع پیش کی اور کمیٹی کو اطلاع دی کہ ہز ہائینس
نے چار ہزار روپیہ واسطے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے مرحومہ فرمایا
ہے دو ہزار روپیہ پانچل اور دو ہزار رو وقت قیام محوسہ *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ ہز ہائینس اس فیاضانہ چندہ
کے لئے کمیٹی کی جانب سے دلی شکر ادا کیا جاوے اور یہ بھی اطلاع
دی جاوے کہ کمیٹی کا خاص مقصد اور کوشش یہی ہے کہ اس مدرسہ
میں طالب عام ایسی ہی علمیت اور تفصیل حاصل کریں جیسی کہ
انگلسٹان میں اسفرورڈ اور ڈیمپوچ کی یونیورسٹیوں میں طلبا حاصل
کرتے ہیں صرف اتنا فرق رہی کہ انگلستان کی یونیورسٹیوں میں جو
میسائی مذہب کی تعلیم ہوتی ہے بدھوں اس کے ہمارے مدرسۃ العلوم

نمبر ۹۸

مدرسۃ العلوم مسلمانان

روٹنڈاں

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم
للمسلمين منعقدة ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع

مقام بنارسی

صدر انجمن

مولوی عنایت رسول صاحب *

ممبران موجودہ

مولوی محمد عارف صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکوتری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

روٹنڈاں اجلاس منعقدة ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۴ ع ۵ جولائی
سنہ ۱۸۷۴ ع جو یہ دستخط سکوتری مرتب اور کتاب روٹنڈاں میں
مندرجہ تھیں ملاحظہ ہوئیں *

اُس کے بعد بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۴ ع
کے صاحبان مندرجہ ذیل مجلس خزنة البضاعة کے ممبر مقرر ہوئے *
جناب عالی ثواب محمد نبی علی خاں صاحب بہادر سی ایس آئی
رئیس پھاسو ضلع بلند شہر وزیر اعظم راج ہے پور *

ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب رئیس میرٹھ پتروں
ہوشنگ آباد *

منشی محمد الہی بخش صاحب رئیس دیوبند ضلع سہارنپور
سب انجینئر اور ترقی محسٹریٹ ٹھونگ ڈیڑن بلند شہر *
منشی محمد اکرم صاحب رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڑھ
گورنمنٹ وکیل ضلع اعظم گڑھ *

حضرت مولوی محمد امانت اللہ صاحب رئیس غازی پور *
حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب رئیس قصبہ پھتیا ضلع
غازی پور وکیل عدالت غازی پور *
شرح محمد جان صاحب رئیس قصبہ پھتیا ضلع غازی پور وکیل
عدالت غازی پور *

شیخ فیاض علی صاحب رئیس قصبہ مڑ قاضی علیہ پڑگٹہ سورام
گورنمنٹ وکیل و انڈری مجسٹریٹ درجہ اول ضلع الہ آباد *

کے نام کے فہرست چندہ میں مندرج ہونے سے جو مشروط بہ شرایط چندہ دیتے ہیں مضر و انکار ہی — مقصد کمیٹی کا یہ ہے کہ سرمایہ جمع کرتی جاوے جب تک کہ مدرسہ قائم کرنے کے لیئے کافی ہو اگر لوگ ایسی شرطوں کے ساتھ چندہ دیں اور وہ منظور ہو تو سرمایہ کا جمع ہونا مدرسہ کے قائم ہونے پر اور مدرسہ کا قائم ہونا چندہ کے جمع ہونے پر موقوف اور منحصر ہوگا اور یہ ایک ایسا نقص ہے کہ جس سے میری رائے میں مقصد کمیٹی کا بالکل ضایع ہو جاوے گا پس میری رائے یہ ہے کہ جو چندہ ساتھ کسی شرط و قید کے آئے (سوائے کسی خاص حالت کے) فوراً نامنظور ہو *

سکرٹری نے کہا کہ مجھے اس گفتگو کے سننے سے اندوس ہی حضور ریسرے نے انہی شرطوں سے چندہ عطا فرمایا ہے اور کمیٹی نے اُس کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہیں کیا حضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا چندہ بھی قریب قریب انہی شرطوں پر مشروط ہے جن پر کچھ عذر نہیں ہوا پس میں کرنی وجہ نہیں پاتا کہ باہر صاحب کے چندہ پر اس قدر اعتراض ہوتا ہے *

مراوی محمد عارف صاحب نے منشی محمد یار خاں کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ جو کچھ سکرٹری مجلس نے ابھی فرمایا وہ سب سچ ہے مگر حضور ویرائے اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی شرائط چندہ کے قبول کرنے اور باہر صاحب کی شرائط چندہ کے منظور کرنے میں بڑا فرق ہے — اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کمیٹی دل و جان سے چندہ جمع کرنے میں کوشش کر رہی ہے — اور اگر لوگوں کا شوق ایسا ہی رہے جیسا کہ اس وقت تک ہے اور وہ لوگ ہر نقد دینے سے ایسی ہی مدد کریں جیسی کہ وہ اس وقت تک کر رہے ہیں تو اُمید تھی ہے کہ برس دو ہی برس کے اندر کمیٹی اپنے مقصد یعنی مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر کامیاب ہو جاوے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مدرسہ قائم ہو جاوے گا اور اگر بالفرض اس زمانہ میں کمیٹی کی کوششوں سے مدرسہ قائم ہونے میں ترقی ہو تو ہماری تسلیں اور ہمارے جانشین مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کر دیں گی جب تک کہ جب تک کہ کمیٹی اپنی زندگی میں مدرسہ قائم نہ کرے تو وہ خود وہ دونوں چندے باورگی اور اگر اپنی زندگی میں قائم نہ کر سکے تو اُن کے جانشین حضور ویرائے اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر سے یا اُن کے قائم مقاموں سے ہمچہ قائم ہونے مدرسہ کے چندہ پزیرنے لیں اور لوگوں سے ایسے زمانہ دراز اور بیشتر تک چندہ وصول ہونے کی کیا توقع ہے پس میری رائے

میں (جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن معتمد یونیورسٹی کے نام سے پکارا جاوے گا) مذهب اسلام کی تعلیم ہو ایک کمرہ میں اہل سنت و جماعت کی اور ایک کمرہ میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی * صدر انجمن نے اس بات کی بھی تحریک کی ہوٹھائینس کا اس تحریز کی نسبت بھی شکر کیا جاوے جو اُنہوں نے خیال فرمایا ہے کہ اگر یہ مدرسہ درست ہے قائم ہو جاوے تو حضور ممدوح بھی حیدرآباد سے چند رئیسوں کے لوگوں کو اس مدرسہ میں تعلیم کے لیئے بھیجینگے کیونکہ اس بات سے کمیٹی کو نہایت تقریر ہوئی ہے * سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرٹری نے انریبل آراسیونکی صاحب بہادر جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد کی چٹھی مورخہ ۳ جون سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی اور اطلاع کی کہ صاحب ممدوح نے تین سو روپیہ راجطے مدرسہ کے عنایت فرمایا ہے *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ صاحب ممدوح کا دای شکر یہ واجب توفیق اور بالخصوص اس طرز تحریز کی نسبت جس طرز میں صاحب ممدوح نے چٹھی لکھی ہے اور جس سے ایک فیاضانہ نیکی اور ہمدردی مسلمانوں کی تعلیم میں پائی جاتی ہے ادا کیا جاوے *

سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرٹری نے چٹھی بابو شیوا پرشاد صاحب سی ایس آئی انسپیکٹر مہکمہ تعلیم سمت سویم ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی جس میں بابو صاحب ممدوح نے انہی شرائط پر جو حضور ویرائے نے مقرر کی ہیں اور چٹھی پڑھ کر سکرٹری مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہیں اور نیز اس شرط پر کہ مدرسہ الہ آباد میں قائم ہو مدرسہ کے لیئے ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ بابو صاحب نے جو ہمدردی مسلمانوں کے ساتھ ہے سبب سچی حب وطنی کے ہے اُس کا شکریہ کمیٹی کی طرف سے ادا کیا جاوے *

منشی محمد یار خاں صاحب نے کہا کہ میں صاحب صدر انجمن کی اس تحریز سے کہ بابو صاحب ممدوح کا شکریہ ادا کیا جاوے اتفاق کرتا ہوں — اس میں کچھ شک نہیں کہ بابو صاحب نے سچی حب وطنی کے خیال سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے مگر معجربانہ قریظوں کی منظوری میں اور ایسے چندہ دینے والوں

۳ البتہ مسلمان چندہ دینے والی اپنے چندوں میں مصلحتہ ذیل شرطیں قائم کرسکتے ہیں *

(الف) اُنکا زر چندہ سود میں نہ لگایا جاوے بلکہ اُس سے کوئی جائیداد خریدی جاوے جسکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع میں مندرج ہی اور معبران کمیٹی اُن کی اس شرط کے پھلانے کے پابند ہونگے *

(ب) زر چندہ تسط وار ایک میعاد مناسب معین میں ادا کیا جاوےگا *

۴ سوائے مسلمانوں کے اور جو صاحب برائے فیاضی چندہ دیں وہ مجاز ہونگے کہ مصلحتہ ذیل شرطوں میں سے اگر کسی شرط کا منظور کرنا چاہیں تو مقرر کریں *

(الف) اُنکو اختیار ہوگا کہ اپنا چندہ صرف دنیائی علوم کی تعلیم کے لیئے مختصرص کر دیں اور کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اُس رویتہ کو اُسی کام میں لگارے *

(ب) وہ بھی اپنا چندہ بذریعہ اقساط وقت مناسب اور معین میں دے سکیں گے *

(ج) وہ اس شرط کے مقرر کرنے کے بھی مجاز ہونگے کہ بعد قائم ہونے مدرسہ کے اُنکا چندہ ادا کیا جاوےگا مگر کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ بلحاظ مقدار زر چندہ اور نیز بلحاظ حالت چندہ دینے والے کے نہ اُس سے اُمید تری چندہ وصول ہونے کی ہر وقت قیام مدرسہ (کو کہ وہ کسی وقت قائم ہو) ہی نہ نہیں اُس چندہ کو منظور یا نامنظور کرے سرکرتی کو ہدایت ہوئی کہ اس قسم کا چندہ بلا منظوری کمیٹی درج نہرسند چندہ نہوا کرے *

بعد اسکے باتفاق رائے معبران کمیٹی یہ امر قرار پایا کہ بایں شیوا پرشاد صاحب نے جو سچی حب وطنی سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہی اُس کا دلی شکر کمیٹی کی طرف سے کیا جاوے اور اسبات کی بھی اطلاع دیجارے نہ چونکہ اُن کی اخیر شرط خلاف دفعہ ۳۳ قواعد کمیٹی کے ہی اس لیئے کمیٹی اُن کا نام نامی اور بیاضافہ چندہ نہرسند میں مندرج کرنے سے معذور ہی اگر بایں صاحب اُس شرط کو موقوف کر دیں تو کمیٹی نہایت شکر کے ساتھ اُنکا چندہ قبول کریگی *

بعد اسکے شکریہ صدرا نجبین کا ادا کیا گیا اور مجلس پرعاصی ہوئی *

دستخط سید احمد
سرکرتی مجلس

میں چندہ کی نہرسند میں ایسا چندہ مندرج کرنا جس پر خود کمیٹی کو یقین نہیں ہی معض ضرور ہی *

اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ میری گفتگو تو عموماً ایسے چندوں کی نسبت ہی جو مشروط بشراط ہیں لیکن بایں شیوا پرشاد صاحب کے چندہ کی نسبت معجزہ اور بھی اعتراض ہی بایں صاحب نے مدرسہ کے اہل اباد میں قائم ہونے پر چندہ کا دینا مشروط کیا ہی اور یہ شرط برخلاف دفعہ ۳۳ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہی اگر اس شرط پر چندہ قبول کیا جاوے تو کمیٹی کی آزادی ترویگی اور گویا اسی وقت مقام مدرسہ کا تفضیہ ہوجاریگا اور یہ کارروائی خلاف قاعدہ مذکور کے ہی جسکو میں پسند نہیں کرتا *

سرکرتی نے کہا کہ انسوس ہی کہ بایں صاحب نے حضور و سوائے کی شرطوں سے بھی ایک شرط اور زیادہ کر دی پس بلحاظ اُن رجوعات کے جو میرے دروست مولوی محمد عارف نے فرمائیں میں اُن سے ہمجوری اتفاق کرتا ہوں *

مگر اس خیال سے کہ آئندہ نسبت منظوری یا نامنظوری چندوں کے معبران میں اختلاف رائے نہو میں یہ تعریک کرتا ہوں کہ نسبت قواعد چندہ کے کچھ تشریح کر دی جاوے *

کمیٹی نے اس تعریک کو پسند کیا اور دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے حسب تفصیل ذیل تشریح کی *

تشریحات

۱ کسی شخص کا چندہ یا عطیہ کسی ایسی شرط پر جو برخلاف قواعد مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہو نہ منظور ہوگا اور نہ داخل نہرسند چندہ کیا جاوےگا *

۲ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاوےگا نہ منظور ہوگا نہ درج نہرسند چندہ کیا جاوےگا — کیونکہ مسلمانوں کا فرض اس وقت چندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو نہ کہ اُس کے اجرا پر چندہ دینے کا وعدہ کرنا علامہ اسکے جو کچھ مسلمان مدرسہ کے لیئے دیتے ہیں وہ ہرجب اُن کے مذہب کے خیرات اور وقف فی سبیل اللہ ہی اور وقت دینے چندہ سے اُنکو اُس وقف کا مذہباً ثواب ملتا ہی گو کہ مدرسہ کتنی ہی مدت کے بعد کیوں نہ جاری ہو *

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۳]

یکم رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد ۳]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے عثایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجتا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط احوال اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۹۹

مسلمانوں کی قسمت

یہ سچ ہی کہ زمانہ کبھی یکساں نہیں رہتا کبھی خوش نصیبوں کو بد نصیب کردیتا ہے اور کبھی بد نصیبوں کو خوش نصیب مگر ہر ایک تغیر و تبدل کے آثار شروع ہوجاتے ہیں جس سے آیندہ کے نتیجہ کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے *

اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی قسمت کو دیکھتے ہیں کہ تقدیر انکی قسمت کو کچھ بلند کرتی ہے یا ایسا کراتی ہے جسکے سنبھالنے کی ہر کچھ تدبیر تھو *

اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مسلمان تمام ہندوستان کے اس بات کو دل سے قبول کرتے ہیں کہ ترقی دولت و حشمت و عزت و مذہب سب عمدہ تعلیم پر منحصر ہے اور اس بات کو بھی تمام ہندوستان کے مسلمان قبول کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اور انکی اولاد کی تربیت کے لیئے کسی عمدہ طریقہ تعلیم کے قایم کرنے اور اُس کے اسباب و لوازم کے بہم پہنچانے کی نہایت اشد ضرورت ہے اور اس بات کا بھی سب نو یقین ہے کہ اگر ایسا ہی زمانہ چلا گیا اور کچھ تدبیر نہ کی گئی تو یہ مرض لالچ ہوجاویگا اور اس بلا پر بھی سب کی رائے متفق ہے کہ اسکا ملاح صرف یہی ہے کہ ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم خاص مسلمانوں کے لیئے قایم کیا جارے جس میں جمیع علوم و فنون دینی اور دنیوی کی بدرجہ کمال تعلیم ہو *

اس درائے جاں بخشش کی خواہش سب کو تھی اور اب بھی ہے مگر اس خیال سے کہ کیونکر حاصل ہو ایک مایوسی ہوتی تھی اس در کا حاصل ہونا چنداں مشکل نہ تھا ہاں الیہ اعلیٰ کے حاصل کرنے کو سعی اور کوشش اور ہمت درکار تھی پس اس زمانہ میں اس کام پر کوشش شروع ہوئی ہے اور بلا شبہ اُسکا کامیاب ہونا یا نہ ہونا پوری نشانی خوش نصیبی یا بد نصیبی مسلمانوں کی ہوگی *

پس اے مسلمانوں تم اس بات پر غور کرو کہ ہمیشہ مرقع اور رت ہاتھ نہیں آتا جیسی کوشش اسوقت تک مدرسہ کے لیئے ہورہی ہے کبھی ایسی کوشش ہرنے کی توقع تھی — دیکھو خدا کی مہربانی سے کیسے اچھے سامان نظر آتے ہیں حضور جناب گارۃ نارتھ بروک صاحب ديسراے و گورنو جنرل بہادر نے اپنی جیب خاص سے ہم مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے دس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے حضور نواب الغنیمت گورنو بہادر نے اپنی جیب خاص سے عطیہ عطا فرمانے کے علاوہ گورنمنٹ کی جانب سے گرینٹ ان ایڈ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

یہ وعدہ کچھ کم نہیں ہے بلکہ ہمارے سرمایہ کو یک لخت دوگنا کردیتا ہے اگر ہم پانچ لاکھ روپیہ جمع کر لیں تو وہ اس عطیہ گرینٹ ان ایڈ سے حقیقت میں دس لاکھ ہو جاتے ہیں اور اگر دس لاکھ جمع کریں تو بیس لاکھ ہو جاتے ہیں پس ایسی بڑھتی دولت کی ہمو کو توقع تھی *

دور دور کے مسلمان بھی اپنی قوم کی ترقی کے سامان دیکھ کر خوش ہوئے ہیں اور چندہ وصول کرنے اور دینے میں کوشش و فیاضی دونوں کو کام میں لا رہے ہیں *

ہندوؤں نے بھی ہمارے ساتھ ہمدردی و فیاضی کی ہے چند قریب آدمیوں نے اور بعض بڑے آدمیوں نے بھی چندہ دیا ہے اس رقت جو کوشش ہو رہی ہے وہ ایسی کوشش ہے جس کی توقع ہوگز نہ تھی پس اب سب مسلمانوں کو زیادہ ہمت اور زیادہ کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ سعی حسب مراد کامیاب ہو *

اے مسلمانوں اس بات کو بھی تم خیال کرو کہ اگر اس وقت تم نے ہمت نہ کی اور سعی و کوشش میں کوتاہی کی اور خدا نخواستہ یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی تو پھر کبھی تمہاری بھلائی اور تمہاری بہبودی کی توقع نہوگی *

کہاں سے یہ رقت پھر ہاتھ آویگا جو اس رکت ہاتھ میں ہے *

کہاں سے یہ مرقع باقی رہیگا جو اس رقت ہے *

کون تمہارے لیئے اپنی جان اپنا مال اپنا رقت اپنا آرام تم پر نذا کرنے والا پیدا ہوگا جو پھر تمہارے لیئے کوشش و سعی کریگا *

کس کو ایسی ہمت و جرأت ہوگی کہ اس کوشش کو خدا نخواستہ ناکامیاب دیکھ کر پھر آیندہ کسی قسم کی سعی و کوشش کرنے کی ہمت کرے *

اے مسلمان بھائیوں میں خوب جائتا ہوں کہ تم میری حرکات و انحال ناخایستہ سے اس وقت ناراض ہو میرے انحال و اقوال کو تو خدا پر چھوڑ دو اور میرے حق میں یہ شعر حافظ کا پڑھو —

دیکھ از عقل می لاند دگر طاعت می باند
بیابان داوری ہا را رہ پیش دار اندازیم

مگر اس بات کو سوچو کہ جس کوشش و سعی سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی ملامت کی تعلیم کے لیئے مدرسہ قایم کیا جاتا ہے اُس سے اور میری ان باتوں سے کیا تعلق ہے *

مدرسہ کے لیئے جو تم چندہ دیتے ہو میرے لیئے نہیں ہے بلکہ اُن کے لیئے ہے جنکو تم عزیز رکھتے ہو پس کیا تم میرے لیئے اپنی قوم کو اور اپنی اولاد کو اور اپنی قوم کی اولاد کو قربانے اور مرنے دے گے *

کس تدبیر سے اُس کا نایم ہونا سمجھا ہی قطع نظر اس بات سے کہ مدبران تعلیم اُس کو بھنسنے بھال رکھیں یا کچھ تغیر و تبدل کریں تم تو اپنا نقشہ ہموک پٹلاڑ تاکہ ہموک کچھ خیال ہو کہ یہ مدرسہ العلوم کیا ہوگا اور کس طرح ہوگا اُس لہذا جو ہماری سمجھ میں ہی ہم بیان کرتے ہیں جو ابھی تک شیخ چلی کے خیالات سے زیادہ رتیہ نہیں رکھتا *

ہم اس مدرسۃ العلوم کو مہمدن یونیورسٹی یعنی دارالعلوم مسامانی بنانا اور بالکل اسکورڈ اور کیمپس کی یونیورسٹی کی (جسکو ہم دیکھ آئے ہیں) نکل اوتارنا چاہتے ہیں اور وہ نقل اس طرح پر اُترے گی *

ذکر مکانات

ایک نہایت خوش آب و ہوا شہر میں جو مقبلہ شہر ہاے گلاس نہو جس میں طالب علموں کا دل پڑھنے سے اوجاٹ کرنے کی بہت سی ترفیہیں موجود ہوتی ہیں اور نہایت چھوٹا نصیب بھی نہو اور اردہ اور مہرقی اضلاع پنجاب سے بھی بہت دور نہو (کیونکہ اُس کے مغربی اضلاع کے لیئے غالباً لاہور یونیورسٹی مفید ہو) اور نیز روہیلکھنڈ کو ٹھیک اپنے سے ملاتا ہو ایک وسیع ٹکڑا زمین کا خوش نصیب جسکی مقدار پانچ سو چھ سو بیگہ پختہ سے کم نہو لیا جارے اور اُس میں سوئیں نکال کر اور درخت لگا کر بالکل پارک کے طور پر بنادیا جارے ہندوستان کے رہنے والوں نے پارک کو جو قدرتی نمونہ پر ایک قسم کا بوستان ہوتا ہی نہیں دیکھا ہی مگر الہ آباد کے رہنے والوں کو انور پارک جو بن رہا ہی دیکھ کر کچھ اُس کا خیال آریگا — اُس میدان میں مقلد ذیل عمارتیں بنائی جارہیگی *

ارل مدرسۃ العلوم جو نہایت وسیع و عالی شان مکان بنایا جاویگا اُس کے بیچ میں بہت بڑا ہال ہوگا جس میں انشاء اللہ تعالیٰ مہمدن یونیورسٹی کے جلسے اور تقسیم انعام اور بعد حضور چارٹرڈ عطاء خطاب اور حضور ریسرے ر گورنر جنرل بہادر اور جناب نواب لغٹنٹ گورنر بہادر کے تشریف لانے کے وقت اجلاس ہوا کریگا (کیا مددہ بات ہو اگر یہاں اجلاس حضور لارڈنارتھ بروک صاحب کا ہو اگرچہ یہ بات نفسی معلوم ہوتی ہی مگر خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ابھی پانچ برس آنکر رہنا ہی) *

اُسکے درنوں طرف چار کمرے پرنسپل اور پرنسپر اور ہیڈ ماسٹر کے لیئے ہونگے اور آٹے ادھر ادھر ہر ایک جوامعہ کے لیئے جدا جدا مناسب رستہ کے کمرے ہونگے اس مدرسۃ العلوم کا نقشہ کسی بڑے انجنیور سے توپ توپ نمونہ پر روز کی کالج کے پٹاپا جاویگا *

اے نا صفاں شفیت میں آپ کی نصیحتوں کا بڑا احسانمند ہوں مگر اُس دن کو اُس وقت رہنے دو اور اپنی نوم اور اپنے اہل مذہب کی خبر او اور جو کوشش اُن کی بھلائی کے لیئے ہو رہی ہی اُس میں مدد کرو *

اے مجھ پر طعنہ کرنے والے بھائیوں تم ذرا سوچو اور انصاف کرو کہ مجھ کو اتنی بھی توقع نہیں ہی کہ اگر یہ کوشش کامیاب بھی ہو جائے اور مدرسہ قائم بھی ہو جائے تو یہی اُس کے نتیجے دیکھنے تک میں زندہ رہوں پھر کیا میری ذات کو اُس مدرسے سے کچھ تعلق ہی میں تو صرف اُنہی ارگوں کی بھلائی کے لیئے جنکو تم اچھا اور اپنا پیارا جانتے ہو کوشش کرتا ہوں میں تمہارا ددکارا سہی مگر تم اپنے پیاروں کے لیئے کوشش کرو *

اے بھائی مسلمانوں تم خرب جان کر کہ یہ وقت عین تمہاری قسمت آزمائی کا ہی اگر تم ہوشیار نہوگے اور اس مدرسہ کے قائم ہونے میں دل و جان سے مدد نہدوگے تو تم یقین جان لینا کہ کیا کچھ مصیبتیں نہوئیں جو تم پر اور تمہاری اولاد پر نہ پڑیں گی گو ہم اُس وقت نہوگے مگر ہمارے یہ چند کلمے محبت و درد آمیز تمہارے سامنے موجود ہونگے *

الہی تو اپنے بندوں مسلمانوں کو توفیق نیک دے اور اُن کے دل کی آنکھوں کو روشن کر تاکہ وہ موجود حالت کو دیکھیں اور آئندہ کی حالت کو سمجھیں سچ ہی — تمز من تشاء و تدل من تشاء پیسک الخیر انک علی کل شی قدیر *

رات —

سید احمد

نمبر ۱۰۰

مدرسة العلوم مسلمانان

ہم سے لوگ باصرار پوچھتے ہیں کہ مدرسۃ العلوم مجبورہ میں طریقہ تعلیم کیا ہوگا اور اُس تعلیم میں اور گورنمنٹ کالجوں کی تعلیم میں کیا فرق ہوگا اور جو لڑکے اُس میں رہیں گے وہ کیونکر تربیت پاریں گے اور جو لڑکے وہاں کڑھیں گے وہ کیونکر داخل ہونگے *

ہم جواب دیتے ہیں کہ جب مدرسۃ العلوم قائم ہوگا تو ایک جدا کمیٹی اُس کے انتظام کی مقرر ہوگی جو سینڈیکٹ یعنی مجلسی مدبران تعلیم کہلا چکی اور جس میں مسلمان بلا لحاظ فرقہ شریک ہونگے اُس کمیٹی کی راہ پر اُن سب باتوں کا انتظام منحصر ہوگا — مگر وہ لوگ اس جواب پر بس نہیں کرتے اور یہ بات کہتے ہیں کہ ہر گاہ تم اس کے پانی ہو تو تم بتاؤ کہ تم نے کیا نقشہ سرچا ہی اور

ہفتم ایک جگہ انگریزی دوائی خانہ معہ ایک نیشنل ڈاکٹر اور
کپوٹر کے رہنے کی جگہ اور ایک یونانی دوائی خانہ جسمیں ہوا ساز
کے رہنے کی بھی جگہ ہوگی تعمیر ہوگا *
ہشتم ایک ہنگہ آؤز بنایا جارہا جو بٹام شفا خانہ نامزد ہوگا
اس لیے کہ اگر کوئی لڑکا کسی قسم کی بیماری سے دفعتاً بیمار ہو جائے
تو اُس میں رہے *

نہم مکانات اصطبل اور شاگرد پیشہ و باررچیفانہ اور گردام بنار
مناسب تعمیر ہونگے *

ذکر رہنے لڑکوں کا مکانات مدرسہ میں

جو لڑکے اُن مکانات میں سکونت اختیار کریں گے اُن پر اُسطرح
جسطرح کہ کیمرچ اور اسکورڈ کے کالجوں کے لڑکوں پر گرجا میں جانا اور
نماز میں شریک ہونا ضرور ہی اپنی اپنی مسجدوں میں جانا اور
نماز میں شریک ہونا فرض ہوگا یعنی اوکڑ کو پانچویں وقت کی
نمازوں میں حاضر ہونا اور نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہوگا اور
شیعہ لڑکوں کو صرف تین وقت اسلئے کہ وہ ظہر و عصر مغرب و عشا
ساتھ پڑھ لیں گے *

جو لڑکے صرف مدرسہ میں پڑھنے کو حاضر ہونگے اُن کو ظہر
و عصر کی نمازوں میں شریک ہونا واجب ہوگا *

اگر سینڈیکٹ یعنی مدیران تعلیم سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم
کے لڑکے کو مدرسۃ العلوم میں پڑھنے کی اجازت دینے کو وہ صرف
مسجد میں حاضر ہونے اور نماز میں شریک ہونے یا اور کوئی مذہبی
کام کرنے سے پری رکھا جارہا جس طرح کہ اسکورڈ اور کیمرچ میں
غیر مذہب کا طالب علم کوچے میں حاضر ہونے اور رسومات مذہبی
ادا کرنے سے پری رکھا ہی *

جس قدر طالب علم اسکورڈ اور کیمرچ کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے
ہیں اُنکو ایک قسم کا کورٹ اور ایک قسم کی ڈپٹی ملٹی ہی تاکہ ایک
قسم کا لباس سب کا ہو جائے اس سے نہایت عمدہ فائدے ہیں جنکا
پیان اس مقام پر ضرور نہیں مدرسۃ العلوم کے طالب علموں کو بچاے
کورٹ کے کالے الیکہ کا ٹیمہ آستین چھ اور لال ترکی ڈپٹی جسکا رواج
روم اور مصر اور عرب و شام میں ہی اور اب وہ ڈپٹی خاص ترکوں
یعنی مسلمانوں کی ڈپٹی سمجھی جاتی ہی دی جارہی اس کے سزا
ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جیسا لباس چاہے ویسا پہنے *

تمام طالب علم جو مکانات مدرسہ میں سکونت رکھتے ہوں یا
نرکھتے ہوں جب مدرسہ میں یا کتب خانہ میں یا معائنہ خانہ میں
یا اخباروں کے کمرے میں آویں گے تو بغیر اُس چھ اور ڈپٹی کے آنے کے

ہم جس طرح کہ کیمرچ و اسکورڈ کی یونیورسٹیوں میں ہر ایک
کالج کے ساتھ ایک گرجا ہی اُسطرح اس مدرسۃ العلوم مسلمانان کے
ساتھ دو مسجدیں مناسب قطع پر ہونگی ایک سنہیوں کے لیے اور
دوسری شیعہ کے لیے جنکا اہتمام اُسی مذہب کے لوگوں سے متعلق
رہیگا *

سوم جسطرح کہ یونیورسٹی اسکورڈ اور کیمرچ میں ذیہ قدر
طالب علم اور امیروں اور دولت مندوں کے لڑکے رہتے ہیں اور اُنکے لیے
مکانات طیار ہیں اُسطرح اُسی احاطہ میں بطور مناسب جو لڑکوں
کے رہنے کے لیے مکانات بنائے جارہے اور بوقت ضرورت اور زیادہ
ہوتے جارہے ہر لڑکے کو ایک غسل خانہ ایک سونے کا کمرہ اور ایک
بیٹھنے اور لکھنے پڑھنے کا کمرہ ملیگا *

یہ مکانات بطور جائداد مدرسہ بنائے جارہے کیونکہ جو لڑکے
اُس میں رہیں گے اُن سے اُسکا کرایہ لیا جارہا اور بطور آمدنی جائداد
مدرسہ میں خرچ ہوگا *

ان مکانات سکونت کے شامل در بڑے ہال بھی بنائے ایک اُن
میں سے وہ ہوگا جس میں سب لڑکے کھانا کھاویں گے اور دوسرا وہ ہوگا
جس میں لڑکے چٹنی کے وقت مختلف قسم کے کھیل کھیلنے عقل یا
بدن میں قوت ہو کھیل کریں گے *

چہارم اُسی میدان میں ایک قطعہ مناسب منتخب کیا جارہا
جس میں لڑکوں کے کھیلنے کا میدان حرب کے نوش زمردین سے آراستہ
ہوگا اُس قطعہ میں گیند کھو بنایا جارہا میدانی گیند کھیلنے کی
جگہ درست کی جارہی اُسی جگہ انگریزی قطع پر یعنی پٹا ہوا
مکان کے اندر بہت بڑا حوض بنایا جارہا جو نہانے اور تیرنا سیکھنے
کے کام آریگا — اُسی کے پاس کھورڈ دروازے کا چکر ہوگا جہاں لڑکے
کھورڈے پر چڑھنا سیکھنے *

یہ سب چیزیں بطور جائداد مدرسہ متصور ہونگی کیونکہ ان
سب چیزوں کی بابت بطور نیس اُن لڑکوں سے کچھ لیا جارہا اور
کچھ حصہ اُس کا مدرسہ میں اور کچھ حصہ ان کھیل کی چیزوں
کی درستی میں خرچ ہوگا *

یہ سب اخراجات اُنہیں اسراء اور دولت مند لڑکوں سے متعلق
ہونگے جو مکانات مذکورہ بالا میں سکونت اختیار کریں گے اور اُن لڑکوں
سے جو صرف مدرسہ میں پڑھنے آئے ہونگے کچھ متعلق نہونگے *

پنجم چار ہنگے اُس احاطہ میں بنائے جارہے جس میں انگریزی
پرنسپل اور پرنس اور ہیڈ ماسٹر رہا کریں گے *

ششم ایک ہنگہ آؤز بنایا جارہا جس میں گورنر یعنی منتظم
مدرسہ جو تمام لڑکوں کی خبردار ہی اور تمام چیزوں کی نگرانی کریگا
رہا ہوگا *

تمام اسباب دلنگ وغیرہ اور پیچھوتا فرش سب منتظم مدرسہ مہیا کرینگا کسی سامان یا فرنیچر کی کسی طالب علم کو نکر و تدبیر کوئی ٹھہری * تمام خدمت گار فراش سقہ و دھوہی پارچی کھار سب منتظم مدرسہ مقرر کرینگا اور مکانات میں تقسیم کردینگا وہی تمام کام خدمت لڑکوں کی کرینگے کسی طالب علم کو اپنا خاص خدمتگار رکھنا ضرور ٹھہرا پیچڑ کسی خاص حالت کے جس کو منتظم مدرسہ منظور کرینگا *

لڑکوں کو صفائی سے رھنے کی نہایت تاکید ہرگی اور قبل اس کے کہ کوئی لڑکا سکونت کے لیئے مکانات میں داخل ہو یہ بات دیکھو ای کی جارینگی کہ جس قسم کے وہ کپڑے پہنتا ہی اُس کے پاس اسقدر تمہاد سے ہیں جن سے وہ صفائی اور اُچلے پن سے رہ سکے یا نہیں * کسی لڑکے کو اجازت ٹھہری کہ وہ گوتے اور کڈاری لگا ہوا یا بازار کا رنگا ہوا رنگین و نیم رنگ یا ایسا باریک جس میں سے بدن دکھائی دے یا ایسا تنگ جس سے چوڑی اور ہیٹ نظر آوے نیزا پھنے *

کسی لڑکے کو اجازت ٹھہری کہ وہ بہت بڑے بڑے بال جو کان کی او سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کانلیں بنائے یا پیشانی جھارے یا مٹی لکارے یا انٹروٹی و چھلے پہنے یا کسی انگلی پر مہندی لکارے *

کوئی شخص مدرسہ میں اور کوئی طالب علم جو وہاں رھتا ہی پان کھانے یا ہندوستانی حقہ یا چرت پینے کا مجاز نہ ہوگا * جو لڑکے وہاں رھتے نہیں صرف پڑھنے آتے ہوں اُن کے لیئے ایک جگہ تجویز کی جارینگی جہاں اُن کی ٹوپی اور چٹہ اور انگریزی جوتے رکھ رہینگے جب وہ مدرسہ میں آوینگے وہاں سے پہن کر چلے آوینگے اور جب جارینگے وہاں رکھ جارینگے *

جو لڑکے پڑھنے آوینگے اگر وہ صلیب رنگے اور صاف کپڑے پہنے ہوئے نہ ہوں گے تو جماعت میں بیٹھنے کی اُن کو اجازت ٹھہری * بیرون احاطہ مدرسہ بھی کچھ مکانات بنائے اور بڑائے کی نکر کی جارے گی تاکہ غریب لڑکے جو اس قدر خرچ سکونت اختیار نہیں کرسکتے اُن مکانات میں بطور خود جس طرح پڑ چاہیں رھیں *

تنبیہ و تادیب

لڑکے جو تقصیر کرینگے اُن کو کسی قسم کی سزا دینی یا ایسی سزا جس سے رفتہ رفتہ غیرت جاتی رھتی ہی نہیں دی جائیگی ماسٹرں کو اختیار ہرگا کہ جو لڑکا کچھ تقصیر کرے یا سبق یاد نہ کرے اُس کو یہ سزا دیں کہ جس قدر رت پڑھنے کا ہی اُس کے

مجاز نہ ہونگے اور مدرسہ کے رھنے والے طالب علم اُن دنوں میں جبکہ مدرسہ کھلا ہوگا اگر مدرسہ سے باہر جارینگے تو یہی چٹہ اور ٹوپی پہن کر جارینگے *

ہر طالب علم کو مدرسہ میں انگریزی جوتے اور مرزے پہن کر آنا ہوگا تنگے پاؤں پھرنے یا ہندوستانی جوتے پہنکر آنے کی اجازت نہوگی * کوئی طالب علم دھوٹی پہنکر مدرسہ میں آنے کا مجاز نہ ہوگا * تمام طالب علم جو وہاں رھتے ہونگے بعد نماز صبح پیادہ پا ہوا کھانے احاطہ میں ایک قاعدہ کے ساتھ ہونگے اور جائزوں میں قبل مغرب اور گرمیوں میں بعد مغرب کازیوں میں ہوا کھانے جارینگے اُنکے لیئے ایک قسم کی گاڑیاں ہوا کوری کی جسمیں جوڑی گھوڑوں کی جتنی ہوگی اور سولہ یا بارہ لڑکے اُس میں بیٹھہ سکیں گے مہیا اور موجود رھینگی *

لڑکوں کے پڑھنے اور کھانے اور کھانے اور سونے اور نہانے اور کپڑے پانے کے سب رت میں ہونگے اور ہر لڑکے کو اُس رت رت رھتی کام کرنا ہوگا جو اُس رت کے لیئے مقرر ہی یہاں تک کہ جو رت سونے کا ہی اگر طالب علم چاہے کہ میں اُس رت پڑوں اور تھوڑی دیر کے بعد سوؤں تو وہ ایسا نہیں کرسکتی بلکہ اُس کو ضرور ہرگا کہ سونے کے رت پڑ سو رھے اگرچہ بالفرض نید نہ آوے تو دلنگ پڑ آکھیں بند کیئے پڑا رھے *

کھانے کے متعدد قسم کے کھیل کے سامان موجود ہونگے اور جو کھیل جس کو پسند ہوگا وہ اختیار کرینگا گھوڑے پڑ چڑھنا بندرد لگانا تیرنا یہ سب کام بھی مناسب طرز اور اندازہ پڑ سکھایا جارینگا * الفاظ بد جو لڑکوں کی زبان پڑ چڑھ جاتے ہیں اُن کے بولنے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو جھوٹا کھہ پیتھیکا کہ وہ ہمنواز دشنام سخت کے سمجھا جارینگا *

تمام طالب علم مدرسہ کے رھنے والے ایک کمرہ میں ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھارینگے طرز کھانے کا یا تو مثل لڑکوں کے ہوگا جو میز کرسی پر بیٹھ کر کھاتے ہیں یا مثل عربوں کے ہوگا جو زمین پر بیٹھ کر اور چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں *

ان دوتوں طریقوں میں وہ طریقہ اختیار کیا جارینگا جس کو خود لڑکے کثرت رائے سے پسند کرینگے *

تمام چیزیں کھانے کی وقتاً فوقتاً پکائی جارینگی اور ہر موسم کا حصہ بھی لڑکوں کو مناسب طور سے دیا جارینگا اور ہر ہفتہ میں ایک خاص کھانا خود لڑکوں کی نمائش سے پکایا جارینگا جسکو بڑے خود اپنی کثرت رائے سے قرار دینگے بشرطیکہ پانچاٹھ موسم کے وہ حصہ کو مقرر نہو *

یہاں اُس روپیہ کی آمدنی سے ہوگی جو چندہ سے جمع ہوتا ہے تو بھی نیس ماہرواری اور نیس داخلہ لینے کا قاعدہ جاری رہیگا البتہ ممبران کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ جو غریب لوگ ہوں اُن سے نیس نہ لیں اور یہ نیس داخلہ کریں یا نہایت قلیل نیس اُس کے لینے مقرر کریں اس تدبیر سے غریب اور محتاج لڑکوں کی تعلیم میں بھی ہرج نہرگا اور ذی مقدر لڑکوں کی نیس سے آمدنی مدرسہ میں اضافہ اور پھر وہ نیس اُنہی لڑکوں کی تعلیم میں صرف ہوگی *

طریقہ تعلیم

انگریزی کالجوں میں تمام طالب علموں کو یکساں علوم پڑھائے جاتے ہیں جو چیزیں ایک لڑکا جانتا ہے وہی درسوا جانتا ہے گویا وہاں کے طالب علم مثل چھاپہ کی کتابوں کے پڑھتے ہیں یہ طریقہ پسندید نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے علوم کی جدا جدا شاخیں مقرر ہونگی اور طالب علموں کو اختیار ہوگا کہ جس قسم کا علم تحصیل کرنا چاہیں اُس میں داخل ہوں *

ابتدائی تعلیم البتہ سب کی یکساں ہوگی اور وہ علوم بقدر حاجت کے سب کو یکساں پڑھائے جائیں گے جو دیگر علوم کے لینے بمنزلہ اللہ کے ہیں اور جو عام تعلیم کہلاتی ہے جسکی واقفیت عموماً سب کو چاہیئے مگر اُس درجہ تک تعلیم پانے کے بعد حسب تفصیل ذیل جدا جدا قسمیں علوم کی بنیادی جارجینی اور ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جو نسا علم چاہے اختیار کرے پھر اُسی میں اُس کی تعلیم ہوگی اُسی میں اُس کا امتحان ہوگا اُس میں خطاب پاریگا اور اُسی عام کا عالم کہلاریگا اور وہ قسمیں یہ ہونگی *

اول عام ادب — یعنی علم انشاء جسکو زبان دانی کہتے ہیں صرف تین زبانوں کا علم انشاء سکھایا جائیگا انگریزی — عربی فارسی — اور فارسی میں اُردو بھی شامل سمجھی جائیگی * کسی لڑکے کو مجبور نہ کیا جائیگا بلکہ اُس کو اختیار ہوگا کہ ان زبانوں میں سے جو تہی زبان کا چاہے عام ادب سیکھنا اختیار کرے اور چاہے دو زبانوں کا علم ادب سیکھنا پسند کرے *

زبان دانی حقیقت میں کوئی علم نہیں ہے لیکن جو کہ اب ہم مسلمانوں کے لینے عربی و فارسی ایسی ہی غیر اور اجنبی زبان ہوگئی ہے جیسیکہ انگریزی ہی اسلئے ہم کو اُن زبانوں کا حاصل کرنا ہی بمنزہ ایک علم کے ہوگیا ہے اور اب ہم کو زبان دانی میں کامل ہونے کی تہایت ضرورت ہوگئی اور ہماری بہت سی دنیوی ضرورتیں بلکہ دینی ضرورتیں بھی کامل زبان دانی پر منحصر ہوگئی ہیں خصوصاً انگریزی زبان کی تہایت عمدہ اور کامل زبان دانی پر *

علامہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ اور پڑھے اور اُس کو چھٹی اُڑ لڑکوں کے ساتھ نہ دی جاوے یا جماعت میں وقت معین تک کھڑا کر دیا جاوے تاکہ اور لڑکے دیکھیں کہ اس نے تقصیر کی ہے اگر اس سے بھی زیادہ سزا کے لائق تقصیر ہو تو ہیڈ ماسٹر کے پاس رپورٹ ہوگی اور ہیڈ ماسٹر دریافت حال کرنے کے بعد یہ سزا دے سکیگا کہ ایک خاص تپائی پر معین معین تک اُس کو کھڑا کر دیا اور ایک کاغذ کی ٹوپي جس پر اُو کی صورت بنی ہوئی ہوگی رکھ دیا *

یہ سزا بھی کم عمر طالب علموں کو دی جائیگی مگر جو طالب علم ہوشیار اور سمجھدار ہوئے ہیں اُن کو صرف تہامیش زبانی ہوگی اور جو لڑکا ایسا نالایق ہوگا کہ اُس قسم کی سزائیں سے اُسکو غیوت نہوگی اور شرارت چھوڑیگا تو مدرسہ سے خارج کیا جائیگا تاکہ اور لڑکے اُس کی بد خصلتیں نہ سیکھنے پاریں *

جو لڑکے کسی قسم کے کھیل میں شوارت کریں گے اور خلاف قاعدہ عمل کریں گے اُن کی سزا بھی ہوگی کہ چند مدت کے لینے وہ اُس کھیل سے خارج کیئے جائیں گے اور اُس میں شامل نہوئے *

جو لڑکے آپسکی ملاقات اور سوسائٹ پاتوں میں کوئی تقصیر کریں گے وہ چند روز کے لینے سوسائٹی سے خارج کر دیئے جائیں گے نہ اُن کو ساتھ کھانا ملیگا نہ ساتھ کھیلنا نہ ساتھ رہنا نہ کسی لڑکے سے ملنا اور بات چیت کرنا اور جس لڑکے کے لینے یہ سزائیں کانی نہوئے وہ مدرسہ سے خارج کیا جائیگا *

جھوٹ بولنا کو وہ کیسی ہی خفیف بات میں کیوں نہو ایک بہت بڑا جرم سوسائٹی کا سمجھا جائیگا اسطرح کسیکو جھوٹ نہہ بیٹھنا جرم سوسائٹی متصور ہوگا کہ اُس شخص نے جھوٹ ہی کیوں نہ بولا ہو *

حالت بیماری

کسی قسم کی بیماری کی حالت میں فی الفور ڈاکٹر صاحب سے یا ہندوستانی طبیب سے جو مدرسہ سے متعلق ہوگا حسب مرضی لڑکوں کے مربیوں کے رجوع کی جائیگی دونوں قسم کے دوا خانہ سے دوا ملیگی اور فی الفور اُن کے مربیوں کو اطلاع دی جائیگی تاکہ جس طرح اُن کی مرضی ہو اُس کے مطابق کیا جاوے — یہ تمام طریقے تو لڑکوں کے رہنے اور تربیت پانے کے تہی اب اصل مقصد جو تعلیم ہی وہ بیان کیا جاتا ہے *

طریق داخلہ و نیس

یہ بات خوب یاد رکھئے کہ ہر شخص کو آمدنی مدرسہ کے اضافہ ہونے کی فکر نہہی چاہیئے کیونکہ جس قدر آمدنی زیادہ ہوگی اُس قدر عمدہ سامان تعلیم مہیا ہوتا جائیگا اس لینے کو کہ اُس مدرسہ کی

پنجم علم الہیات اسلامی اس قسم میں علم عقاید علم تفسیر علم فقہ علم حدیث اصول فقہ اصول حدیث علم سیر علم کلام داخل ہونگے *

اس پانچویں قسم کے لیئے در حصہ جداگانہ ہونگے ایک سنہیں کے لیئے ایک شیعوں کے لیئے اور جدا جدا مدرس بھی ہونگے اور اس قسم کی تعلیم کا انتظام بھی جدا جدا ممبروں سے متعلق ہوگا سنی مذہب کے ممبر سنہیں کی اس تعلیم کا اور شیعہ مذہب کے ممبر شیعہ مذہب کی تعلیم کا انتظام کریں گے *

نہایت سبقتی کے ساتھ رہن ہوگی کہ کسی وقت اور کسی موقع پر شیعہ و سنی لڑکے آپس میں کچھ ذکر مذہب کا نکلیا کریں گے اور جو طالب علم کریگا وہ سوسٹیٹی کے برخلاف کام کرنے کے جرم کا مجرم متصور ہوگا اور سوسٹیٹی سے ملحدہ کر دیا جاویگا *

زبانیں جنہیں علوم تعلیم ہونگے

ایک حصہ اس مدرسہ کا انگریزی ہوگا اُس میں تمام علوم و فنون جو اُپر مذکور ہوئے سب انگریزی میں پڑھائے جاویں گے الہو ایک طالب علم کو دوسری زبان بھی مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی لیٹن و اُردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اُسکو بشمول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی عربی یا فارسی یا اُردو کسی ایک زبان میں پڑا لیٹن ہونگی *

دوسرا حصہ اس مدرسہ کا اُردو ہوگا اور تمام علوم و فنون مذکورہ بالا سب اُردو میں پڑھائے جاویں گے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک طالب علم کو دوسری کوئی زبان مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی انگریزی یا فارسی یا عربی *

تیسرا حصہ اس مدرسہ کا عربی فارسی کا ہوگا اور یہ حصہ اُن لڑکوں کے لیئے ہوگا جو عربی یا فارسی کا علم ادب یا مسلمان مذہب کی الہیات پڑھنی چاہتے ہوں جو قسم پنجم تعلیم ہی اس میں اکثر طالب علم دوسرے حصہ مدرسہ کی تحصیل تمام کرنے کے بعد ترقی کر کر آویں گے اور ایسے طالب علم بھی داخل ہونگے جنہوں نے خارج از مدرسہ کہیں تعلیم پائی ہو اور صرف اُن ہی دونو قسموں کے علوم کو پڑھنا چاہتے ہوں اور اُن علوموں کے پڑھنے کی لیاقت و استعداد بھی رکھتے ہوں *

مدرسان و پروفیسران

ہر ایک حصہ مدرسہ میں نہایت امی درجہ کی تعلیم ہوگی اور نہایت لائق قابل پروفیسر و مدرس ہر حصہ کے لیئے ہونگے پرنسپل انگریزی مدرسہ نہایت نیک اور نہایت لائق اور نامی شخص ہوگا

اسی قسم سے متعلق رہیگا علم تاریخ اور جغرافیہ کیونکہ علم ادب اور تاریخ و جغرافیہ بالکل لازم و ملزوم ہیں علم ادب پڑھانے کو تاریخ کا سکھانا اور تاریخ کے لیئے جغرافیہ کا سکھانا لازم و ضرور ہی *

اسی قسم میں ہر ایک زبان کی جسمیں علم ادب پڑھا جاوے صرف و نحو و معنی و بیان و عروض و قافیہ سب داخل ہی اور مشکل کتابیں نظم و نثر کی پڑھنی اور اُس زبان کی انشا پردازنی اور اُس زبان میں گفتگو کرنا و نظم و نثر لکھنی سب اس میں شامل ہی *

انگریزی زبان کا علم ادب سیکھنے والوں کو لیٹن زبان کا سیکھنا بھی ضروریات سے ہوگا اور گریک یعنی یونانی کا بھی کسیقدر اُس کے ساتھ سیکھنا طالب علم کی خوشی پر منحصر ہوگا *

دوم علم ریاضی — اس علم کی چھتیس شاخیں ہیں اور اس میں تمام علوم جو ہندسہ اور حساب اور جبر مقابلہ اور ہیئت و مثلث و علم جزئیات و کلیات اور ہندسہ بالجبر اور علم مناظر وغیرہ سب شامل ہیں *

اسی شاخ میں انجینیئری اور علم آلات یا علم جو ٹیک علم حرکت و سکون علم آب علم ہوا اور پیمائش اور نقشہ کشی اور طیارہ و تضمینہ نقشہ مکانات شامل رہیگا *

سوم علم اخلاق — اس قسم میں علم اخلاق اور علم قوی انسانی اور علم منطق اور فلسفہ معہ اصول علم حکمت اور علم سیاست مدن یعنی اصول گورنمنٹ اور علم انتظام مدن اور اصول قوانین اقوام قدیم اور اصول قوانین اقوام مختلفہ جوائنٹونیشنل لا کہلاتا ہی اور اصول قوانین مروجہ زمانہ حال سب داخل ہیں *

اسی میں شامل ہیں تاریخ قوانین اور دم کبیر کے پڑانے قوانین جن پر قوانین اقوام یورپ زمانہ حال مبنی ہیں *

چہارم علم طبیعیات یعنی وہ علوم جو انگریزی زبان میں نیچرل سینسز کہلاتے ہیں اور اُس میں مفصلہ ذیل علوم داخل ہیں *

کیمسٹری یعنی علم کیمیاء *

میتالوجی یعنی علم معدنیات *

جیا لوجی یعنی علم طبقات الارض *

یاڈنی یعنی علم نباتات *

زوالوجی یعنی علم حیوانات *

علم تشریح *

علم برق وغیرہ *

مدرسہ کی بنیاد کے دن جس قدر حکام انگریزی اور نامی رؤساء و راجگان و نوابان موجود ہوئے اُن سب کے نام سنگ مرمر پر کندہ ہوئے اور وہ پتھر مدرسہ کے بڑے حال میں لگایا جاویگا — ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ اُس پتھر پر سب سے اول لارڈ نارٹھ ہرک ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کا نام نامی ہوگا *

علاوہ اس کے سنگ مرمر پر اُن تمام لوگوں کے نام نامی جنہوں نے پانسو روپیہ یا اُس سے زیادہ چندہ دیا ہوگا معہ تعداد چندہ کندہ ہوکر مدرسہ کے بڑے حال میں لگایا جاویگا تاکہ آئندہ کی نسلیں یاد رکھیں کہ کون لوگ اُن کے سوبی ہوئے تھے *

جو لوگ بڑے بڑے حامی اس مدرسہ کے ہوئے ہیں اُن کی روغنی تصویریں قد آدم نہایت عمدہ سنہری چوکھٹوں میں لگی ہوئی ہمیشہ کی یادگاری کے لیئے مدرسہ میں رکھی جاویں گی *

اور اُمید ہے کہ سب سے پہلے تصویر لارڈ نارٹھ ہرک ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کی ہوگی اور ہندوستانیوں میں اپنی قوم کے خیرخواہ جناب عالی خلیفہ سید مصطفیٰ حسن صاحب رزیر اعظم راج پٹیلہ کی ہوگی جنہوں نے نہایت توجہ اس کام میں فرمائی ہے *

ہم کو یہ بھی اُمید ہے کہ حضور عالی جناب نواب محمد نلب علی خان بہادر والی رام پور کی جانب سے اس مدرسہ کے لیئے ایسی مدد ملیگی کہ ہندوستانی والیان ملک میں سب سے اول اُن کی تصویر رکھی جاویگی اور خدا ایسا کرے کہ انہی کے پاس اُنکے وزیر اعظم مولوی محمد عثمان خان صاحب کو جگہ ملے *

یہ سب باتیں ابھی تو مسئلہ ایک خراب کے ہیں یا تو خدا نضر اسے دے دے کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی یا انشا اللہ تعالیٰ ہمیں اُس کا ظہور ہو اور ٹھیک تعبیر ہوئی *

ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ ٹھیک تعبیر ہی ہوگی کیونکہ اللہ شہید من الہیۃ نہایت متبرک قول ہے *

اب دعا یہ ہے کہ خدا ہمارے کام میں برکت دے اور اس امر عظیم کو جو ہماری طاقت سے باہر ہے اپنے فضل و کرم سے پورا کر دے آمین ثم آمین *

جیسے کہ ایک زمانہ میں ڈائریکٹر پٹنار کالج میں تھے یا اب ہمارے زمانہ میں مسٹر گریفٹ صاحب پٹنار کالج میں اور مسٹر دیکن صاحب آگرہ کالج میں ہیں *

انگریزی لٹریچر کا پورنر بھی ایسا ہی عالم اور نیک شخص ہوگا جیسے کہ اس وقت میں مسٹر ڈیارتن صاحب پٹنار کالج میں ہیں *

انگریزی ٹیچرل سٹڈز اور میٹھی مٹکس کا پورنر بھی کوئی نہایت لائق اور نیک انگریز ہوگا نہایت مضبوط ارادہ ہے کہ کوئی دقیقہ عمدگی اور عمدہ تعلیم کا ذرہ گناہت نہ کیا جاوے *

علاوہ ان کے انگریزی حصہ میں ہندوستانی ماسٹر بھی ہوں گے جنہوں نے انگریزی کالجوں میں اعلیٰ تعلیم اور اور یونیورسٹیوں کے خطاب پائے ہیں *

اُردو حصہ بھی انگریزی حصہ کے انسروں کے تابع اور اُن کی نگرانی میں رہیگا اور اُس کے ہندوستانی پورنر ہوں گے جو اُن علوم کو پڑھا سکتے ہوں گے اور انسان حصہ انگریزی اُن کی مدد اور اُن کو ہدایت کرتے رہیں گے اور مضامین مشکلہ پتا دیا کریں گے *

عربی اور فارسی کے علم ادب کے لیئے ایک بہت بڑا مولوی ادیب پیش توار مشاہدہ پو نوکر ہوگا اور وہی مدرس اول کھاریگا اور اُسکے صانت پقدر حاجت اور بھی پورنر یعنی مدرسان ملازم ہوں گے *

مسلمانی علم الہیات یعنی قسم پنجم کی تعلیم کے در بڑے عالم ایک سنی مذہب کا اور ایک شیعہ مذہب کا نوکر ہوگا تانہ اپنی اپنی جماعت کو علوم مذکورہ کی تعلیم دے *

مدرسہ میں ہمیشہ مختلف علوم پر لکچر ہوا کریں گے اور مہینے میں ایک دفعہ مذہبی مدرس اپنی اپنی مسجدوں میں اپنے مذہب کے اُلوں کو مذہبی لکچر سنایا کریں گے *

خود لڑکے بھی باہم ملکر ایک کتب جس کا نام انشا اللہ تعالیٰ مسئلہ کیہوچ کی کتب کے یونین کتب کھاریگا جس کا توجہ مجلس متفقہ ہے مقرر کریں گے اور اُس میں باتوں اور دنیاوی علوم میں مباحثہ ہوا کریگا اور قراء اسپیچ یعنی دہی ہوں گے جو کیہوچ یونین کتب میں ہیں *

مدرسہ کی بنیاد جس دن رکھی جاویگی وہ دن ہمیشہ مدرسہ کی سالگرہ کا ہوگا اُس دن ہمیشہ مدرسہ کی یادگاری کے لیئے مجلسیں اور خوشیاں کی جایا کریں گی *

ہیں اور نیز اُن دلیلوں کی بھڑکی تردید کرنے کے لئے اسے مذکورہ عدم وجود آسمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر آپ ایسا ٹکڑی کے اور بالفرض آپ قرآن مجید سے وجود آسمان ثابت کر دینگے اُس کا نتیجہ کیا ہوگا یہ ہوا کہ ثمود باللہ قرآن مجید حقیقت رافع کے برخلاف ہی سمجھ کر اقامت تہذیب الاخلاق کی خدمت میں نیاز ہی اور میں چند دفعہ اُن تھریروں کو اُن کے پاس لے گیا ہوں جو اُن کے مخالف چھٹی ہیں اور اُن کو وہ تھریروں دکھلائیں اُن لوگوں نے اُنکو دیکھا اور کہا کہ مکی کے چالے سے بھی بڑی ہیں یہ سے سوجنے کے بعد اس کا منشاء یہی معلوم ہوا کہ جو لوگ اُنکے مخالف گفتگو کرتے ہیں وہ بیچ میں سے بات کو لے لیتے ہیں جو کو نہیں پکڑتے (اصلیئے وہ لوگ اُس پر کچھ توجہ نہیں کرتے *)

امید ہے کہ آپ اس بات پر بھڑکی غور کرینگے اور میری ان سطور کو اپنے اخبار میں مشہور فرما دینگے کہ اقامت تہذیب الاخلاق کے مضامین کے جواب میں جو لوگ کچھ لکھنا چاہیں وہ اس بات پر اعداد کر کے لکھیں تاکہ پھر اُن کو جائے گریز باقی نہ رہے *

نمبر ۱۰۲

چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

تعداد چندہ جسکی فہرست پہلے چھپ چکی
... عسکریہ ۷۰

چندہ جدید

ہز ایکسٹنسی ڈی ریٹ انریبل طامس
جارج بیونگ بیون لارڈ نارتھ برونک
آف اسٹو یٹن جی ایم ایس آئی
ویسٹراے اور گورنر جنرل آف انڈیا ...
شجاع الدولہ مختار الملک سید تواب علی
خان بہادر سرسارال جنگ کے سی
ایس آئی ...
بابو شیو پرشاد صاحب بہادر سی ایس
آئی ریٹس بنارس † ...
جناب خلیفہ سید محمد حسین صاحب
میر منشی سوکار پٹیل ...

† واضح ہو کہ اخیر شرمہ جو بابو صاحب نے چندہ میں لکھی تھی چھپر کھپتی میں پھٹ ہوئی وہ انہوں نے منسوخ کر دی ۔

نمبر ۱۰۱

خط

متعلق بحث وجوہ آسمان

سلامت

مخدوم مکی مکرمی ایڈیٹر اخبار تہذیب الاخلاق
بعد سلام نیاز گذارش یہ ہے کہ نیازمند نے پورچہ میو گزٹ میں وجود آسمان کی نسبت ایک مضمون چھپا ہوا دیکھ کر اُس کی نسبت ایک مریضہ خدمت میں مہتمم اخبار موصوف کے لکھا ہے چونکہ وہ آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کے بھی ملاحظہ کے قابل ہی اس لئے اُس کی ایک نقل حرف بھرف آپ کی خدمت میں اس امید سے بھیجتا ہوں کہ آپ بھی ارزاہ توازش اپنے اخبار میں اُسکو چھاپ دیں زیادہ نیاز و پس *

آپ کا خادم
محمد میو

سلامت

مکرم ہفدہ جناب ایڈیٹر صاحب میو گزٹ

آپ کے اخبار کے پورچہ جن میں آپ نے اثبات وجود خارجی شیمان پر اور اثبات وجود آسمان پر بحث کی ہے اُن کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا حقیقت میں اقامت تہذیب الاخلاق کی تھریروں جمہور مفسرین اور علمائے متقدمین کے برخلاف ہی پس جبکہ دلائل اُس کے برخلاف اور بتائید علمائے متقدمین دیکھے جاتے ہیں تو دل تھایت خوش ہوتا ہے مگر ایک مشکل نظر آتی اور وہ یہ ہے کہ اقامت تہذیب الاخلاق کا منشاء یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دلائل عام فہم اور ریاضی اور علم طبیعات سے اُن کے نزدیک یہہ بات ثابت اور متعق ہو چکی ہے کہ وجود آسمان کا جیسا کہ مسلمان خیال کرتے آئے ہیں ویسا فی الواقع نہیں ہے اور جو اعتراض کہ عام مذکورہ کی دوسے وجود آسمان کے تسلیم کرنے سے رافع ہوتے ہیں وہ اُن کی رائے میں موقع نہیں ہو سکتے اور جو دلیلیں کہ عام مذکورہ کی دوسے عدم وجود آسمان پر قائم ہوتی ہیں اُن کی وہ تردید نہیں کر سکتے بلکہ سب کو صحیح اور ٹھیک تھرو کرتے ہیں اور چونکہ وہ لوگ قرآن کو حق اور منزل من اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تو اُن کا یہی خیال ہے کہ قرآن مجید حقیقت رافع کے خلاف نہیں بلکہ مفسوین اور علمائے متقدمین نے غلطی کی ہے جو قرآن مجید کے ایسے معنی بیان کیئے ہیں کہ خلاف واقع ہیں پس آپ کا استدلال وجود آسمان پر آیات قرآنی سے اُس وقت مفید ہوگا جب کہ اول آپ اُن اعتراضوں کا جواب دینیں جو عام مذکورہ کی دوسے بھالت تسلیم وجود آسمان وارد ہوتے

سید مظفر علی خاں صاحب ناظر منصفی	مرلوی خواجه محمد یوسف صاحب
ہاتھرس ...	رئیس علیگڈہ ...
عبدالرحمن خاں صاحب داروغہ توشخانہ	حضرت مولوی سید امداد علی صاحب
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	رئیس بہاگلپور سب اردنیت چیچ گیا ...
مرلوی نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کورت	راجہ شہبہ نوراین سنگھ بہادر ...
ضلع اعظم گڈہ ...	راجہ چیکشن داس بہادر سی ایس آئی
لالہ جنی لال صاحب رئیس بنارس وکیل	رئیس مراد آباد ...
عدالت ...	راجہ پرتاب سنگھ بہادر رئیس تاجپور
مرزا ضیاء الدین بیگ صاحب مدرس	ضلع بجنور کمشنری روہیلکھنڈ ...
اسکول ہاتھرس ...	مولوی شاہ امد علی صاحب رئیس غازیپور
محمد نور صاحب صوبدار ملازم نواب صاحب	وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ...
سابق والی ٹونک ...	سراری محمد حسن صاحب رئیس
مرزا محمد علی بیگ صاحب مدرس	بدایوں مدارالمہام نواب صاحب سابق
ہاتھرس ...	والی ٹونک ...
منشی سراج الدین احمد صاحب محتر	مولوی فضل احمد خاں صاحب رئیس
بندوبست تحصیل ہاتھرس ...	دعوی قیاتی کلکٹر بہادر غازی پور ...
احمد خاں صاحب از ہاتھرس ...	منشی خواجه غلام غوث خاں بہادر میو
شیخ امجد علی صاحب محتر تحصیل	منشی محکمہ عالیہ گورنمنٹ شمالی
ہاتھرس ...	و مغربی ...
میر احمد علی صاحب مختار از مقام ہاتھرس	ایک بیگم صاحبہ کی طرف سے (خ) ...
بہادر خاں صاحب مختار از ہاتھرس ...	صاحب زانہ محمد عبدالکبیر خاں صاحب
میر امام علی صاحب از ہاتھرس ...	اقربائے نواب صاحب ٹونک ...
محمد سلیمان خاں صاحب رسالدار ملازم	ایک بیگم صاحبہ کی طرف سے (ج) ...
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد معصوم علی خاں صاحب
محمد معز اللہ خاں صاحب رسالدار ملازم	پیشکار ہاتھرس ...
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد اسماعیل صاحب رئیس
اعظم الدین صاحب جمعہ چوہداران ملازم	علیگڈہ ...
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس
محمد امان صاحب ملازم نواب صاحب	از مدرسہ عربی علیگڈہ ...
سابق والی ٹونک ...	مرزا محمد عزیز بیگ صاحب سردار
پانچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا ...	محکمہ اسسٹنٹ بانسوارہ ...
میزاں کل ...	محمد کرامت خاں صاحب کوتوال
	ہاتھرس ...

بمقام علیگڈہ — مطابع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبہ الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۳]

۲۰ رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کرنی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایب فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجتا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں صبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب ہوگا * اگر کرنی شخص کرنی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * صبرور کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۰۳

روئداد

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۵

صدر انجمن

مولوي محمد عارف صاحب *

ممبران موجودہ

سيد محمد حامد خاں صاحب *

مرزا رحمت اللہ بيگ صاحب *

منشي محمد يار خاں صاحب *

سكرتري

سيد احمد خاں صاحب بہادر سي ایس آئی *

روئدادیں اجلاس ۳۱ جولائی و ۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط سكرتري مرتب اور كتاب روئداد میں مندرج تھیں ملاحظہ ہوں *

سيد محمد حامد خاں صاحب نے کہا کہ ہماری کمیٹی کے قواعد وصول چندہ میں جو یہ امر قرار پایا ہی کہ چندہ صرف مسلمانوں اور عیسائیوں سے طلب کیا جارے اور ہندوؤں کی نسبت یہ بات تجویز ہوئی کہ اگر وہ مہربانی سے دیں تو نہایت شکر گذاری سے لیا جارے مگر درخواست نہ کرنی چاہیئے *

جس اصل پر یہ قاعدہ قرار پایا ہی وہ بلاشبہ صحیح اور مددہ ہی بیشک عیسائی گورنمنٹ جو ہم پر حاکم ہی اُس کا فرض ہی کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جو مثل اور قوموں کے اُس کی رعایا ہیں مدد کرے پس اُس سے درخواست چندہ کی کرنا کچھ بیجا نہیں تھا اور مسلمانوں کا تو خاص فرض ہی کہ وہ اپنے ہم قوم و ہم مذہب لوگوں کی تعلیم اور بھلائی میں جہاں تک ممکن ہو مدد کریں اگر بعض درخواست کرنے کے کوئی ایسا قاعدہ جاری کرنا ممکن ہوگا کہ یہ جبر اُس سے لیا جارے تو یہ مضائقہ نہوتا اور

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں سے درخواست نہ کرنے کی تجویز اس لیے کی گئی تھی کہ اس مدرسہ میں کوئی خاص طریقہ اُن کی تعلیم کا قرار نہیں دیا جاسکتا تھا بلاشبہ عام طور پر اُن کا یہی تعلیم پانا ممکن ہی ہو گا جب کہ اُن کی تعلیم عام طور پر ہو تو اُن سے خاص چندہ طلب کرنا غیر مناسب تھا اور اس لیے یہی بات مناسب تھی کہ جو ہندو رئیس ہمدان ہونے کی ہمدردی سے چندہ دے کر نہایت شکر گذاری سے قبول کیا جارے یہ کچھ اصل عام لوگوں سے بالکل مناسب رہتا ہی الا اُن راجاؤں سے جو صاحب ملک ہیں اور ہزاروں مسلمان اُن کے ملک میں بطور اُن کی رعیت کے بستے ہیں کسی طرح مناسبت نہیں رکھتا مجوزہ مدرسہ العلوم کسی خاص ملک کے مسلمانوں کو ہی فائدہ نہیں پہونچائیکا بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو فائدہ پہونچائیکا اور کچھ شیعہ نہیں ہی کہ راجاؤں کے ملک کے مسلمان جو اُن کی رعیت ہیں وہ یہی اس مدرسہ میں تعلیم پانے کو آرینگے اور جو کتابیں علوم کی بذریعہ اس مدرسہ کے جاری ہونگی اور مقبہ ہونگی اور ہو ہو ملک میں پھیلیں گی اُن سے راجاؤں کے ملک کے تمام مسلمانوں کو یہی فائدہ پہونچیکا اور جو طالب علم اس مدرسہ میں تعلیم پانے اطراف میں آرینگے اُن سے یہی ہندوستانی ریاستوں کی مسلمان رعایا کو بہت کچھ فائدہ ہوگا پس کوئی وجہ نہیں ہی کہ اُن راجاؤں سے جو والیان ملک ہیں جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعیت کے بستے ہیں چندہ کی درخواست نہ کی جاوے کچھ شیعہ نہیں ہی کہ بدوقت موتب کرنے قواعد کے اس امر پر لحاظ نہیں ہوا تھا اس واسطے میں تصدیق کرتا ہوں کہ دفعہ ۱۶ قواعد کی ترمیم کی جارے تاکہ ممبران مجلس کو اُن راجاؤں سے یہی جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا کے بستے ہیں چندہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہو *

صدرانجمن نے اس تصدیق کی تائید کی اور سب نے اتفاق شاعر کیا جو کہ بلاطالعہ رائے جملہ ممبران کمیٹی کے قواعد مذکورہ کی ترمیم نہیں ہو سکتی اس لیے بالاتفاق یہ تصدیق ہوئی کہ باقی ممبران کمیٹی سے یہی جو اس وقت شریک جلسہ نہیں ہیں نسبت اس ترمیم کے رائے طلب کی جارے *

بعد اس کے شریک صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی *

(دستخط)

سيد احمد خاں

سكرتري مجلس خزنة البضاعة

کمیٹی کے حسب تصریح اجلاس گذشتہ میٹے تمام ممبران کمیٹی سے
سوائے اُن در ممبروں کے جو ہندوستان میں موجودہ نہیں ہیں راع
طلب کی تھی جسکا نتیجہ حسب تفصیل ذیل ہے *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم منظور کی

- ۱ مولوی محمد عارف صاحب *
- ۲ سید محمد حامد خاں صاحب *
- ۳ مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب *
- ۴ منشی محمد یار خاں صاحب *
- ۵ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۶ منشی محمد سیپخان حیدر صاحب *
- ۷ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *
- ۸ ثواب محمد حسن خاں صاحب *
- ۹ شیخ غلام علی صاحب *
- ۱۰ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *
- ۱۱ شیخ محمد جان صاحب *
- ۱۲ شیخ محمد فیاض علی صاحب *
- ۱۳ مولوی محمد انوار صاحب *
- ۱۴ مولوی فضل احمد خاں صاحب *
- ۱۵ سید محمد میر بادشاہ صاحب *
- ۱۶ مولوی محمد حیدر حسین صاحب *
- ۱۷ مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب *
- ۱۸ مولوی سید زین العابدین صاحب *
- ۱۹ مولوی محمد منایہ رسول صاحب *
- ۲۰ ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *
- ۲۱ مولوی سید مہدی علی صاحب *
- ۲۲ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *
- ۲۳ مختار الدولہ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۲۴ سید ظہور حسین صاحب *
- ۲۵ مولوی محمد اسماعیل صاحب *
- ۲۶ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب *
- ۲۷ مولوی سید امداد علی صاحب *
- ۲۸ حکیم محمد حکیم اللہ صاحب *
- ۲۹ منشی محمد صدیق صاحب *
- ۳۰ سید محمد احمد خاں صاحب *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم کو نا منظور کیا

* * * * *

نمبر ۱۰۲

روڈان

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۶

صدر انجمن

ثواب محمد حسن خاں صاحب بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب *

سید محمد حامد خاں صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکرٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

روڈان اجلاس منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط

سکرٹری مرتب اور کتاب روڈان میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

سکرٹری نے چٹھی سکرٹری حضور ثواب افٹنٹ گورنر بہادر اضلاع

شمال و مغرب مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جسکے ساتھ نقل

چٹھی سکرٹری حضور عالی جناب ثواب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۹

اگست سنہ ۱۸۷۲ ع نمبر ۳۳۹ شامل تھی پیش کی + جو توجہ

کہ حضور ثواب گورنر جنرل بہادر نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی نسبت

فرمائی اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مدد کہ گورنمنٹ سے اس

مدرسۃ العلوم کے لیے ہوسکتی ہے وہ کی جارہی اور دلی توجہ حضور

ثواب افٹنٹ گورنر بہادر نے فرمائی ہے اس سب سے مطلع ہوکر تمام

ممبروں کو ایک بڑی توجہ ہوئی اور حضور عالی جناب ثواب گورنر

جنرل بہادر اور حضور جناب ثواب افٹنٹ گورنر بہادر کا شکریہ

باتفاق مجلس نے ادا کیا *

بعد اسکے سکرٹری نے اطلاع کی کہ واسطے ترمیم ذمہ ۱۶ ذراہد

+ یہ چٹھیات انگریزی میں ترجمہ اخیر میں مندرج ہیں *

اور اُن کی مدداری میں مسلمان بطور رمایا بستے ہیں (چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان لوگوں کے اور کسی سے چندہ نہ دیں درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ تھا اگر کوئی اور قوم و مذہب کا شخص اپنی غرضی سے بلا درخواست کچھ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب نے کہا کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء کو جو اجلاس ہوا اُس میں شریک تھے اُس اجلاس میں دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس کی جو تشریح کی گئی تھی اُس میں مجھ کو مقرر ہو گیا تھا کہ ممبران مجلس کو قواعد مجلس کی کسی دفعہ کے معنی اور مراد بیان کرنے اور اُس کی تشریح کرنے کا اختیار ہے مگر کوئی ایسے معنی یا تشریح بیان کرنے کا جو اصول قواعد مجلس کے برخلاف ہو یا جس سے ترمیم قواعد مجلس لازم آتی ہو اختیار نہیں ہے تشریحات مذکورہ کی تشریح دوم میں کمیٹی کو اجازت دی گئی تھی کہ صورت خاص میں مسلمانوں کا چندہ اِس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس رقم چندہ دیا جاوے گا منظور کرے *

اور تشریح چہارم کی ضمن سوم میں سوائے مسلمانوں کے اور شخص کو مجاز کیا گیا ہے کہ وہ بشرط منظوری کمیٹی شرط مذکورہ بالا پر اپنا چندہ منحصر کر سکتے ہیں *

یہ تشریحات بالکل مخالف اصول قواعد مجلس کے ہیں کیونکہ قواعد مجلس کا یہ منشاء ہے کہ قیام قیام مدرسہ چندہ جمع کیا جائے تاکہ چندہ کا یہ جمعہ ہر سال کے بعد مدرسہ جاری ہو نہ یہ کہ چندہ کا وصول ہو تا قیام مدرسہ پر منحصر ہو اِس لیے میں تحریک کرتا ہوں کہ اُن تشریحات کو منسوخ کیا جاوے یا اُن کی ترمیم عمل میں آوے *

منشی محمد یار خاں صاحب نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اُس تاریخ کے جلسہ میں شریک تھا اور میری شرکت رائے سے تشریحات مذکورہ قائم ہوئی تھیں لیکن میں اپنے دوست مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور اُس کی تائید کرتا ہوں * اِس پر قلیل مباحثہ درمیان ممبران موجودہ کے ہوا اور آخر کار اُن تشریحات کی ترمیم پر سب نے اتفاق کیا اور اُن کی ترمیم حسب تفصیل ذیل ہوئی *

تشریح موجودہ حال

تشریح ۲ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اِس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس

مقصدہ ذیل ممبروں کے پاس سے جواب نہیں آیا

- ۱ جناب مولوی محمد عثمان خاں صاحب *
- ۲ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب *
- ۳ محمد عتیق اللہ خاں صاحب *
- ۴ شیخ غیاث الدین احمد صاحب *
- ۵ منشی محمد الہی بخش صاحب *
- ۶ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *
- ۷ حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب *
- ۸ مولوی محمد نجم الدین صاحب *
- ۹ منشی محمد ذکاۃ اللہ صاحب *

مقصدہ ذیل ممبر ہندوستان میں موجود نہیں تھے

- ۱۰ حافظ احمد حسن صاحب *
- ۱۱ سید محمد محمود صاحب *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ جو کہ ثروت رائے ممبروں کی اس دفعہ کی ترمیم پر ہرگئی اسلیئے اُس کی ترمیم عمل میں آوے چنانچہ حسب مندرجہ ذیل ترمیم کی گئی *

دفعہ ۱۶ موجودہ حال

ممبروں کا ارل کام جمع کرنے سرمایہ کا ہے اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لیے مدرسہ قائم ہوتا ہے اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُنکو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہے جیسیکہ اور قوموں کی) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان در قوموں کے اور کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ تھا الا اگر کوئی اور قوم اور مذہب کا شخص اپنی غرضی سے بلا درخواست کچھ چندہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۶ ترمیم شدہ

ممبروں کا ارل کام جمع کرنے سرمایہ کا ہے اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لیے مدرسہ قائم ہوتا ہے اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اِس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُن کو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہے جیسیکہ اور قوموں کی) اور اُن راجاؤں اور مہاراجاؤں سے (جو صاحب ملک اور حکومت ہیں

ہوگا کیونکہ اُن دیہات سے مبالغہ بہ نسبت پرامیسری نوٹوں کے زیادہ حاصل ہوگا پس ہمکو جائداد خریدنے کی فکر درپیش ہی لیکن جائداد کا خریدنا حتی المقدور اُسی ضلع میں مناسب ہوگا جہاں کہ مدرسہ قائم ہو اور اگر اُس خاص ضلع میں کوئی جائداد ملے تو اُسکے قریب تو ضلعوں میں خرید کر لی ہوگی اور اس ایسے مقام مدرسہ کے تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہی پس میں تعریک کرتا ہوں کہ ممبروں سے رائے پوچھی جارے کہ کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہوگا تاکہ اُس ضلع یا اُس کے قرب و جوار کے ضلعوں میں جائداد خریدی جارے *

سید محمد حامد صاحب نے اس تعریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب نے یہ بات کہی کہ صرف ایک دو حرفی خط مقصود طلب رائے ممبروں کے پاس بھیج دینا کافی نہوگا بلکہ میں اس بات کی تعریک کرتا ہوں کہ سکرٹری کو اجازت دی جارے کہ اس باب میں وہ ایک کمیٹی تعریک کریں کہ کس ضلع میں مدرسہ قائم ہونا مناسب ہوگا اور جس ضلع میں وہ اُس کا مقام تجویز کریں اُس کی وجوہ اور دیگر اضلاع پر اُس کی ترجیح کی وجوہ تعریز کر کے کمیٹی کے اجلاس میں پیش کریں اور ممبران شریک جلسہ اُس پر بعض کر کے اپنی اپنی رائے ظاہر کریں اور وہ کمیٹی اور مباحثہ اور رائے ممبران شریک جلسہ کی اُن ممبروں کے پاس بھیجی جارے جو شریک جلسہ نہیں تاکہ وہ سب لوگ اُن مباحثوں پر غور کر کے اپنی رائے دیں *

صدرانجمن صاحب نے اس تعریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعدہ بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس کے جناب محمد معبود ملی خان صاحب خان بہادر رئیس چھتاری ضلع بلند شہر مجلس خزانۃ البصافۃ کے ممبر مقرر کیے گئے *

بعد اس کے شکریتہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خالص ہوئی *

وقت چنڈہ دیا جاوگا نہ منظور ہوگا نہ درج نہوس چنڈہ کیا جاوگا کیونکہ مسلمانوں کا فرض اسوقت چنڈہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ترمیم شدہ

۱۔ تشریح ۲ کسی شخص کا چنڈہ میسائی ہو یا مسلمان یا ہندو اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اسوقت چنڈہ دیا جاوگا نہ منظور ہوگا نہ درج نہوس چنڈہ کیا جاوگا کیونکہ وہ چنڈہ دینے والے کا فرض ہی کہ اسوقت چنڈہ دے تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ۳ میں سے لفظ (البتہ) نکال ڈالا گیا اور تشریح ۳ حرف الف میں سے الفاظ (جنکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع میں) نکالے گئے اُسکی جگہ یہ الفاظ قائم ہوئے (جنکی تفصیل ان قواعد میں) *

تشریح ۴ میں ضمن ۳ میں بالکل منسوخ اور خارج کی گئی *

بعد اسکے سکرٹری نے بیان کیا کہ جن صاحبوں نے چنڈہ پر دستخط کیئے ہیں اُنہوں نے چنڈہ بھیجنا شروع کیا ہی جن لوگوں نے اپنے چنڈہ کو مشروط بغیرد جائداد کیا ہی اُسکی تفصیل میں ملاحظہ رکھنا ہوں اور جن صاحبوں نے کوئی شرط نہیں کی اُسکی تفصیل ملاحظہ میرے پاس موجود ہی — زر چنڈہ غیر مشروط میں سے دو پرامیسری نوٹ ہزار ہزار روپیہ کے میٹے خریدے ہیں اور متفرق اور پرامیسری نوٹ اور بعض موضع معانی خریدا جاوگا اگر یہ کمیٹی حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع رجسٹری نہوگی تو تمام جائداد خاص میرے نام پر خریدی جاوگی اور میرے اور میرے وارثوں کی طرف سے منتقل ہوسکے گی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمام جائداد کمیٹی کے نام خریدی جارے اور اس لیے ضرور ہی کہ کمیٹی کی رجسٹری حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع ہو جارے پس مجھے اجازت دی جارے کہ اس کمیٹی کی رجسٹری ہونے کی حسب ضابطہ درخواست کروں *

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے اس تعریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سکرٹری نے کمیٹی سے کہا کہ زر چنڈہ جو مشروط بغیرد جائداد ہی وہ بھی وصول ہونا شروع ہوگیا ہی اور روپیہ کر بیکار پڑا رکھنا مناسب نہیں ہی اور یہ بھی میری رائے ہی کہ اگر دیہات معانی ہاتھ آریں تو اُنکا خریدنا بہ نسبت پرامیسری نوٹوں کے زیادہ مفید

[دستخط]

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

سکرٹری مجلس خزانۃ البصافۃ

چٹھی

چٹھی

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL
COLLEGE FUND COMMITTEE.

COPY No. 92 OF 1872.

From THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT,
N. W. Provinces.

To SYUD AHMED KHAN, BAHADOOR, C. S. I.,
Secretary to the Select Committee,
for the better diffusion and advance-
ment of learning among Maho-
medans in India.

Dated Nynee Tal, the 28th of August 1872.

GENERAL (EDUCATIONAL) DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

In continuation of the docket from this office, No. 2395A, dated 1st June last, having reference to the scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, I am directed to forward, for the information of the Committee, the accompanying copy of a letter from the Secretary to the Government of India, Home Department, No. 339, dated 9th August 1872, and to state that it affords His Honor the Lieutenant-Governor sincere satisfaction to be the medium of conveying so gratifying and well deserved an acknowledgment of the labors of the Committee.

* * * * *

I have &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,

Secy. to the Govt., N. W. P.

COPY No. 339.

From H. L. DAMPIER Esq.
Offg., Secy., to the Govt. of India,

To THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT OF THE
N. W. Provinces.
Simla, the 9th August 1872.

HOME DEPARTMENT—EDUCATION.

SIR,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter No. 2396, dated the 1st ultimo, forwarding, with other papers, copy of an able and valuable Report by the Select Committee for the better diffusion and

چٹھی

نمبر ۹۲

صاحب سکریٹری نواب لفٹننٹ گورنر بہادر اضلاع

شمال و مغرب

بنام

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکریٹری سلیکٹ کمیٹی
خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہند
از مقام نیپنی تال مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

صیغہ تعلیم

صاحب من — یہ تامل ذات محکمہ ہذا نمبری ۲۳۹۵
حرف (اے) مورخہ یکم جون گذشتہ پایت تجویز تقرر اینکلو
اورینٹل کالج واسطے تعلیم مسلمانان — میں حسب ہدایت
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ایک چٹھی صاحب سکریٹری گورنمنٹ
ہند ہوم ڈپارٹمنٹ نمبر ۳۳۹ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع واسطے
اطلاع کمیٹی کے ارسال کرتا ہوں اور یہ بھی اطلاع دیتا ہوں
کہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کو اس امر کی نہایت دلی خوشی
ہی کہ کمیٹی کی کوششوں کی پسندیدگی کی خوشخبری انکی معرفت
دی جاتی ہے *

[دستخط] سی اے ایلٹ

سکریٹری گورنمنٹ شمال و مغرب

نقل

نمبر ۳۳۹

چٹھی

ایچچہ ایل قیہ پیٹر صاحب قائم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

بنام

سکریٹری گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

از مقام شملہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

میں حسب ہدایت جناب نواب گورنر جنرل بہادر آپ کو اس
ہوم ڈپارٹمنٹ امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کی چٹھی نمبری
صیغہ تعلیم ۲۳۹۶ مورخہ یکم ماہ گذشتہ معہ مدد اور لائق

advancement of learning among Mahomedans of India, and in reply to state that His Excellency the Governor General in Council has received with deep interest and much gratification the account contained therein of a scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, and he earnestly hopes that the scheme will meet with the success it so well deserves.

2. This movement on the part of the Mahomedans of Upper India is entitled to every encouragement which the Government can give, and reflects the highest credit on Syud Ahmed Khan, Bahadoor, and those associated with him for the attainment of such a laudable object.

I have &c.,

(Sd.) H. L. DAMPIER,

Offg. Secy. to the Govt. of India.

ایک ہمدرد رجسٹری ہونے اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہو رہی ہیں *

ہر گاہ یہ امر قرین مصلحت ہی کہ ہمدرد ترقیہ حثیت قانونی اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیہ علم ادب یا فلسفہ یا حکمت یا صنعتی کرنے علم مفید خلق یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہو رہی ہوں شرایع مناسب نقاد پارسی لکھا حسب ذیل حکم ہوتا ہے *

دفعہ ۱ جائز ہے کہ منجملہ اُن اشخاص کے جو واسطے ترقیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے یا کسی اور غرض سے جو دفعہ ۲۰ ایکٹ ہذا میں مذکور ہے شریک ہو رہی ہوں یا زیادہ فقر ہر گاہ قطعہ یاد داشت پر جو بلفظ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن نامزد ہوئی ہے اپنے دستخط ثبت کر کے اور اُسکو مطابق ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ ع پاس صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترک کے پیچیدہ اس ایکٹ کے مطابق اپنے تئیں سوسائٹی مقرر کریں *

دفعہ ۲ یاد داشت مذکور میں یہ مراتب مندرج ہونگے *

نام سوسائٹی کا *

منشاء اور غرض سوسائٹی کی *

نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب اُن اشخاص کا جنکو مطابق قواعد سوسائٹی کے انصرام کار و بار سوسائٹی مفوض ہو اور جو سوسائٹی میں حثیت گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی کی یا اور

رپورٹ سلیکٹ کمیٹی ترقی تعلیم مسلمانان ہند اور نیز دیگر کاذات کے پہنچی *

نواب گورنر جنرل بہادر پاجلاس کونسل کو تجویز مندرجہ رپورٹ کی اطلاع سے جو بابت قایم کرنے ایکٹلو اور پینٹل کالج کے ہی نہایت خوشی حاصل ہوئی اور نواب صاحب ممدوح دل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اِس تجویز میں جیسی کہ کامیابی ہوئی چاہیئے جیسی ہی ہوگی *

۲ شمال مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی یہ تدبیر مستحق اِس بات کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو گورنمنٹ اُس میں مدد کرے *

سید احمد خاں بہادر اور اُن صاحبوں کی کوششیں جو اِس عمدہ کام میں اُن کے شریک ہیں نہایت تھیں اور انہیں کے قابل ہیں *

(دستخط) ایچ۔ ایل۔ ڈیمپئر

قایم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

مضمون نمبر ۱۰۵

قانون

وقفی اور دفلا عام کی کمیٹیوں کی

رجسٹری کا قانون

رونداد مجلس خزانۃ البضائع جو ہمارے تہذیب الاخلاق میں چاہی ہی اُس سے تمام مسلمانوں کو معلوم ہوا ہوگا کہ اُس مجلس کی رجسٹری ہونے کی تجویز میزبان مجلس کی جانب سے عمل میں آئی ہے۔ ہم اُس قانون کو جسکے بموجب اُس مجلس کی رجسٹری آرٹی بجنسہ اس لیئے چاہتے ہیں تاکہ تمام مسلمان اس بات سے واقف ہوں کہ نسبت حفاظت اُس سرمایہ کے تدبیر کافی کی گئی ہے گو مدرسۃ العلوم کبھی قایم ہو رہے ہوئے بلا کسی قسم کے نقصان کے ہمیشہ اُسی کام کے لیئے جمع رکھیا اور اُس کے سوا کسی کام میں نہ آسکیگا۔ اُمید ہے کہ سب انتظام چلتا دھنڈے والوں کو بطوری مطمئن کریں گے کہ اُنکا روپیہ دیا ہوا کسی طرح تلف نہوگا بلکہ اُسی کام میں اُریکا جسکے لیئے اُنہوں نے دیا ہے اور وہ قانون ہے ہی *

ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۹۰ ع

لیجس لیٹ کونسل کی تجویز سے حسب منظوری جناب نواب گورنر جنرل بہادر ملک ہند کے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۹۰ ع کو صادر ہوا *

کسی اہلکار یا شخص دیگر کو جوابدہی کے لیئے نامزد نہ کریں تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ خود پریزیڈنٹ یا میئر مجلس یا سیکرٹری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے نام نالش کرے *

دفعہ ۷ کوئی نالش یا مقدمہ جو کسی عدالت دیوانی میں دائر اور زیر تجویز ہو اس وجہ سے ساقط نہو جاویگا کہ وہ شخص جس کی طرف سے یا جس کے نام نالش یا مقدمہ رجوع ہوا تھا فوت ہوگیا ہی یا اُس کو وہ حیثیت باقی نہ رہے جو شروع نالش یا ابتداء جوابدہی میں اُس کو حاصل تھی بلکہ نالش اور مقدمہ مذکور اُس شخص کے وارث کی طرف سے یا وارث کے نام دائر اور قائم رہیگا *

دفعہ ۸ اگر کوئی ڈگری اُس شخص یا اہلکار کے نام صدور پارے جو سوسٹیٹی کی طرف سے نامزد ہوا ہو تو جائز ہوگا کہ ڈگری اُس شخص یا اہلکار کی ذات خاص یا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پر جاری ہورے بلکہ سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری ہونا چاہیئے اور درخواست اجراءے ڈگری میں یہہ مراتب درج ہونگے کہ نال منضمون کی ڈگری صادر ہوئی اور مدیون ڈگری صرف سوسٹیٹی کی طرف سے نالشی یا جوابدہ ہوا تھا اور اُس درخواست میں یہہ استدعا ہوگی کہ ڈگری سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری کی جارے *

دفعہ ۹ جب حسب مراد کسی بائیلہ یعنی قاعدہ درمیانی جو مطابق قواعد یا قوانین عام سوسٹیٹی کے تصویب پایا ہو یا اگر اُن قواعد میں بائیلہ کے تصویب کرنے کی شرط نہو تو حسب مراد اُس بائیلہ کے جو یہ تجویز شوگا سوسٹیٹی پرتھا اجتماع مجمع عام یہ منظوری تین حصہ منقسمہ پانچ حصہ شراک حاضرین کے قرار پارے کوئی قارآن نقدی بیاداش انصراف کسی قاعدے یا بائیلہ مقررہ سوسٹیٹی کے عاید کیا جارے تو جائز ہوگا کہ زر تاروان بذریعہ نالش مرجوعہ اُس عدالت کے وصول کیا جارے جس کے علاقہ میں مدعا علیہ مسکن گزین یا سوسٹیٹی واقع ہو یعنی جس طرح پر راءے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کی قرار پارے *

دفعہ ۱۰ اگر کوئی شریک کسی قدر زر حصہ جو مطابق قواعد سوسٹیٹی اُس کے ذمہ واجب ہو باقی میں قالے یا سوسٹیٹی کی کسی جائداد پر اُس طریق سے متصرف ہورے یا اسکو اپنے قبضہ میں رکھے جو خلاف قواعد سوسٹیٹی ہو یا سوسٹیٹی کی جائداد کو ضرر پہونچا رہے یا تلف کرے تو جائز ہی کہ نالش حصول زر باقی یا زر ہرجہ بابت تصرف یا تقاضی پیچا یا ضرر یا اتلاف جائداد مذکور کے ایسی طرح

طرح پر حکومت کا اختیار رکھتے ہوں اور لازم ہی کہ نقل قواعد اور دستور العمل سوسٹیٹی مصدق بدستخط کم سے کم تین نفر عہدہ داران اہل حکومت کے شامل یاہ دانش مذکور کے داخل سررشتہ ہورے *

دفعہ ۱۱ جب یاد داشت اور نقل مصدقہ مفصلہ بالا داخل ہو جاویں تو رجسٹر کو لازم ہی کہ صارتیفکٹ پیشورن رجسٹری ہوجائے سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ہذا کے اپنے دستخط لکھدیوے اور ہر ایک رجسٹری کی بابت رجسٹر کو زر نیس بقدر پیچاس روپیہ یا کسی کم تعداد کے جو وقتاً فوقتاً بتجویز جناب نواب گورنر جنرل بہادر ہند اجلاس کونسل مقرر ہورے دیا جاویگا اور رجسٹر زر نیس مدخلہ کا حساب گورنمنٹ میں داخل کیا کریگا *

دفعہ ۱۲ مناسب ہی کہ اُس تاریخ سے جو مطابق قواعد سوسٹیٹی کے مصل عام سالانہ کے اجتماع کے لیئے مقرر ہو چرکہ رز بعد یا اگر اُن قواعد میں مصل عام سالانہ کی شرط نہو تو مہینہ جنوری میں قطعہ فورسہ یہ تفصیل نام اور پرتہ اور پیشہ یا منصب گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا دیگر عہدہ داران اہل حکومت کے جنکر اُسوقت انصرام امور سوسٹیٹی مقرر ہو ہر سال میں ایک مرتبہ صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترکہ کے سررشتہ میں داخل ہوا کرے *

دفعہ ۱۵ اگر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ مملوکہ اُس سوسٹیٹی کی جو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کی جارے خاص امانت داروں کے نام نہ لکھی گئی ہو تو وہ جائداد ایام بقاع سوسٹیٹی تک سوسٹیٹی کے عہدہ داران اہل حکومت کی ملکیت سمجھی جاویگی اور جملہ عمل در آمد عدالت ہائے فوجداری اور دیوانی میں جائز ہوگا کہ وہ جائداد ساتھ لقب مناسب عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کے اُن عہدہ داروں کی ملکیت قرار دی جارے *

دفعہ ۱۶ اگر کسی کو ایسی سوسٹیٹی پر نالش کوئی منظور ہو جس کی رجسٹری مطابق ایکٹ ہذا تکمیل پا چکی ہو تو جائز ہی کہ نالش مذکور بلام پریزیڈنٹ یا میئر مجلس یا سیکرٹری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے جس طرح پر سوسٹیٹی کے قواعد اور دستور العمل میں مشروط ہو رجوع کی جارے اور اگر اُن قواعد وغیرہ میں اُس کی بابت کچھہ شرط نہو تو جائز ہی کہ نالش اُس شخص کے نام دائر کی جارے جو عہدہ داران اہل حکومت کی طرف سے اُس وقت جوابدہی کے لیئے مقرر کیا جارے مگر ملحوظ رہے کہ اگر پرتھ گذرنے درخواست مدعی کے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی

تین حصہ منجملہ پانچ حصہ ہرکار سوسٹیتی اصالتاً یا مستقاراً اُسپر
رہانمند ہوں اور مجمع ثانی حسب اعتبار عہدہ داران ذی حکومت
مجمع اول کی تاریخ سے ایک مہینے بعد مجمع ہو کر تین حصہ
منجملہ پانچ حصہ ہرکار حاضرین اُس راے کو منظور اور پھال
دکھیں *

دفعہ ۱۲ منجملہ پانچ حصہ ہرکار سوسٹیتی کے اگر تین حصہ
یا تین حصہ سے زیادہ ہرکار کو سوسٹیتی کا شکست کرنا منظور ہو تو
اُس کو اختیار ہی کہ اُسی وقت یا کسی تاریخ آئندہ پور سوسٹیتی کو
شکست کریں اور اُس صورت میں لازم ہی کہ واسطے تصفیہ اور دفعہ
جائداد اور مطابقت جات اور زر ہائے یالتنی اور ذمگی سوسٹیتی کے
مطابق قوائد مقررہ سوسٹیتی یا اگر قوائد مقرر نہ ہوئے ہوں تو حسب
ہدایات عہدہ داران ذی حکومت کے بیرونی ضروری عمل میں آوے اور
اگر مابین عہدہ داران ذی حکومت اور دیگر ہرکار سوسٹیتی کے کچھ
نزاع پڑا ہو تو تصفیہ کاروبار سوسٹیتی کا اُس ضلع کے محکمہ ابتدائی
درجہ اعلیٰ کی معرفت ہوگا جس میں سوسٹیتی کا دفتر خانہ کلاں
واقع ہو اور اُس صورت میں حاکم عدالت ایسا حکم صادر کریگا جو
اُسکو مناسب معلوم ہو مگر ملحوظ رہے کہ کوئی سوسٹیتی شکست نہ پوگئی
إلا اُس صورت میں کہ منجملہ پانچ حصہ ہرکار کے جو بعد اجراء
اعتبار کے مجمع عام میں حاضر ہوویں بقدر تین حصہ ہرکار اپنی
اپنی راے شعر رہانمندی شکستگی سوسٹیتی اصالتاً یا مستقاراً
ظاہر کریں اور یہ بھی شرط ہی کہ اگر گروہمٹ کسی سوسٹیتی کا
شریک یا مددگار یا بطور دیگر واسطہ دار ہو اور سوسٹیتی مطابق
ایکٹ ہذا رجسٹری ہو چکی ہو تو وہ سوسٹیتی بلا استثناء گروہمٹ
شکست نہ کی جاوے گی *

دفعہ ۱۳ اگر سوسٹیتی رجسٹری شدہ کی شکستگی کے وقت
بعد ایقاعے کامل ہوں اور زر ہائے ذمگی سوسٹیتی کچھ جائداد فاضل
نکالے تو وہ جائداد مابین ہرکار سوسٹیتی یا ایک یا چند شریک کے
تقسیم نہوگی بلکہ کسی اور سوسٹیتی کو جسکو تین حصہ ہرکار منجملہ
پانچ حصہ ہرکار بزور شکستگی سوسٹیتی حاضر ہو کر اصالتاً یا

رجوع کی جارے جیسا ارہو لکھا گیا ہی اور اگر اُس ثالث یا مقدمہ
میں جو حسب تحریک سوسٹیتی کے رجوع ہووے مداخلت غالب رہے
اور اُس کے حق میں غرچہ پانے کا حکم ہووے اُس کو اختیار ہوگا
کہ زر غرچہ اُس اہلکار سے جو ثالث میں مدعی ہوا تھا یا غرہ
سوسٹیتی سے وصول کرے اور اگر سوسٹیتی سے وصول کرنا چاہے تو
اُس کو اختیار ہوگا کہ حسب مقررہ بالا سوسٹیتی کی جائداد پر
تخیم قائم جاری کرارے *

دفعہ ۱۱ اگر کوئی شریک سوسٹیتی سوسٹیتی کے کسی زر نقد
یا دیگر جائداد کو چوری یا فین یا تغلب کرے یا سوسٹیتی کے مال
و اسباب کو دیدہ و دانستہ بہ ٹیٹ قاسد نقصان پہونچارے یا تلف
کرے یا کوئی رشیقہ یا تمسک یا ضمانت قائم یا رسید یا اُکر دستاویز
مصنوعی طیار کرے اور اُس جمل سے سوسٹیتی کے سرمایہ میں نقصان
پہونچنے کا اندیشہ ہو تو وہ اُسی طرح مستوجب مبالغہ و بی
در صورت ثبوت جرم سزا یا پابی کے لائق ہوگا جس طرح دیگر اشخاص
جو سوسٹیتی کے ہرکار نہوں اُس جرم کی پابست مبالغہ اور سزا پاب
ہو سکتے ہیں *

دفعہ ۱۴ جب کوئی سوسٹیتی جو کسی خاص غرض یا افراض
سے موضوع ہوئی ہو رجسٹری سے مکمل ہو جارے اور اُس کے
عہدہ داران ذی حکومت کو بہ امر منظور ہو کہ وہ افراض کم یا زیادہ
کی جاویں یا اُنکے عرض ہوسری افراض قرار پاریں یا کہ سوسٹیتی مذکور
کے یا جزا کسی دوسری سوسٹیتی میں شامل کی جارے تو عہدہ داران
ذی حکومت کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ رپورٹ مکتوبہ یا مطبوعہ کے
اپنی راے سوسٹیتی کے باقی شراک پر ظاہر کریں اور مطابق قوائد
سوسٹیتی کے واسطے اجتماع مجمع خاص بغرض تنقیح اُس امر کے اعتبار
داریں مگر ملحوظ رہے کہ کوئی راے قسم بالا لائق تعمیل کے نہوگی الا
اُس صورت میں کہ رپورٹ مذکور اُس تاریخ سے جو واسطے اجتماع
مجمع خاص حسب تجویز اہالی حکومت مقرر ہوئی ہو دس روز پہلے
ہو ایک شریک سوسٹیتی کو ہالے ڈاک مرسل ہووے یا اور طرح
پہونچانے جارے معہذا اُس راے کے استھکام کے لیئے ضرور ہی کہ

اختیار ہوگا کہ اختیار ضابطہ جاری کر کے اپنی تعویذ سے سوسٹیٹی کے امور کے انصرام کے واسطے مہدہ داران فی حکومت مقرر کریں *

دفعہ ۱۸ واسطے حصول اس امر کے کہ کسی سوسٹیٹی کو جو دفعہ ماسبق کے اقسام سے ہر نایہ رجسٹری مقررہ ایک ہذا دستیاب ہوئے کانی ہی کہ مہدہ داران فی حکومت سوسٹیٹی قطعہ یادداشت مرسومہ میورویقہ آف ایسوسی ایشن مشعر تفصیل نام اور غرض اور مقصود سوسٹیٹی اور نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب ہر ایک مہدہ دار فی حکومت معہ نقل قراہد اور دستور العمل سوسٹیٹی حسب مقررہ دفعہ ۲ اور نقل عمل تعریبی اس مجمع عام کی جسکی رائے کے بموجب رجسٹری کی درخواست کی جاتی ہی یا ماضی شراعت ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ ع رجسٹر جماعت ہاے مشترک کے سرشتہ میں داخل کریں *

دفعہ ۱۹ ہر شخص کو اختیار ہی کہ ہر معاہدہ کی پابست ذر نیس بقدر ایک روزیہ ادا کرے تمام دستاویزات مدخلہ سرشتہ رجسٹری کو معاہدہ کرے اور اجرت تعریبی بھساب دو آنہ ہو سر و لفظ پیچھے داخل کرے کسی دستاویز کی کل یا جزو و میاوت کی نقل یا انتضاب مصدق بدستخط رجسٹر کے حاصل کرے اور ہر ایک مقدمہ یا معاملہ دائرہ عدالت میں وہ نقل مصدقہ اُن مراتب کی پابست ثبوت کالی سمجھی جارہی جو اُس میں مندرج ہوویں *

دفعہ ۲۰ اقسام سوسٹیٹی مصلحت ذیل اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری ہو سکتے ہیں یعنی وہ سوسٹیٹی جو واسطے انتظام امور وقف کے موضوع ہوئے اور سوسٹیٹیاں جو پریزیڈنسی ہاے ہند میں واسطے خبرگیری سرمایہ تنظیمانہ نوع کے مقرر ہیں اور سوسٹیٹیاں جو واسطے ترفیہ اور ترقی علوم ادب اور فلسفہ اور حکمت اور ہنر اور تعلیم اور انتشار علم مفید خلائق اور انتظام کتب خانہ عام اس سے کہ کتب صرف مالکوں یا عوام الناس کے ملاحظہ میں آئی ہوں اور انتظام مکانات عجائب خانہ اور تعریبی خانہ اور مکانات دانش صنعت کاری نادر اور انبار اشیاء غریبہ پیدوار زمین اور مکانات ذخیرہ آلات فلسفہ و کیمیا وغیرہ اور اگر ذخیرہ نک ہاے نو ایچاے کے موضوع ہوویں *

مقتضات نامزدہ کریں یا جو اُنکے سکوت کی حالت میں عدالت کی تعریز سے نامزد کیجاویگی مگر شرط یہی کہ یہ دفعہ اُس قسم کی سوسٹیٹی سے متعلق نہوگی جو بطور کمپنی مشترک بذریعہ اداے زر حصص از جانب حصہ داروں کے موضوع یا مقرر ہوئی ہو *

دفعہ ۱۵ ہمواد اس ایکٹ کے لفظ شریک سوسٹیٹی اس شخص پر صادق آویگا جو مطابق قراہد اور دستور العمل سوسٹیٹی کے بہرہی ہوکر زر مقررہ ادا کرچکا ہو مگر ملحوظ رکھے کہ ہر عمل درآمد حکمی ایک ہذا میں کوئی شخص جسکے ذمہ کاروریہ تین مہینے سے زیادہ مرسہ تک باقی رہا ہو رائے دیئے یا شریک قراہ پانے کا مستحق نہوگا *

دفعہ ۱۶ سوسٹیٹی کے گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا امائن دار لوگ یا اور اشخاص جنکو مطابق قراہد اور دستور العمل سوسٹیٹی انصرام امور سوسٹیٹی مقرر ہوا ہو سوسٹیٹی کے مہدہ داران فی حکومت متصور ہونگے *

دفعہ ۱۷ ہر ایک کمپنی یا سوسٹیٹی جو واسطے ترفیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہوکر حسب شرایط ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ ع مستفید رجسٹری ہوئی ہو اور ہر ایک سوسٹیٹی جو یقین مذکورہ صدر ایکٹ ہذا کے ثنائے پہلے موضوع ہوکر نایہ رجسٹری مقررہ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ ع حاصل نہوچکی ہو مستجاز ہوگی کہ آئندہ اپنے تئیں اُس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کراوے مگر کسی کمپنی یا سوسٹیٹی مسبق الذکر کو اُس ایکٹ کے مطابق رجسٹری حاصل نہوگی الا اُس صورت میں کہ مستحبہ پانچ حصہ شرکا کے تین حصہ شرکا مجمع عام میں جو بذریعہ اشتہار مشہور مہدہ داران فی حکومت کے مجتمع کیا جاوے اصالتاً یا مقتضاتاً حاضر ہوکر رجسٹری کرائے پر راضی ہوویں اور اگر کمپنی یا سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ ع رجسٹری ہوئی ہو تو اُس کے ڈائریکٹر لوگ مہدہ داران فی حکومت متصور ہونگے اور اگر رجسٹری نہوئی ہو اور شرکا سوسٹیٹی نے کوئی مہدہ دار فی حکومت مقرر نہ کیا ہو تو شرکا کو

بقام عیگتہ — مطلع علیگتہ انسٹیٹیوت میں چھا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۵]

۲۹ شعبان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ ندوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ڈریشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بنگلہ بازار لاہور سے فرستے تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دہار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوتا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ضرور کو یہ قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا یہی یہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

خط

متعلق قصہ آدم و رجوع خارجی شیطان

مفسر ہی — پس از نوازش نیایش ہاے چاکرانہ مرض یہہ ہی میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے خط مرقومہ ۴۸ جزوہ کو پڑھ کر تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں چھاپ دیا ہی نہایت خوش ہوا — مگر از آنجا کہ وہ خط خانگی جیسا آپ کی خدمت میں لکھا کرتا ہوں تھا جس میں ضمناً آپ کی تہذیب دہنیز کے ذکر میں دو ایک باتیں اپنے دلکی بھی لکھی تھیں — اسلئے اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو جو آپ کی تہذیبات کے پڑنے اور مسئلہ قصہ آدم اور وجود شیطان پر سوچنے سے دل میں گزرے ہیں کیقدر بسط و تفصیل کے ساتھ اس خط میں گزارش کروں — اگر حضور مناسب سمجھیں تو اسکو درج تہذیب الاخلاق فرماؤں *

وہو ہذا

۱ قصہ حضرت آدم [علیہ السلام] اور اُنکا بھشک سے نکالا جانا میری سمجھ میں یوں آیا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا یہہ انسان مثلاً اور انواع حیوان کے صرف ادراک جزئی رکھتا تھا یعنی اُس میں صرف عقل حیوانی جسکو انگریزی میں انسٹنکت کہتے ہیں تھی جس سے سارے حیوان دفع مضرت اور جلب منفعت پر قادر ہوتے ہیں — اسوقت حضرت انسان میں ادراک کلی بالکل نہیں تھا جس کے ذریعہ سے وہ بذریعہ معلومات کے معجزات کا استعراج کرے اور ترتیب تصایا سے قیاس کی ترکیب دیگر نتائج تکالے پس خوف و رجا جس کا منشاء گذشتہ اور آئندہ پر سرچھٹا ہی — اور حال اور گذشتہ پر نظر ڈالکر آئندہ کو قیاس کرتا ہی اُس میں نہیں تھا لامتناہ نہ اُسکو موت کا خوف تھا اور نہ آخرت کا اندیشہ — کچھ عجیب نہیں کہ اسی عالم بیخیزی کا نام وہ بھشک ہی جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو رکھا تھا —

عالم بیخیزی مارنہ بھشکے پرودہ اس

حیف صد حیف کہ مادیر خبردار خدی

آخر کو آدم نے شیطان کے روسوسے سے اُس درخت کا پھل کھایا جیسا نام شجرۃ العلم ہی جسکو کسی نے درخت گندم اور کسی نے درخت سیب اور کسی نے درخت انگور سے تعبیر کیا ہی — اب سمجھنا چاہئے کہ حقیقت اُس درخت کی کیا تھی — حضور نے بچا لکھا ہی کہ اُس درخت سے لاو کسان کا پیرا یا کلر بانیاں کا لگایا درخت مراد نہیں ہی البتہ یہہ درخت علم کا درخت ہی جسکے پھل کے کھانے سے تہجید و تعمیم کی قربت انسان کے ذہن میں آتی ہی اور بذریعہ اس قوت تہجید و تعمیم کے انسان مذکر

کلیات ہوا اور حیوان نامق بنا — تصریح اسکی یہہ ہی کہ پھر فطرت میں اُسکے ذہن میں ضرور جزئیہ جو تائید و اشیاہ اشیاء خارجی کی ہیں منطبع اور مرتسم ہوتی تھی — اب تہجید و تعمیم کی قوت اُسکے ذہن کو ہی گئی جسکے ذریعہ سے وہ ضرور جزئیہ سے بعد حذف تشخصات کذائیہ جزئیہ کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیتا ہی اور اُن مفہومات کلیہ کے لیئے اسماء عام وضع کرلیتا ہی جو افراد انسان کی معاش تمدنی میں تقاضہ و تعاون کا سرمایہ بنتا ہی — یہہ قوت تہجید و تعمیم کی اب تک تمام افراد انسان میں موجود ہی — چنانچہ ایک چھوٹا بچہ جس نے مثلاً کبھی گھوڑا نہیں دیکھا پہلے گھوڑے کی صورت دیکھ بھجود اُسکے مشاہدہ کرنے کے اُس خاص گھوڑے کی صورت اُس کے ذہن میں مرتسم ہوگئی بعد اُسکے پھر اُس نے جب متعدد گھوڑے بار بار دیکھے تو اُس پہلے گھوڑے کی صورت جزئیہ یعنی خصوصیات تشخص کذائی اُسکے ذہن سے جاتے رہے یعنی ذہن نے اُن تشخصات کو حذف کرکے گھوڑے کی صورت کلی کو یاد رکھا اور پھر اُس مفہوم کلی کے مقابل میں لفظ گھوڑا یا اُسپ یا فرس بھسب خصوصیات لغات متذمرۃ اقوام مختلفہ کے وضع کرلیا — اسی عمل ذہنی کا نام منطقیین کے اصطلاح میں تہجید ہی پس یہیں سے ادراک کلی کا منبع ذہن انسان میں جاری ہوا اور ادراک کلی کی بدولت اُسکو معلومات سے معجزات کے استعراج کی قوت حاصل ہوئی جس سے اُسکا سرمایہ علم بڑا بڑھتا جاتا ہی تہجید سے تعمیم اور تعمیم سے مقایسہ بڑا بڑھتا جاتا ہی یہاں تک کہ اسرار ملکوت اور حقایق ماریات اور سفلیات کے استکشاف پر قادر ہوتا ہی — پھر بعض افراد انسان حقایق اشیا کا استکشاف کرتے کرتے اقصیٰ مدارج علمی میں پہنچ جاتے ہیں پھر یہہ اُس درخت تک پہنچتے ہیں جسکو اسان رمز میں سدرۃ المنتہی کہا ہی کہ وہیں تک ملائکہ ہی پہنچتی ہی یعنی قرابہ عقلیہ جنکو حضور نے ملائکہ سے تعبیر کیا اُنکی رسائی وہیں تک ہی —

اگر یک سو موے یتر پریم * نورخ تہایی بسوزنہ چورم

اور بعض خراسیہ عباد نے اُس درجہ سے بھی تجاوز کیا ہی [جسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ قصہ معراج کی حقیقت میں بیان کررہا] خلاصہ یہہ ہی کہ جب یہہ ادراک کلی آدم کو دیا گیا تو معرفت خیر و شر کی ہوگئی اور خوف و رجا سے مستقبل میں گرفتار ہوئے اور مفہوم موت کا اُس کے دل میں آیا اس لیئے توریث میں آیا ہی کہ جب آدم نے اُس پھل کو کھایا تو

معروض موت کا ہوا اور قرآن شریف میں جو ہی کہ نبدت لہما سرائتہما اور توریث مقدس میں بھی ہی کہ وہ یعنی آدم و حوا اپنی پورھنگی پر

+ قال الذی یشاری فی تقدیر قولہ تعالیٰ مدد سدرۃ المنتہی لی التی ملتہی الیہا علم اللطیف و اعمالہم —

و حالات اُن مسمیات کے ہیں پس اُن کا وجود اسماء کے وجود سے متاخر ہی بلکہ اُن کا مفہوم اسماء کے مدلول سے منتزع ہیں چنانچہ اسی لفظ اطفال حکمتہ گفتار جو پہلے بولنے لگتے ہیں اُن کے منہ سے صرف اسماء نکلا کرتے ہیں پھر بتدریج جب حد کمال کو پہنچتے ہیں اور اصناف اور تسبیح کے مفہوم کو سمجھنے لگتے ہیں تب افعال و حروف کو جو ہمزلہ روایط کے ہیں اسماء کے ساتھ ترتیب دیکر پورے جملے جو مشعر مفہوم تام ہیں بولنے لگتے ہیں اور اسی لفظے حالت اضطراری میں صرف اسم ہی منہ سے نکلتا ہی جیسا جب سانپ کو چلے آتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سانپ سانپ *

۲۔ بعد آدم کے پیدا ہونے کے اللہ تعالیٰ نے جو ملائک کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم کیا یہ وہ بات تو ان معبود میں ہی اگرچہ توحید میں سجدہ ملائک کا ذکر نہیں ہی مگر یہودوں کی حدیثوں کی کتاب میں جسے تلمود کہتے ہیں اس کا ذکر آیا ہی پس اس فقرے میں اگر ملائک سے قرائے ملکہ مراد لیں جیسا آپ نے انادہ کیا ہی تو مضائقہ کیا ہی حضرات متتبعین نے خرافہ نضراء فرما مچایا ہی کیونکہ جن کو لسان شرع میں ملائک کہتے ہیں انہی کو لسان حکمت میں قرائے سے تعبیر کرتے ہیں یہ صرف نزاع لفظی ہی * خراب یک باشد ولیکن مختلف تعبیر ہا * لہ در من قال *

رباعی

حق جان جہاں اسف و جہاں جملہ بدنی
ارواح و ملائکہ قرائے آن تن
ارکان و تجرد جملہ اکوان اعضاء
توحید ہمیں اسرار دگر ہا ہوا فی

جیسا آپ نے ملائک کو قرائے کہا ہی اسی طرح بعض ندما نے قوی کو ملائک سے تعبیر کیا ہی چنانچہ شیخ امام محمد بن محمد القزوينی نے جو مشاہیر علمائے اسلام میں سے تھے اپنی کتاب معایب المظہرات و غریب المصنوعات میں کہا ہی — الروح صنف من الملائکہ خلقا اللہ تعالیٰ لتدبیر الابدان و ترام صنایع اعضاء ہا من الا فاعل و الا دراکات الخ — یعنی قریب ایک قسم ملائکہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے واسطے تدبیر ابدان اور صنایع اعضاء کے (جو افعال و ادراکات ہیں) بجالا رکھنے کے لیتے پیدا کیا ہی — ملائکہ اس کے تمثیلی بیان کو بڑی وسعت ہی — چنانچہ ہمارے نے بھی بعض جگہ ملائک حبسہ کو ملائک سے تعبیر کیا اور قوت فیزیہ کو ہیماں سے — معنی ہا *

جو لشکر ہرے تاخت غم از کہیں * نہ انصاف ماندانہ تقویٰ ندیں
ندیم جنوں ہر زیر ملک * کز پیگز زند چندیں ولین

مطلع ہر کو شوائے تو میرے ذہن ناص میں آتا ہی کہ جب تک آدم اپنی حالت اصلی میں تھے تب تک اُن کو خیر و شر کا مطلقاً علم نہیں تھا اور اپنی پرائیوں سے آگاہ نہ تھے جب انہوں نے اُس پہل کو کھایا یعنی جب ادراک کلی ہوا تو مفہوم ہر اظہر ظاہر ہوا اور پہلے بڑے کی پہچان کی قوت اُن میں نمود ہوئی اور حیا اور حرم اُن میں پیدا ہوئی اُسے بیضیری کا لباس یا معصومیت کا پردہ کا جو لڑکوں میں اب تک بھی ہی اُن سے آتو گیا اُن کو ضرورت ہوئی کہ صنایع لباس سے اپنی صورت کو ڈھانپے اور پایند قیود شریعہ و اخلاقیہ کا ہوں پس لفظ سراۃ کے معنی حقیقی و مجازی دونوں مراد ہوسکتے ہیں اگرچہ معنی مجازی اقرب و اعلیٰ ہی معارورہ عربی میں بھی لباس اور ثیاب سے عورت و ناموس مراد لیتے ہیں آپ نے اپنی پہلی تحریر درمادہ آدم میں لکھا ہی کہ ”جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہی کہ عقل و عام کی قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے تو اُس حالت کا نام انبیاء کی زبان میں شجرہ معنورہ کا کھانا یا کھنا ہی اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکما میں اُس کا بالغ ہونا ہی“ یہ تہذیب سچی بات ہی اس لیتے کہ جب فکر و تربیت کی قدرت انسان کو ہوتی ہی تب ہی وہ مکلف ہوتا ہی اور اپنے اعمال کا جاوید کثا جاتا ہی اسی لیتے اُس ہدیٰ کو جو بعد بالغ کے لڑکوں کے گلو میں ابھرتی ہی جسکر ہندی میں کٹمہ کہتے ہیں زبان لائن میں فرم آدمی کہتے ہیں جس کے معنی سیب آدم ہیں یعنی یہ تہذیب اُس درجہ کے پہل کھانے کا ہی جس کو بعض نے درخت سیب سے تعبیر کیا ہی *

میں نے اوپر کہا کہ ذہن انسانی کا پہلا عمل تجرید و تمہیم ہی وہ پیریہ اُس کے صور جزئیہ سے بعد حذف خصوصیات شخصیت کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیا کرتا ہی اور اُن مفہومات کلی کے لیتے اسمائے عام وضع کرلیتا ہی جن کو ہر فرد ایک قوم کے جو متفہد اللہ ہیں سمجھتے ہیں تاکہ معانی تمدنی میں جس کی جز ایک دوسرے کی معاونت ہی تھام و تضام کا باب مقبول ہو اور ایک دوسرے کے ضمانت کو سمجھنے لگیں اسی وضع اسمائے عام کی طرف اشارہ ہی آئے کریمہ میں کہ عالم ادم الاسماء کلا پس یہ اسماء اجناس عالیہ ہیں تفسیر کفاف میں ہی کہ اے الاجناس الہی خلقا اسماء کی تخصیص کرنے میں نکتہ یہہ ہی کہ جب پہلے آدمی کا بچہ ضرور کو پہنچتا ہی اور اُس کے حواس ظاہرہ اپنے اپنے کام میں لگتے ہیں تو پہلے پیریہ باصرہ کے صور و تمثیل اعیان خارجی کے جو مسمیات اسماء اور جواہر قارہ ہیں اُسکے ذہن میں متابع ہوتے ہیں اور عمل تجرید و تمہیم انہی پر ہوتا ہی اور انہی کے صفات من قبیل مرادف

پس اس شعر میں خشم کو شیطان کہا اور انصاف اور تقویٰ اور دین کو ملائکہ سے تعبیر کیا *

بلاشبہ جن ملائکہ کو شرح میں مذہبات الامر کہتے ہیں یعنی جو تمام اجسام مغزوات میں مدبّر ہیں یہ وہی ہیں جنکو حکماء قوی سے تعبیر کرتے ہیں ان قوی میں سے ہر ایک اپنے اپنے وظائف خاص میں مشغول ہیں — باقی وہ ملائکہ مقربین یا کوربین سو اُن سے اگر عالم جبروت مرموز ہوں تو کچھ عجیب نہیں — یہ مطلب ہمارا لفظ جبرئیل کے معنی سے بھی مستنبط ہوتا ہے جبرئیل معرب ہی لفظ عبرانی گبرائیل کا — یہ لفظ مرکب ہی گبر سے جو مرادف ہی لفظ عربی جبر کے جو یہ معنی قوت کے ہے — اور ایل بمعنی اللہ کے — پس لفظ جبرئیل جو ایک بڑے نوشتہ کا نام ہے بمعنی قوت اللہ کے ہے — اور اسی لیتے قرآن مجید میں بھی جبرئیل کو شدید القوی کہا گیا ہے حیث قال اللہ تعالیٰ علمہ شدید القوی پس اگر ہم قوت اللہ یا قدرۃ اللہ کو جو اس عالم میں متصرف ہے اور جسکو حکماء مشائخ نے عقل فعال کہا ہے جبرئیل کہیں تو مضائقہ نہ ہوگا *

باقی رہا وجود شیطان پس واضح ہے کہ قدامے اشرافین یونان اور مرابذہ ایران اور حکماء ہندو اصل کے قائل ہیں جنکو لسان حکمت میں — نور و ظلمت یا فاعل و مادیہ یا پور و زور و پریکرت — اور مذہبی اصطلاح میں ہورمز و اہرمین یا اصل الضیور و اصل الشری یا یزدان و دیو یا پوسا و مہیش کہتے ہیں اب اسلام میں انہیں دونوں اصل کو ملک و شیطان کہتے ہیں — اگرچہ عقاید اسلام میں اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر دونوں جانتے ہیں — مگر شیطان کو مغربی اور ملتان ہر سمجھا کرتے ہیں — تو اب تحقیق کیا چاہیئے کہ وہ کیا ہستی ہے — اس میں کچھ شک نہیں کہ شیطان میداد قرائے حورانی کا نام ہے جسکی اصل مادہ یا ہیرلی ہے جیسا آپ نے اور دوسرے عرفا نے بھی تحقیق کیا ہے پس وہ میداد اگرچہ ہر شخص میں ملحدہ ہے مگر اُس کی ماہیت متنوّعہ ایک کالی ملیعی ہے پس شیطان کے موجود فی الخارج ہونے میں وہی جھگڑا ہے جو کالی ملیعی کے موجود فی الخارج ہونے کے مادہ میں ہے — باقی رہا اُنہ کریمہ

کاسم الجن نفس من امر ربہ الایۃ پس حقیقت اس کی یوں ہے — کہ یہ سی ایسی چیزیں فطرت میں موجود ہیں جنکا وجود خارجی صرف اُن کے آثار سے ثابت ہوتا ہے — ذات اُس کی غفی اور غیر محسوس رہتی ہے جیسے الکتریسٹی کہ تمام اجسام میں مٹتی ہے صرف بعض حالات خاص میں اُس کا وجود پندیرہ اُس کے آثار معجزہ کے ظاہر ہوتا ہے پس عقل مان لیتی ہے کہ وہی موجود ہے پس طرح ایک ہی جسکو کوئی میداد قرائے حورانی اور کوئی شیطان

کہتا ہے انسان کے جسم میں موجود ہے جسکا وجود صرف پندیرہ اُس کے آثار کے جو اقرا اور تلقین بڑے بڑے خیالات کے ہیں ثابت ہوتا ہے — قرآن مجید میں جو اس پر جن کا اطلاق ہوا ہے اس کا بھید یہ ہے کہ انھ جن مشتق ہی جن میں سے جسے معنی مٹتی رہنا یا ڈھنچ جانا ہے اور اسی سے لفظ جنہ یا مجننہ جو بمعنی سبز ہی نکلا ہے کیونکہ وہ بھی سپردار کو ڈھانپ رکھتا ہے — (سبط طبع جنوں بھی اس سے مشتق ہے کیونکہ وہ عقل کو ڈھانپتا ہے علیٰ هذا القیاس جن میں کہتے ہیں اُس لڑکے کو جو ماں کے پیٹ میں رہتا ہے کیونکہ وہ بھی ڈھنچا رکھتا ہے اور قبر کے اندر کے مردہ کو بھی جن میں کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی ڈھنچا رکھتا ہے — پس لفظ جن کا اطلاق اُن موجودات پر ہوا کرتا ہے جو ڈھنچا ہوئی اور چھپی ہوئی رہتی ہیں اور آیہ کریمہ خلق الجن من مارچ من النار سے مستنبط ہوتا ہے کہ جن ایک لطیف نار سے متعلق ہیں پس قول اللہ جل شانہ کا ابلیس کے حق میں کہ کان من الجن نفس من امر ربہ نہایت ٹھیک ہے کیونکہ مہل تولد شیطان کا بھی وہی نار لطیف ہے جسکو الکتریسٹی کہتے ہیں پس ملکہ جن سے ہونا اُسکا کون انکار کوسکتا ہے اور چونکہ شیطان بڑے بڑے خیالات کے مبدأ کا نام ہے اس لیتے قرآن مجید میں اُس کو رسواس بھی کہا ہے جو بمعنی رسوسہ کے ہیں پس نوامیہ اللہ تعالیٰ نے من ذوالاوس والنفاس الذی یوسوس فی صدور الناس بمعنی خدا کی پناہ میں آتا ہوں پدی سے اُس چھپے ہوئے رسوسہ کی جو لوگوں کے دلوں میں بڑے بڑے خیالات ڈالتا ہے اور چونکہ وہ میداد شر مستور و مخفی ہے اس لیتے اُسے خناس کہا جسکے معنی مستور کے ہیں *

زمان قدیم میں عادت تھی کہ واقعات کو بطور تمثیل کے بیان کیا کرتے تھے مگر علما اُسی تمثیل سے اُسکے معنی باطن کو سمجھتے چلے آئے ہیں نہ معنی ظاہری کو چنانچہ تورات مقدس میں جو قصہ آدم و شیطان ہے اُس میں شیطان کا نام نہیں ہے بلکہ لسان مرموز میں شیطان پر سائب کا اطلاق کیا گیا ہے کہ میداد کے حیوانوں میں سے سائب بڑا شیر تھا اُسے بی بی حوا کو ترقیب دیکر اُس بھل کو کھلایا مگر پارجود اسکے عاملے یہود و نصاریٰ وہاں سائب سے شیطان ہی مراد لیتے ہیں علامہ اسکے انبیاء علیہم السلام کے تمثیلی یونان کو اختیار کرنے میں حکمت یہ تھی کہ مرام اور خراس دونوں پر حسب اپنی اپنی استعداد کے انکی تعلیمات سے فیضیاب ہوں —

بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میداد

پرنک اصحاب ضرورت را پیر ارباب معنی را

هذا "معدی" من التحقیقات واللہ اعلم بالصواب *

(الکراۃ)

میداد اللہ میداد

مقام چھڑا ہوئی کا ۱۲ اگست سنہ ۱۸۷۴

نمبر ۱۰۷

طعام اہل کتاب

محاکمہ مولوی سید احمد خان کی کتاب
طعام اہل کتاب اور اُس کے جواب
امداد الاحساس پر

چند روز ہوئے کہ سید احمد خان صاحب نے ایک کتاب یہ نسبت
حلت طعام اہل کتاب اور جواز موائجہ اُن کی تالیف کی اور مولوی
امداد العالی صاحب نے اُس کا جواب لکھا مگر اب تک کسی شخص نے
دونوں کتابوں کی نسبت نہ کوئی رائے ظاہر کی نہ اُن کے مضامین
کی صحت و غلطی سے بھٹ فرمائی اس ليئے میں نہایت غرر و تامل
کے بعد اُن دونوں کتابوں کے خاص اہم مسائل کی نسبت اپنی رائے
ظاہر کرتا ہوں اور جو کچھ میری ناقص سمجھ میں اُن میں غلطی
و صحت ہی اُسے لکھتا ہوں *

جس شخص نے دوسری نظر سے بھی دونوں کتابوں کو دیکھا ہی
وہ سمجھ گیا ہوگا کہ دونوں کتابوں کی تالیف کا اصول مختلف ہی
سید صاحب نے اپنی کتاب کو بلا پابندی تقلید کے لکھا ہی اور اپنے
اقوال پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہی نہ فقہی کتابوں اور فقہاء کے
قولوں پر اور اگر کسی مقام پر کسی فقہیہ یا عالم کا قول نقل بھی کیا
ہی تو صرف واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے اور مولوی امداد العالی
صاحب نے اپنے رسالہ کو اصول تقلید پر لکھا ہی اس واسطے اپنے جواب
میں اکثر فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اور فقہی روایات سے استناد فرمایا ہی
اور اپنے کلام کو بھٹ خبری سے پسند اقول عالمہ مدال کیا ہی مگر
میں اپنی رائے یہ نسبت خبری اور مددگی اُس اصول کے ظاہر کرتا
ہوں جسکا سید صاحب نے التزام کیا ہی کیونکہ میرے نزدیک تقلید
نہ تحقیق حق کے ليئے کافی ہی نہ بمقابل کتاب و سنت کے کسی قول
ماننے کے لائق ہی مگر چونکہ ہمارے بھائیوں کے نزدیک دنیا میں اب
کرتی ایسا آدمی ہی نہیں ہی جو کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کا
استنباط کر سکے یا اُس کے معنی تک سمجھ سکے بلکہ مبداء فیاض کا
نیض ہی اُن کے نزدیک اگلے لوگوں پر تمام ہو چکا اس ليئے اُن کے
سمجھانے اور مطمئن کرنے کے ليئے اگلی کتابوں اور پورانے عالموں کے
اقوال جو مطابق کتاب و سنت کے ہوں نقل کرنا اور اپنے کلام کی تائید
و تقریب میں اُسے بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں سمجھتا چنانچہ
ميخنے اپنے اُس محاکمہ میں اسی اصول کا لحاظ کیا ہی *

میں دونوں کتابوں کے کل مسائل سے بھٹ نہیں کرتا بلکہ صرف
انہیں باتوں پر جو نہایت ضروری اور اہم ہیں اور نہ اُن غلطیوں پر

کچھ توجہ کرتا ہوں جو متعلق اُن خاص مسئلوں کے نہیں ہیں
جن کی تحقیق منحور ہی کیونکہ میری غرض اس محاکمہ سے نہ
مناظرہ ہی نہ مجادلہ نہ تردید کسی کی بلکہ صرف حق کا ظاہر کرنا
ہی اور چونکہ ایک زمانہ ایسا سمجھ ہو گزرا ہی کہ میں سید صاحب
کی تحریر پر معترض اور اُن کی تالیف کی تردید کرتا تھا اس ليئے
میں اپنے اوپر راجب سمجھتا ہوں کہ میں اپنی سچی رائے کو جو
اب ہی ظاہر کروں اور ایک غلط بات کی پیروی کرنے پر جہل مرکب
کی بیخاری میں مبتلا رہنے سے بچوں *

میں اول جواز و عدم جواز طعام اہل کتاب سے بھٹ کرتا ہوں
پھر مراکتب سے ساتھ اہل کتاب کے بھٹ کرنگا *

سید احمد خان صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ میں ایک
حدیث ترمذی سے نقل کی ہی کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا علی اللہ
علیہ وسلم سے یہ نسبت طعام نصاریٰ کے سوال کیا آپ نے فرمایا نہ
لايتصلحن فی صدرک طعام شرع فیہ النصرانیۃ کہ نہ خلیجوں میں
قالے تیرے دل کو کوئی کھانا کیا مشابہ ہوگا تو نصرانی لوگوں کے اور
ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہی کہ والعمالی هذا عند
اہل العلم من الرخصة فی طعام اہل الکتاب کہ عمل ہی اس حدیث پر
اہل علم کے نزدیک رخصت اور جواز میں کھانے اہل کتاب کے *

مولوی امداد العالی صاحب بہار اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ترمذی اگرچہ رخصت طعام اہل کتاب
کی سمجھتا ہی لیکن ظاہر ہی کہ اس حدیث میں منع ہی کھانے
طعام نصاریٰ سے پسب مشابہت کے ساتھ نصرانیات کے پس ترجمہ
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہی کہ نہ چاہے تیرے
دل میں ساتھ شک کے حرمت اُس حالہ کی کہ مشابہ ہوگا تو
اُس میں نصرانیات کے اور اپنے اس قول کی تائید میں سیوطی اور
ابراہیم الطیب کے دو قول اور صحیح ابوداؤد کی ایک عبارت نقل کی ہی *

میری رائے میں سید صاحب کی رائے صواب پر اور مولوی صاحب
کی رائے غلطی پر ہی چند وجوہ سے *

پہلی وجہ — اگر اس حدیث سے حرمت طعام اہل کتاب ثابت ہو
تو وہ مخالف ہوتی ہی نص قرآنی کے جو اہل کتاب کے طعام کی
حلت میں نازل ہوئی ہی یعنی آیۃ طعام الانبیاء و آلہم السلام
دوسری وجہ — چونکہ مشرکین اور بت پرستوں کا کھانا بھی حرام
نہیں ہی پس اہل کتاب کے کھانے کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں
رہی حلت طعام مشرکین و اہل کتاب کی وہ اگلے لوگوں میں آیت
مشہور اور صاف تھی کہ آیت مذکورہ میں طعام کے معنی ذبیحہ کے
اسی ليئے لیئے گئے ہیں نہ تخصیص اہل کتاب کی ثابت ہو اور نہ

پانچویں وجہ - واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے میں چند عالموں کے اقوال کو بھی نقل کرتا ہوں تاکہ اُس سے بھی حالت سامان اور منع و حواس ثبت ہو جاوے *

مجموع البیہار میں لکھا ہے قرآن لایتنھجن ای لایتھک ذیہ ہی من الشک ویزوی بالہام ای الامامة واصل الاختلاج العترة والاضطراب قرآن ضارعت ای شاہدات النصرانیة والرهانیة فی تہذیبہم و تشدیدہم و کیف و انص علی العتیقة السہلیة یعنی نہ آوے تیزے دل میں کچھ شک اور اختلاج نہوردے تجھ یعنی حواس اور اضطراب نیا تو مشابہ ہوگا نصرانیوں اور رھانیوں کے اپنے اوپر تکنی کرنے اور تشدد کرنے میں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہے *

فتح القدود میں نقلاً من الطایبی لکھا ہے کہ جماعۃ ضارعت جواب شرط معذرت ای ان شکک شاہد ذیہ الرہانیة والجماعۃ الشرعیة مستانفۃ لیبان سبب النہی والعمنی لایدخل فی قلبک شریک و حرج لانک علی اللہ فیکۃ السہلیۃ اذا شکک و شدت علی نفسک بمثل هذا شاہد ذیہ الرہانیة یعنی ضارعت جواب ہی شرط معذرت کا اور معنی اس جماعۃ کے یہ ہیں کہ اگر تو شک کریگا تو مشابہ ہوگا رھانیوں کے اور جماعۃ شرطیہ واسطے بیان سبب نہی کے ہی اور معنی یہ ہیں کہ نہ آوے تیزے دل میں کچھ تنگی اور شک کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہے پس اگر تو شک کریگا اور اپنے اوپر سختی اور شدت روا رکھیگا ایسی باتوں میں تو مشابہ ہوگا تو رھانیوں کے فقط اور چونکہ نصارے میں رھانیت جاری تھی اور رھبان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے اور اُسے نیکی اور عبادت جانتے تھے اور ہر بات میں شک و شبہ کرنے کو زہد سمجھتے تھے اور چونکہ حضرت نے اپنے دین میں ایسے تشدد اور حواس کو منع کر دیا اس لئے شک کرنے کو حالت میں طعام اہل کتاب کے رھانیت سے مشابہ نہمایا *

مردۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قرآن لایتنھجن معنایا بالامامة لایدخل فی قلبک ذیہ شی فانہ میاح و بالامامة لایتھک فی قلبک الشک * فرسکہ ہمارے نزدیک حراز طعام اہل کتاب میں ازروے قرآن و حدیث کے کچھ نکال نہیں رہا یہ امر کہ اہل کتاب سے وہی بھرد و نصارے مراد ہیں جو اپنے تئیں ملت موسوی اور مذہب موسوی کا معتقد کہتے ہیں یا نہیں چنانچہ سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں اسی امر کے مدعی ہیں مگر مولوی امداد العلی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ اور صفحہ ۴۶ میں اس کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں وہ اہل کتاب ہیں کہ جنگی عادت

الہی کا نزول میں اور بیخاندہ نہ تھے اگر مقلدین کو الفاظ آیت اور حدیث سے حالت میں طعام اہل کتاب کے شبہ ہو تو وہ مفسرین اور محدثین کے اقوال پر رجوع کریں اور اُن اقوال کو جو سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ میں نقل کیئے ہیں ملاحظہ فرمادیں تاکہ طعام اہل کتاب کے خلال ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے بلکہ خود مولوی امداد العالی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں جہاں آیت طعام الذین اوتوا الکتاب سے بحث کی ہے صاف لکھ دیا ہے کہ "ہاں اس قدر ایلتہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طعام اہل کتاب کا نہانا اور اُن کو اپنا کہلانا جائز ہے" پس جبکہ آیت سے طعام اہل کتاب کا خلال ہونا مولوی صاحب نے قبول فرمایا تو پھر اس حدیث میں اُن سیدھے اور صاف معنوں سے جو یہ نسبت حالت اور حراز طعام کے ہیں مدخل کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر ہاں شاید اس حدیث سے اُس کہانے کی حرمت مراد ہو جس سے مشابہت نصاریٰ کی پائی جاوے اور جو کہانا صرف انہیں سے مخصوص ہو تاکہ مسلمان من تشبہ بقوم نہو منہم کی وعید میں داخل نہوں لیکن کیا خوب ہوتا اگر مولانا صاحب اُس طعام کی کچھ تہذیبی سی تفصیل بھی فرما دیتے تاکہ معامد ہو جاتا کہ کس کہانے میں تشبہ اُن کا ہے اور کس میں نہیں *

تیسری وجہ - اسی حدیث کو جسے ترمذی سے سید صاحب نے نقل کیا ہے ابوداؤد نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور جس باب میں آئے لکھا ہے اُس باب کے عنوان پر یہ تصریح کیا ہے باب کواھقۃ اللغز للطعام یعنی باب مکروہ ہونے میں کون کون سے کہانے میں لیکن اگر اس حدیث کے وہ معنی ہوتے جو مولوی صاحب نے فرمائے تو ابوداؤد کو یہ لکھنا مناسب ہوتا کہ باب مکروہ یا حرام ہونے میں طعام نصاریٰ کے *

چوتھی وجہ - اس حدیث کو جس طرح سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں و سئلہ رجل فقال ان من الطعام طعاماً اتھرج منہ فقال لایتھلجن فی نفسک شی اور اس سے حالت طعام ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب پوچھنے والے نے اپنے حواس اور کراہیت کو بیان کیا اور اُس کے جواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کچھ شک نہ کر تو یہ فرمانا صاف حالت طعام پر اور منع کرنے و حواس پر دال ہے نہ اس کی حرمت پر اور اگر اسی سوال کے جواب میں ان انظر سے حرمت کے معنی مراد لیئے جاویں اور نہی کے کلام میں کی ایسی تفسیر کی جاوے تو اُس میں اور تعریف میں کیا فرق ہوگا *

تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے *
 میرے نزدیک ثابت کرنا اس امر کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نصاریٰ کی عادت تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین سے تھے اور بعض کی عادت تسمیہ کی نہ تھی اور وہ مشرکین سے تھے ایسا مشکل ہے کہ سوائے دعویٰ کرنے کے شاید کوئی عالم اسکو ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی فرقہ نصاریٰ کا ایسا نہ تھا اور نہ ہی کہ جہیں تسمیہ اور غیر تسمیہ کی عادت کا وقت ذبح کے اختلاف ہو *
 یہ خیال کرنا کہ نصاریٰ یہ سبب اعتقاد مسئلہ تثلیث کے مشرکین میں ہیں اور اس لیے ذبیحہ اُنکا ناجائز ہی غلطی ہی کیونکہ وہ مدعی توحید ہیں اور جو کہ مدعی توحید ہو اس پر اطلاق شرک نہیں ہو سکتا علماء حنفیہ کے نلام سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے و من شرط ان یكون الذابح صاحب مطلق التوحید اما اعتقاداً کالمسلم او دعویٰ کالکتابی اور کفایہ خوارزمی میں اُسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ فاندیعی التوحید پس ظاهر ہوا کہ جو شخص مدعی توحید ہو مثل یہود و نصاریٰ کے اُسکا ذبیحہ ویسا ہی جائز ہے جو کہ موحّد ہو اعتقاداً پھر اسکی تائید صاحب ہدایہ کے دوسرے قول سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ذبیحۃ الکتابی و المسلم حلال لامتارنا و القولہ تعالیٰ و طعام الذین او ترا الکتاب حلکم و اطلاق الکتابی ینتظم الکتابی الذی و العربی و التغابی لان الشرط قیام الملة علی مامر اس سے ظاہر ہے کہ کتابی کا اطلاق سب اہل کتاب پر ہے خواہ وہ ذمی ہوں یا حربی عربی ہوں یا تغابی اور اُنکا ذبیحہ جائز ہے کیونکہ قیام ملت واسطے جواز ذبح کے شرط ہے اور پھر صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ لا یرل ذبیحۃ المجوسی لانه لا یدعی التوحید فانہما الملة اعتقاداً و دعویٰ کہ ذبیحۃ مجوسی کا کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ توحید کا دعویٰ نہیں کرتا پس ملت معدوم ہے اعتقاداً اور نیز دعویٰ اور اسکی تائید عینی شرح صحیح بخاری کے قول سے بھی ہوتی ہے نقل عدۃ الایہ فی موضوع استدلال علی جواز اکل ذبائح اہل الکتاب من الیہود و النصارى من اهل العرب وغیرہ لان الاموال من قوله تعالیٰ ذبائحکم یہ قال ابن عباس و ابو امامۃ و مجتہد و سعید بن جبیر و مکرّم و عامر و الحسن و المکحول و ابراہیم النخعی و احمدی و مقاتل ابن حیان و هذا امر مجمع علیہ بین العلماء ان ذبائحہم حلال المسلمین لانہم لا یتقدرون الذبائح لغير الله تعالیٰ و لا یتذکرون عن ذبائحہم الا اسم الله و ان اعتقدوا ذبیحہ جاہو منزہ منہ اگرچہ صاحب ذبیحۃ اہل کتاب میں

کوئی شبہہ نہیں ہے لیکن اگر تسمیہ اور عدم تسمیہ پر وقت ذبح کے لحاظ کیا جائے تو ابو داؤد کی حدیث پر رجوع کرنا چاہئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم تسمیہ وقت ذبح کے اہل کتاب سے متعلق نہیں ہے چنانچہ وہ حدیث ابن عباس کی ابو داؤد سے سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ میں نقل کی ہے قال نکلا ما ذکر اسم الله علیہ و لا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیہ ففسخ و استثنیٰ من ذلک قال طعام الذین او ترا الکتاب حلکم و طعامکم حل لہم یعنی یہ آیت کہ نہ کھاؤ تم اُس چیز سے کہ جسپر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو نسخ ہوئی اور کھانا اہل کتاب کا بہرچہ آیت طعام الذین او ترا الکتاب کے مستثنیٰ ہو گیا مروی امدادالعالی صاحب یہی اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس قول ابن عباس سے یہ ثابت نہیں نکلتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں مراقبہ ہمارے قواعد ذبح کی شرط نہیں ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً عمداً ہو یا سہراً اُنکے نزدیک حلال ہے اگرچہ عمد اسکے مروی امدادالعالی صاحب نے عمداً متروک التسمیہ کی حرمیت ثابت کی ہے لیکن اس قول کو حضرت ابن عباس کے تسلیم کیا ہے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ایک جماعت عام صحابہ و تابعین کی آیت لا تأکلوا مما لم یذکر اسم الله علیہ کے مفسر ہونے کی قایل ہے جیسا کہ تفسیر ابن الکمال میں لکھا ہے زرری عن ابی الدرداء و عیادۃ ابن الصامت و جماعۃ من التابعین انہا منسوخۃ لقولہ تعالیٰ و طعام الذین او ترا الکتاب حلکم و اجازوا ذبائح اہل الکتاب و ان لم یذکر اسم الله علیہا و لانسوی ذلک نسخاً بلہو تفصیص اور روایت خطابی سے شرح سنن ابو داؤد میں بذیل حدیث حضرت عائشہ کے عدم شرط ہونا تسمیہ کا ثابت ہوتا ہے کہ قیل فیہ دلیل علی ان التسمیۃ فیہ شرط علی الذبیحۃ لہا و اوکنت شرطاً لم تبغ الذبیحۃ بالامر المشکور فیہ * امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترک تسمیہ سے عمداً ہو یا سہراً حرمت ذبیحہ نہیں ہوتی وہ دو دلیلیں بیان کرتے ہیں - اول ایک حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جبے صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے الامام یذبح علی اسم الله تعالیٰ سمی او لم یمسم کہ مسلمان خدا ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے خواہ اُس نے وقت ذبح کے تسمیہ کیا ہو یا نہ کیا ہو دوسرے ترک تسمیہ کا سہراً یا مدعی حرمت ذبیحہ نہونا اس پر دلائل کرتا ہے کہ تسمیہ جلت ذبیحہ کے لیے شرط نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے و لان التسمیۃ اوکنت شرطاً للحل لہا بقسط یذکر فیہا کالطہارۃ فی باب الصلوٰۃ و اوکنت شرطاً لنامو

تھا نہ ذبیحہ مشرکین کا قطعاً حرام ہی اور انکو مشرکین میں شمار وغیرہ کے بارجمی انگریزوں کے ہوتے ہیں اور پرند جانوروں کو بھی بارجمی گردن مرزوں کو مارتا لے میں تو بغیر تفتیش کے ایسے پرند جانوروں کا کھالینا گویا چماورں کے ہاتھ کے گردن مرزوی ہوئے جانور کا کھالینا ہی اگر حسن ظن پر خیال کیا جائے تو یہ اس وقت ہر وقت تھا جب کہ انگریزوں کا تعامل مسلمانوں سے ذبح کرائے یا خورد ذبح کرنے کا ہوتا پرتار اُنکا بالکل برخلاف اسکے ہی تو ایسی صورت میں کرٹی وجہ حسن ظن کی نہیں لیکن مسجد سے جب سید صاحب سے زبانی گفتگو ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ میں جب جانتا ہوں کہ بارجمی کسی انگریز کا ہندو ہی تو ضرور ذبیحہ کی تحقیق کر لیتا ہوں ہاں جہاں یہ معلوم ہی کہ بارجمی مسلمان ہی وہاں تحقیق نہیں کرتا *

سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اگر ہم کو بہت احتیاط ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لیتا چاہیئے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہے یا نہیں مگر مولوی امداد العالی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے قتل کے معتبر ہونے میں اختلاف ہی میرے نزدیک اول تو اہل کتاب کے قتل کے معتبر ہونے میں شبہ کرنا اس وقت چاہیئے تھا جبکہ جھوٹے بولنا اُنکی شریعت میں یا اُنکے نزدیک جائز ہوتا و اذنیس فلیس اور ظاہر کرٹی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی کہ وہ غیر ذبیحہ کی نسبت کسی مسلم سے ذبیحہ ہونا ممکن تھا دیں دوسرے فقہ کے قلم سے بھی ایسا ہی

ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ من ارسل الجواہر انہ منہ سراً او خادماً ناشتوی لہما فقال اشتربہ من یہودی ارضرائی او مسلم وسمہ انہ پس مجوسی مشرک کا یہ ذبح کھدینا کہ مینے گوشت کو یہودی یا نصرانی یا مسلم سے لیا ہے واسطے کھانے اُس گوشت کے کانی ہی پس خود اہل کتاب کا قتل کیونکر لایق اعتبار کے ہوگا اور نوازل میں لکھا ہے کہ سئل ابو مطیح عن نصرانی دہی رجل الی طعام وقال

اشتریت اللہم من السوق انا کله قل ابو مطیح سالت ابن ابی مرزہ عن

ذالک قال کل و کذاک قال مقاتل ابن حیان اما اصحابنا فانہم قالوا لا

کل حتی ثوبہ انا قد ذبح یعنی کسی نے ابو مطیح سے پوچھا کہ اگر ایک نصرانی کسی کی دعوت کرے اور کھانے کو بلانے اور یہ ذبح کھے کہ مینے گوشت بازار سے مول لیا ہے تو ہم اُسے کھاویں ابو مطیح کہتے ہیں کہ مینے ابن ابی مرزہ سے پوچھا اُنہوں نے کھانے کی اجازت دی اور ایسا ہی کیا مقاتل ابن حیان نے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہم نہ کھاویں گے جب تک نہ دیکھ لیں کہ اُس نے ذبح کیا ہے پس اس روایت سے ابو مطیح اور ابن ابی مرزہ اور مقاتل ابن حیان کے نزدیک

ایک مقام کافی الناسی کہ اگر تسمیہ واسطے حلق ذبیحہ کے شرط ہوتا تو وہ شرط پھر یہول کے ساتھ نہ ہوتی جیسے کہ طہارت نماز کے لیئے ہی اور اگر تسمیہ شرط بھی ہو تو مالت اور مذہب ہی قائم مقام تسمیہ کے ہی جیسے تسمیہ کے پھولنے والے کے ذبیحہ کی نسبت سمجھا گیا ہے پس موافق قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے بھی تسمیہ شرط ذبیحہ نہیں اور غیر مقلدین کو ہو مسئلہ میں تقلید کسی امام کی لازم نہیں پس توک تسمیہ کو شرط ذبیحہ نہ جاننے سے زیادہ اُس سے کرٹی الزام نہیں دے سکتا جیسا کہ امام شافعی یا اُن کے مقلدین کی نسبت دیا جاسکتا ہے *

سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں حدیث ابو داؤد کی سند پر جو ابو مذکور ہوئی یہ لکھا ہے کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن ترز کو مار ڈالنا یا سو بھڑ کر مار ڈالنا زکوۃ سمجھتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو اُسی کا کھانا درست ہی اسکے جواب میں مولوی امداد العالی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے کہ اس روایت سے صرف یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے میرے نزدیک اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب نے بڑی غلطی کی ہے کیونکہ جو دعویٰ اُنہوں نے کیا ہے وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا اور کتابی کا ذبیحہ بلا تسمیہ کے جائز ہونے کے حوالے اس قول سے اور کچھ نہیں نکلتا اور چونکہ متضافہ کی حرمیت صراحت ایک دوسری آیت محکم سے ثابت ہے اور اُسکی تفصیل یا تفسیر کسی دوسری آیت سے نہیں ہوئی تو تعجب ہی کہ کیونکر اُنہوں نے اس روایت سے یہ خیال کیا کہ اہل کتاب کا گردن مرزوں کو مار ڈالنا بھی ذبیحہ میں داخل ہے اور جو قول ابن عربی اور معیار کا اُنہوں نے نقل کیا ہے وہ ایک عالم کی + راے ہے جو قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ سے متخالف ہے اس لیئے ہم کو اُسپر کچھ اعتنا نہیں *

پھر سید صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ معلوم اہل کتاب میں ہم کو تفتیش اس بات کی کرنی کہ کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں پھر اب اُسکے مولوی امداد العالی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ جب نصاریٰ ہمارے ملک کے ذبح نہیں کرتے اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کسیکا مارا ہوا ہو کھالیتے ہیں تو اہل اسلام کو جب اُنکے یہاں کا گوشت پکا یا کچا سامنے آوے تفتیش اسکی بہت ضرور ہے ہمارے نزدیک اس میں بھی راء سید احمد خاں صاحب کی غلطی ہے اُنکو سوچنا چاہیئے

+ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب متقدم نہیں ہیں بلکہ بعض علماء متقدمین نے بھی اُسکو حلال سمجھا ہے ۱۲ مہتمم

نصرانی کے گھر کا گوشہ کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے
مرل لیا ہی جائز ہی بغیر اُس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا
ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبح کا ہونا خود
بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں *

دوسری بحث بک نمسبت مواکلت کے

سید احمد خاں صاحب نے مواکلت کو ساتھ اہل کتاب کے جائز قرار
دیا ہے اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام قرار دیا ہے
بلکہ نمسبت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہے اور ہم سے وجہ
حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجہ حرمت کی بیان کی گئی
ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نقل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی
کیونکہ اُس سے صرف مواکلت اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی
بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز کاروں کے اور سب مسلمانوں کے
ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہے اور اہل کتاب سے ملنا
اُن کی تعظیم کرنا اُن کی نوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب
بکفر ہوا جاتا ہے لیکن جب ہم میں سے اثر مسلمان ہیں جو غیر
متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بد
پرستوں کے اختلاط و ارتباط دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور انہیں اہل
کتاب کے سامنے جن کی مواکلت کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم
سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ درجہ کا ختم زاد غلام اپنے اعلیٰ
مرتبہ کے آقا کے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آدیکھا اور پھر نہ صرف
حرام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا
و قیلہ و کعبہ ادنیٰ درجہ کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ
طالب ہیں اور خلاف مائزل اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے ترقی
دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کانٹا ٹھرتا ہے
نہ کرسٹیاں تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ بد دھرمی مسالوات
کھانا کھارے کیونکر کانٹ و کرسٹیاں ہوگا ذلک ظن الدین لایعقلون *

نصرانی کے گھر کا گوشہ کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے
مرل لیا ہی جائز ہی بغیر اُس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا
ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبح کا ہونا خود
بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں *

دوسری بحث بک نمسبت مواکلت کے

سید احمد خاں صاحب نے مواکلت کو ساتھ اہل کتاب کے جائز قرار
دیا ہے اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام قرار دیا ہے
بلکہ نمسبت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہے اور ہم سے وجہ
حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجہ حرمت کی بیان کی گئی
ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نقل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی
کیونکہ اُس سے صرف مواکلت اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی
بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز کاروں کے اور سب مسلمانوں کے
ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہے اور اہل کتاب سے ملنا
اُن کی تعظیم کرنا اُن کی نوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب
بکفر ہوا جاتا ہے لیکن جب ہم میں سے اثر مسلمان ہیں جو غیر
متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بد
پرستوں کے اختلاط و ارتباط دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور انہیں اہل
کتاب کے سامنے جن کی مواکلت کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم
سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ درجہ کا ختم زاد غلام اپنے اعلیٰ
مرتبہ کے آقا کے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آدیکھا اور پھر نہ صرف
حرام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا
و قیلہ و کعبہ ادنیٰ درجہ کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ
طالب ہیں اور خلاف مائزل اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے ترقی
دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کانٹا ٹھرتا ہے
نہ کرسٹیاں تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ بد دھرمی مسالوات
کھانا کھارے کیونکر کانٹ و کرسٹیاں ہوگا ذلک ظن الدین لایعقلون *

جہاں تک وہیں غور کرنا ہوں مولوی صاحب نے یہ بحث مبالغہ کیا
ہے اور حد سے زیادہ تشدد فرمایا ہے شاید مولوی صاحب نے جواب
ترکی بہ ترکی کے مقدمہ پر عمل کیا ہے کہ جب سید صاحب نے
انگریزوں کے کھانے کو بلا تحقیق و تحقیق جائز کر دیا اور اہل کتاب کی
لحمہ مروزی ہوتی مرغی کو بھی حلال قرار دیا تو اُس کا جواب بھی
ہے کہ انگریزوں کا کھانا اور اُس کے ساتھ کھا لینا نہ صرف مکروہ اور

† مسلم ہمراہ کھانے والے نصرانی کو نصرانی کہنا جہالت کی بات
ہے اس سے بلاشبہ گنہگار ہوتا ہے کھانے والا توبہ کرے — ترقی مولوی
معدالہ متقی رامپوری —

ان باتوں سے قطع نظر کر کے اگر ہم عمل پر مسلمانوں کے نظر کریں
تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اگلے زمانہ میں احتراز و مواکلت سے تھا
اور نہ اب اور ملک کے مسلمان معتزز ہیں چنانچہ ہم نے کتاب افادۃ
الہیۃ سے ایک روایت نقل کر کے اُسے دکھا دیا ہے کہ اصحاب نبوی نے
ایک درمن کیتولک عیسائی کی دعوت قبول کی اور اُس کے عبادت
خانہ میں جا کر اُس کا کھانا کھایا اور نوازل میں جو کھا ہوا ہے نہ
سئل ابو مطیع من نصرانی دہار جلالی علیہ السلام قال اختیرنا انھم من السق
لأنک قال ابو مطیع سألہ بن ابی مرقہ عن ذلک قال بل وذلک قال
مقتل ابن حبان کہ کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر کوئی نصرانی
ہماری دعوت کرے اور کھانے پر بلاوے اور بھے کہ مینے گوشہ بازار سے
مرل لیا ہے تو ہم کھائیں یا نہ کھائیں تو انہوں نے ابن ابی مرقہ سے
پوچھا انہوں نے اجازت دی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعوت
قبول کرنا نصرانی کی جائز ہے اور اُس کے کھانے پر یہ گوشہ بازار کا
خریدا ہوا ہے گوشہ کا کھانا بھی درسہ ہے پس اگر اُن کی دعوت
قبول کرنا درست نہ ہوتا تو یہی جواب کافی ہوتا کہ اُنکی دعوت کی
اجابت ہی حرام اور نافر ہے نہ کہ اُنکے گھر کا پکا ہوا گوشہ کھانا اور
اُن کے قول کو دیانات میں معتبر جاننا *

سب سے زیادہ تصریح جواز مواکلت کی حیرت سلطان صالح الدین سے
ہوتی ہے جو تالیف میں بیاس کی ہے اور جس میں خود اُس نے
اپنی آنکھ دیکھی ہوتی باتوں کو لکھا ہے کہ اُس نے اُس کتاب میں
چند مقام پر لکھا ہے کہ سلطان صالح الدین نے عیسائی پادروں کو
اپنے ساتھ کھانا کھایا اور اُس کی تعظیم و تکریم کی حالانکہ اُس

نمبر ۱۰۸

اجماع

منجملہ اُن مذہبی الفاظ اور فقہی مصطلحات کے جنکی حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کے خیالات غلط ہوئے اور ہوتے ہیں اور جنہر استدلال کرتے ہیں بے اصل باتیں صحیح مسائل کی ضرورت پر ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں لفظ اجماع ہی علماء نے کتاب و سنت کی طرح اُسے ایک شرعی حصہ مانا ہی فقہا نے اُس کے منکر کو کافر سمجھا ہی پابندی ہر رسم و عادت کی جو مسلمانوں میں جاری ہی اُسی پر استدلال کرتے ہیں ایمان کی نشانی سمجھی جاتی ہی اُنکے حسن و قبح سے بھٹ کرتے والے پر خرق اجماع کا الزام لگاوا تکفیر کی نسبت ہوتی ہی اسلامیہ اُسکی حقیقت کا بیان کرتا اور اُن نتائج سے جو اُسپر مترتب کیئے جاتے ہیں کچھ بحث کرنا مناسب ہی *

یہ بات مسلمات سے ہی کہ ایمان نام ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا اُن سب باتوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے پس حاضریں کے واسطے خود اُنکا زبان مبارک سے سننا حصہ تھا اور اُسکی تصدیق کے لیئے دوسرے ذریعہ کی اُنکو حاجت نہ تھی لیکن ہم لوگوں کے لیئے اُن باتوں کی تصدیق اُنکی تصدیق پر مقدم ہی اسالیئے کسی ذریعہ کی ضرورت ہی وہ ذریعہ کیا ہی نقل اور روایت لیکن چونکہ اُس میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہی اسالیئے کذب کے احتمال دور کرنے کے لیئے کوئی قطعی دلیل چاہیئے وہ کیا ہی تواتر و اجماع پس اگر کسی خبر کی نسبت معتبر صادق کے وقت سے لیکر ای پرمنا خدا صحت کا اتفاق ہو اور اُسکی صحت پر سب کا اجماع تو وہ خبر ہمارے حق میں بھی رویت کی برابر ہی اور ایسی متواتر اور مجموع علیہ خبر حقیقت میں ہی نفسہ شریعی حصہ ہی لیکن اگر کسی خبر کی نسبت یہ درجہ ثابت نہ ہو یعنی متکبر صادق کے وقت سے اُسکا تواتر اور اُسکی صحت پر اجماع نہ ہو علم اس سے کہ وہ خبر پھر کسی اور زمانہ میں شہرت اور گزرت کے درجہ پر پہنچ جارے یا آئندہ زمانوں میں بھی وہ اس مرتبہ پر نہ پہنچے تو وہ خبر اچھی اُسی حال پر رہیگی یعنی مایہتمل الصدق والکذب پس پہلے زمانہ سے لیکر ہمارے وقت تک جتنے واسطے اُس کی نقل کے ہوئے ہوں اُن کی صداقت اور امتیاز ثابت ہو اور وہ شمار میں بھی لائق لحاظ کے ہوں تو اُسکا جانب صدق غالب ہوگا اور اگر اُن میں سے کسی کی صداقت یقینی ثابت نہ ہو یا اُنکا تسلسل اور اتصال معلوم نہ ہو یا اُس کے بیان کرنے والے ابتدا میں ایک دو سے زیادہ نہوں تو اُس کی دونوں جانب صدق و کذب کی برابر ہوگئی اور ایک کے وجہان کو دوسرے پر کسی

پادشاہ کی سطر اور صلیب مشہور ہی اور بیہ المقدس کا فتح کرتا اُس کے اسلام کی اب تک ایک بڑی نشانی موجود ہی میں اُس کتاب سے در نکالیں کرتا ہوں جس کی زیادہ اس سے دیکھنا منظور ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ صفحہ ۲۵ میں اُس کتاب کے یہ لکھا ہی و لقد رائیت و قد دخل ماہر صاحب صیدا بالناصرۃ فاحترمتہ و اکرمہ و اذل معہ الطعام و مع ذلک عرض علیہ الاسلام فذکر لہ طرناً من معاشنہ و حثہ علیہ یعنی میں نے خود دیکھا کہ سلطان صالح الدین کے پاس امیر صیدا آیا تو سلطان نے اُس کا احترام اور اکرام کیا اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر باوجود اس کے خوبیاں اسلام کی اُس کے سامنے بیان کیں اور مسلمان ہونے پر اُسے پرانگیختہ کیا اور پھر صفحہ ۹۰ میں لکھا ہی کہ و صاحب الشفیق یومہ مدینقن معہ عدم الاسلامۃ فوی ان اصلاح حالہ معہ قد تمین طریقا الی سلامتہ فذل ینفسہ و ما حسہا یہ الاہو قایم علی باب خدمۃ السلطان فذل ینفسہ فاحترمتہ و اکرمہ و کان من کبار انصہیۃ و مقلدہ و کان یعرف بالوریۃ فصخر بین یدی السلطان و ال معہ الطعام خلاصہ یہ ہی کہ والی شفیق جو بڑے امیروں اور دانشمندیوں سے انگریزوں کے تھا سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اُس کی تعظیم و تکریم کی اور اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا یہ حال تو اگلے لوگوں کا تھا اور اب روم کے سلطان اور اُن کے علماء فضلہ کا حال ظاہر ہی کچھ پوچھنا نہیں کہ شاہ فرانس اور ملکہ انگلستان کے مہمان ہوئے اور خوب دہریوں میں اور خوب کھائے کھائے اور کسی نے علماء مکہ یا فقہاء مدینہ میں سے اُن کے فقر و ارتداد کا فتویٰ نہ دیا *

چہانتک میں نے سوچا اور غور کیا مجھے نفس موائہ کے جواز میں کچھ شبہ نہیں یعنی اگر اہل کتاب ہمارے یہاں آکر ہمارے ساتھ کھانا کھائیں تو بہت موائہ بلاشبہ جائز ہی اور اگر ہم اُن کے یہاں جاویں اور اُن کے گوشہ کا ذبح کیا ہو کھانا کھائیں اور شراب : سوز نہ ہو تو بھی اس موائہ میں کچھ ظلم نہیں اور اگر گوشہ کا ذبیحہ نہرنا ثابت ہو جاوے تو اُس گوشہ کی حرمت میں کچھ شک نہیں اور اگر شراب و سوز بھی اُس میں ہو تو وہ گوشہ اور موائہ کھانے سے خالی نہیں اس سے زیادہ جو کوئی کچھ کہے وہ افراد و تغویض اور عذاب و تعصب ہی والہ اعلم بالصواب *

رائے

مہدی علی عفا عنہ

اور دلیل کی حاجت ہوگی اور اگر اُس کے بیان کرنے والوں کی بے اعتدالی پائی جاوے تو اُسکا جانبِ مذہب راجع ہوگا بلکہ اگر اُنکا مذہب ہرگز نہ یقیناً مذہب ہو تو اُس میں احتمالِ صدق کا پائی نہ ہوگا *
پس مستحسنہ اخبار مطہر صادق کے وہ خبر جسکا تواتر اُس کے حقیقہ سے لیکر اب تک ثابت ہے اور جسکی صحت پر اجماع ہے قرآن مجید ہے اور جو اُس مرتبہ پر نہیں ہے وہ حدیث ہے پھر بعض اُممیں یعنی حدیث میں سے وہ ہیں جنکا جانبِ صدق غالب ہے اور بعض وہ ہیں جنکے دونوں بے برابر ہیں اور بعض وہ ہیں جنکا جانبِ کذب غالب ہے اور بعض وہ ہیں جو نری غلط اور بالکل جھوٹی ہیں فرضاً کہ یہ دونوں چیزیں ہمہر حصہ ہیں پہلی چیز یعنی کتابِ قطعیہ صحت ہے کیونکہ اُس کی صحت قطعاً ثابت ہے اور دوسری چیز یعنی سنہ ظنی صحت ہے کیونکہ اُسکی صحت ظنی ہے اور باعتبار اپنے مرتبہ صحت کے وہ ہمہر حصہ ہے۔ رہا اجماع پس اگر اُس سے مراد ہے اجماع سب کا اور صحت اُس خبر کے تو امداً و صدقاً کہ ایسا اجماع صحت شریعی ہے لکن لانی ذاتہ بل بغیر کیونکہ حقیقت میں وہ اجماع ایک کامل شہادت اور قطعی دلیل اُس خبر کی صحت کی ہے اور وہ خبر فی نفسہ ہمہر حصہ ہے اور اُسی اجماع کا منکر بھی یقینی کانہ ہے کیونکہ وہ منکر اُس خبر کا ہے جسکی صحت ثابت ہو چکی اور جسکا انکار فی ذاتہ کفر ہے پس اگر کُڑی کسی آیت کا قرآن مجید کی منکر ہو تو وہ ویسا ہی کانہ ہے جیسا کہ صاحبِ الوحی کی زبان سے منکر اُسکا منکر ہوتا کیونکہ تواتر اور اجماع نے اُس کی صحت کو ایسے یقین کے درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ احتمالِ غلطی کا باقی نہیں رکھا لیکن اگر اُس سے مراد ہے اتفاق کر لینا لوگوں کا اور کسی معنی و مقصد کے جو متخیر صادق کے نظروں سے صالحاً ثابت ہو یا اور جو حقیقت کسی چیز کے جسکا بیان یہ تصریح خود مطہر صادق نے نہ کیا ہے اور یہ تصریح تفہیل کسی اجماع کے جسے اسے مجمل ہی رہنے دیا ہو یا اور یہ تصریح کسی ہی کے جس میں اُس نے اشارہ استعارہ پر ہی تفہیل کی ہو یا اور اُن باتوں کے جو شارع کی باتوں کی علت دریافت کر کے قیاساً اُسپر نکالی گئی ہوں۔ جبکہ اُس علم کو خود شارع نے بیان نہ کیا ہو یا اور کسی ایسے مذہبی امتداد یا قول یا فعل کے جو اُس کے اخبار متواتر سے ثابت نہ ہو یا اُسکے منصوصات کے مخالف اور اُس کے اصلی اصول کے معارض ہو تو ایسا اتفاق کچھ قطعی صحت نہیں اور نہ ایسے اجماع کا۔ منکر کانہ ہے اور نہ اُن باتوں کا جو ایسے اتفاق پر مبنی ہوں نہ ماننا یا اُسے مخالف کرنا تکذیب رسولی کیونکہ یہ اجماع ایک قیاس یا قول یا فعل ایسی جماعت کا ہے جس میں سے نہ کوئی متخیر صادق ہے نہ جس میں سے کسی کی رائے معصوم ہے نہ جس میں سے

کوئی صاحبِ الریاء والکتاب ہے نہ اُنکی تصدیق و تکذیب پر ایمان و نفور کا مدار ہے پس جبکہ بانفرادہ کوئی ایک اُن میں سے ایسا نہیں ہے جس کی رائے یا قول یا فعل ہمہر حصہ ہو تو ہمدومہ اُن کی رائے یا قول یا فعل کی صحت ہونے کی کیا وجہ ہے ہاں اُن کی بات کو ایک ایسی وقعت ہے کہ اُس کی صحت کا یہ نہ نسبت اُس کی غلطی کے غالب سمجھا جاوے اور جب تک کہ اُس کی غلطی ثابت نہ ہو تب تک وہ ماننے کے لائق ہوگی مگر احتمالِ غلطی کا موجود رہیگا اور ممکن ہے کہ یہی اُس کی غلطی ثابت ہو جاوے اور کسی زمانہ میں اُس کی غلطی پر دوسرا اتفاق ہو جاوے اور یہ بھی اُس حالت میں ہے جبکہ اتفاق سب لوگوں کا ہو اور کوئی اُس رائے یا قول یا فعل سے کسی زمانہ میں منکر نہ ہو یا کم سے کم جو اگر صلاحیت رائے دینے کی رکھتے ہوں اُنہوں نے مخالف نہ کی ہو لیکن اگر کسی جماعت یا کسی گروہ میں کوئی بات بغیر بحث و مباحثہ کے جاری ہو رہی ہو یا کسی عارضی وجہ سے مثلاً خوف یا شرم یا احتیاط یا جہالت کے لوگوں نے مان لیا ہو اور استمداد زمانہ نے اُسے قوی کر دیا ہو یا اُس کی صحت میں اعلیٰ رائے نے اختلاف کیا ہو اور بعض مجتہدین نے اُسے صحیح نہ جانا ہو گو کسی خارجی سبب سے اُس انکار کو شہوت یا قوت نہ ہوئی ہو تو ایسے اتفاق کو وہ وقعت بھی نہیں ہے بلکہ اس پر اتفاق یا اجماع کا اطلاق کرنا ہی غلطی ہے + پس یہ معتد حقیقت اجماع اور انکار اجماع کے نفور ہونے کی ہی اس پر غور کرنے کے بعد اب ہم کو

+ میں اپنے علماء کے اقوال بھی یہ نسبت اس مسئلہ کے بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اُنکی رائے بھی لوگوں کو معلوم ہو جاوے امام غزالی نے کتاب التفرقة میں لکھا ہے و شرعاً (ایہ اجماع) ان یجتمع اهل الصل والمعاد علی صمد واحد فیقتلون علی امر واحد اتفاقاً بلفظ صریح ثم یستمررون علیہ مدۃ عند قوم و الی تمام انقضای العصور عند قوم اور مسلم میں لکھا ہے کہ قبل اجماع الاندر مع ثمرۃ المضاف اجماع والمختار انه یس اجماع لانقلد الکل فیل یس حجة اصل وقول هو حجة حنیۃ اور مرقاۃ الاموال میں ہے کہ اجماع اما بالتواتر والاشہارۃ والاحاد وانری التراتر اجماع الصحابة اذا انقضوا حتی اذا لم یبقوا لم یکن اجماع اتفاقاً كما ہو فی دلایۃ القطعیۃ الدلۃ والظہیر المتواتر فیکفر جاحدہ وان لم یکن سکر تیا حتی اذا کان سکر تیا لم یکن متواتراً علیہ ایضاً فلا یکن امثالاً ثم اجماع من بعد ہم بالشرط السابق فیہالم یزیدہم بخلافہم نہیں کاشہور من الظہیر فیصل جاحدہ ولایکفر اجماعاً ثم اجماع المختلف فیہ نہ ہوکا مبعہج من اخبار الاحاد لایصل جاحدہ ایضاً کمالا یکنفر اور امام حجة الاسلام نے منخل میں لکھا ہے انه قد یختلف الخلاف فی کون اجماع حجة ولا یکن منکرۃ لمنکر المجمع علیہ اذا

کوئی بتادے کہ جو عوام و خواص ہر جزئیہ فقہیہ اور ہر مسئلہ فلامیہ کی نسبت اجماع کا لفظ زبان پر لاتے ہیں اور اُس کے انکار کو بوجہ انکار اجماع کے کفر بتاتے ہیں وہ کس قدر صحیح ہے اور کس قدر غلط سوائے قرآن مجید کی تصریح صریحہ کے اور عقائد و مسائل جو استنباح و استنباط کیے گئے ہیں اور جو کتابوں میں بڑی عدد سے لکھے گئے ہیں اُن میں سے کتنے عقیدین اور تکتے مسئلوں پر اجماع کا اطلاق ہو سکتا ہے اور کتنے پر نہیں اگر اجماع کا نام ہی چند کتابوں میں

لم یکن من ضروریات الدین لم یکن اور امام الحرمین ابوالمعالی نے فرمایا ہے کیف تکفر من خالف الاجماع و تھن لا تکفر من رد اصل الاجماع و انما یدفعہ و نفعہ والمتمدد مذالشانہ نقیہ عدم اطلاق تکفیر المجمع علیہ اور امام نووی نے روشہ میں لکھا ہے کہ ایسے تکفیر جاحداً المجمع علیہ علی اطلاق بل من جحد مجمعاً علیہ فیہ نص نہو من الامور الظاہرة التي یشتکر فی معرفتہا الغواص والروام کا صلوة و تحریم الضور و نحرہما نہو کانو و من جحد مجمعاً علیہ لایمرنہ الا انظر اس کا مستحق ایک ابن السدس مع بنت الصاب و نھرہ فلیس بکافر اور ابن دقیق العید نے شرح عمدہ میں لکھا ہے اطلاق بمعنی ان مضالاف الاجماع یکفر والحق ان المسائل الاجماعیة قارۃ یصحبہا التواتر من صاحب الفرع کوجب الغفص و قد لا یصحبہا فالزل یکفر جاحداً لمضافاً التواتر لا مضافاً لاجماع اور تلویح میں لکھا ہے انہ اما لکنہم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماعہ ظاہراً فلا یکفر جاحداً اتفاقاً و ان کان قطعاً فلا یکفر وقیل لا یکفر الحق ان نھو المبادیات الغفص مما علم بالضرورة کونہ من الدین یکفر جاحداً اتفاقاً و انما الخلاف فی غیرہ اور ان سب سے عمدہ وہ ہے جو در مختار کے حاشیہ شامی میں لکھا ہے کہ اذا لم تکن الایۃ والظہر التواتر قطعی الدلالة اولم یکن الظہر متواتراً او کان قطعاً لکن فیہ شبہۃ اولم یکن الاجماع اجماع المجمع ارکان دلم یکن اجماع المصداقۃ او کان و لم یکن اجماع جمیع المصداقۃ او کان اجماع جمیع المصداقۃ و لم یکن قطعاً فان لم یشک بطریق التواتر او کان قطعاً لکن کان اجماعاً سکوتاً ففی کل هذه الصور لایکون الجحد کفراً کہ اگر آیت یا ظہر متواتر قطعی الدلالة نہو یا ظہر ہی متواتر نہو یا متواتر تو نہو مگر قطعی نہو اور اُس میں شبہ نہو یا اجماع سب کا اجماع نہو یا سب کا اجماع نہو مگر مصداقۃ کا اجماع نہو یا وہ بھی عو مگر سب مصداقۃ کا اتفاق نہو یا سب مصداقۃ کا اتفاق بھی ہو مگر قطعی نہو یعنی بطریق تواتر ثابت نہو یا قطعی بھی ہو مگر اجماع سکوتی نہو پس ان سب حالتوں میں انکار اجماع کا نظر نہیں

ہی *

لکھا ہوتا اور اُس کو ایک مخصوص طائفہ سمجھتا اور تقلیداً اُسے تقابلی بالقبول کرتا تو ہر بلا شبہ وہ اجماع اجماع ہی مگر اُسے ہم لایمزمہ کہتے ہیں اور خود ہمارے ہی علم کے بیان سے اُس پر اجماع کا اطلاق نہیں ہو سکتا نہ کہ مضافاً اُس کے انکار پر اطلاق کفر کا ہو پھر اکثر مسائل اعتقادی یا ممالی ایسے ہیں جن کی بنا حقیقت میں ایک خبر احد پر اور بعض حالات میں ایک خبر ضعیف پر یا نقطہ تیس اور رے پر ہی مگر تقلید کی پرکھ سے اُسے عوام و خواص ہیں ایسی شہرت ہو گئی ہے کہ وہ خبر متواتر اور نص قطعی سمجھی جاتی ہے و حدالمتواتر مالا یمن الشک فیہ کالعلم بوجردالقیام و جردالبلدا المشہورۃ وغیرہا و انہ متواتر فی الاصل کلہا مصرراً بعد مصر الی زمان النیرۃ و لم یقتص مدداً التواتر فی عصر من الاصل فالقول بالترتو فی غیر القرآن من اغمض الاشیاء *

پس ہمارا اپنے مسائل اعتقادی و ممالی کی نسبت جس کا ثبوت یہ نص صریح قرآن مجید یا بعدیہ متواتر نہو اجماع کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہے اور اسی غلطی کی وجہ سے بہت سے ہونے والے اور اکثر مضامین میں پوچھے گئے ہر گز نے اپنے اپنے خیالات کے موافق ایک مذہب ٹھہرا کر لیا ہے حائقیہ نے اپنی رسمیات اور عادات کو اجماع کی دلیل سے قریض و واجبات سمجھ لیا اور اپنے چال چلن کو ایک غیر مدلل شریعت بنا لیا یہاں تک کہ جب اُس بڑی بڑی مائیشاں مارتوں کی جتنکے کندھے آسمان سے ملے ہوئے ہیں بنیاد دیکھی جاتی ہے تو ایک ریت کے ذرے کے سوائے کچھ نہ نظر ہی نہیں آتا اور کوئی بنیادی پتھر دکھلائی نہیں دیتا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف لوگوں کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ہے نہ فی نفسہ اُسکی اصل مضبوط ہے نہ در حقیقت اُسکی بنا مستحکم ہے اگر لوگ اپنے ہاتھ اٹھائیں اور بنیاد کے سوارے پر اُسے چڑھ دیں تو نہ اُسکی خوبصورت دیواروں کا نشان ملے نہ اُسکی خوشنما محرابیں نظر آئیں نہ اُسکی ملمع کاری کی چوٹ بڑی رہے بلکہ دھن الارض کا کی کیفیت ہوجارے اور تبدیل الارض غیر الارض کی صورت نظر آئے یہ حقیقت ہے اجماع کی جو میرے نزدیک ازربہ اضرب غریبہ کے ثابت ہے نہن امتقد فیہ ذالک فلیجحد عقیدتہ و لیتب من قہجہ ثم من ادعی بطلان هذا البیان فلیعہ ان یشہر فی میدان البرہان اما بتقریر اللسان و اما بتقریر البیان و الحق یطرح علی المطلق *

واقہ

مہدی علی عفا عنہ ربہ

THE PROPOSED MUHAMMEDAN COLLEGE.

It is our belief that even truth does not possess any miraculous power of impressing itself on the minds of men. The only miracle it possesses is that it fears no discussion or contradiction.

Without reference to the fact whether the discussions lately published in Newspapers on the proposed Muhammedan College are favorable or unfavorable to our scheme, we beg to say that they afforded us very great pleasure. The subject has attracted the attention of the people and has induced them to discuss it, and this gives us a stronger hope of the ultimate success of our undertaking,

The writer of an article published in the excellent paper, the *Pioneer*, assures us that the proportion of Muhammedan pupils reading in Government Colleges and Schools is not low. This is indeed a very gratifying assurance for us. We congratulate ourselves on this glad tidings, but at the same time would remark that the number regarded by the writer as sufficiently large is still too small in our estimation. We are not satisfied with it, we wish it could increase considerably, and at the same time trust that this desire of ours will not be a subject of railery or ridicule to any one who is a friend to mankind.

We see no reason why we should remain contented with the number of Musulman students at present attending Government Colleges and Schools, and why those who find fault with the Government system of education (though they may perhaps be mistaken in their views) should not attempt to improve it.

The writer of an article published in the *Indian Observer*, dated 28th September, delights to call us arrogant and bigoted, and states that these qualities prevent us from availing ourselves of the advantages of education afforded in Government Institutions.

A first perusal of the article above alluded to caused us much anxiety and a considerable amount of trepidation. We were anxious to know whether the article was written by Mr. D. P. I., or Mr. C. S.; for if written by the latter, we were afraid lest he might be a Lieutenant Governor in embryo, and thus at some future time have the lives of the poor Muhammedans in his hands. On a more careful perusal however of the article in question, we were delighted to find that the views it inculcated were precisely similar to those which we have often heard before, and thus our anxiety and fear were at once allayed.

We admit that we are both arrogant and bigoted, but this is no reason why we should not adopt a system of education which may not impair our arrogance and bigotry, but at the same time further our advancement in learning. The writer again aims a taunt at us, and says he does not understand why we should

دسمبر ۱۸۶۱

مدرسة العلوم مسلمانان

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر سچے راے میں بھی کوئی ایسی کراہت نہیں ہوتی کہ وہ از خود لوگوں کے دلوں میں بیٹھ کر جارے — اُس میں جو کچھ کراہت ہوتی ہے وہ صرف اسقدر ہوتی ہے کہ مباحثہ کا اُس کو خوف نہیں *

مجموعہ مدرسة العلوم مسلمانان پر جو بحث اخباروں میں ہوئی (بالفاظ اسات کے کہ وہ ہماری تدبیر کے موافق تھی یا مخالف) اُس سے ہم کو نہایت خوشی ہوئی ہے اور اسات کے دیکھنے سے کہ لوگوں نے اُس پر توجہ کی اور مباحثہ کیا ہم کو اپنے مقصد کے حاصل ہونے کی قوی تر امید ہوئی ہے *

نہایت نامی اخبار ہائیرنڈر میں آرٹیکل لکھنے والا ہم کو یقین دلاتا ہے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کی تعداد کم نہیں ہے اس خوش خبر سے ہم نہایت خوش ہیں اور اپنے تئیں مبارکبادی دیتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جس تعداد کو اُس آرٹیکل لکھنے والے نے کافی سمجھا ہے وہ ہماری راے میں بہت کم ہے اور زیادہ ہونی چاہیئے اس تعداد سے ہماری تسلی نہیں اور زیادہ ہو اور زیادہ ہو پس یہ ہماری خواہش غالباً کسی انسان درست آدمی کی شکاہ میں کسی طعنے یا نفروں کے قابل نہوگی — جو تعداد کہ مسلمان طالب علموں کی اب گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں ہے کیوں ہم اُس پر قناعت کریں اور جو ارگ اُس تعلیم میں کچھ نقصان دیکھتے ہیں (گو اُنکا ایسا خیال غلط ہے) کیوں نہ اُنکی ترقی تعلیم کے لئے کوشش کریں *

انڈین ایبزرور مطبوعہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم کو سخت متکبر اور متعصب کہا ہے اور یہی سبب ہم کو گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں سے کم نالندہ حاصل کرنے کا قرار دیا ہے اس آرٹیکل کو پڑھ کر اول اول تو ہم کو بہت تڑپ و خوف ملا ہوا تو بعد تو اس بات کا ہوا کہ یہ ہم کس کا لکھا ہے مسٹر ڈی بی آئی کا یا مسٹر سی ایس کا اور خوف اس بات کا تھا کہ اگر پچھلے کا ہو تو ایسا نہ ہو کہ وہ کبھی ہمارے ملک کا فٹنٹ گورنر ہو جائے اور مسلمانوں کی زندگی اُس کے ہاتھ میں پڑ جائے مگر جو کہ اُس آرٹیکل کے مقصود اثر وہ ہیں کہ جو نصرت ہوئی ہے ہم سے سن چکے تھے اسلئے ہمارا وہ تردد اور خوف غلطوں جاتے رہے *

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہم متکبر بھی ہیں اور متعصب بھی ہیں مگر کیوں نہ ہم ایسا طریقہ تعلیم اختیار کریں جس سے ہمارے بچے و تعصب میں بھی بڑی نفع نہ آوے اور ہم تعلیم بھی پادریں *

seek for the aid of Infidels, viz., the English, to establish a purely Muhammedan College. "The existence" "he says, of such an Institution, if it is owed solely "to their own exertions, will be a proof of desire for "improvement, and an earnest of better things. If "however, it is artificially produced, as we fear it will "be, by the generosity of men like Lord Northbrook, "it will be a sign of no inward life, and will be of "little use." It scarcely befitted a Christian, and above all one of that race whose aid we sought, one of that which purports to be the true friends and well-wishers of mankind, to write thus. But we sincerely admit that what the writer has said is perfectly true. Who would direct the attention of our co-religionists to such taunts and remind them that if they still turn a deaf ear to them, if they do not render help in establishing the college with all their heart, and with all their wealth, they will prove themselves the most shameless, and the lowest of all the nations on the face of God's earth.

The writer further laughs at our defective English, but we are not at all sorry for it. It is rather a proof of the excellence of the Indian Educational system. We cannot help it, for such is the instruction afforded us by our Directors of Public Instruction, and by our Universities. Our education only has not been defective; there are thousands and tens of thousands who, in point of training and education, are no better than ourselves; and it is for this reason that we dislike the system and keep ourselves aloof from it.

In certain Vernacular Newspapers, we find that the publication of the project of the establishment of the Muhammedan College has created a great agitation in certain quarters which is quite unnecessary, and which could have been avoided by a due consideration of the subject. Some seem to believe that the number of boys who would receive education in this College would be inconsiderable, and that the establishment of one or even of ten such Institutions would not go far towards improving the Muhammedan race. They therefore propose as the surest means of improvement that a large number of petty Muhammedan schools should be opened in different parts of the country. We are not entirely opposed to this view, but we wish it to be understood by our co-religionists that the view in question is not entirely free from faults. Our desire is to further the national improvement and to raise the national honor of the Muhammedans. This can only be accomplished when our children have opportunities of improving their manners and morals, and their modes of livelihood, and also when the means to attain to a high degree of knowledge are brought within their reach. This is however quite impossible without the establishment of an Educational Institution such as we have already proposed. National honor can only be attained when

انڈین ایڈورس کا آرٹیکل لکھنے والا حکمرانہ دیتا ہے کہ "خاص مسلمانوں کے کالج قائم کرنے کے لئے کانوں سے [یعنی انگریزوں سے] کیوں مدد لیجاتی ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ایسا مدرسہ خود مسلمانوں ہی کی کوششوں سے قائم ہوگا تو یہ ترقی بہتری کی دلی خواہش کا ثبوت ہوگا لیکن اگر لارڈ نارتھ بروک صاحب سے لوگوں کی سطر سے قائم ہوا تو کچھ دلی خواہش کا نشان نہ ہوگا، اگرچہ ایسا لکھنا ایک عیسائی کو اور خصوصاً اُس قوم والے کو جس سے ہم نے مدد مانگی اور جو اپنے تئیں انسان کے خیر خواہ و سچے دوست سمجھتی ہے زیادہ نہ تھا مگر ہم دے دیے قبول کرتے ہیں کہ جو کچھ اُس آرٹیکل لکھنے والے نے لکھا ہے بالکل صحیح اور بالکل سچ ہے اور ہم اپنی قوم سے یہ بات کہتے ہیں کہ درحقیقت وہ نہایت نالایق اور بے حرم اور بے حیا اور تمام دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوگی جو اب بھی ایسے ملحدانہ سنکر اس مدرسہ کے قائم ہوجانے میں، دل و جان سے روکیں اور کوشش سے مدد نہ کریں گی *

انڈین ایڈورس میں آرٹیکل لکھنے والا ہماری ناقص انگریزی کی ہنسی اڑاتا ہے مگر حکمرانہ اس سے کچھ رنج نہیں ہے کیونکہ یہ جو کچھ ہے انڈین ایجوکیشنل سسٹم کی مددگی کا ثبوت ہے ہم مجبور ہیں کہ ہماری یونیورسٹیاں اور ہمارے ملک کے قانون پبلک انسٹرکشن کی ایسی ہی تعلیم ہے اور صرف ہماری ہی ایسی تعلیم نہیں ہے ہزاروں در ہزاروں کی ایسی ہی تعلیم ہے اسی لئے ہم اُس سے بھاگتے ہیں و نفرت کرتے ہیں *

اُردو اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم ہونے کی تجویز کے مستند ہونے پر لوگوں کے دلوں میں بغیر کامل غور و فکر کرنے کے بیجا وارنل پیدا ہوئے ہیں کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس مدرسہ میں کے آدمی تعلیم پڑھنے ایسا کالج خواہ ایک مقرر کیا جائے خواہ دس مسلمانوں کی ترقی کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ وہ یہ تبدیلیں بٹاتے ہیں کہ چھوٹے اسکول مسلمانوں کے بہت نثر سے جا بچا قائم کرائے جاویں تب مسلمانوں کی ترقی ہوگی ہم اس رائے کے مخالف نہیں ہیں مگر اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں کہ اس رائے میں کس قدر نقص ہے ہم مسلمانوں کی قومی ترقی اور قومی عزت کی ترقی دینے کی خواہش کرتے ہیں اور یہ ترقی جب ہی ہو سکتی ہے کہ ہماری قوم کے لوگوں کو کوئی ایسا موقع ملے جس سے اُن کی عادت اور غصہ اور طریق معاشرت اور اخلاق درست ہوں اور نیز اُنکو علم میں اعلیٰ درجہ تک کا کمال حاصل کرنے کا موقع حاصل ہو اور یہ بات جب تک کہ کوئی ایسا دارالعلم جیسا کہ تجویز ہوا ہے قائم نہ ہو حاصل ہونے میں ممکن ہے — قومی عزت جب ہی ہو سکتی

we have in the nation a certain number of men who, owing to their perfection in learning may rightly take their position at its head. An average amount of knowledge must also be possessed by the middle class, and we may then think of the diffusion of general education amongst the masses. Let us suppose that we establish ten lacs of petty Muhammadan schools without providing for the attainment of higher and middle class education, the result will be that, our youth will always be in the same rude and ignorant state that we now find them in. They will read generation after generation, the same Mubadi-ul-Hisab, Soorajpore ki Kahani, and Mr. Kempson's English translation of the History of India, and the Director of Public Instruction will record in his report that his students cannot be useful members of society, but that they may be able to teach the books which they have themselves been taught. Thus, it is one of our first duties to provide means for the acquirement of the highest standard of education by the people of our nation, so that those who will may avail themselves of the opportunity and acquire that which may improve the honor of their nation. If a single individual belonging to our race attains to that high standard of learning which we have at heart by means of the system of instruction proposed in the projected College, he will add greatly to the national honor. Supposing however that not even one single such student emerged from the College, we shall at least have no reason to regret that, as at present, there are no means at hand by which to attain a high standard of education.

To neglect this most important action, and to allow themselves to be carried away by fond hopes of general education will prove a great misfortune to the Muhammadans. It is not at all difficult to open petty Muhammadan schools for general education. It is difficult however to accomplish the work we have at heart, and every effort should therefore be made by us to do it.

Another ambition by which the people of the Punjab seem more particularly to have been deluded is to establish a similar College for themselves in their own country instead of rendering any help to the people of the North Western Provinces. In support of their opinion they say that a single institution of the kind in the North Western Provinces cannot be sufficient for them and for the whole of India. They also assert that the people of the North Western Provinces rendered no assistance in the establishment of the Punjab University College. Such ideas at the outset are undoubtedly strong proofs of the misfortune of the Mussalman race. Indeed the angel of darkness is trying to deceive them in disguise of the angel of light.

We have never said that one single Institution will suffice for the whole of India. We simply ask that

ہی جیکہ تمام قوم میں ایسے کچھ اعلیٰ درجہ کے عالم بھی موجود ہوں جو قوم کے لیئے بمنزل تاج کے ہوں پھر اُسکے بعد متوسط درجہ کے عالم لوگ موجود ہوں پھر اُسکے بعد عام لوگوں میں عام تعلیم پھیلانی جائے اگر بالفرض ہم نے چھوٹے چھوٹے دس لاکھ مسلمان اسکول قائم کر دیئے اور اوسط اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا کچھ سامان نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے لوگ دیسی ہی گدھے کے گدھے رہیں گے اور مہادی صاحب اور سورج پور کی کہانی اور انگریزی میں مسٹر کیمسن صاحب کا ترجمہ قاری ہندوستان پڑھتے پڑھتے نسلوں گذارینگے اور پھر کلائونٹر صاحب اپنی رپورٹ میں لکھ دیں گے کہ یہ تو ایسی سوسائٹی میں ماننے کے بوجہ لائق نہیں رہے شاید جو کتابیں انہوں نے پڑھی ہیں وہ پڑھا سکیں پس ہمارا فرض ہی کہ سب سے اول ہم اپنی قوم کے لیئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کا موقع پیدا کریں تاکہ جس کا دل ہو وہ وہاں آئے اور اُس چیز کو حاصل کر سکے جس سے اُس کی قوم کو عزت ہو اگر ایک شخص بھی ہماری قوم کا ام کالج سے ایسی تربیت پالیکا جیسی ہماری خواہش ہی تو اُسی سے ہماری قوم کو عزت ہوگی اگر فرض کرو کہ ایک بھی اس کالج میں تعلیم نہ پاویگا تو ہمارے دل کا یہ داغ تو کہ ہمارے قوم کے لیئے ایسی تعلیم کا جیسے ایک دل چاہتا ہی موقع نہیں ضرور ملے گا جیسا کہ عام تعلیم کے دھوکے میں پڑنا اور اس امر اعم سے درگزر کرنا نہایت بد قسمتی مسلمانوں کی ہوگی چھوٹے چھوٹے مسلمان اسکول عام تعلیم کے قائم کرنے کچھ مشکل نہیں ہیں جو سب سے مشکل اور سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہی یہی ہے اس وقت اسی کے انجام پر سب کو توجہ کرنی چاہیئے *

ایک دوسرا بیچا راولہ لوگوں کو اور بغیر کافی فکر کے خصوصاً اہل پنجاب کو یہ آٹھا ہی کہ ہم خود ہی اپنے لیئے ایسا کالج کیوں نہ قائم کریں کہ شمال مغربی اضلاع کے کالج کی مدد کریں اور وہ لوگ اپنی رائے کی تائید میں بیان کرتے ہیں کہ کیا وہ ایک کالج ہمارے لیئے اور تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا یہ مندر بھی پیش کیا جاتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی شمال مغربی اضلاع کے رئیسوں میں سے کسی نے مدد نہیں کی تھی مگر حقیقت میں اس قسم کے خیالات کا ابتدا میں پیدا ہونا پوری دلیل بد قسمتی مسلمانوں کی ہی در حقیقت تاریکی کا رشتہ دشمنی کے رشتہ کی صورت بنا کر اُنکو دھوکہ دیتا ہے کہ کب کہتے ہیں کہ یہ ایک کالج تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا مگر یہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک نمونہ بنانے میں سب لوگ یکدل و یک جان ہو کر کوشش کرو اُس نمونہ کو پورا پورا پہلے بنالو اُس کی خوبیاں اور اُس کے فوائد لوگوں کو دیکھنے دو یہی

all may first try with one heart to set up an example in its complete form and let people see its advantages and the ultimate good that can be derived from it. To make a good beginning is the most difficult of tasks. When once a sample is shewn, it will be speedily copied. The difficulty lies only in starting and continuing the work. When the first project is vigorously carried out, subsequent obstacles will be easily surmounted. When the people of our nation come to know the advantages to be derived from the proposed College, we shall be able to raise a sum of money equal to that estimated for the establishment of this College from each Division almost, not to speak of each Presidency, and we shall then be able to found similar Institutions wherever they may be found necessary. But on the contrary, if opposition be made at the very commencement, and if each individual desires to build his own castle in the air according to his own ideas, neither the one nor the other will ever come into existence, and the Muhammadans will linger on in their present forsaken and degraded state. They will fall between two stools.

If my readers will just reflect for a moment they will find that the Punjab University College does not owe its foundation entirely to the public. We are far from lowering its value, nay, we highly admire it, and are deeply thankful to its founders for the benefits it confers, but we, at the same time can not help regarding it as a work of public utility erected by Government similar to many others which Government always erects for the benefit of its subjects. But the scheme for the establishment of the proposed College has originated entirely from the people themselves, and above all, men of our own nation have proposed it for the improvement and welfare of their brethren according to their own choice, and it is for this reason that subscriptions are invited from them with the claim of being of the same fraternity and of the same religion.

The subscriptions paid for the Punjab University College were intended to please the official authorities, whereas the pecuniary help now asked for is to save our own brothers who are now on the brink of mental ruin. The difference between the subscriptions now asked for and those paid for the Punjab University is as great as that between earth and heaven. In order to raise funds for the projected College we feel ourselves entitled to ask our co religionists for help by supplication and almost, we would say, by force! Could the Punjab University College claim the same privilege?

We therefore request our co-religionists to get rid of all their erroneous notions and ambitions, and to direct their chief aims towards the actual establish-

کام سب سے مقدم اور سب سے زیادہ مشکل ہی جب ایک نمونہ قائم ہو جاوے گا پھر از خود اُس کی مثالیں قائم ہوتی جاوے گی پہلی دفعہ اس کا قائم ہونا اور چل جانا مشکل ہی پھر کچھ مشکل نہوگی جو روپیہ اس کے لئے تھمیلنے کیا گیا ہی جب کہ ہماری قوم کے لوگ اس کے فوائد سے واقف ہو جاویں گے تو اُس قدر روپیہ ایک پریسبیڈنسی کیا ایک ایک ضلع سے جمع ہو سکے گا اور ہم ہر ضلع میں ایسا کالج بننا سیکھیں گے لیکن اگر ابھی شروع ہی میں اس کی مزاحمت ہوگئی اور ہر ایک نے اپنی قدیمہ اینٹ کی مسجد جدا بنانی شروع کی تو نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا اور ہماری قوم اُسی طرح ضلالت اور خدا کی پشیمار میں مبتلا رہے گی *

پنجاب یونیورسٹی کالج اگر فوراً کر دیوے تو خالص پبلک کی جانب سے نہ تھا تو شک و نہایت عمدہ چیز ہی ہم اُس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اُس کے بانیوں کے بہت شکر گزار ہیں الا آنسو ایسا ہی ایک رفاہ عام کا کام سمجھتے ہیں جیسا کہ گورنمنٹ اپنی رعایا کے فائدے کے لئے اُڑ کام رفاہ عام کے کیا کرتی ہی مگر یہ تدبیر اس مجبورہ کالج کے قائم کرنے کی ایک ایسی تدبیر ہی جو خالص رعایا کے دل سے نکلی ہی اور خود ہماری قوم نے اپنے بھائیوں کی ترقی و بہتری کے لئے اور خود اپنی تعزیر سے اور اپنی مرضی کے موافق قائم کی ہی اور اسی سبب سے اپنے بھائیوں ہم قوموں سے بادعاے برادری و ہم قومی چندہ مانگا جاتا ہی پنجاب یونیورسٹی کا چندہ حکام کے خیر کرنے کے لئے تھا اور یہ چندہ اپنے قریب المہرگ جاں باب رحیمہ مان جائے بھائیوں کی جان بچانے کو ہی پس ان دنوں کالجوں کے چندوں میں زمین و آسمان کا فرق ہی — اس کالج کا چندہ جمع کرنے کو ہمارا حق ہی کہ ہم اپنے قومی بھائیوں سے ہاتھ جوڑ کر چندہ ایس ٹوڑی میں ہاتھ ڈال کر چندہ ایس کان پکڑ کر چندہ ایس مضطرب مسک نہم کر چندہ ایر چھین کر چندہ ایس کیا یونیورسٹی کالج پنجاب کو ایسا حق تھا غرض ہماری اس رتبہ یہ ہی کہ ہماری قوم کو چاہیے کہ اس وقت تمام خیالات کو دل سے دور کریں اور تمام رولروں کو اپنے دل سے مٹا دیں اور صرف یہی ایک رولہ اپنے دل میں رکھیں کہ یہ کالج مجبورہ قائم ہو جاوے جہاں تک ممکن ہو اُس کی تائید کریں نہ یہی بات اُن کے حق میں بہتر ہی — ہم اپنی سی کیٹھ جاتے ہیں اور نہ جاتے ہیں یہی ہمارا فرض ہی آئندہ ہونا یا نہ ہونا خدا کے ہاتھ ہی واللہ العزیز *

رات —
سید احمد

ment of the proposed Muhammadan College, and to try all possible means in their power to support it. Their real good consists in their so doing. We say and we do what we think proper. To accomplish our desire, our success or failure rests with the Omnipotent and Omniscient God before whose will every other thing must bow.

SYED AHMED.

بمقام عیکتہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافط

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۶]

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کرنیشن کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے ہوئے تمام خط و کتابت پاپٹ اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے اس پرچہ میں صرف مضمون مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹاے جائیں

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواتین بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مقامین ہوگا چھپا کر یکساں خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ مہہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۰

THE "INDIAN OBSERVER" ON MAHOMMEDAN EDUCATION.

At the present time, the Mahommedans of India are in such a degraded state, that the worst language might reasonably be employed to describe it. Consequently we are not in least offended by the insolent tongue of the *Observer*. Moreover we hope that the result of the *Observer's* reflections will be productive of some good, in as much as it will make the Muslims feel the really miserable condition in which they are, and will incite them to improve their status. Therefore, the views of the scientific oracle who speaks through the medium of the *Indian Observer*, ought to be known by our co-religionists.

The Select Committee discussed the question "why is the effect of education in India not similar to that in England?" In reply to this question the *Indian Observer* says that "they (Mahommedans) cannot expect Government to make a silk purse of a sow's ear." Thus we observe that we have been compared to swine and therefore it is for us to decide whether we ought to bow humbly to the compliment paid us by the *Observer*. Why not, improve our intellectual status and then let the world decide who deserves the epithet of swine.

It is further asserted that "the material on which it (education) works is very different. The tool used may be the same but cut it as you will, you cannot make a diamond out of a pebble or a sparkling ruby out of a lump of sandstones." Is it proper for us to suffer to be compared to such worthless things as pebbles or sandstones or is it necessary to rouse ourselves from the mental stupor in which we have fallen and shew signs of inward life and activity?

It is natural that bad language proves a man to be wanting in the essential characteristics of good breeding. The writer of the article in the *Observer*, calls us arrogant and begotthed whereas he appears himself to be more the so. However we think it very mean to take notice of such words told by our opponent; we simply ought to learn something from his sayings.

انڈین آبزورر اور مسلمانان

ہمارے یہ راء ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ جو لفظ سطح سے سطح اور خراب سے خراب آنکی نسبت استعمال کیئے جائیں وہ سب درست و بجا ہیں اور اسی سبب سے ان ان سوریلیزڈ الفاظ سے جو انڈین آبزورر میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم مسلمانوں کی نسبت لکھے ہیں ہم کو کچھ ناراضی نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کی تعزیر سے ہم کو توجہ ہوتی ہے کہ ہماری قوم کو غیرت اور شرم آویگی اور وہ اپنی حالت کی درستی اور اصلاح پر متوجہ ہوگی پس اس آرٹیکل میں ہمارا مطالب اسقدر ہے کہ ہم اپنی قوم کو جتلاویں کہ ہمارے زمانہ کے علم کے دیوتا نے ہماری نسبت کیا تھا *

سلیکٹ کمیٹی غراستگار ترقی تعلیم مسلمانان میں یہ سوال بحث میں آیا تھا کہ "ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا اثر ایسا کیوں نہیں ہوتا جیسا انکستان میں ہوتا ہے" پس اُس کا جواب انڈین آبزورر کا آرٹیکل لکھنے والا یہہ دیتا ہے کہ "اُنکو (یعنی مسلمانوں کو) گورنمنٹ کی ذات سے یہہ توجہ بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ سور کے بالوں سے ریشم کی تھیلی بنادے" پس اب ہم اپنی قوم سے پوچھتے ہیں کہ علم کے دیوتا نے ہم کو سور کا خطاب دیا ہے پس ہم کو اسی خطاب میں غرض رھنا چاہیئے یا کوشش کرکے اور اپنی حالت کو درست کرکے دنیا کو بتلانا چاہیئے کہ اس خطاب کا مستحق کون تھا *

دوسرا جواب اسی سوال کا اُس آرٹیکل کے لکھنے والے نے یہہ دیا ہے کہ "جس شی پر اُسکا (یعنی تعلیم کا) اثر ہوتا ہے وہ دونوں ملکوں (یعنی ہندوستان اور انکستان) میں مختلف ہے گو آلہ دونوں کا ایک ہی ہو سنگریزہ یا کنکر سے ایک ریشم ہیرا یا لعل نہیں بن سکتا" پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا ہماری قوم کو سنگریزوں میں اور کنکروں میں پڑا رھنا اور ہر ایک کی ٹھوکریں کھانا اور دشنام سنا ہی پسند ہے یا اپنی حالت میں کچھ ترقی کرنے کا بھی ارادہ ہے *

یہہ سچ ہے کہ جو شخص بد زبان کسی کی نسبت استعمال میں لاتا ہے وہ خود ارگ اپنے آپ کو ان سوریلیزڈ لاپتہ کرتا ہے اور یہہ بھی سچ ہے کہ اُس آرٹیکل کا لکھنے والا ہم کو متکبر اور سطح متعصب بتاتا ہے حالانکہ وہ ہم سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر ہم کو اس پر خیال کرنا نہیں چاہیئے بلکہ جو لفظ ہمارے دشمن نے بھی ہمارے حق میں نہیں بھروسہ اُن سے بھی ہم کو نصیحت پکڑنی چاہیئے *

We also come across the following passage:—

“It would be well for the Committee * * * * to search and see if any great philosopher or poet or man ever came out of a nation that could honestly describe as they have done.” If this assertion refer to the period since which the Director of Public Instruction has had the management of the educational affairs, then we must confess that there has not been a single man worthy to be called great. If on the contrary the writer of the article does not refer to any particular period, we cannot help pitying at his ignorance of common subjects and we must advise him to take a trip to Cambridge, and devote his attention towards the study of the Histories of Philosophy and Oriental Literature.

SYED AHMED.

PROCEEDINGS OF THE MEETING OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COL-
LEGE FUND COMMITTEE.

Held on the 8th November, 1872.

No. 9.

Present:

Sheikh Ghulam Ali, President.

Members.

Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.

Munshi Muhammad Subhan Hyder.

Munshi Syed Ali Hassan.

Moulvi Muhammad Arif.

Syed Muhammad Hamid Khan.

Munshi Muhammad Yar Khan.

Syed Ahmed Khan, Bahadoor, C. S. I.—Member
and Secretary.

The proceedings of the Meeting held on the 19th October 1872, No. 8, recorded in the book of proceedings under the signature of the Secretary, having been confirmed, the business of the Meeting was commenced.

The Secretary then addressed the Committee and said that as directed in the Meeting of the 25th September, 1872, he begged to submit his report as regards the selection of a suitable locality for the estab-

ایک مقام پر اُس آرٹیکل کا لکھنے والا لکھتا ہی کہ ” کمیٹی کو مناسب ہی کہ * * * * اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا اُس قوم میں (یعنی مسلمانوں میں) کبھی کبھی بڑا فلسفی یا شاعر پیدا ہوئی ہو یا جو ایمانداری کے ساتھ اپنی نسبت خود یہہ باتیں بیان کرے۔ ” اگر اس عبارت کا یہہ مطلب ہو کہ ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کے وقت میں کبھی شخص ہماری قوم کا ایسا ہو یا نہیں تو اُس کا تو جواب صاف ہی کہ نہیں اور اگر کبھی کے لفظ سے غیر معیود زمانہ مراد ہو تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس آرٹیکل کے لکھنے والے کو دوبارہ کیہہ درج کرنے کی رشتی میں جائز ہیستری آف فلازنی اور ہسٹری آف اورینٹل لٹریچر پڑھنی چاہئے *
راقہ م
سید احمد

نمبر ۱۱۱

رونگڈاں

اجلاسی مجلس خزانۃ البضاعة والتاسیس مدرستہ العلوم

للمسلمین

منعقدہ آنہویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ع — مقام بنارس

نمبر ۹

صدر انجمن

شیخ غلام علی صاحب

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب

منشی محمد سبحان حیدر صاحب

منشی سید علی حسن صاحب

مولوی محمد عارف صاحب

سید محمد حامد خان صاحب

منشی محمد یار خان صاحب

سکرتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

اجلاس شروع ہوا اور رونغڈاں اجلاس منعقدہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ع

نمبر ۸ جو بدستخط سکرتری مکتوب اور کتاب رونغڈاں میں مندرج تھی
ملاحظہ ہوئی

lishment of the proposed Muhammadan College, and to inform that he had fixed upon the District of Allygurh as the most eligible site for the new College.

He (Secretary) then read his report before the Meeting as given at the end of this proceeding, and stated that the Members named below had expressed their full concurrence with the proposal that the College should be established at Allygurh.

Those Members, with whom he (Secretary) had an interview, gave in their consent verbally while the others communicated it to him by means of letters.

2. Khalifa Syed Muhammad Hussan Prime Minister of Puttiala.

3. Hafiz Ahmed Hussan Dewan of the Ex-Nawab of Tonk.

4. Syed Muhammad Mahmood, Barrister-at-Law, who is shortly expected here from London.

5. Moulvi Syed Mehdi Ally, Deputy Collector, Mirzapore.

6. Moulvi Syed Zain-ul-Abadin, Sudder Ameen, Boolundshahar.

7. Nawab Muhammad Mahmood Ali Khan of Chhatari.

8. Raja Syed Muhammad Bakar Ali Khan, of Pindrawul.

9. Koonar Muhammad Lutf Ali Khan of Chhatari.

10. Muhammad Masood Ali Khan, alias Mashhook Ali Khan, of Danpore.

11. Mirza Muhammad Abid Ali Beg Munsiff of Hathrass.

12. Munshi Muhammad Mushtaq Husain, Nayab Sirishtedar, Collector's Office, Allygurh.

12. Muhammad Masood Shah Khan, Munsarim, Munsiff's Court, Hathrass.

14. Moulvi Muhammad Sami-ullah Khan, Pleader, High Court, N. W. P.

15. Muhammad Enayat-ullah Khan, of Bheekampore.

16. Moulvi Muhammad Ismail of Allygurh.

17. Khwaja Muhammad Yusooff of Allygurh.

After the Secretary's report was read the following Members present in the Meeting also expressed their approval.

سکرتھری نے کہا کہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع کے اجلاس میں مجھ کو ہدایت ہوئی تھی کہ میں ایک کمیٹی اس امر کی نسبت پیش کروں کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہی برطانیہ اس کے میں کمیٹی متعارفہ پیش کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیٹھے علیگٹہ کو منتخب کیا ہے *

بعد اس کے سکرتھری نے اپنی رپورٹ ممبروں کے سامنے پڑھی جو رنداد کے اخیر میں شامل ہی اور یہ بیان کیا کہ ممبران مفصلہ ذیل نے پریمرے تحریر اور نیز زبانی مجھ سے بروقت ملاقات کے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور علیگٹہ میں مدرسۃ العلوم مسلمانان قائم ہونا منظور فرمایا ہے *

۲ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ

۳ جناب حافظ احمد حسن صاحب سفیر نواب صاحب سابق والی ٹرنک مقیم لندن

۴ سید محمد معبود صاحب پیرسترات لا جو منقریب لندن سے ہندوستان میں آنے والے ہیں

۵ مولوی سید مہدی علی صاحب قہقی کلکتہ بہادر مرزاپور

۶ مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین پلندھہر

۷ نواب محمد معبود علیخان صاحب رئیس چھتاری

۸ راجہ سید محمد باقر علیخان صاحب رئیس پندرناول

۹ گور محمد لطف علیخان صاحب رئیس چھتاری

۱۰ معبود علیخان صاحب عرف معشوق علیخان صاحب رئیس دانپور

۱۱ مرزا محمد مہدی علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس

۱۲ منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب سررشتہ دار کلکتہ علیگٹہ

۱۳ معبود معبود شاہ خاں صاحب منصرف منصف ہاتھرس

۱۴ مولوی معبود سمیع اللہ خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

۱۵ معبود عثمانی اللہ خاں صاحب رئیس پیرمکپور

۱۶ مولوی معبود اسماعیل صاحب رئیس علیگٹہ

۱۷ خواجہ معبود یوسف صاحب رئیس علیگٹہ

بعد اس وقت رپورٹ سکرتھری کے ممبران موجودہ مفصلہ ذیل نے بھی اسباب کو کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگٹہ میں قائم ہو بالاتفاق قبول و منظور کیا *

18. Syed Muhammad Hamid Khan.
19. Munshi Muhammad Yar Khan.
20. Mirza Muhammad Rahmat-ullah Beg.
21. Moulvi Muhammad Arif.
22. Munshi Muhammad Subhan Hyder.
23. Munshi Syed Ali Hassan.
24. Sheikh Ghulam Ali.

25. Nawab Muhammad Hussan Khan, who came after the business of the Meeting was over, read over the papers and the Secretary's report, and approved of the proposal.

In conclusion it was unanimously carried out that copies of the proceeding of the Meeting and of the Secretary's report be sent to the other Members with request that they may be pleased to inform the Secretary of their approval or dis-approval of the proposal in question.

The Members then thanked the Chairman and the Meeting broke.

SYED AHMED.
Secretary.

To

THE PRESIDENT AND MEMBERS OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE
FUND COMMITTEE, BENARES.

Sirs,

With reference to the proposal made in the Meeting of the Committee held on the 25th September, 1872, I have the honor to submit my report as regards the selection of a suitable locality for the establishment of the proposed Muhammadan Anglo-Oriental College as follows :—

I read the discussions published in Newspapers on the subject, and had personal conversation with some of my friends whom I had the honor to see during the Dusselra vacation. And, after due consideration, I now beg to report that the district of Allygurh is, the best place for the establishment of the College.

- ۱۸ سید محمد حامد خان صاحب
- ۱۹ منشی محمد یار خان صاحب
- ۲۰ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب
- ۲۱ مولوی محمد عارف صاحب
- ۲۲ منشی محمد سبحان حیدر صاحب
- ۲۳ منشی سید علی حسن صاحب
- ۲۴ شیخ غلام علی صاحب

۲۵ واضح ہو کہ بعد ختم اجلاس نواب محمد حسن خان صاحب تشریف لائے اور بعد ملاحظہ کافذات و رپورٹ سکریٹری انہوں نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا *

بعد اسکے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ نقل اس روٹنڈان کی معہ نقل رپورٹ سکریٹری پقیہہ ممبران کے خدمات عالیات میں اس امید سے بھیجی جائے کہ صاحبان ممدوح یہی اپنی اپنی راے سے نسبت اتفاق یا اختلاف تجویز مذکورہ بالا مطلع فرمائیں *

بعد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
سکریٹری

رپورٹ بعالی خدمت پریزیڈنٹ و ممبران
مجلس خزانة البضاة لکھنؤ
للمسائلین

میں بموجب اس تجویز کہی گئی کہ جو ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع کو ہوئی تھی اپنی رپورٹ اس امر کی نسبت کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کس جگہ ہونا چاہیئے کمیٹی میں پیش کرتا ہوں *

وہ مباحثات جو اسباب میں اخباروں میں چھپی اُنکو بھی میٹھے بغور دیکھا اور اس تعطیل میں جن جن درستوں سے ملاقاتیں ہوئیں اُن سے بھی میٹھے گفتگو کی اور بالآخر میری رپورٹ یہ ہے کہ علیحدہ سے بہتر کوئی جگہ مدرسۃ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے نہیں ہے *

جس قسم کا مدرسۃ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا گیا ہے اور جس سے یہ مقصد ہے کہ طالب علموں کے اخلاق درست ہوں اور اُنکے خیالات پرورشانی سے مشغول رہیں اور جمہوریت اور تسمین کی طرف مایل ہوں اور جذبات انسانی کو امتدال پر لایا جائے اور حسن معاشرت اُنہیں پہنچا دے اس قسم کے مدرسہ کے لیئے ضرور ہے کہ وہ ایسے مقام پر مقرر

The nature of the Institution itself, viz, that the students should have as few temptations as possible, as are likely to mislead them from their proper ends, that their thoughts and notions, instead of wandering astray, should take a turn to calmness and serenity, and that their manners and morals should improve, requires that the College should be opened, not in any of the large towns where temptations to evils are great, nor in any small village where even the necessities of life are hardly procurable. I am glad to say that our requirements will be most conveniently fulfilled by fixing upon Allygurh as the site of the new College.

The next point for our consideration is the excellence of the climate of the place where we will establish the College, where our boys will live and will be brought up, and the climate of which place will have a great effect on their health, intellect, and on their other mental and moral faculties. Allygurh is well known for the excellence of its climate. It would not be too much to say that the climate of Allygurh excels that of any other District in the North Western Provinces in salubrity. I have since consulted Mr. J. R. Jackson Civil Surgeon of Allygurh on the point, and now beg to append hereto his opinion and remarks as regards the healthiness of the place.

Further I beg leave to submit for the consideration of the Committee that our proposed College would at present be the only one of the kind, [God grant that the example may be followed in scores] and the fact therefore makes it incumbent on us to establish it in a locality where it is likely to be of the greatest use to the Muhammadans, and with reference to this fact, every one would give preference to Allygurh which is at no great distance from Delhi and the Eastern Districts of the Punjab. It connects itself with the the N. W. corner of the country comprising Meerut, Saharanpore, and Roorki by means of the Railway line. The junction of the Rohilkhand Railway with that of the E. I. Railway just at Allygurh, by means of which it connects the latter city with the whole of the Rohilkhand Districts, makes it a still more valuable place. It is again at a most convenient distance from the Southern parts comprising Agra, Mathura,

کیا جارے جو منجملہ شہر ہائے ناس کے نور جہاں بہت سی تفریباتیں اُن مقاصد کے برخلاف موجود ہوتی ہیں اور نہ بہت چھوٹا گاؤں ہو جہاں اشیائے ضروری بھی بہ مشکل دستیاب ہوتی ہوں یہ صفات مطالعہ نہایت خراب کے ساتھ علیحدہ میں موجود ہیں *

اسکے بعد ہم کو اُس مقام کی آب و ہوا کی خرابی پر خیال کرنا بھی نہایت ضروری ہے جہاں مدرسۃ العلوم کا مقرر کرنا تجویز ہو کیونکہ ہمارے لوگ وہاں رہینگے وہیں کی آب و ہوا سے پرورش پائینگے اُن کی صحت و تندرستی اور نیز اُن کے ذہن اور دل و دماغ کی قوت پر وہاں کی آب و ہوا کا بہت کچھ اثر ہوگا علیحدہ اپنی آب و ہوا کی خوبی میں مشہور و معروف ہے اگر میں کہوں کہ تمام شمال و مغربی اضلاع سے وہ آب و ہوا میں عمدہ ہے تو کچھ بیجا اور ناراجب نہ ہوگا میں نے اس باب میں جناب ڈاکٹر جیمس آرجیکسن صاحب بہادر ایم ڈی سول سرجن علیحدہ سے مشورہ کیا تھا اور جو رائے کہ انہوں نے نسبت علیحدہ کی آب و ہوا کی خرابی و عمدگی کے دی ہے وہ میری اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے *

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ ہر گاہ بالغمل یہ ایک ہی مدرسہ اس قسم کا قائم ہوتا ہے (خدا کرے کہ آئندہ پیشین آئے ہوئے مدرسے قائم ہوں) تو جہاں تک ممکن ہو ہم کو ایسی جگہ قائم کرنا چاہیئے جو مسلمانوں کے لیئے زیادہ تر مفید ہو اس لحاظ سے جو شخص کوئی جگہ تجویز کریگا علیحدہ ہی کو تجویز کریگا — علیحدہ دہلی اور اضلاع مشرقی پنجاب سے بہت دور نہیں ہے — میرٹھ و سہارن پور روڑ کی وسیعہ اُن اضلاع کو جو شمالی مغربی کونے پر واقع ہیں ریلوے کے سلسلہ سے اپنے ساتھ ملاتا ہے — روہیلکھنڈ ریل جو خاص علیحدہ میں آں کو ملتی ہے اُس کے ذریعہ سے یہ مقام اور بھی زیادہ مفید ہوگا۔ یہی اور تمام روہیلکھنڈ کو اپنے میں ملائی ہے — جنوبی سمت جیسے آگرہ و مہار و بہار پور کے علاقہ کی مسلمان سادات کی پستیاں اور علاقہ دھولپور و گوالیار ہی اُس کے لیئے بھی مناسب دوری پر واقع ہے — لکھنؤ اور اپنے مشرقی اضلاع کو بھی ریلوے کے سلسلہ سے جدا نہیں ہونے دیتا پس اس مدرسۃ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے علیحدہ سے زیادہ مناسب کوئی جگہ واقع میں نہیں ہے *

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا ہے کہ اُس مقام میں یا اُس کے گرد نواح میں کس قسم کے لوگ بستے ہیں جن سے ہم کو اس بات کی توقع کرنی چاہیئے کہ وہ لوگ اور اُن کی اولاد اس مدرسہ کی ہمیشہ معین و مددگار و سروساں و پرسان حال رہینگے — اس

parts of Bharathpore occupied by Saiyads, Dholpore, and Gwalior, Lucknow, and the districts situated on the East of it are similarly connected with it by the Railway line. In short, no other place in the North Western Provinces is more fitted for the establishment of the College than is Allygurh.

We should not also lose sight of the fact that the place where we would establish the College, or the neighbouring district must have for its population a people from whom and from whose descendants we might expect an uninterrupted and cordial support for the continuance of the College. But I am sorry to say that when I look around I can discover no place whence I could expect the realization of this hope. The people of Allygurh however, hold out some hope (though a meagre one) in this respect. Allygurh and the neighbouring towns have all Muhammadan population. Moreover, Allygurh and Boolundshahar which are adjacent to one another have many well to do Muhammadan gentlemen and Talookdars, some of whom are well known for their intelligence, foresight, and for their sympathies with their co-religionists, though there may be some who may be possessed of just the opposite qualities. The estate of Pindrawal is situated just close to Allygurh. The owner is a Shia gentleman. We have sanguine hopes that all these men, as well as their descendants will always feel a deep interest in the support of the College. This particular advantage which I have just referred to in connection with Allygurh, and which in fact ought to have preference over all others, I dare say, is not to be met with in any other town or city in the North Western Provinces, and these considerations lead me to select Allygurh as the best place suited to our purpose.

With reference to the climate, extensive population, or dear living in Allahabad, or with reference to the fact that a Government College has already been established there, the Members of the Committee will not, I believe, think it proper to establish their College there. The climate of Rohilkhand, and its situation in a corner, (as if it were the America or the New World of the North Western Provinces) make it quite out of place to think of establishing

خیال سے جب میں آنکھ اٹھاتا دیکھتا ہوں تو چاروں طرف اندھیرا مہلوم ہوتا ہے پھر جو کچھ تھوڑی بہت توقع ہوتی ہے تو علیحدہ ہی کے نواح کے لوگوں سے پڑتی ہے — علیحدہ اور اسکے گرد کے تمام قسبات مسلمانوں کی آبادی کے ہیں اور علیحدہ میں اور بلند شہر میں جو بلکل اُس سے ملا ہوا ہے تمام مسلمان رئیس بڑے بڑے تعلقہ دار ذی مقدور ہیں اور بعض اُن میں سے درشن ضیور اور سمجھ دار اور مالی کار پور غور کرنے والے اور اپنی قریب کی خراب حالت پر اندوس کرنے والے بھی موجود ہیں (گو بعض کی طبیعتیں اسکے برخلاف بھی ہیں) اور ایگنہائیک عمدہ ریاضہ پندارل کی اُس کے قریب ہی جس کے رئیس شیعہ ہیں اور اُن تمام لوگوں سے اور اُن کی اولاد سے اُن سے بھی زیادہ توقع ہے کہ یہ سب نہایت دل سے ہمیشہ اس مدرسہ کے حامی و سرپرست رہینگے یہہ خاص صفت جو میں نے علیحدہ کی نسبت بیان کی (اور جسکو سب سے اعلیٰ اور مقدم سمجھنا چاہیئے) میں نہایت مضبوطی اور تقویت سے نہہ سکھتا ہوں کہ تمام اضلاع شمال و مغرب میں کسی دوسری جگہ نہیں ہے جس ان وجوہات سے میں نے علیحدہ کو دارالعلوم بنانے کے لئے عمدہ مقام تجویز کیا ہے *

ممبران کمیٹی اس بات کو یقینی تسلیم کرتے ہوئے کہ اس مدرسہ لعلوم کے لئے اہل آباد کا مقام تجویز کرنا کیا بنظر رہاں کی آب و ہوا کے اور کیا بلحاظ اُس کے مرقع کے کہ زیادہ تر جانب شرق واقع ہے اور کیا بنظر کلائی شہر کے جو درز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کیا بسبب اخراجات ٹنڈر کے جو ارازمات روز مرہ کے سو انجام میں وہاں واقع ہوتے ہیں اور کیا بنظر اس بات کے کہ خاص اُس مقام پر حال میں ایک مدرسہ اعظم گورنمنٹ کی جانب سے قائم ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

روہیلکھنڈ بھی کیا بنظر آب و ہوا کے اور کیا اس سبب سے کہ ایک طرف کو پڑا ہے جو در اضلاع کی نسبت بمثلہ امریکا کے ہے اس مدرسہ لعلوم کے لئے جو ابھی صرف ایک ہی قائم ہونا تجویز ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

آگرہ الیبتہ غور کے قابل تھا مگر اُسکی آب و ہوا ہمیشہ سے بہت فتنے ہے اور انسان کے مزاج کو چندان مناسب نہیں ہے جہانگیر بادشاہ نے اپنی تکرز میں لکھا ہے ”ہوئے آگرہ گرم و خشک اسکی سبب اطباء انسان کے روح را بہ تھلیل مہ برد و ضعف سے آرد و یہ اثر طبایع تاسار کار اس مگر بلندی و سردادی میزا جان را کہ از ضرران ایس اند و ازین جهت اس کے حوراناتے کے این مزاج و طبیعت دارند مثلاً نیک و گارمیش وغیر ان ہوں آب و ہوا خرابی مہشرد“ مگر اس کے

the new College there, especially when we are to have only one Institution of the kind.

Agra of course is a place which might claim some consideration, but the unhealthiness of its climate, its situation more towards the South, and away from the places named above, and also on account of its being an ancient and large city where, under the principle noticed above, the College cannot be founded, make it quite unfit for the purpose.

People are desirous that the College may be founded in some famous town which will give celebrity to the College, but I would observe that the establishment of the College itself will give the place a name which will eclipse the fame of all other towns of India. Are not the towns of Oxford and Cambridge with their limited number of population more conspicuous than all other famous towns of England?

People have said much about the establishment of the College in Delhi which has nothing more than some ruined walls, and tombs of some of the most learned and noble personages who lie buried in them. But the Committee are well aware that from the very beginning all our proceedings in connection with the establishment of the College have been taken under the impression that it would be founded in the North Western Provinces, and that it is the Government of the North Western Provinces from which we have received assurances of help.

It is therefore quite useless to think of such places as are situated beyond the limits of the North West Provinces. But there are other reasons which make Delhi quite unfit for our purpose.

I now beg to conclude my report with the observation that Allygurh is in itself a dear name. The words of our Prophet are well known who has said "I am the city of all knowledge, and Ally is the Entrance to it."

I therefore wish with all my heart that the proposed Muhammadan College which, in fact is hoped to be the entrance to knowledge, should be established in Allygurh.

I have the honor to be

Sirs,

Your Most Obedient Servant.

SYED AHMED.

Secretary.

مرتب آکرہ بھی خوب نہیں ہی کیونکہ وہ جنوب کو زیادہ مایل ہی اور اُن ملکوں سے جگہاں میں نے اوپر ذکر کیا ایک طرف کو پڑتا ہی اور نیز ایک قدیم پورانا بڑا شہر ہی جو ہمارے اصول مرقومہ کے بموجب ایسا مدرسہ قائم ہونے کے لائقے مناسب نہیں ہی *

لوگوں کا یہ کہ بھی قول ہی کہ یہ مدرسہ کسی نامی شہر میں ہونا چاہیئے جس کے سبب سے مدرسہ اعلیٰ نام ہو اور شہرت پارے مگر میں کہتا ہوں کہ خرد یہ مدرسہ اُس مقام کو جہاں قائم ہوگا ایسا نامی کر دینا کہ تمام ہندوستان کے مشہور و نامی شہر اُس کے آگے پسٹ ہو جائیں گے کیا ایکسپورت اور کیمپری کی چھوٹی سی آبادی تمام انگلند کے نامی مقاموں سے زیادہ نام آور نہیں ہی *

دورانِ دلی میں (جہاں بجز چند دیرارہائے لپیڈہ و بزرگانِ گور خواجیدہ کے اور کچھ نہیں ہی) مدرسۃالعلوم قائم کرنے پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہی مگر جو کہ کمیٹی کو معلوم ہی کہ ابتدا ہی سے شمال مغرب اضلاع ہی میں مدرسہ کے تقرر کے خیال سے سب کارروائی ہوئی ہی اور شمال مغربی اضلاع ہی کی گورنمنٹ نے تمام امدادوں کا وعدہ کیا ہی تو اُن مقاموں کی نسبت بحث کرنا جو حدود اضلاع شمال و مغرب سے خارج ہیں محض بیفائدہ ہی ملارہ اسکے بہت سے وجوہات ہیں جنکے سبب سے دلی اس مدرسۃالعلوم کے لائقے مناسب بھی نہیں ہی *

اب میں اپنی رپورٹ کو اسباب پر ختم کرتا ہوں کہ علیحدہ ایک پیارا نام ہی — ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مشہور ہی کہ " انا مدینۃ العلم و مای پایہا " پس یہ پہلا مدرسہ ہم مسلمانوں کا جو درحقیقت علم کا دروازہ ہوگا علیحدہ ہی میں ہونا چاہیئے *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سکرتری

یادداشت نو تہ ذاکتر آر جیکسنی صاحب

بہادر

مجھ سے اس معاملہ میں راعے طلب کی گئی ہی کہ علیحدہ واسطے قائم ہونے مدرسۃالعلوم مسلمانان کے قابلِ پسند کے ہی یا نہیں *

اگرچہ اس مقام کی آب و ہوا کی نسبت میرا تجربہ ہو پس سے بھی کچھ کم کا ہی لیکن ڈاکٹر کلکی صاحب اور ڈاکٹر کلارک

MEMO.

My opinion has been asked as to the eligibility of Allygurh as a site for the new Muhammadan College.

My experience only extends over a period of less than two years, but this again is supplemented by that of my predecessors, Doctors Clark and Kilkelly. I have no hesitation in asserting on my own judgment, corroborated by the authority of these gentlemen, that Allygurh is one of the healthiest stations of the North-West Provinces. It is particularly free from malarial disease, especially that low form of fever, which has of late ravaged the Saharunpore, Mozuffer Nuggur and Meerut Districts.

Being situated on the line of Railway it is of course liable to epidemic visitation. Lately Cholera and Dengue made their appearance in the city of Coel; but the former of these diseases at any rate did not assume the virulent form which so generally prevailed in so many of the other towns of the North-West. Coel enjoyed a similar comparative immunity in previous visitations of Cholera, and this fact testifies to the general salubrity of the place.

The well water, an element on which the inhabitants lay so much stress, and with just cause, is of the best quality, filtering through a porous, sandy soil, and containing but a small proportion of lime salts. The water is soft, plentiful, and procurable at a uniform depth of about 20 feet from the surface.

There are no very extensive Jheels in the neighbourhood, and near the station the drainage is tolerably good; but there is room for improvement in this respect.

If it shall be decided that the College is to be built at Allygurh, I would recommend that a Committee consisting of the Magistrate, Civil Engineer, and Civil Surgeon be convened to act in concert with a Committee selected by the native gentlemen concerned, to fix on a proper site, after careful inspection of the most eligible sites near Coel, due regard being paid to natural drainage, the vicinity of marshes, railway embankments, prevailing winds and other local peculiarities bearing on the question of health.

ALLYGURH: (Sd.) J. R. JACKSON, M. D.
18th October, 1872. Offg. Civil Surgeon.

صاحب کے تجویز کا تعلق ہے جو مجھے سے پیشتر یہاں رہے ہیں میں بڑا کامل اپنی تجویز سے اور صاحبانِ ممدوح کی سند سے کہہ سکتا ہوں کہ علیگڑھ کی آب و ہوا ممالک مغربی و شمالی کے تمام شہروں سے زیادہ تر صحت بخش ہے یہ مقام وبا کی آفت سے خصوصاً اُس دھبے بھڑکے سے بالکل پاک و صاف ہے جس نے اضلاع سہارنپور اور مظفرنگر اور میرٹھ کو برباد کر دیا *

• چونکہ یہ شہر دیلوے کی سڑک پر واقع ہے اسلئے ایسی بیماریاں جو علی العموم ہوا کرتی ہیں یہاں بھی ہو جاتی ہیں یہاں حال میں مومن ہیفے اور قنگر دیور یعنی تپ شہر کرل میں ہوئی تھی مگر ہیفے کی ایسی شدت نہیں ہوئی جیسے کہ عموماً شمال و مغربی اضلاع کے اور شہروں میں ہوئی اس سے پیشتر بھی جو ہیفے کا مرض ہوا ہے تو بمقابلہ اور شہروں کے کرل میں تخفیف ہی رہی ہے اس سے اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام کی آب و ہوا علی العموم تندرستی کے لئے مفید ہے *

یہاں کے گاؤں کا پانی جس سے لوگوں کو بڑا تعلق ہے اس سبب سے نہایت عمدہ ہے کہ ریہتی زمین سے چھوٹ کر بالکل صاف نکلتا ہے اور اُس میں شوریہ بھی بہت کم ہے یہاں کا پانی ثقیل نہیں ہے اور ثروت سے ہے ہر جگہ بیس فیت کی گہرائی پر نکل آتا ہے *

اس کے قرب و جوار میں بڑی بڑی چوہیلیں نہیں ہیں اور شہر کے پانی کا تناس بھی اچھا ہے لیکن اُسکی عمدگی میں اور بھی ترقی ہو سکتی ہے *

اگر یہ تجویز قرار پارے کہ مدرسہ مذکور علیگڑھ میں قائم ہو تو میری یہ رائے ہے کہ صاحبِ مجسٹریٹ اور سول سرجن اور سول انجینئر کی ایک کمیٹی مقرر ہو اور یہ کمیٹی اُس کمیٹی کے اتفاق اور شریک سے جسکو وہ ہندوستانی شریف لوگ جو مدرسہ کے کار و بار سے تعلق رکھتے ہیں قائم کریں ہمد تحقیقات کے جو خوب احتیاط کے ساتھ کی ہو ایک عمدہ موقع مدرسہ کا کرل کے قریب تجویز کرے جہاں قدرتی ایشادوں اور دلدل اور دیلوے کی سڑک کے پاندے اور ہوا کے نفاذ اور اسی قسم کی اور خصوصیات کا بھی جو صحت و تندرستی سے علائقہ رکھتی ہیں بضرری لحاظ اور خیال کیا جاوے *

دستخط

ڈاکٹر جیمس آر جیکسن ایم ڈی
قائم مقام سول سرجن علیگڑھ

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

یعنی چندہ مدرجہ فہرست سابق

چندہ جدید

حضور عالی ہز ہائیٹنس جناب نواب محمد کلب

علی خاں بہادر والی رامپور دام اقبالہم

حضور عالی ہز ہائیٹنس جناب نواب صاحب بہادر

والی بہارل پور دام اقبالہم

خواجه احسن اللہ صاحب خلف آنریبل خواجه

عبدالغنی خاں بہادر سی ایس آئی رئیس تھانہ

راجہ سید محمد باقر علی خاں صاحب رئیس

پنڈراول ضلع بلند شہر

محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار

ہیکم پور ضلع علیگڑہ

حافظ احمد حسن صاحب رئیس بدایوں سفیر

نواب صاحب سابق والی ٹونگ مقیم لندن

گنور محمد وزیر علی خاں صاحب رئیس دان پور

ضلع بلند شہر

افتخار الامرا مختار المہام صاحب زادہ محمد

عبود اللہ خاں صاحب بہادر فیروز جنگ

نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر لوہار والا

مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب رئیس مراد آباد

منصف درجہ اول ہانہوس

گنور محمد لطف علی خاں صاحب فرزند رئیس

چھتاری ضلع بلند شہر

نواب محمد علی خاں صاحب رئیس چھانگیر آباد

ضلع بلند شہر

محمد سلطان خاں صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ

نہر گنگ رئیس دہلی

داروغہ محمد عباس علی صاحب رئیس قصبہ

سیوارہ ضلع بجنور اسسٹنٹ انجنیر شہر لکھنؤ

محمد اسمعیل خاں صاحب فرزند حاجی محمد

فیض احمد خاں صاحب رئیس دتارولی ضلع علیگڑہ

جناب سی اے ایلٹیت صاحب سکوتری گورنمنٹ

سوالک مغربی و شمالی

منشی نجم الدین حیدر صاحب رئیس بدایوں ڈپٹی

کلکٹر آگرہ

شوخی محمد جان صاحب وکیل عدالت دیوانی

غازی پور

مولوی حاجی عبداللہ صاحب وکیل عدالت

دیوانی غازی پور

قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل عدالت

دیوانی علیگڑہ رئیس مارہرہ

محمد اسرار خاں صاحب رئیس چکاتھل ضلع

علیگڑہ

منشی محمد عبدالعزیز صاحب تحصیلدار علیگڑہ

رئیس سہارن پور

محمد صفات احمد خاں صاحب رئیس غازی پور

پنڈت اندر نارین صاحب سکوتری آنجنس مرزا پور

محمد ظفر یاب خاں صاحب رئیس خورجہ وکیل

عدالت علیگڑہ

بابو بھکوانداس صاحب رئیس بنارس

قاضی عنایت حسین صاحب ملازم نواب صاحب

ٹونگ رئیس بدایوں

سید امداد علی صاحب دیوان متعلق ریاست

پٹیالہ

ماسٹر رام چندر صاحب ڈائوگٹر سرورشتہ تعلیم

پٹیالہ

شیخ فکرا الدین صاحب نائب صدر عدالت صیفہ

دیوانی از پٹیالہ

سید نیاز علی صاحب وکیل سرکار مہاراجہ پٹیالہ

حاضر ہاؤس کمشنری انبالہ

جناب الکندرز شکسپور صاحب بہادر کمشنر بنارس

سی بی

مسٹر طامس نکلس صاحب اسکوائر

موتی رام ساہ صاحب رئیس اعظم نیپنی تال

سید محمد حامد خاں صاحب رئیس دہلی

اسپیشل سب رجسٹرار بنارس

منشی محمد اکرام الدین حسین خاں صاحب

رئیس مارہرہ سرورشتہ دار فوجداری سہارن پور

میر بہر علی صاحب نائب تحصیلدار بجنور ضلع

بجنور

مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پٹیالہ

لالہ پتر چند صاحب ناظم امرگڑہ علاقہ پٹیالہ

محمد نامدار خاں صاحب ناظم انانگڑہ علاقہ

پٹیالہ

محمد حرمٹ خاں صاحب مختار عدالت

فوجداری و مال علیگڑہ

منشی خواجه احمد حسين صاحب رئيس عليگده و
چودھري محمد طالع اسدالله صاحب رئيس
عليگده ...
منشی حيدر حسين صاحب معزز خواجه محمد
يوسف صاحب از عليگده ...
سيد احمد حسين صاحب مختار عدالت فوجداري
عليگده ...
شيخ محمد اعتقاد علي صاحب رئيس عليگده
خواجه محمد يعقوب علي صاحب رئيس عليگده
مرزا محمد ابراهيم بيگ صاحب رئيس دھلي
مقيم عليگده ...
حکيم سيد غلام مرتضى خان صاحب ملازم سرکار
مہاراجہ پٹيالا ...
سيد مقبول حسن صاحب کوتوال شهر پٹيالا ...
اسير خان صاحب کونول متعلق سرکار پٹيالا ...
لالہ ديوا سنگھ صاحب رکيل سرکار پٹيالا حاضر
باش کرنال ...
حافظ نظام الدين صاحب سوداگر رئيس عليگده
خليفه سيد محمد رضا صاحب متعلق سرکار پٹيالا
کنڈس لال ساء صاحب رئيس نيفي نال ...
سوندي خان صاحب تھصيلدار گوبند گده علاقہ
پٹيالا ...
مير اصغر علي صاحب فوتوگرافر ملازم سرکار پٹيالا
حافظ عبدالرحمن صاحب رئيس چنهجانه ملازم
سين توفک سوسيتي عليگده ...
قاضي عظيم الصي صاحب قانون گورئيس غازيپور
شيخ محمد حسن صاحب رکيل عدالت ديواني
غازي پور ...
ميان عبدالصمد صاحب سرشته دار صدر عدالت
پٹيالا ...
حافظ عنايت الله خان صاحب رئيس عليگده ...
جناب کاليشان صاحب نائب ناظم قسمت کرم گده
متعلقہ ديواني گده علاقہ رياست پٹيالا ...
جناب شيخ حسين بخش صاحب نائب ناظم
قسمت کرم گده متعلقہ سنام علاقہ رياست پٹيالا
غلام حسين خان صاحب خلف اساهي خلی
صاحب متعلق سرکار پٹيالا ...
شيخ الهي بخش صاحب نائب ناظم اناحه گده
علاقہ پٹيالا ...

في سيد تراز علي صاحب رئيس عليگده و
قاضي شهر مہ قاضي احمد حسين صاحب
رکيل سرکار و رئيس عليگده ...
محمد مغنورالله خان صاحب رئيس بلوٹہ ضلع
عليگده ...
غلام مصطفی خان صاحب رکيل منصفی و نمبردار
قصبہ خاص فتح آباد ضلع آگرہ ...
جناب مولوي علي احمد صاحب ناظم قسمت
کرم گده علاقہ رياست پٹيالا ...
مولوي محمد تفضل حسين صاحب از تلام ...
سيد اولاد علي صاحب معاون ديوان متعلقہ رياست
پٹيالا ...
سيد عنايت علي صاحب نائب بخشي متعلق
رياست پٹيالا ...
ماسٹر محمد خدا بخش خان صاحب ناظم
امور رات نہر پٹيالا ...
مولوي ولايت احمد صاحب نائب سرشته دار
اجلاس خاص سري مہاراجہ پٹيالا ...
سيد محمد علي صاحب تھصيلدار لکھي علاقہ
سرکار سري حضور مہاراجہ پٹيالا ...
خليفه سيد محمد محسن صاحب مصاحب
سري حضور مہاراجہ پٹيالا ...
محمد اوصاف علي خان صاحب رئيس عليگده
محمد وزير خان صاحب انسويکٹر پوليس عليگده
سيد غلام امام صاحب نائب انسويکٹر معلمي
مہاراجہ پٹيالا ...
محمد مصطفی خان صاحب رئيس بوزہ گانوں
ضلع عليگده ...
خواجه شرف الدين احمد خان صاحب رئيس
دھلي ...
سيد محمد علي صاحب سرشته دار اجلاس
خاص سري حضور مہاراجہ پٹيالا ...
هاجي حسن هندي سوداگر مقيم قسطنطنيه ...
مير بسم الله صاحب پيشکار کلکٹري بنارس ...
خواجه محمد ابراهيم صاحب رئيس دھلي
انہي منصفی ديوبند ضلع سہانپور ...
قاسم خان صاحب منصور تعمیر سراء چنبد
سرکاري پٹيالا ...
نواجه محمد اسماعيل صاحب رئيس عليگده ...

چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۲۰۲ قمری

سوندہ خاں صاحب اہلحد مقدمات سنگین معکمہ
نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
سید شاہ گروڑو صاحب اہلحد مقدمات دیوانی نیابت
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
غلام حسین خاں صاحب معمر معکمہ تحصیل
بہوانی گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
میر احسان علی صاحب نمبردار پٹی سید دیدار
ساکن سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
حکیم شمس الدین صاحب عرف حکیم محمد مرزا
صاحب رئیس بنارس ...
شیخ امیر بخش صاحب انسپیکٹر قویون غازپور
مرزا نوازش علی بیگ دفتري عدالت سب آرٹیفٹ
چیچ بنارس ...
شیخ محمد برکت اللہ صاحب رئیس علیگڈہ ...
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نذر اللہ بابت
شکریہ کامیابی سید محمد محمود صاحب
بیروستواتلا ...
شیخ تہذیب اللہ صاحب سوداگر نیننی تال ...
معز الدین خاں صاحب تھانہ دار بہدور علاقہ پٹیالہ
غلام مصطفیٰ الدین خاں صاحب تھانہ دار متعلق
سرکار پٹیالہ ...
نضر الدین خاں صاحب معمر متعلق سرکار پٹیالہ
فضل کریم صاحب مثل خواں متعلق سرکار پٹیالہ
محمد حسن خاں صاحب مثل خواں متعلق
سرکار پٹیالہ ...
ہر نرائن چمددار اناحد گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
منشی حفیظ اکرم صاحب معمر پلتن سوجانسنگھ
کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ ...
علی محمد خان صاحب میجر رجمنٹ چہارم سرکار
پٹیالہ ...
مران علی شاہ صاحب بسی والا اہلحد نیابت نظامت
راج پورہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
ہانیچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا ...

۹۷ پائی

۹۷ پائی

میزان کل

بختاور سنگھ صاحب اہلحد خفیف برادر زادہ
حقیقی منشی گروہی مل صاحب ساکن صاحب
گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
سید محمد حسن صاحب تھانہ دار متعلق سرکار
پٹیالہ ...
سید محمد محمود الحسن رئیس دہلی معمر
کلکتري بلند شہر ...
سید محمود علی صاحب منیجر مطبع پٹیالہ
اخبار ...
شیخ ایزد بخش صاحب سرور شہدار نظامت اناحد
گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
شیخ دلاور حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی
ہانہرس ...
عبدالرحیم خاں صاحب سرور شہ دار معکمہ نظامت
کرم گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
قاضی محمد خلیل صاحب وکیل عدالت دیوانی
غازی پور ...
مولوی امین الدین صاحب مدرس اول درجہ
فارسی مدرسہ اعظم پٹیالہ ...
سید برکت علی صاحب کرنیل توپ خانہ متعلق
پٹیالہ ...
سید سغوات حسین صاحب مختار کار نواب
محمد محمود علی خاں صاحب رئیس
چھتاری ضلع بلند شہر ...
پنڈت گنگادت صاحب منصرم عدالت نیننی تال
شیخ عزت علی صاحب تھانہ دار بھکئی علاقہ پٹیالہ
کرم بخش رسالہ دار متعلق سرکار پٹیالہ ...
حشمت علی خاں صاحب ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
شاہ محمد خاں صاحب تھانہ دار کرم گڈہ ...
منشی عماد الدین صاحب ملازم مولوی فرید الدین
صاحب وکیل ہائی کورٹ ...
شیخ ظہور علی صاحب مثل خواں معکمہ نیابت
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
فیض الدین صاحب سرور شہدار صدر عدالت پٹیالہ
علامہ الدین صاحب تھانہ دار بہوانی گڈہ علاقہ پٹیالہ
شیخ فضل حسین صاحب معمر چنگی ہانہرس
برکت علی خاں صاحب اہلحد مقدمات دیوانی
معکمہ نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد سوم [یکم شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی — یوم المبارک عید الفطر] نمبر ۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنہ کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجتا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط افواہ اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹا جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مائع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھاپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ پیشگی پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہ پرچہ چار اُنہ مائع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا یہی بل قیمت محسوس ہوگا وہ چاہیں اختیار کریں *

مضمون نمبر ۱۱۳

سمجھ

یعنی تمیز جس سے پہلائی برائی میں امتیاز
کیا جاتا ہے

میرا یہ خیال ہے کہ اگر انسانوں کے دلوں کو چیر کر انکا حال دیکھا جاوے تو دانا اور نادان دونوں کے دلوں میں کچھ تو ہوتا ہی سا فرق نکلیگا دونوں کے دلوں میں ہمیشہ بہت سے لغو اور پھرتی خیال آتے ہیں بے شمار دوسرے دونوں کے دلوں میں اُٹھتے ہیں مگر اُن دونوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ دانا آدمی اُن میں سے انتضاب کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کون سے خیالات اچھے ہیں جنکو گفتگو میں لانا چاہیئے اور کون سے ایسے ہیں جنکو چھوڑ دینا چاہیئے — نادان آدمی ایسا نہیں کرتا اور جو خیال اُس کے دل میں آتا ہے بے سونچے سمجھ مٹھ سے پکتا جاتا ہے دانشمند آدمی بھی دوستوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں نادان کی مانند ہوتا ہے — جو اُس کے دلمیں آتا ہے بے تردد دوست سے کہتا ہے گویا اُس کو خیالات ہی ایک بلند آراز میں آتے ہیں *

پستالی صاحب کا یہ قول ہے کہ انسان کو دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے کہ اُسکو دوست بنالینے کا موقع دے اور دوست سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے کہ اگر کبھی وہ دشمن ہو جاوے تو اُس کے ضرر سے بچنے کی جگہ دے — اس قول کی پہلے بات جو دشمن کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے — مگر پچھلی بات جو دوست کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ کچھ اچھی نہیں اُس میں سمجھ کی کچھ بھی بات نہیں ہے بلکہ تری مکاری ہے — ایسے برتاؤ سے انسان زندگی کی بہت بڑی غرضی سے محروم رہتا ہے اپنے دلی دوستوں سے بھی دل کی بات نہیں کہہ سکتا یہ سچ ہے کہ بعضی ذمہ دوست دشمن ہو جاتے ہیں اور دوست کے بھید کو کھل دیتے ہیں مگر دنیا اُنہی کو دغا باز اور برا کہتی ہے اور دوست پر ہورسا کرنے والے کو ناسمجھ نہیں کہتی — ہاں الیٹہ دوستوں کے منتضاب کرنے میں بڑی سمجھ چاہیئے *

سمجھ صرف باتوں ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے کاموں سے بھی متعلق ہے اور گویا ہماری زندگی میں ہمارے تمام کاموں کی رہنما اور ہمارے لینے ہمارے قادر مطلق خدا کی نایب ہے — انسان میں بہت سی بڑی عمدہ عمدہ صفیں ہیں مگر سمجھ سب سے زیادہ نادر ہے — سمجھ ہی کے سبب سے اور تمام صفوں کی قدر ہوتی

ہی — سمجھ ہی کے سبب سے وہ تمام صفیں اپنے اپنے موقع پر کام آتی ہیں — سمجھ ہی کے سبب سے وہ شخص جس میں وہ صفیں ہیں اُن صفوں سے فائدہ اُرتھاتا ہے — سمجھ بغیر علم اور عقل دونوں ناچیز ہیں — پہلائی برائی دکھائی دیتی ہے باوجودیکہ انسان میں نہایت عمدہ عمدہ خصلتیں ہوتی ہیں مگر سمجھ بغیر اُنہی برتاؤ میں غلطیاں کرتا ہے اور نقصان پڑ نقصان اُرتھاتا ہے — سمجھ ہونے سے صرف اُنہی خوبیوں کا جو اُس میں ہیں مالک نہیں ہوتا بلکہ دوسروں میں جو خوبیوں ہیں اُن کا بھی مالک بن جاتا ہے — سمجھ دار آدمی جس سے گفتگو کرتا ہے اُس کی لیاقت کو بھی جان لیتا ہے اور اُس کی لیاقت کے موافق گفتگو کرتا ہے — اگر ہم انسانوں کے مختلف نزوٹوں اور گروہوں اور جماعتوں کی مجلسوں کے حالات پر غور کریں تو ہمکو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک مجلس میں نہ کسی عقلمند کی گفتگو کو غلبہ ہوتا ہے اور نہ کسی بہادر اور دلیہ کی گفتگو کو بلکہ اُسی شخص کی گفتگو سب پر غالب رہتی ہے جس کو سمجھ ہے اور جو اہل مجلس کی لیاقتوں کو اور جو بات کہتی ہے اور جو نہ کہتی ہے اُس میں تمیز کر سکتا ہے — جس شخص کو بڑی سی بڑی لیاقت حاصل ہو پر سمجھ نہ ہو وہ ایک نہایت قوی اور زبردست پُر اندھ آدمی کی مانند ہے جو بسبب اپنے اندھ پن کے اپنے زور و قوت سے کچھ کام نہیں لے سکتا ہے — گو ایسے شخص کو دنیا میں اُڑ سب طرح کے کمال حاصل ہوں مگر سمجھ نہ ہو تو وہ دنیا میں کسی کام کا نہیں — برخلاف اُسکے اگر اُسکی سمجھ پوری ہو اور صوف اسی ایک صف میں اُسکو کمال ہو اور باقی اوصاف متوسط درجے کے رکھتا ہو تو وہ اپنی زندگی میں جو کچھ چاہے کر سکتا ہے *

سمجھ جس طرح کہ انسان کے لیئے ایک بہت بڑا کمال ہے اُسی طرح مگر اُس کے حق میں بہت بڑا روال ہے — نیک دل کی منتہائی خوبی سمجھ ہے اور بد دل کی منتہائی بدی مگر یہ یوں کہ وہ نیک دل کے لیئے معراج ہے اور یہ بد دل کے لیئے کمال — سمجھ نہایت عمدہ اور نیک مقصد پیدا کرتی ہے اور اُن کے حاصل ہونے کو نہایت عمدہ عمدہ اور تعریف کے قابل ذریعے قائم کرتی ہے مگر مگر میں صرف خود غرضی ہوتی ہے — سمجھ مثل ایک روشن آنکھ کے ہے جس میں بے انتہا وسعت ہے اور تمام دنیا کو اور ہر در کی چیزوں کو آسمانوں کو اور آسمانوں کے ستاروں کو پھڑپھڑ دیکھ سکتی ہے — مگر مثل ایک کوتاہ نظر آنکھ کے ہے جو پاس پاس کی ناچیز چیزوں کو دیکھ سکتی ہے اور دور کی چیزیں کو وہ کیسی ہی عمدہ اور روشن ہوں اُسے نظر نہیں آتیں — سمجھ جسطی ظاہر

ایک مصنف کا قول ہی کہ سمجھ ہی ایسی روشنی کی چیز ہے جسکو کبھی زوال نہیں جو اُس کو چاہتے ہیں انہوں نے سامنے دیکھتے ہیں جو اُس کو دھونڈتے ہیں وہ آسانی سے پاتے ہیں — اسکی تلاش میں اُنکو بہت دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ وہ اُسکو اپنے ہی دروازے پر پاتے ہیں — اُس کا خیال رکھنا ہی اُس میں کمال حاصل کرنا ہے — جو کوئی اُس پر خیال رکھتا ہے اسی دم جس سے جو سے ہوت جاتا ہے کیونکہ وہ خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتی ہے اور جو اُس کے لائق ہیں اُن کو رستہ ہی میں ملتی ہے اور پھر بھی اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتی *

انسوس کہ ہماری قوم میں سب کچھ ہی پر یہی نہیں *

راقم

اے قی سید احمد

نمبر ۱۱۳

عام محبت

یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ محبت اور

دوستی

آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کے بعض مسائل کا تصفیہ اکثر اس مصلحت پر مبنی ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت شرعاً ممنوع ہے — یہ سب سی باتیں جانکر ہماری سہل شریعت نے مباح کر دیا ہے وہ اسی مصلحت کے لحاظ سے ممنوع بلکہ نا جائز سمجھی جاتی ہیں غیر مذہب والوں کے ساتھ کھانا اور پینا جو فی نفسہ مباح ہے اسی ایک مصلحت کے سبب سے منکر ہو رہا ہے یہاں تک کہ بعض مقدس مزاج اور محتاط طبیعتیں غیر مذہب والوں کے ساتھ آمدورفت اور نشست و برخاست کو بھی پسند نہیں کرتیں — علماء اسلام کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا اور مائٹا کے حالات سے تو مطلق آگاہی نہیں رکھتے اُن کو یہ کچھ نہیں معلوم کہ اور ملاؤں میں کیا ہو رہا ہے اور ضرورت وقت کے لحاظ سے حکم کیا کرنا چاہیئے وہ ٹیک ٹیٹی سے یہ سمجھ ہوئے ہیں کہ اگر غیر مذہب والوں سے اس قسم کی راء و رسم جاری کی جائے تو اس بات کا قری اندیشہ ہے کہ مرام اہل اسلام جو اپنے مذہبی مسائل سے فارغ یا کم زلف ہوتے ہیں وہ غیر مذہب والوں کی مصیبت میں غراب اور اپنے دین و مذہب سے منحرف ہو جائیں گے اس لئے وہ بالقصد مسلمانوں کو میاحات ہومے کے محل میں لانے کی اجازت نہیں دیتے اور خود اس لئے اُن کا استعمال نہیں کرتے کہ جو بات باپ دادوں سے نہیں ہوئی اُس پر جرات کرنا مشکل ہے اور جن مالوں کی ثابت قدمی اس مشکل پر غلبہ بھی آسکتی ہے وہ اس لئے اُن میاحات سے کنارہ کر جاتے ہیں کہ ہم کو

جانی ہے اسیقدر انسان کا اختیار اور اعتبار بڑھتا جاتا ہے مگر کات کی عقلیاتی کی مانند ہے کہ جب ایک دھمہ کھل گیا تو پھر اُسکی قوت اور مزت بالکل جاتی رہتی ہے — پھر انسان کسی کام کا نہیں رہتا جو کام کہ وہ ایسی حالت میں کوسکتا ہے کہ لوگ اُس کو ایک سیدھا سادھا پورا بھالا آدمی سمجھتے اب وہ کام بھی وہ نہیں کوسکتا — سمجھ عقل کے لئے کمال ہے اور ہمارے کاموں کے لئے دھما — مگر ایک قوت ہے جو صرف حال ہی کے فائدوں کو دیکھتی ہے — سمجھ نہایت علمند اور نیک آدمیوں میں پائی جاتی ہے — مگر اکثر جائزوں میں اور اُن لوگوں میں جو جائزوں کی مانند یا اُنسے کچھ بہتر ہوتے ہیں پایا جاتا ہے — سمجھ نفس الامر میں ایک نہایت خوبصورت دلکش چیز ہے اور مگر گریا اُسکی بگاری ہوئی نقل ہے — سمجھ رلے آدمی کی طبیعت ہمیشہ زمانہ حال اور استقبال دونوں پر لگی رہتی جو باتیں کہ زمانہ دراز کے بعد ہونے والی ہیں اور جب اب ہو رہی ہیں دونوں کو دیکھتا ہے — وہ جانتا ہے کہ رنج و خوشی جو دوسری زندگی یعنی قیامت میں ہونے والی ہے وہ بے شک ہوگی مگر اُس کا زمانہ ابھی بہت دور ہے وہ اُس کے دور ہونے کے سبب سے اس لئے اُس کو حقیر نہیں سمجھتا کہ دوسری زندگی یعنی قیامت کی تکلیف و راحت لمحہ لمحہ پاس آتی جاتی ہے اور اسطرح سے رنج و خوشی دیرینگی جیسے کہ زمانہ حال میں رنج و خوشی ہوتی ہے — اسلئے وہ نہایت غور و فکر سے اُن خوشیوں کے ہاتھ آئے کے لئے کوشش کرتا ہے جو قدرت نے اُسکے لئے بنائی ہیں اور جنکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے — وہ اپنے خیال کو ہر کام کے انجام تک پہنچاتا ہے اور اُس کے حال و مال کے نتیجوں پر غور کرتا ہے اور اس فانی دنیا کے تہوڑے سے نفع اور فائدہ کو اگر در حقیقت وہ نفع اور فائدہ اُس کی سچی عاقبت کے خیال کے مطابق ہو چھوڑ دیتا ہے خوشکہ اُس کی تمام تدبیریں مدد ہوتی ہیں اُسکا روزہ ایسے شخص کی مانند ہوتا ہے جو اپنا فائدہ بھی سمجھتا ہے اور اُس کے حاصل کرنے کا مناسب طریقہ بھی جانتا ہے سمجھ جسکو پہنچے اس مقصود میں بطور ایک ٹیکہ اور کمال کے بیان کیا ہے وہ صرف دنیا ہی کے کاموں کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ ہماری ہمیشہ دھننے والی زندگی کے لئے بھی فائدہ مند ہے — وہ صرف اس فانی انسان کے لئے ہی رہنا نہیں ہے بلکہ اُس اصلی نا فانی انسان کے لئے بھی جو ہم میں بولتا ہے دھما ہے — یہی مصنف اسی کو عقل کہتے ہیں اور یہی سمجھ یعنی تہوڑ جس سے اچھی و بری اور بھائی اور بڑائی میں امتیاز کیا جاتا ہے — حقیقت میں یہی چیز سب سے بڑی ہے اس کے فائدے سے انتہا ہیں اور پھر اس کا ہاتھ نہایت ہی آسان ہے *

ہو بی بی سے اور بی بی کو میاں سے اپنے خاندان والوں سے اپنے ہم مسلہ سے اپنے ہر والوں سے اپنے ملک والوں سے اپنے ہم جنسوں سے اور اپنے مددگاروں اور اپنے معتمدوں سے جو محبت ہر انسان کو ہوتی ہی وہ اسی دوسری قسم کی محبت ہوتی ہی — ایستہ محبت من حیث الدین اکثر اس محبت من حیث المعاشرت سے شامل ہو جاتی ہی — برخلاف اسکے اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ماں باپ کو اپنے بچوں سے اس لیئے محبت ہوتی ہی نہ بطن غالب آخر کو وہ اولاد اپنے ماں باپ کے مذہب کی پیروی کرینگے تو اس بات کی کیا وجہ ہوگی کہ چڑیاہوں اور پرندوں میں بھی جو کچھ مذہب نہیں رکھتے ایسی ہی محبت پائی جاتی ہی جیسی انسانوں میں ہوتی ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ محبت من حیث المعاشرت ایک دوسری قسم کی محبت اور ایک قدرتی اثر ہی جو محبت من حیث الدین سے بالکل علیحدہ ہی لیکن یہ دونوں محبتیں باہم ایک دوسری کے مخالف اور ضد نہیں ہیں۔ ایک جوش مذہبی جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہی محبت من حیث الدین کو تو پیدا کر دیتا ہی لیکن محبت من حیث المعاشرت کو جو فی نفسہ ایک جدائی ہی منقطع نہیں کرتا اور نہ اُس سے جوش مذہبی میں یہ تاثیر ہوتی ہی کہ وہ کسی محبت من حیث المعاشرت کو ہم مذہبوں یا غیر مذہبوں سے منقطع کر سکے *

غالباً میرے اس اخیر بیان سے کہ جوش مذہبی محبت من حیث المعاشرت کو جو کسی غیر مذہب والے کے ساتھ ہو منقطع نہیں کر سکتا کمتر شخص اتفاق کرینگے — اس وقت بیشتر لوگوں کی رائے یہی ہی کہ جوش ایمانی ایسی محبت کو دل میں کچھ نہیں دے سکتا وہ لوگ جوش ایمانی اور محبت من حیث المعاشرت کو جو غیر مذہب والوں سے ہو دو متضاد خاصیتیں بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے ایجاب سے دوسری کا سلب لازم آتا ہی لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہی اور جہاں تک مجھ کو تجربہ ہوا ہی میرے نزدیک اُن کے اس دعویٰ کے لیئے کوئی دلائل موجود نہیں ہی — ایک جوش جو آج کل کے مسلمانوں کے اعتقادوں کے بموجب محبت من حیث المعاشرت کو غیر مذہب والوں سے منقطع کرتا ہی وہ حقیقت میں کوئی ایمانی جوش نہیں ہی وہ اُن متضادہ خیالات کا جوش و غروش ہوتا ہی چنکر نور ایمانی سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا لیکن غلطی سے لوگ اسکو مذہبی جوش سمجھنے لگے ہوں اور میں خود بھی پہلے ایک عرصہ تک جب تک خدا کے احکام پر غور سے نظر نہیں کی تھی ایسا ہی سمجھتا تھا لیکن جب اُسکو غور سے اور انصاف سے دیکھا تو اس جوش و غروش کو دھوکے کے سرا اور کچھ نہ پایا اور اس لئے خیالات کی بنا ایک بڑی پارک غلطی پر نکلی چنانچہ اس مضمون میں ہم اُسی غلطی کو مفصل بیان کرینگے *

کوتا ہوا دیکھ کر عوام بھی ویسا ہی کرنے لگیں اور یہو وہی خوابی پیش آریگی جس کا اندیشہ ہی — حالانہ یہ اندیشہ بالکل غلط اور اس غلطی کا یہ علاج اور زیادہ غلط ہی عوام کا عقیدہ جنکا عمل بالکل یومنون بالغیب پر ہی اس قدر مضمتہ ہوتا ہی کہ بعض اوقات ہدایہ اور صدی پڑھنے والے طالب علموں کو اپنے بعض مذہبی مسائل کی طرف سے تردد ہر جاتا ہی مگر عوام کو کبھی خواب میں بھی توئی تشویش لاحق نہیں ہوتی اور یقیناً یہی کیفیت اُن کی غیر مذہب والوں کی محبت میں بھی باقی رہیگی پس عوام کے خوف سے اپنے مسائل کو آزادی سے بیان کرنے میں تامل کرتا بلکہ تال جانا اور اُس کو اپنے وہمی اندیشہ کا علاج خیال کرتا حقیقت میں سخت الزام کی بات بلکہ گناہ اور مصیبت میں داخل ہی اور اپنی شریعت میں ایک قسم کی تخریف ہی *

اور ایسے مالموں اور ماہدوں سے بھی زمانہ خالی نہیں ہی جو اُن مباحثات سے صرف اس فرض سے متمنع نہیں ہرتے کہ ہمارا تشخص اور تقدس صاحبانِ دول کے دلوں میں جو اُن کے سایہ توکل میں اور اُن کے باعث رزق میں قائم رہے — اس اخیر گورہ کی ذات تو اب خدا کی منایات سے روز بروز کامل ہوتی چلی جاتی ہی اسراء بھی اب اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور اہل مذاق نے اپنی اصطلاح میں اُن کا لقب تھمداد رکھ لیا ہی جو اوقات میں پر دروزہ کرتے ہیں اور اپنا نذرانہ معینہ وصول کر لیجاتے ہیں — اس مضمون میں اُن تھمدادوں کے اعمال و انفال سے کچھ بھٹ نہیں ہی بلکہ گنگر اول الذکر ذرقرن کے خیالات سے ہی *

پس واضح ہو کہ محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبت من حیث الدین اور یہ وہ محبت ہی جو مسلمانوں کے باہم صرف تردد مذہب کے لحاظ سے ہوتی ہی — ایک مسلمان عالم اور دیندار جس کو پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو اسی محبت کے سبب سے ہمارے نزدیک واجب التعمیم ہوتا ہی اسی جوش مذہبی کے سبب سے اُس دیندار اور عالم کی محبت ہمارے دل میں اثر کر جاتی ہی پس یہ محبت مسلمانوں کو صرف مسلمانوں سے ہوسکتی ہی اور مسلمانوں ہی پر منحصر نہیں دنیا میں جس قدر اہل مذاہب ہیں اُن سب کی یہی کیفیت ہی کسی مذہب کا آدمی دوسرے مذہب والوں سے محبت من حیث الدین پیدا نہیں کر سکتا *

دوسری قسم کی محبت وہ ہی جو امور معاشرت اور روز مرہ کے دنیاوی ہوتاؤ کے واسطے خدا نے آفرینش عالم کے ساتھ ساتھ پیدا کی ہی اور وہ ایسی ضروری شی ہی کہ نظام عالم کے بے بے بڑے لوگ اُسی پر منحصر ہیں ماں باپ کو اپنے بچوں سے بھائی کو بھائی سے میاں کو

تک پہنچ جاوے اور یہ کہ اخیر خیال ہم کو ایسا ہے آرام کو دینے کہ ہم ایک لمحہ بھی کسی شخص کو غیر مذہب کی پیروی میں توجہ نہ دیا کریں۔

یہ ہے چنانچہ حالت اگر ہر حقیقت نور ایمانی اور جبر مذہبی سے کچھ علاوہ رہتی تو ہماری یہ نسبت انبیاء کرام صراط اللہ علیہم اجمعین اس جانب میں مستغرق رہنے کے زیادہ سزاوار تھے حالانکہ خدا نے قرآن عظیم میں اس حالت کو پسند نہیں کیا بلکہ اُس سے منع کیا ہے کہ یا اے اللہ تعالیٰ موزجہ۔ اے اے کبر علیک امراضہم فان استعاضواک بتبتی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتا تیمم بآیہ وارشاد اللہ لجمہم علی الہدیٰ بلہ کنون من الصالحین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم کو کانوں کا امراض کرنا ناگوار ہے تو اگر تم سے ممکن ہو تو زمین میں کوئی سونگ یا آسمان میں کوئی سیدھی نگار اور وہاں سے کوئی نشانی اُن کے واسطے لے آؤ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو۔ اُس سب کو ہدایت دیتا پس تم نادان نہ بنو۔

اِس بے چینی کے علاوہ ایک بڑا سبب اس نفرت کا یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ ”ہم کو خدا تعالیٰ نے غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کو قطعاً منع کر دیا ہے۔ صراحہ فرمایا خدا نے ہاک نے لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یا فرما کہ لا تتخذوا للیہود والنصارے اولیاء یا ارشاد ہر لا تتخذوا عدوی و من کرم اولیاء۔ اسی طرح اور اکثر آیتیں اسی تاکید میں موجود ہیں جنکا صاف یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں کو غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت کرنا بالکل منع ہے خواہ وہ یہودیوں یا نصاریٰ یا مشرک۔“ حقیقت میں یہ خیال بہت سے مسلمانوں کے اداواروں میں اثر کر گیا ہے اور علماء زمانہ نے اُس کو اور بھی غلط برد کر دیا اب سچی بات کا زبان سے نکالنا تک نہایت مشکل ہو گیا ہے۔

مسلمان اگر غرر اور انصاف سے دیکھیں تو وہ صاف اِس بات کو معلوم کر لیتے کہ اگر ہر حقیقت مذہب اسلام کے مسائل کا ایسا ہی حال ہو جیسا اُن کا خیال ہے تو مذہب اسلام کے زیادہ مسلمانوں کے حق میں کوئی دوسری آفت اور وبال نہ ہوگا۔ جن غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ مسلمانوں کو ہمتانہ ضروریات پوری اپنا کاروبار جاری کرنا پڑتا ہے یا آئندہ پڑے یا جو غیر قومیں مسلمانوں پر حکمرانی کریں اُن کو مسلمانوں کی طرف سے زلفات کی کیا اُصید ہوگی اور کس بھروسہ پر وہ سختی دل سے مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں استیلائی کرینگی اور وعدہ پُر اُن کی ضرورتوں کے سرائیج میں اُنکی مددگار ہونگی۔ ہمارے ممالک نے ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک ہر مہیہ حیلہ یہ تصنیف کر لیا ہے کہ ضرورت کے واسطے غیر مذہب

غیر مذہب والوں کے سر میں سیلنگ نہیں ہوتے جنکی خلش سے ہم اُن سے نفرت کریں کوئی غیر مذہب شخص اگر مغنیہ ہمارے مذہب یا ہمارے دین کے پیشواؤں کی نسبت دھنام دہی کرے تو بلاشبہ ہمارے دل کو سطح کڑا۔ معلوم ہوگا اور ممکن نہیں کہ ہم ایسے شخص سے محبت میں حیثالہ معاشرت قائم رکھ سکیں لیکن یہ نفرت ہم کو اُس کی بے تہذیبی کی وجہ سے پیدا ہوگی نہ اُسکی مغایرت مذہبی سے۔ کوئی غیر مذہب شخص اگر فی الواقع ہم سے ذاتی نفرت کرتا ہو اور ہماری طرف سے اُسکو دلی عناد اور تعصب ہو تو ہمارے دل میں بھی اُس کی طرف سے سچی محبت کا اثر نہیں ہو سکتا اور اس لئے ہم بھی اگر اُسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں جیسا وہ ہمارے ساتھ کرتا ہے تو کوئی زبان یا قلم ہم کو ملزم نہیں ہوگا۔ اگر ہم سچائی اور راستبازی کا استعمال کریں اور اپنے ظاہری برتاؤ کو اپنی دلی کیفیت سے مطابق کریں تو یہ نہایت بہتر اور مردانہ کارروائی میں داخل ہے و ان تصیروا و تقوا فان ذلک من مزمز الامر ان جملة مذکورہ بالا کیفیتوں میں سے جب کوئی کیفیت نہ پائی جاوے اور کسی شخص پر سوائے دوسرے مذہب میں ہونے کے اور کوئی الزام نہ ہو تو اُس سے بیٹھے بیٹھے کسی ناسخ فداوت کی وجہ سے برا شاید اور کچھ ٹھوڑی کہ وہ ہمارے سچے مذہب کو جھوٹا سمجھتا ہے اور جس مذہب کو ہم برا جانتے ہیں وہ اُسکو اچھا جانتا ہے لیکن انصاف اور عقل کے نزدیک یہ وجہ ہرگز اُس سے نفرت اور عداوت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے اگر ہمارے مذہب کو برا سمجھا تو ہم نے بھی اُس کے مذہب کو ایسا ہی خیال کیا ہے۔ ہم کو اگر یہ طیش ہے کہ اُس دوسرے نے ہمارے سچے مذہب کو برا خیال کیا ہے تو اُس دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی طیش ہوگا۔ فرض کہ یہ ایک رالے کا اختلاف ہے عداوت اور دشمنی کی کوئی وجہ اُس سے پیدا نہیں ہوتی۔

ایک دوسرے جس کی آپ و ہوا درحقیقت نہایت عمدہ اور صحت بخش ہو کوئی دوسرا شخص اگر غلطی سے اُس کو ناقص خیال کرے یا کوئی مزید کسی نہایت نافع دوا کے استعمال کرنے سے اس خیال خاب سے باز رہے کہ وہ دوا مضر ہے تو ایسی نامسمجھیوں پر بلاشبہ انوس پیدا ہوگا نہ عداوت اور بغض ہمارا یہ خیال کہ وہ نادان شخص اُس عمدہ آب و ہوا کے مقام کو نہیں ناصت بٹلاتا ہے اور وہ مزید کیوں ایسی اچھی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا ہمارا یہ خیال کہ کوئی غیر مذہب والا شخص ہمارے اس عمدہ مذہب کی پیروی نہیں نہیں کرتا بالکل ایک بے خیالت ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ رال دو خیالوں سے ہم کو ایسی بے چینی پیدا ہو جو عداوت کے کچھ

ہمارا خدا جس نے اپنے سچے نبی کے ذریعہ سے اپنے پر حکمت احکام ہماری ہدایت اور عمل کے واسطے بھیجے سب سے زیادہ دانایں اور بینا اور حکیم ہیں۔ اُس حکیم مطابق جو ذریعہ ہمارے واسطے مقرر کیا وہ جیسی وسعت میں کامل ہی رہی ہو، پوتاؤں میں سہل ہی اپنے پوتاؤں کے لحاظ سے جیسی وہ ذریعہ ایک بہت عمدہ موسم میں کسی جوان آدمی کی جوانی کے مناسب حال ہی رہے ہی، ایک نامناسب موسم میں وہ ایک پیر و ضعیف مرد کی ضعیفی کے مناسب ہی۔ اپنی وسعت کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ ذریعہوں سے فراہم توہی اُسکی ہر حکمت اور نہایت آسان احکام کا یہ قدرتی اثر ہی کہ مسلمان ہر ایک انقلاب کی حالت میں خوشی سے بسر کریں۔ مذہب اسلام کا مرکز یہہ مشاہد نہیں ہی کہ کسی قوم یا مذہب والے کی طرف سے دل میں عداوت اور کینہ اور بغض قائم کیا جارے جو بالکل انسانیت کے برخلاف ہی۔ قرآن شریف کی تمام مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہہ ہی کہ جو غیر مذہب والے مسلمانوں سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکال دیتے ہیں اُن سے محبت اور دوستی نہ رکھنا چاہیئے اُن سے صرف اُس قدر معاملت جائز ہی جس سے اپنا بچاؤ رہے اور یہہ اخلاق انسانی کا ایک ایسا معتدل حصول ہی جس سے کسی مذہب کا آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ یہہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا کہ در لشکر جو آپس میں مقابل ہوں اُن میں سے ایک گروہ کے بعض لوگ دوسرے گروہ والوں سے دوستانہ راہ : رسم جاری کریں اور اپنے لشکر کی سب خبریں دوسرے لشکر والوں کو پہنچا دیں اور لشکر کے ضعف اور غنیمت کی قوت کا پامان ہوں۔ پس جہاں جہاں مسلمانوں کو غیر مذہب والوں کی دوستی سے منع کیا گیا ہی وہ سب اسی قسم کی دوستی اور محبت ہی نہ کہ دوستی اور محبت جو مابین حیات معاشرت ایک انسان کو دوسرے انسان سے لازمی ہی *

نومایا اللہ پاک نے قرآن یزید میں لایہائکم اللہ عن الذین ام یقاتلوکم فی الدین و ام یحضرکم کم من دینار کم ان تجزہم و تقسموا الیہم ان اللہ یحب المقسطین انما یہائمکم اللہ من الذین یقاتلون فی الدین و اخرچوکم من دینار کم و ظاہرو علی اخرچا کم ان تولوہم و من یؤلوہم فاولئک ہم الظالمون یعنی اللہ تعالیٰ تمکو اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جو لوگ تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور جنہوں نے تمکو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اُن کے ساتھ تم احسان اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف والوں کو دوست رکھتا ہی۔ اللہ جس بات سے تمکو منع کرتا ہی وہ یہہ ہی کہ جو لوگ دین میں تم سے لڑے اور تمکو تمہارے گھروں سے نکالا یا تمکو تمہارے گھروں سے نکلانے میں اور ان کی مدد کی اُن

والوں سے ضروری مطالب جائز ہی۔ یہہ راز اگر اسرار تصرف کی طرح سینہ بسینہ چلا آتا تو شاید کچھ کام کا بھی ہوتا لیکن جب اُس سے کتابیں مرتب ہوئیں اور چھاپی گئیں اور اُس کی ہذا قرآن پاک کی اس آیت پر قائم ہوئی کہ الا ان تقو منہم تقوا تو اب وہ راز مخفی نہیں رہ سکتا۔ نہاں کے مانند اُن رازی کو سازند محفل۔ غیر قومیں کوئی اہم یا غافل نہیں ہیں جو ہمارے داؤ میں آجائونگی وہ ایسی اندھی نہیں ہیں کہ جب مسلمان اپنی ضرورتوں کے وقت اُنکے سامنے خوشامد اور چہوتے اظہارات محبت اور دوستی سے پیش آویں تو وہ اُن کی اس صداقت کا کارروائی سے نفرت نہ کریں اور ہمارے اس خرد غرض اور ذلیل ماریفہ کے سبب سے ہمکو وہ ذلت کی نظروں سے نہ دیکھیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک مسلمان مغربی قلب سے کسی قوم سے نہ ملانگے تب تک مرکز وہ قوم ہمارے شریک حال نہیں ہو سکتی نہ وہ ہمارے کسی کام میں مدد کر سکتی ہی اور نہ ہم سے مغربی کے ساتھ مل سکتی ہی *

اب خیال کرنا چاہیئے کہ جو حال مسلمانوں کی هندوستان میں اور نیز اور ملکوں میں بالفضل ہی رہا کہ قدر غیور قوموں اور غیر مذہب والوں کی امداد اور دستگیری کی محتاج ہی اور جب یہہ بات بھی ہمارے ایمان میں داخل ہی کہ خدا کو یہہ سب کیفیت جو مسلمانوں پر اب عاری ہی یا اچھندہ ماری ہوگی سب کچھ روز ازل سے معلوم تھی اور اس پر بھی ہم ایمان لائے ہیں کہ اب اور کوئی نبی ہماری ذریعہ کی اصلاح کے واسطے یا کوئی دوسری ذریعہ لیکر نہ آویگا اور ہماری ذریعہ اب ہو طرح کامل اور مستقیم ہی اور اُس ذریعہ کے وہی احکام صحیح فرض کیئے جارہیں جن سے ہم نے اور اختلاف کیا ہی تو گویا زبان حال سے ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کو باوجود اس تمام عظم و شان کے اتنی بھی لیاقت نہیں ہی جو وہ اپنے پیارے مسلمانوں کے واسطے ایسی ذریعہ مقرر کرتا جسکے احکام ہر وقت کی تبدیلیوں کے لحاظ سے اُنکی بقا و عزت و آہور اور اُنکی تمام ضروریات کے سرانجام کے واسطے کافی اور رانی ہوتے۔ اگر یہہ نہیں تو دوسری بات یہہ تسلیم کرنی پڑیگی کہ خدا نے ہمکو دھوکہ میں رکھا اور ہمکو ایک ایسی ذریعہ میں دہاندا جسکے احکام خود بخود ایک وقت میں ہماری تباہی اور بربادی کا موجب ہوجاویں تمام اور قومیں ہماری دشمن ہوجاویں اور ہر شخص حقارت کی نظر سے ہمارے اڑھ تھوڑے گورے۔ نورقبالہ منہا *

مگر الحمد للہ کہ نہ ہمارا خدا ایسا بے وقوف ہی اور نہ ہماری ذریعہ غرہ مضطربہ ایسی مہمل ذریعہ ہی۔
ہرچہ جسکے از خاصہ سازشی انجام ما اس
ورنہ تشریف تو ہر ہالے کس کوتاہ فہم

کندھا اور سینہ سے سینہ ملا کر لڑے اور جہاں ہمارا خون گرا وہاں
اُنہوں نے اپنے خوتوں کی بھی دھاریں بھادیں اور ہمارے دھمنوں کو
مغلوب کیا اور حرمیں شریفیں پر جنگا قائم لے لیکو ہمارے عالم و جد
میں آجاتے ہیں ہمارا قبضہ قائم رکھا مگر یہ سب اس لئے ہوا کہ
سلطان روم خلد اللہ مالکہ اپنے ان مددگاروں سے نہایت صفائی اور خلوص
کے ساتھ دوستانہ ملا — بظاہر میں اس کے برخلاف اور امام ناما قیامت
اندیش کی مرضی کے مطابق کام ہوا غارت ہو گیا پھر کیا مسلمانوں پر
یہ فرض نہیں ہے کہ جب کبھی خدا نخواستہ اور نصیب امداد کوئی
موتج آدے تو جہاں ہمارے ان مددگاروں کے پسینا گرنے کا احتمال ہو
وہاں اپنے خون کے نالے بھادیں — اب ہم اپنے عالموں سے دریافت کرتے
ہیں کہ کیا ایسے ایسے معاملات کے بعد بھی وہ مختلف قوموں کے باہم
سچی مکتبیت اور دوستی نہیں ہو سکتی مگر انیسویں صدی کے شخص یہ
بھی نہ جانتا کہ انکستان اور فرانسیسی کی مدد کیسی اور کرمیہا کسی
جائزہ کا نام ہی یا کسی زبان کا لفظ ہی اور کیا روس اور کچا مکہ
و مدینہ وہ کیا خاک ان باتوں کا جواب دے سکتا ہے — اس از صدرے
و از شمس بازقہ نمی آید *

خدا نے ہرگز اجازت دی کہ ہم اہل کتاب عورتوں سے نکاح کریں
جس جو ارادہ اُن عورتوں سے ہوگی کیا وہ اپنی ماں سے ذاتی پیار اور
مکتبیت نکریگی مہذا جعفر استحقاق بیبیوں کے خاوند ہو ہماری شریعت
کے بموجب ہیں اور جیسی کچھ رعایت اور مکتبیت اور حسن اخلاق
ہم کو مسلمان بیبیوں کے ساتھ پورنا چاہیئے وہ سب ہم کو اُن اہل
کتاب بیبیوں کی نسبت پورنا ضرور ہوگا ورنہ ہم گنہگار ہونگے پھر کیا
یہ ہو سکتا ہے کہ وہی خدا غیر مذہب والوں سے ایسے رشتوں اور
قربتوں کو جنہیں مکتبیت ثواب اور ترک مکتبیت گناہ ہو ہمارے لینے جائز
کرے اور خود ہی ہمارے واسطے اور قوموں کو ہمارا دوست تہذیب اور پھر
وہی خدا ہم کو یہ حکم دے کہ تم اُس سے بغض اور عداوت کرو یہ خدا کی
کاہیکر ہی یونانیوں کی تلکیات یا لڑکوں کا کہیں ہی — و ہذا بہیمانہ عظیم
گر مسلمان ہیں سب کے واسطے گریہ * راے کو درپس امروز برد نردائے
مسلمانوں کو یہ بات بھولنا نہ چاہیئے کہ قرآن شریف تمام نسب
سماری کا محقق ہی جیسی انجیل کی اخلاقی ہدایتیں بھی شامل
ہیں اور یہ بھی اُن کو معلوم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ و سلم کی ہمت سے ایک بڑی غرض یہ بھی تھی کہ اخلاق انسانی
اپنے حد و کمال کو پہنچ جاوے مسلمان اُس نبی برحق کی امت میں
ہیں جسکی تعریف میں خدا ارشاد فرماتا ہے * و انک لعلى خلق عظیم
اور جسکا خطاب رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ ہے ہمارا مذہب تمام نیکوں کا
سرچشمہ اور ہر ایک قسم کے انسانی اخلاق کا مکمل اور متمم ہے پس
مسلمانوں کو چاہیئے کہ گذشتہ خیالات پر ملامت پھر آئندہ تھپک تھپک

سے دوستی نہ کرے اور جو لوگ اُس سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں ” یہ
آیت تمام آیات ترک موالا اور ترک رفاقت وغیرہ کی صاف صاف
تفسیر ہی جس کے سامنے کسی اور تفسیر کی حاجت نہیں ہے *
پدھنہو خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذہب والوں کے تعاضف
قبول کیئے اُن کی دعوتیں منظور کیں جو بالکل مکتبیت کے مقدمات
ہیں — خدا نے ہم کو یہ اجازت دی کہ جن غیر مذہب والوں سے
تمہاری دینی لڑائی نہیں ہے اُن سے ملو اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک
کرو — ہم کو اپنے مذہب کی رے سے ملنا لازم ہے نہ جہاں ہم معکرم ہوں
وہاں اپنے حاکم کی اطاعت کریں اور جہاں غیر قوموں پر حاکم ہوں
وہاں اپنے معکرموں کی واجبی رعایت کریں اُن کی شراب کی ایسی
ہی حفاظ کریں جیسی اپنے سرکہ کی اور اُن کے سرور کی ایسی ہی
نگہداشت کریں جیسی اپنے دلیوں کی — ہم کو یہ بھی تاکید ہے
کہ جب ہم کسی سے عید کریں تو مضبوطی سے اُس پر قائم رہیں —
کہ یہ سب باتیں مجموعہ و حدیث المجموعہ باہم مکتبیت اور دوستی
کو مستحکم کرتی ہیں *

خدا نے خود ہم کو اس بات سے مطلع فرمایا ہے کہ نصاری
تمہارے ساتھ زیادہ دوستی کریں گے کما قال و اتحدین اقربہم سرودا لدین
آنوار الذین قالوا نصاری ذالک بان منہم تفسیرین رہنما و انہم لایستخبرون
بعض دوستیاں اس قسم کی بھی ہیں کہ گو ایک فریق دوستی کا
اظہار کرے لیکن دوسرے فریق کو اُس سے کنارہ ہی کرنا ارادہ ہی
لیکن خدا نے نصاری کی اُس دوستی کی علت بھی بیان فرما دی تاکہ
کسی کو شبہ نہ رہے کہ وہ دوستی کس قسم کی ہوگی اور فرمایا کہ
وہ اس واسطے تمہارے دوستدار ہونگے کہ اُن میں عالم ہیں اور
دوریش ہیں اور وہ غور نہیں کرتے یعنی اُن کی طرف سے یہ دوستی
تمہاری نسبت کمال تہذیب کے سبب سے ہوگی جیسا عام دستور ہے کہ
ایک مذہب انسان دوسرے مذہب انسان سے مکتبیت اور دوستی سے
پیش آتا ہے پھر کیا مسلمان ایسے نامہذب اور وحشی ہوجائیں گے
کہ جو فرقہ اُن کا دوست ہو اور درست بھی ایسا درست جسکی
دوستی کی خبر خدا نے ہم کو دی اُس کے ساتھ بھی وہ نفرت سے
پیش آدیں کیا مسلمان کبھی انکستان اور فرانسیسی کے نصاری کے اُن
احسانات کو بھول سکیں گے جو کرمیہ کی لڑائی میں اُن کی طرف
سے مسلمانوں کی سلطنت اعظم نہیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی مذہبی
عزت برقرار رکھنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اسلام کا
جھنڈا قائم رکھنے کے واسطے اُتی گئی — اس لڑائی میں ہمارے
یہ مددگار جنگ و خدا جڑے غیر دے خاص اپنے ہم مذہب یعنی
دوسروں کے مقابلہ پر جنہوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی کدھے سے

حکیم اور عالم — ولی و ابدال — نیک و عقلمند — بہادر و نامور
ایک گنوار آدمی کی سی ضرورت میں چاہیں رہتے ہوئے ہیں مگر
اُن کی یہ تمام خرابیاں عمدہ تعلیم کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں
جب میں جاہل اور وحشی قوموں کے حالات پڑھتا ہوں تو اُن
نیکائیوں سے جو اُن میں ہیں مگر ناشایستہ اور اُس دلیری اور مجرمانہ
سے جو اُن میں ہی مگر خرفناک اور اُس استقلال سے جو اُن میں
ہی مگر بے ڈھنگا اور اُس دانائی اور عقلمندی سے جو اُن میں ہی
مگر جانوروں کے سے مگر و نریب سے ملی ہوئی اور اُس صبر و قناعت
سے جو اُن میں ہی اور گریبا نا امیدیاں ہی اُس کی امیدیں ہیں
نہایت خراب ہوتا ہوں — سچ ہی کہ انسان کے دل کے گوش
مختلف طرح پر کام کرتے ہیں اور جس قدر کم و بیش عقل کی
ہدایت اُن کو ہوتی ہی اور جس قدر کہ عقل اُن جوشوں کو درست
کرتی ہی اُس قدر مختلف طور پر اُن سے کام ہوتے ہیں — امریکا
کے وحشی غلاموں کا جب ہم یہ حال سنتے ہیں کہ اپنے آقا کے مرتے
پر یا ایک کام پر سے چھڑا کر دوسرے کام میں لگاتے پر جنگلوں کے درختوں
میں لٹک کر اپنی جان دے دیتے ہیں یا ایک ہندو عورت اپنے خاوند
کی لاش کے ساتھ زندہ جل کر سہی ہوجاتی ہی تو کون شخص ہی
جو اُن کی رونا داری اور مصیبت کی تعریف نہ کریگا کہ کہہ دے ہی
ناشایستہ اور نا مہذب طور سے ظاہر ہوتی ہی — اس قسم کی جاہل
اور وحشی قوموں کے دلوں میں بڑی نہایت عمدہ عمدہ باتیں پائی
جاتی ہیں جو کہ وحشی پنہ ہی کی حالت میں کیوں نہیں لیکیں اگر
اُن کی مناسب طرز سے اور عمدہ تعلیم سے درست کی جاوے تو وہی
وحشیانہ نیکیاں بقدر ترقی پا سکتی ہیں اور نیستے کیے عمدہ کام
اور مہذب و شایستہ نیکیاں اُن سے پیدا ہوسکتی ہیں *

مجھکو اسی بات کا رنج ہی کہ میں اپنی قوم میں ہزاروں
نیکیاں دیکھتا ہوں جو نا شایستہ — اُن میں نہایت دلیری اور
جرات پاتا ہوں پر خوفناک — اُن میں نہایت قوی استقلال دیکھتا
ہوں پر بے ڈھنگا — اُن کو نہایت دانا اور عقلمند پاتا ہوں پر اکثر
مکرو نریب اور زر سے ملے ہوئے — اُن میں صبر و قناعت بھی اعلیٰ
درجہ کی ہی مگر غیر مفید اور بے موقع جس میرا دل جلتا ہی اور
میں خیال کرتا ہوں کہ اگر یہی اُن کی عمدہ صفاتیں عمدہ تعلیم و
تربیت سے آراستہ ہو جائیں تو دین اور دنیا دونوں کے لیے کیسی کچھ
مفید ہوں *

میری یہی خواہش ہی کہ اس قسم کی تعزیرات سے نیکی کو
ترقی دین کو میری یہ خواہش پوری نہو مگر میں اس خیال سے
تو بہت خراب ہوں کہ میں ہر پندرہ روز میں انسان کے دل کی
درستی میں کچھ کچھ مدد کرتا رہتا ہوں *

—————
راۓ

اے قی سید احمد

خدا اور رسول کی مرضی اور مشاہد کے مطابق کام کریں — ہمارا کمال
اسی میں ہی کہ کئی مسلمان ہو یا غیر مسلمان دوست ہو یا دشمن
سب کے ساتھ ہم سلوک اور محبت سے پیش آریں اور جس محبت
سے اب تک ہم اپنی نا سمجھی کے سبب سے محروم رہے آئندہ اُس کے
حصول کے واسطے بدل کوشش کریں اور اُس کھوبائی اثر کو کام میں
لاریں جو ہمارے سچے مذہب نے ہم میں فیروز کو اپنی طرف مائل
کرنے کی غرض سے رکھ دیا ہی — اب مسلمانوں کو ضرور ہی کہ جس
خ نہ پر انداز مصلحت کے اثر نے ہماری شریعت کے وسیع دائرہ کو دو
غیر مساوی حصوں میں تقسیم کرکے ایک بہت چھوٹا حصہ ہماری بسر
زندگانی کے قیدخانہ کے واسطے خاص کر دیا ہی کہ اُس میں چاہیں ہم
میں چاہیں ہم زندہ رہیں اُس مصلحت خلاف کو درمیان سے اٹھا کر
اور تنگ قید سے آزاد ہو کر اپنی شریعت کے پورے دائرہ کی وسعت میں
خوشی اور خرمی سے لگشک کریں اور ان خدا داد نعمتوں پر اپنے
خدا کا شکر ادا کریں *

—————
راۓ
مشائق حسینی

نمبر ۱۱۵

تعلیم

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کی روح بغیر تعلیم کے چمکے
سنگ مرمر کے پہاڑ کی مانند ہی کہ جب تک سنگ تراش اُس میں
ہاتھ نہیں لگاتا اُس کا ڈھرنڈلا اور کھردرا پن دور نہیں کرتا اُسکو
تراش تراش کر سنڈل نہیں بناتا اُس کو پالش اور جلا سے آراستہ
نہیں کرتا اُس وقت تک اُس کے جوہر اُسی میں چھپی رہتے ہیں
اور اُس کی خراب نما نسوں اور داربا رنگتیں اور خوبصورت خوبصورت
بیل بوٹے ظاہر نہیں ہوتے — یہی حال انسان کی روح کا ہی انسان
کا دل کیسا ہی نیک ہو مگر جب تک اُس پر عمدہ تعلیم کا اثر نہیں
ہوتا اُس وقت تک ہر ایک نیکی اور ہر ایک قسم کے کمال کی
خوبیاں جو اُس میں چھپی ہوئی ہیں اور جو بغیر اس قسم کی
مدد کے نمود نہیں ہوسکتیں ظاہر نہیں ہوتیں *

ارسطو نے تعلیم کے اثر کو مجسم صورتوں کے بنانے کی تشبیہ
میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہی وہ کہتا ہی کہ مرنے
مورت ایک پتھر کے ڈھونڈے میں چھپی ہوئی ہوتی ہی مگر مورت
بنانے کا ہر صرف نقرہ چھڑوں کو اُس میں سے کھڑ دیتا ہی —
مورت تو پتھر ہی — میں ہوتی ہی مگر آخر صرف اُس کو نمود
کرتا ہی — جو نسبت کہ مورت کھڑنے والے کو اُس پتھر کے ڈھونڈے
سے ہی رہی نسبت تعلیم کو انسان کی روح سے ہی — بڑے بڑے

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۸]

۱۵ شوال سنہ ۱۲۸۹ ھجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیت کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مقامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سب سے اخبار اصمار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس قوتی کے مانع ہیں وہ مٹائے جارے

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوار بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھاپا کرےگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ کماق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہےگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * میزوں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۶

وحشیانہ نیکہ

انسان وحشیانہ طور پر ایک نیک کام کرتا ہی اور جو کہ وہ اصل میں نیک ہوتا ہی لوگوں کے دل میں پیٹھے جاتا ہی اور اُس وحشیانہ پنہ کی بڑائی جس وحشیانہ پن سے وہ کام ہوا آنکھوں سے چھپ جاتی ہی مگر مددہ تعلیم میں یہ اثر ہی کہ اُن وحشیانہ حرکتوں کو چھوڑا دیتی ہی اور صرف نیک ہی نیکہ رہ جاتی ہی * نقل ہی کہ ایک شخص کے پاس دو حبشی لڑکے تھے جہاں تو عمر اور اپنی قسم کے لوگوں میں نہایت حسین اور خوبصورت اور آپس میں اُن دونوں کے جانی دوستی اور دلی محبت تھی اُسی شخص کے پاس ایک حبشہ نر عمر لڑکی بھی تھی جو اُس قوم میں نہایت ہی خوبصورت سمجھی جاتی تھی اتفاقاً وہ دونوں جہاں لڑکے اُس پر عاشق ہو گئے اور دونوں نے اُس کو شادی کا پیغام دیا جو کہ وہ دونوں نہایت خوبصورت بھی تھے اور دونوں کا مزاج بھی اچھا تھا اور ہم عمر بھی تھے وہ لڑکی دونوں میں سے جس کے ساتھ شادی ہو راضی تھی مگر اُس نے یہ کہہ کر کہ تم دونوں دوست آپس میں اس بات کا تصفیہ کرلو کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ شادی ہو — دونوں لڑکے دل و جان سے اُس پر عاشق تھے عشق اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ ایک تو اُس سے شادی کر لے اور دوسرا معزوم رہے اور دوستی بھی اُن میں ایسی سچی تھی کہ ایک کو دوسرے کا رنج اور بغیر آپس کی صلاح اور بغیر آپس کی خوشی کے دونوں میں سے کسی کو شادی کر لینا پسند نہ تھا — آخر کار عشق اور دوستی میں جھگڑا ہوا وہ چاہتا تھا کہ میں غالب آؤں اور وہ چاہتی تھی کہ میں فتح پاؤں مگر کوئی جھگڑا نہ سکا دونوں برابر رہے تب وہ دونوں لڑکے اپنی معشوق کو ایک دن جنگل میں لپٹے اور دونوں نے اُس کو چھوڑی مار کر مار ڈالا اور جب اُس کا خون پھینے لگا تو دونوں اُسے چائنے لگے دونوں نے مردہ لاش کو خوب گلے لگایا اور دلی محبت سے اُس کے دلنریب گالوں کا بے گناہ بوسہ لیا اور پھر اُس کی لاش کے گوشہ پیٹھے کو رنے اور پیٹنے لگے خوب ماتم کیا خوب چھاتی بیٹی اور پھر دونوں نے اپنے تئیں بھی مار ڈالا *

اس عجیب واقعہ سے انسان کے دل کے گوشوں کی جو تعلیم و تربیت سے شایستہ نہیں ہوئیں عجیب و غریب حالتیں معلوم ہوتی ہیں جو واقعہ کہ مینے ابھی بیان کیا وہ حیرت اور گناہ سے بالکل بھرا ہوا ہی تو بھی ایسے نیک دل اور دلی ایمانداری سے سرزہ ہوا ہی کہ اگر اُس کی مددہ طور سے تعلیم و تربیت ہوتی تو اُس سے نہایت مددہ مددہ نتیجے حاصل ہوتے *

انسان کا ایسے ملک میں پیدا ہونا یا وہاں جا کر رہنا اور تربیت پانا جہاں تعلیم و تربیت کا چرچا ہو اور علم و شایستگی بھیلی ہوئی ہو نہایت غریب قسمتی کی بات ہی — گو اُن ملکوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اُن حبشی لڑکوں سے کچھ بہتر نہیں ہوتے مگر ایسے بھی ضرور ہوتے ہیں جن کو تعلیم و تربیت کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مختلف درجہ کا اُس میں کمال رکھتے ہیں *

شایستہ ملک کی مثال صورت بنانے والے سنگ تراش کے کارخانہ کی سی ہی کہ جب آدمی وہاں جاتا ہی تو دیکھتا ہی کہ ابھی تو کڑی پتھر اُسی طرح دھونے کا دھوا ہی رکھا ہوا ہی اور کسی میں صرف ابھی ٹانگیں ہی پنی ہیں اور کسی میں ہاتھ پاؤں منہ سب کچھ مگر ابھی انگڑی ہی اور کسی میں انسان کے تمام اعضا درست سے بن چکے ہیں مگر صاف ہونے اور جلا ہونے باقی ہیں اور کوئی صورت نہایت خوبصورت اور دلربا بالکل پنکر مایار ہو چکی ہی اُس وقت انسان کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ وہ پتھر کا دھوا کہاں تک ترقی پا سکتا ہی اور ہر ایک انگڑی صورت سولے شان و زار کے آخر سے بت تراش کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت یا قریب قریب خوبصورت کے ہو سکتی ہی *

نا مہذب ملک کی مثال مائے پھاروں کی سی ہی جہاں بھڑ پتھر کے ڈھوڑے کے اور کچھ نظر نہیں آتا کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی جس سے انسان کو یہ خیال ہو کہ وہ کہاں تک ترقی کر سکتا ہی اور اُس میں کیا چیز نہیں ہی جو وہ اب تک انگڑی پتھر کی ماخذ ہی — جو نیکیاں خود اُس میں ہیں اُن سے بھی وہ نواقف ہی کیونکہ وہ نیکیاں مثل پتھر کے ڈھوڑے کے اُس کے جگر میں چھپی ہوئی ہیں اور بے تعلیم و تربیت کے وہ ظاہر نہیں ہو سکتیں *

یہی خیالات مجھ کو اس بات پر پرانگیختہ کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو مہذب قوم سے ملنے اور شایستہ ملک میں جانے کی ترغیب کرتا ہوں اور اس خیال سے ہمیشہ رنج میں رہتا ہوں کہ ہماری قوم میں جس قدر نیکیاں ہیں وہ بھی نا مہذب ہیں دنیاوی برتاؤ آپس کا ملاپ دوستوں کی دوستی دینداروں کی دینداری امیروں کی امیری نہایت نا شایستہ اور نا مہذب طور سے راقع ہوئی ہی اگر وہ مددہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جارہے تو انسان کے لیئے اس زندگی میں اور آئے دلی زندگی میں دونوں میں نہایت ہی مفید ہو *

راقی

اے - قی - سید احمد

مضمون نمبر ۱۱۷

امید

دنیا بامید قائم ہی

موجودہ حالت کو وہ کیسی ہی اچھی یا بری ہو انسان کے دل کے مشغلہ کو کافی نہیں ہوتی — موجودہ رنج و غریب محبت و دوستی کی چیزیں اتنی نہیں ہوتیں کہ انسان کے دل کی قوتوں کو ہمیشہ مشغول رکھیں اس لیے اُس بڑے کاریگر نے جس نے انسان کے پتلے کو اپنے ہاتھ سے اور اپنی ہی مانند بنایا اُس میں چند اور قوتیں دی ہیں جن کے سبب سے دل کے لیے کاموں کی کچھ کمی نہیں ہوتی اور ہمیشہ وہ وقت دل کے مشغول رہنے کا سامان مہیا اور موجود رہتا ہی — اُنہیں قوتوں کے ذریعہ سے گذری ہوئی باتیں پھر دل میں آتی ہیں اور آئندہ کی باتوں کا اُنکے ہونے سے بیشتر خیال ہوتا ہی *

وہ عجیب قوت جس کو ہم یاد کرتے ہیں ہمیشہ پیچھے دیکھتی رہتی ہی جب کوئی موجودہ چیز ہم کو شکل کے لیے نہیں ملتی تو وہ قوت پیچھلی باتوں کو بلا لاتی ہی اور اُس کے ذکر یا خیال سے ہمارے دل کو بھرتے رکھتی ہی اُس کی مثال جگالی کرنے والے جانوروں کی ہی کہ وہ پہلے تو گھانٹاں دانہ سب کھا لیتے ہیں اور جب ہرچکنا ہی تو ایک کونے میں بیٹھ کر پھر اُسکو پیست میں سے نکال کر چبائے جاتے ہیں *

جس طرح کہ یاد پیچھلی باتوں کو خالی وقت میں ہمارے دل کے مشغلہ کو بلا لاتی ہی اسی طرح ایک آؤر قوت ہی جو آئندہ ہونے والی باتوں کے خیال میں دل کو مشغول کر دیتی ہی اور جس کا نام امید و بیم یا خوف و رجا ہی — انہی دونوں قسم کے خیالوں سے ہم آئندہ زمانہ تک پھرتے جاتے ہیں اور جو باتیں کہ دور زمانہ میں شاید ہونے والی ہیں اور ظلمات کے پردوں میں چھپی ہوئی ہیں اور بڑے گہرے اندھیرے گڑھوں میں پڑی ہوئی ہیں اُن کو ایسا سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ زہی ہیں — اُنکے ہونے سے پہلے اُنکی غرضی یا رنج اُٹھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ اُس زمانہ کا بھی جب نہ یہ زمین ہوگی نہ آسمان اور ہر چہار طرف سے امن الملک الیوم کی آواز آتی ہوگی ابھی خیال کر لیتے ہیں — پھر کون کہہ سکتا ہی کہ انسان کی زندگی صرف موجودہ وقت پر منحصر ہی *

میرا ارادہ ہی کہ میں اس تحریر میں صرف اُسی کا کچھ بیان کروں جس کو امید کہتے ہیں — ہماری غرضیاں اس قدر کم و چند درجہ ہیں کہ اگر وہ وقت ہم میں نہ ہوتی جس سے انسان اُن عمدہ اور دل

خوش کن چیزوں کا اُن کے ہونے سے پہلے مزے اورتھاتا ہی چٹکا کبھی ہو جانا ممکن ہی تو ہماری زندگی نہایت ہی خواب اور بدمزہ ہوتی ایک شاعر کا قول ہی کہ ”ہم کو تمام عمدہ چیزوں کے حاصل ہونے کی امید رکھنی چاہیئے کیونکہ اگر ہی چیز ایسی نہیں ہی جس کی امید نہ ہو سکے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو خدا ہم کو دے سکے“ — فارسی زبان میں مشہور مقولہ ہی کہ ”تمنا را عین نیست“ ایک طریف نے کہا کہ دنیا میں مجھے کسی چیز کا رنج نہیں ہی کیونکہ امید مجھے ہمیشہ خوش رکھتی ہی — دوستوں نے پوچھا کہ کیا تم کو مرنے کا بھی رنج نہیں ہی اُس نے کہا کہ کیا عجب ہی کہ میں کبھی نہ مرون کیونکہ خدا اس پر بھی قادر ہی کہ ایک ایسا شخص پیدا کرے جس کو موت نہور اور مجھ کو امید ہی کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں — یہ قول تو ایک طرائف کا تھا مگر سچ یہ ہی کہ زندگی ہی امید ہی موت کا رنج ہوتے مٹاتی ہی اگر ہم کو زندگی کی امید نہوتی تو ہمتے زیادہ بدتر حالت کشمکش نہوتی — زندگی ایک پیچھا چیز کی مانند ہی جس میں کچھ حرکت نہیں ہوتی امید اُس میں حرکت پیدا کرتی ہی — امید ہی کے سبب سے انسان میں سنجیدگی اور بردباری اور خوش مزاجی کی عادت ہوجاتی ہی — گردیا امید انسان کی روح کی جان ہی ہمیشہ روح کو خوش رکھتی ہی اور تمام تکلیفوں کو آسان کر دیتی ہی — محنت پر رغبت دلاتی ہی اور انسان کو نہایت سست اور مشکل کاموں کے کرنے پر آمادہ رکھتی ہی — امید سے ایک اور بھی فائدہ ہی جو کچھ کم نہیں ہی کہ ہم موجودہ غرضیوں کی کچھ بہت قدر نہیں کرتے اور اُسی میں مصروف نہیں ہوجاتے سیزنے جب اپنا تمام مال اسباب اپنے دوستوں کو بانٹ دیا تو اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے لیے کیا رکھا اُس نے کہا کہ امید — اُس کی عالی طبعیت اُن چیزوں کی کچھ قدر نہیں کرتی تھی جو اُس کے پاس تھیں بلکہ ہمیشہ اُس کا خیال کسی بہتر چیز کی طرف رہتا تھا *

اگلے زمانہ کے لوگ بغیر امید کے زندگی کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے نقل ہی کہ خدا نے انسان کے پاس ایک صندوقچہ بھجوا دیا جب اُس کو کھولا تو اُس میں سے ہر ایک قسم کی بلائیں اور مصیبتیں اور بیماریاں جو انسان کو ہوتی ہیں سب نکل پڑیں امید بھی اُسی صندوقچہ میں تھی وہ نہ نکلی بلکہ ڈھکنے میں چھوٹ رہی اور صندوقچہ ہی میں بند ہوگئی تاکہ مصیبت کے وقت انسان کو تسلی دے پس جس زندگی میں امید ہی اُس سے بڑے کو کوئی خوش زندگی نہیں ہی خصوصاً جبکہ امید ایک عمدہ چیز کی اور اچھی بنا پڑ ہو اور ایسی چیز کی ہو جو امید کرنے والے کو حقیقت میں خوش کر سکتی ہو اس بات

اُنکے اس بیان سے کسی قدر اختلاف ہی ہے۔ ہم اعتقادات اُن مسائل کو کہتے ہیں جن کا ہونا عقل و نیچر بمعنی کارخانہ قدرت کے اصول پر ناممکن نہیں ہی الا ہم اُن دونوں کی بنا پر اُن کے ہونے کا یقین نہیں کرسکتے تھے۔ دینی کے صرف اُن کے ہونے پر جب وہ ہوں۔ ہم کو یقین دلایا ہی یا اُن کا ہونا بتلایا ہی — ہم نے اس مقام پر حرف تردید کو اس لیے استعمال کیا ہی کہ ہم کو اس بات میں شبہ ہی کہ اُن مسائل پر جن کو ہم نے اعتقادات میں داخل کیا ہی یقین لانا جزا ایمان ہی یا نہیں — عملیات میں مسٹر اڈیس نے اُن مسائل کو داخل کیا ہی جن کو عقل و نیچر کے مطابق مذہب نے بھی ہدایت کی ہی پس وہ پہلے حصہ کا نام عقاید رکھتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخلاق *۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم انٹر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اعتقادات پر اس قدر خیال کرتے ہیں کہ اخلاق کو بالکل بھول جاتے ہیں اور بعضے اخلاق پر ایسے مترجمہ کرتے ہیں کہ اعتقادات کا کچھ خیال نہیں کرتے — صاحب کمال آدمی کو ان دونوں میں سے کسی بات میں خاص نہ رہنا چاہیئے — جو لوگ اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہر ایک سے کیا کیا فائدہ حاصل ہوتا ہی وہ دل سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں گے *۔

اندرس ہی کہ اس مقام پر بھی مجھ کو مسٹر اڈیس سے کچھ توہرا سا اختلاف ہی پچھلا حصہ اُن کے اس مضمون کا نہایت سچ ہی مگر پہلے حصہ میں کچھ غلطی ہی — میں سمجھتا ہوں کہ اعتقادات میں اور عملیات میں جس کو مسٹر اڈیس اخلاق کہتے ہیں کچھ علافہ نہیں ہی انسان اعتقادات پر کتنا ہی زیادہ خیال کرے اُس کے اخلاق میں کچھ تفاوت نہیں ہوسکتا — اسی طرح اخلاق پر کیسا ہی متوجہ ہو اُس کے اعتقادات میں کچھ نقصان نہیں آسکتا کیونکہ یہ وہی کام در جدا جدا آوں اور دو جدا جدا اشخاص سے متعلق ہیں پہلا ہمارے دل یا ہمارے روح اور خدا سے — دوسرا ہمارے ظاہری حرکات اور جذبات اور انسان سے *۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ گو مذہب اخلاق اور اعتقاد پر منقسم ہی اور اُن دونوں میں خاص خاص خوبیاں ہیں مگر اخلاق کو اعتقاد پر اکثر باتوں میں ترجیح ہی *۔

۱ کیونکہ اخلاق کی انٹر باتیں نہایت صحیح اور بہت مضبوط ہیں یہاں تک کہ اگر اعتقاد بالکل قائم نہ رہے تب بھی وہ باتیں (یعنی اخلاق کے مسائل) بدستور قائم رہتی ہیں *۔

۲ جس شخص میں اخلاق ہی اور اعتقاد نہیں وہ شخص بہ نسبت اُس شخص کے جس میں اعتقاد ہی اور اخلاق نہیں انسان

کی حقیقت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خوشحال آدمی کے لیے یہی زمانہ موجودہ میں کافی خوشی نہیں ہی *۔

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ مذہبی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کی بہت سی امیدیں ہوتی ہیں اور ایسی چیزوں کی ہوتی ہیں جو ہم کو پورا پورا خوش کرسکتی ہیں دینی چیزوں کی امیدیں دنیوی چیزوں کی امیدوں سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ اُن میں عقل کے علاوہ مذہبی اعتقاد کی بھی نہایت قوت ہوتی ہی اس قسم کی امیدوں کا خیال ہی ہم کو پورا پورا خوش رکھتا ہی بلاشبہ امید کے اثر سے انسان کی زندگی نہایت شیریں ہوجاتی ہی اگر وہ موجودہ حالت سے خوش نہیں رہتا تو اُس پر صبر تو ضرور آجاتا ہی — مگر مذہبی امیدیں اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہیں تکلیف کی حالت میں دل کو سنبھال لیتی ہیں بلکہ اُس کو اس خیال سے خوش رکھتی ہیں کہ شاید یہی تکلیف اُس امید کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہو مذہبی امید گویا مردہ کو زندہ کردیتی ہی اور اُس کے دل کو غایت درجہ کی خوشی بخشتی ہی انسان اپنی تکلیفوں میں خوش رہتا ہی اور روح اُس بڑی چیز کے لپک لینے کو ارچھلتی ہی جو ہمیشہ اُس کی نظر میں رہتی ہی اور آخر کار اس امید کی خوشی میں اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہی کہ قیامت کے دن اُس سے مل جاوے گی *۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نہایت مصیبت اور تکلیف کے وقت میں خدا کی مناجات میں اس مضمون کا گیت گایا تھا *۔

”میں ہمیشہ خدا کو اپنے سامنے رکھتا ہوں وہ میری دائیں طرف ہی اسی لیے میں گھبراتا نہیں میرا دل خوش ہی میرا گوشہ بھی اسی امید میں رہیگا کہ تو میری روح کو جہنم میں نہالے — تو اپنی چیز کو خراب ہوتے ہوئے نہ دیکھینگا — تیری مجھ کو زندگی کے طریق دکھائیگا — تیری ہی حضور میں خوشی کا کمال ہی — تیری ہی دائیں طرف ہمیشہ کی خوشی ہی آئیں“ *۔

واقم

اے - بی - سید احمد

نمبر ۱۱۸

اخلاق

مسٹر اڈیس کا قول ہی کہ مذہب کے دو حصہ ہوسکتے ہیں ایک اعتقادات دوسرا عملیات مسٹر اڈیس کی غرض اعتقادات سے صرف وہ مسائل ہیں جو دینی سے معلوم ہوتے ہیں اور جو عقل سے یا کارخانہ قدرت پر غور کرنے سے معلوم نہیں ہوسکتے — مگر ہم کو

نتیجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اخلاق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک اخلاق کو عیسائی مذہب کا سہارا نہ ہو — یہ قول مسٹر اڈیس کا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اعتقاد یا کوئی مذہب سچا ہو ہی نہیں سکتا جسکا نتیجہ اخلاق کی عمدگی نہ ہو پس اخلاق کو کسی مذہب کا کچھ سہارا درکار نہیں ہے بلکہ مذہب یا اعتقاد کے سچ سمجھنے کو اخلاق کا سہارا درکار ہے *

مسٹر اڈیس اور یہی در ایک اصول قائم کرتے ہیں جو اس گفتگو سے علائقہ رکھتے ہیں *

۱ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ایسی بات کو اعتقاد کی چیز نہ قرار دینا چاہیئے جس سے اخلاق کو استحکام اور ترقی نہ ہوتی ہو *

۲ کوئی اعتقاد صحیح بنیاد پر ہو ہی نہیں سکتا جس سے اخلاق خراب یا اُن میں تنزل ہوتا ہو *

یہ دونوں اصول مسٹر اڈیس کے ایسے عمدہ ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص جسکے دل کی آنکھ خدا نے اندھائی نہ کی ہو اُن سے انکار نہیں کر سکتا *

اس کے بعد مسٹر اڈیس انہیں اصولوں پر ایک اور مسئلہ متفرع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مشتبہہ مقاموں میں ہم کو نہایت غور کرنی چاہیئے کہ اگر باغرض وہ غلط ہو تو اُس سے کیا کیا بد نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں — مثلاً اپنے ایمان کے مضبوط کرنے اور خیالی ثواب حاصل کرنے کی ارمناں میں لوگوں کو تکلیف دینا — لوگوں کے دلوں میں رنج اور نفرت غصہ اور سخت عداوت پیدا کرنا اور جس چیز پر اُن کو اعتقاد نہیں ہے بڑبڑستی اُن سے قبول کروانا ایسے جذبات میں ہم اسی پر پس نہیں کرتے بلکہ ان سب باتوں کے سوا ہم اُس کو دنیا کے فائدہ اور خوشی سے بھی محروم کرتے ہیں — اُن کے جسم کو تکلیف دیتے ہیں اُس کی دلالت کو خراب کرتے ہیں اُن کی ناموریوں کو خاک میں ملاتے ہیں — اُن کے خاندانوں کو برباد کرتے ہیں اُن کی زندگیوں کو تلخ کر ڈالتے ہیں — یہاں تک کہ آخر کار اُن کو مار ڈالتے ہیں — پس جب کسی مسئلہ سے ایسے بد نتیجے نکلیں تو مجھ کو اُس مسئلہ کے مشکوک ہونے میں کچھ شبہ نہیں رہتا جیسے کہ علم حساب میں ہو اور دو چار ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہوتا پس ایسے مسئلہ کو اپنے مذہب کی بنیاد نہیں ٹھہرا سکتا اور نہ اُس پر عمل کر سکتا ہوں *

اس قسم کے معاملات میں ہم صریح اپنے ہمعصرین کو ضرور پہنچاتے ہیں اور جس مسئلہ سے ہم ایسا کرتے ہیں بلاشبہ وہ مشکوک اور قابل امتحان ہی اخلاق اُس سے بالکل خراب ہو جاتے ہیں *

کے لیئے دنیا میں بہت زیادہ بہتری کر سکتا ہے — اور میں اس قدر اور زیادہ کہتا ہوں کہ انسان کے لیئے دین اور دنیا دونوں میں بہت زیادہ بہلائی کر سکتا ہے *

۳ اخلاق انسان کی فطرت کو زیادہ کمال بخشتا ہے کیونکہ اُس سے دل کو قرار و آسودگی ہوتی ہے دل کے جذبات اعتدال پر رہتے ہیں اور ہر ایک انسان کی خوشی کو ترقی ہوتی ہے *

۴ اخلاق میں ایک نہایت زیادہ فائدہ اعتقاد سے یہ ہے کہ اگر وہ ٹھیک ٹھیک ہوں تو تمام دنیا کی مذہب تو میں اخلاق کے بڑے اصولوں میں متفق ہوتی ہیں گو کہ عقاید میں وہ کیسی ہی مختلف ہوں *

۵ کفر سے بھی بد اخلاقی زیادہ بدتر ہے یا اس مطالب کو یوں کہو کہ اکثر لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایک نیک چلن ذہین جاہل وحشی جس کو خدا کی باتوں کی کچھ خبر بھی نہیں پہونچتی نجات پا سکتا ہے مگر بد چلن معتقد آدمی نجات نہیں پا سکتا *

۶ اعتقاد کی خوبی اسی میں ہے کہ اُس کا اثر اخلاق پر ہوتا ہے اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ اعتقاد کی معنی خدا کے دیئے ہوئے مذہب پر ایمان رکھنے کی خوبیاں کیا ہیں تو ہم کو اس بات کی صحت جو ہم نے ابھی بیان کی بطوری معلوم ہو جا رہیگی — میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کی خوبیاں ان باتوں میں ہیں جنکو میں بیان کرتا ہوں *

۱ اخلاق کی باتوں کو سمجھنا اور اُن کو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا *

۲ نیک اخلاق پر عمل کرنے کے لیئے نئے نئے اور ترقی پزیر افروض کو ہم پہنچانا *

۳ خدا کی نسبت عمدہ خیالات پیدا کرنا اور اپنے ہمعصرین میں اچھا پرتاؤ کرنا جس سے آدمیوں میں بہت زیادہ ہو اور خود انسان اپنی سچی حالت کو کیا بلحاظ اپنے نیچر کی خوبی کے اور کیا بلحاظ اُس کی بدی کے بطوری سمجھے *

۴ برائی کی برائیوں کو ظاہر کرنا *

۵ نجات کے لیئے نیک اخلاق کو عام ذریعہ ٹھہرانا *

مذہب کی خوبیوں کا یہ ایک مختصر بیان ہے مگر جو لوگ اس قسم کے مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں وہ نہایت آسانی سے ان خیالوں میں ترقی دے سکتے ہیں اور مفید نتیجے ان سے نکال سکتے ہیں — میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سب باتوں کا ہمار

یہ مضمون مسٹر اڈیس کا غالبان مسیائی مذہب کے اُس زمانہ پر اشارہ ہی جب کہ روس کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقہ میں دشمنی کی آگ بھڑک رہی تھی اور مرد اور عورت و بچے مذہب نہ مانتے پر آگ میں جلائے جاتے تھے اور نہایت بد بخت خواریزیاں جو در حقیقت کرسچنائی کے بالکل برخلاف تھیں ہو رہی تھیں *

لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں بھی ایسا ہی گرفتار اس اور اخلاق کے برخلاف جہاد کا مسئلہ ہی اگر وہ مسئلہ در حقیقت ایسا ہی ہو جیسانہ بعض یا اکثر حقیقت تک نہ پہنچنے والے یا خود غرض اوگرنے سمجھا ہی یا اکثر ظالم و مکار مسلمان حکمرانوں نے بڑا ہی تو تو اُسکے اخلاق کے برخلاف ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہی — بلکہ جو حقیقت جہاد کی درحقیقت مذہب اسلام کی زر سے ہی وہ اخلاق کے برخلاف نہیں ہی — اُس میں کسی قسم کا جبر یا کسی کے مذہب کو بجز چھوڑنا یا مذہب کے لیئے کسیکا خون بہنا مطلق نہیں ہی وہ صرف ٹیشنلرا پر یعنی اُس قانون پر جو مختلف قوموں کو آپس میں بڑتا چاہیئے مبنی ہی اور جو آج کل مذہب سی مذہب قوموں میں جاری ہی *

اس مسئلہ کا ذکر ہم نے اپنی متعدد تصنیفات میں کیا ہی اور امید ہی نہ کہ وہی اُس مضمون پر کوئی تبصرہ اس پرچہ میں بھی چھاپینگے *

مسٹر اڈیس اپنے اس مضمون کو کسی مصنف کے نہایت عمدہ اور دل میں اثر کرنے والے کلام پر ختم کرتے ہیں اور وہ کلام یہ ہی ”آپس میں نفرت پیدا کرنے کو ہمارے لیئے مذہب کا ہی مگر ایک دوسرے میں معصیت پیدا کرنے کے لیئے کافی نہیں “ *

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو بڑتاؤ مذہبوں کا اس زمانہ میں ہی وہ ایسا ہی ہی اور مسلمانوں کا بڑتاؤ سب سے زیادہ بڑا ہی مگر سچے مذہب کا یعنی اسلام کا سچا مسئلہ یہ ہی نہ ”خدا کو ایک جاننا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا “ پس جو کوئی اس مسئلہ کے برخلاف ہی وہ غلطی پر ہی *

راقم

اے۔ ڈی۔ سید احمد

نمبر ۱۱۹

دیا

عام قاعدہ تو اس کے لیئے یہ ہی کہ ہم خود اپنے آپ کو اُن مذہبی اصولوں سے جو ہماری ہدایت کے لیئے مقدس کتاب اللہ میں لکھے ہیں جانچیں اور اپنی زندگی کو اُس پاک شخص کی زندگی سے مقابلہ کریں جس نے یہ فرمایا کہ ”اذا بشر مثکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد“ اور جو اُس فرقہ کمال تک پہنچا جہاں تک انسانکا پہنچنا ممکن ہی — اور جسکی زندگی ہماری زندگی کے لیئے نمونہ ہی اور جو اپنی پیروی کرنے والوں کے لیئے بلکہ تمام دنیا کے لیئے برا ہادی اور بہت برا دانا اُستاد ہی — ان دونوں قاعدوں کے برتنے میں بڑی بڑی غلطیاں پڑتی ہیں کچھ تو لوگوں کی سمجھ

ہٹا میں ایسے لوگ بھی بہت ہیں جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہی — دنیا دار اور دُشور آدمی جسقدر کہ در اصل

ديا

چاہئے نہ جن کاموں کے سبب سے وہ تعریف کرتے ہیں وہ کام ہم عمدہ غرض سے اور نیک نیتی سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے کرتے ہیں یا نہیں اور پھر ہم کو دے بھی سمجھنا چاہئے کہ وہ نیکیاں جنکے سبب ہماری تعریف کرنے والے ہماری تعریف کرتے ہیں دراصل ہم میں کہاں تک ہیں — ان باتوں پر انسان کو بھڑبی غور کرنا نہایت ضرور ہی کیونکہ ہمارا وہ حال ہی کہ کبھی تو ہم اردگوں کی رایوں کو جو ہماری نسبت میں پسند کر کر اپنے تئیں بہت برا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی اُن کو ناپسند کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دل کہتا ہی اُس کے مقابلہ میں اُن تمام رایوں کو نہیں مانتے *

مہرور ایسی نیکی پر بھی جسکو ہم نے اپنے خیال میں نیکی سمجھا ہی مگر در حقیقت اُس کی نیکی مشتبہ ہی زیادہ اصرار کرنا نہیں چاہئے بلکہ اُن لوگوں کی واپس کی بھی نہایت قدر و مزا دہ کرنی چاہئے جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو عقائد اور نیکی دل میں اور جس طرح ہم نیکی دلی سے بات کہتے ہیں اُسی طرح وہ بھی نیکی دلی سے ہم سے مخالفت کرتے ہیں — مگر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اُن اختلاف کرنے والوں نے صرف آزادی راے اور اُس دلی نیکی سے جسکے سرچشمہ کی سورت قدرت نے ہر ایک انسان کے دماغ میں ڈالی ہے اختلاف کیا ہے؟ یا کسی بزرگنی دباؤ — پابندی رسم و رواج اور تعصب اور تقلید نے اُن کے دل کو پھیرا ہے؟ اور اگر یہ پچھائی بات اختلاف راے کا سبب ہو تو وہ نہایت ہی قدر راجاتی ہے *

جہاں ہرکو دھوکا کھانے کا احتمال ہی رہا، ہرکو نہایت روشناسی اور بہت خبرداری سے کام کرنا چاہیئے — حد سے زیادہ شوگر می اور تعصب اور کسی خاص فرقہ کو یا کسی خاص راے کے اوگروں کو برا اور حقیر سمجھنا بھ اسے باتیں ہیں جسے ہزاروں آنتیں پیدا ہوتی ہیں — وہ فی نفسہ نہایت بڑی ہیں کہ وہ عام سے کمزور دل آدمیوں کو اچھی ملامت ہوتی ہوں — مگر اس پر بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے ارگ بھی دنیا میں ہیں جو دینداری اور نیکی کے لئے نہایت مشہور ہیں مگر نہایت لغر اور نرے شیطانی اصولوں کو نیکی سمجھکر اپنے داروں میں اُس کی چڑ گاڑ دی ہی — میں اس بات کا قرار کرتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی ایسا عقائد اور انصاف پسند شخص نہیں دیکھا جس میں بڑی بڑی ذمہ سب باتیں ہوں اور پھر بھی وہ گناہ سے پاک ہو *

اِسی طرح ہم کو اُن کاموں سے بھی ڈرنا چاہیئے جو انسان کے مزبور دل کی قدرتی بنیاد سے یا کسی خاص شوق سے یا کسی خاص تعلیم کے اثر سے یا کسی اور سبب سے ہوتی ہیں جنہیں ہمارا ذہنی

میں غلامیاں ہوتی ہیں اور کچھ ایس میں اختلاف رہے ہوتا ہے جو بس روئے رہ نہیں سکتا اور کچھ زمانہ کے گزرنے سے ٹھیک ٹھیک حالت اور کیفیت آتے واقعات کی جو گزیرے معلوم نہیں ہوسکتی۔ اس لئے پر خلاف اگلے مسلمان مصنفوں کے صرف انہی قاعدوں کے بیان کرنے پر میں اکتفا نہیں کرتا بلکہ اور بھی قاعدے بیان کرتا ہوں جو انسان کو ٹھیک ٹھیک، ملحد، راہ پر لے آتے ہیں *

اپنے پوشیدہ عیبوں کے معلوم کرنے کا ایک عمدہ قاعدہ یہ ہے کہ ہم بس بات پر غور کریں کہ ہمارے دشمنوں کو کیا کہتے ہیں — ہمارے دوستوں انٹر ہمارے دل کے موافق ہماری تعریف کرتے ہیں یا تو ہمارے عیب اُن کو عیب بھی نہیں معلوم ہوتے اور یا ہماری خاطر کو جیسا عزیز رکھتے ہیں کہ اُس کو رنجیدہ نہ کرنے کے خیال سے اُس کو چھپاتے ہوں یا ایسی نرمی سے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو نہایت ہی خفیف سمجھتے ہیں — برخلاف اس کے دشمن ہم کو خوب ٹٹولتا ہی اور کرنے کرنے سے دھوونٹ کر ہمارے عیب نکالتا ہی — کو وہ دشمنی سے چھڑتی بات کو بہت بڑا کر دیتا ہی مگر انٹر اُس کی کچھ نہ کچھ اصل ہوتی ہی *

تا نیا شد چیز کے مردم نگرند چیز ها
دوست ہمیشہ اپنے دوست کی نیکیوں کو بڑھاتا ہی اور دشمن
عیبوں کو اس لینے ہو کر اپنے دشمن کا زیادہ احسانمند ہونا چاہیئے کہ
وہ ہو کر ہمارے عیبوں سے مطلع کرتا ہی اگر ہم نے اُس کے طعنوں کے
سبب اُس عیبوں کو چھوڑ دیا تو دشمن سے ہو کر رہی تہمت ملامت جو
ایک غفیل اُستاد سے ملنا چاہیئے تو *

دشمن جو عیب صحیح یا غلط ہم میں لگتا ہی ہمارے فائدہ سے
 خالی نہیں اگر وہ ہم میں ہوتا ہی تو ہم اپنے عیب سے مطلع ہوتے
 ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ وہ عیب ہم میں
 نہیں ہے کہ ”دشمن از دوست ناصح تر است“ ایس جز نہ رہی
 نکرید و اس جز بدی نہورید *“

پہلوئاری کا دشمنی کے فائدوں پر جو مضمرات ہی اُس میں اُس نے
 یہ بات لکھی ہے کہ ”دشمن جو ہم کو بدنام کرتے ہیں اُس سے
 ہم کو ہماری برائیوں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری گفتگو میں اور ہماری
 حال چلن میں اور ہماری تعریض میں جو نقص ہیں وہ بغیر ایسے
 دشمن کی مدد کے کبھی معلوم نہیں ہوتے“ *

علیٰ هذا القیاس اگر ہم خود اپنے آپکو سمجھنا چاہیں کہ ہم کیا
 ہیں تو ہم کو اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جو ارگ ہماری تعریف
 کرتے ہیں اُس میں سے ہم کس قدر کے مستحق ہیں اور پھر یہ سوچنا

اشتہار

معارضۂ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معارضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معارضہ میں ہمارے پاس آ رہے اُن سے صرف مجھ کو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہونچے گا — لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معارضہ کرنا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معارضہ کرنا چاہیں گے تو ہم بہت خوشی اور شکرگزاری سے معارضہ کو منظور کرینگے *

راقم

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بند خدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ محرم قریب آیا ہے اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہے اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہے کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق بابہ سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی موصوفہ فرمائیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجائیگا اُن کے نام پر یکم محرم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا *

راقم

سید احمد

از بنارس

فائدہ ہے — ایسی حالت میں انسان کی سمجھ نہایت آسانی سے حق بات کی طرف سے پھر جاتی ہے اور اُس کا دل غلطی کی طرف مایل ہو جاتا ہے اور یہی باتیں ہیں جن کے سبب سے تمصب اور ہزاروں غلطیاں اور پورہدہ برائیاں اور لا معلوم صیب انسان کے دل میں گھس جاتے ہیں — جس کام کے کرنے میں عقل کے سوا اور جذبوں کی بھی ترغیب ہو اُس کے کرنے میں عقلمند آدمی کو ہمیشہ تڑنا اور ہمیشہ اُس پر شبہ کرنا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی نہ کوئی برائی چھپی ہوئی ہوگی *

ان اصولوں پر اپنے خیالوں کو جانچنا اور اپنے دل کو تڑلانا اور دل کے تاریک جذبوں کو تھرنقنا ہمارے لیئے اُس سے بڑا کر کوئی چیز مفید نہیں ہے — اگر ہم اپنے دل میں ایسی مضبوط فیکی پٹھانی چاہیں جو قیامت کے دن ہمارے کام آئے — جس دن کہ ہمارے بھیدوں کا جاننے والا ہمارے دل کو جانچے گا جسکی عقل اور انصاف کی کچھ انتہا نہیں — تو ان اصولوں پر چلنے سے بہتر ہمارے لیئے کوئی راہ نہیں — ہمارے باطنی اسلام نے جب ہم کو یہ سکھایا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہمارے دل کے چہرے بھیدوں کو جانتا ہے تو اُس نے کس خوبی اور خوبصورتی سے اُس دیکاری کی برائی ہم کو بتلا دی جس سے انسان دنیا کو دھوکا دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو ہی فریب میں ڈالتا ہے داؤد نے بھی اپنی مناجات میں اُس دیکاری کے خوف کو جس سے انسان خود اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے قہایت دلچسپ لفظوں میں ادا کیا ہے جہاں اُس نے کہا ہے کہ اے خدا مجھ کو جانچ، میرے دل کی تہہ کو دھونڈ، میرے خیالوں کو دیکھ، مجھ کو ٹٹول، مجھ کو بھڑپی پڑ کہہ، کہ مجھ میں کس برائی نے راہ کی ہے اور مجھ کو ایسی راہ پر لیچل جو ہمیشہ کو قائم رہے، سلا *

راقم

اے - قی - سید احمد

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۹]

یکم ذیقعدہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیث کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹاروس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جارے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوهام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جارہے *

اطلاع

تشریع قیمت و مصرف مبالغ

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ گناں نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی کچھ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

A CHRISTIAN cum MAHOMMEDAN ENTERTAINMENT.

On the 26th November 1872, that fine old gentleman, Syed Ahmed, gave a public dinner at Benares to welcome his son, Syed Mahmood, who has just returned from a most successful career of four and a half years at Cambridge and Lincoln's Inn. A very noticeable feature in the evening's entertainment was the presence of a number of Mahomedan gentlemen, amongst them the Nawab of Sinwancee, Moulvi Mehdee Ally of Mirzapore, Moulvi Zianool Abadeen and others, all of whom ate at table in common with their European friends. This is, I believe, the first time in the history of these Provinces that Mahomedans in any number have sat down to dinner with Englishmen. This result is owing to the steady exertions of that excellent and talented man, the host on this occasion, who, although abused by some of his co-religionists and looked on askance by some of the European community, has nevertheless worked continuously and steadfastly, trusting to time and his exertions for his reward. He has long perceived how prejudicial it is to his race not to have that great social banner—a dinner, in common with men of every nation and every creed; and how contrary to his religion and to common sense is that custom prevalent amongst his race in India of not eating with Europeans—a custom entailed on his people by centuries of contact with Hindooism. He knows full well the aspect of the matter from both sides; how English gentlemen complain, and with reason too, that there are but a very limited number of Mahomedan gentlemen, whose habits and ways of thought would make it at all a pleasure to sit at the dinner table with; how native gentlemen complained, and with just as much reason, that many English gentlemen look upon them as intruders and take no trouble whatever to make them feel at ease. He knows also what difficulties the difference of language presents in the way of real social intercourse; how few natives know English sufficiently well to enable them to join thoroughly in that social chit-chat which is the very essence of good dinner conversation, and how few Englishmen there are, comparatively, who can keep up an ordinarily intellectual conversation in Oordoo. He does not, however, despair. There are signs in the times now that real social in-

مضمون نمبر ۱۲۰

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے جو ایک معقول اور دور اندیش رئیس ہیں اپنے بیٹے سید محمد محمود صاحب کی اُس کامیابی کی خوشی میں جو ساڑھے چار ہوس کیمبرج یونیورسٹی اور لنکن ان کی تحصیل علم میں اُنکو حاصل ہوئی اور جو ایک مدید عرصہ کے بعد یہ نیک مرام اپنے وطن کو واپس تشریف لائے بنارس میں ایک تڑپ دیا اس عمدہ جلسہ میں چند نامی اور معزز مسلمان بھی شریک تھے جن میں سے ایک تو ثواب صاحب سنوانی اور دوسرے مولوی مہدی علی پٹنئی کلکتہ مرزاپور اور مولوی زین العابدین مصنف بلند شہر تھے میں یقین کرتا ہوں کہ ان اضلاع کی تاریخ میں یہ اول ہی یادگار ہوگی کہ چند مسلمانوں نے انگریزوں کے ساتھ ایک جلسہ میں کھانا کھایا اور دوستانہ طور پر ایک جگہ باہم مل جلکر سب نے خوشی کی یقیناً یہ اُس مدیر اور مستقل مزاج شخص کی عمدہ کوشش کا نتیجہ ہوا جو اس جلسہ کا میزبان تھا اس شخص کے استقلال کو یہاں تک رسوخ اور استحکام حاصل ہو گیا ہے کہ اب گر اکثر اُسکے ہم مذہب بھی اُسکو برا بھلا کہتے ہیں اور اثر اعلیٰ یورپ بھی اُسکو ایک اگے آدمی بتاتے ہیں مگر وہ صرف اس اُمید پر کہ کبھی نہ کبھی مسیحیوں کی کوششوں کا ضرور نتیجہ ملیگا ایسی باتوں کا خیال بھی نہیں کرتا اور اُسکی ثابت قدمی میں کام کو بھی لغزش نہیں آتی اُس دور اندیش شخص کے ذہن میں یہ بات بطوریِ جم گئی ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا میل جول نہوتا اور اُن کے جلسوں اور دعووتوں میں اُنکا شریک نہونا نہایت ہی مضر ہے اور مسلمانوں کا یہ اصوار کہ غیر قوموں کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے بالکل ایک اچھی سمجھ کے برخلاف ہے ایسے خیالات ان میں صرف ہندوؤں کے پاس صدا ہوس رہنے سننے سے پیدا ہو گئے ہیں وہ اسبات کو بھی خوب سمجھتے ہوئے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ نہ کھانے سے انگریزوں کو اسبات کا مستند خیال ہے کہ ایسے مسلمان جن کے خیالات کی مددگی کے سبب سے ہمکو اُنکے ساتھ کھانا خوش معلوم ہو بہت ہی کم ہیں اور وہ ہندوستانی شونا کی اس شکایت کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ انگریز ہمارے ساتھ ایسے نہیں ملتے جس میں ہمکو اُن کے ساتھ کچھ تکلف نہر اور اُنکو ہمارے سبب سے کچھ تکلیف نہر اور اُنکو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے بڑا خلل انداز باہمی میل جول میں زبان کا اختلاف ہے جس کے لحاظ سے اس قسم کے ہندوستانی جو انگریزوں کے جلسوں میں مجاہدی گفتگو کرسکیں نہایت ہی قلیل ہیں اور نیز انیسے انگریز بھی بہت کم ہیں جو ایسے جلسوں میں اچھی طرح اُردو برل سکیں مگر چونکہ بالمشکل اس تلب کے سبب سے اچھڑے کی نسبت مولوی سید احمد خاں صاحب کی کچھ

tercourse between the English and their native brethren is not very far distant, and certainly if all Mahomedans were like Syed Ahmed and Syed Mahmood that desirable consummation would be very close at hand.

At the dinner in question were Mr. Shakespear, A. G. G. and Commissioner; Colonel Walker, v. c., "The Buffs;" Mr. Maynard Brodhurst, c. s.; Colonel King, Commanding 18th N. I.; Mr. Lumsden, c. s.; Major Readon, R. A.; the Rev. Messrs. Nicholls and Sherring; Majors Mosely and Playfair, 18th N. I.; Captain Ballesly, "The Buffs," and about thirty residents of Benares, European and Native. After dinner Mr. Shakespear proposed the health of Syed Mahmood in a few well-chosen words, and requested him to give an account of his experiences in England. After the toast had been drunk with all the honors, Syed Mahmood gave the following, very fluently and feelingly:—

"MR. SHAKESPEAR AND GENTLEMEN,—It affords me the greatest satisfaction to find myself surrounded by a large number of the English community of this city, as well as by some of my own countrymen assembled here to-night to dine at the same table, as a mark of favor to me. It is the more pleasing to me to find myself thus situated so soon after my arrival, for the cordiality with which the toast has been drunk is far more than the fondest hopes I could possibly entertain. But, gentlemen, by whatever feelings of pride, of satisfaction, and of gratitude I may at the present moment be animated, I cannot help regarding this meeting of far greater importance than a matter of mere personal favor. I regard this as a demonstration of a feeling which has commenced, and I hope is daily growing, among the Anglo-Indian community—a feeling to unite England and India socially even more than politically. The English rule in India, in order to be good must promise to be eternal; and it can never do so till the English people are known to us more as friends and fellow subjects, than as rulers and foreign conquerors. The 26th of November 1872 will always be remembered, in the annals of Indian society, as the day on which Englishmen first joined at a public dinner with the Muslims of India. It is in this fact that I am cheered to see the most healthy symptoms of our future prosperity and the best promises of a social amity between the Muslims of India and

میسری نہیں ہی اسلیئے آنکر اپنے ارادوں میں پوری ثابت قدمی حاصل ہی اور اب زمانہ کی کیفیت دیکھنے سے بھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جس زمانہ میں ہندوستانیوں اور انگریزوں کے باہم پورا میل جول ہوگا وہ زمانہ کچھ دور نہیں رہا اور اگر آج تمام مسلمان مولوی سید احمد خاں صاحب اور سید محمد محمود صاحب کی مثل ہو جائیں تو بہت جلد یہ کام انجام کو پہنچ جائے *

اس جلسہ میں مسٹر شیکسپیئر صاحب بہادر کمشٹر اور کرنل واکر صاحب بہادر وی سی اور مسٹر ایم براڈہرسٹ صاحب بہادر سی ایس اور کرنل کنگ صاحب بہادر انسر کمان نوچ پیداکان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور مسٹر لمسٹن صاحب بہادر سی ایس اور میجر ریڈن صاحب بہادر آر اے اور ریورینٹ مسٹر نکلس صاحب اور مسٹر شیرنگ صاحب اور میجر مولی صاحب اور میجر پلیفائر صاحب متعلقہ پلٹن پیداکان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور کپتان بیلکسلی صاحب اور قریب تیس آؤر غوربین اور ہندوستانی رؤسا بنارس کے شریک تھے کہانے کے بعد مسٹر شیکسپیئر صاحب بہادر نے چند مختصر افطاریں میں سید محمد محمود صاحب کی سلامتی کے توسط سے پڑھے جانے کی تحریک کی اور درخواست کی کہ جو کچھ سید محمد محمود نے انگلستان میں عجیب بات دیکھی ہی اُس کی کچھ کیفیت بیان کریں چنانچہ جب سب لوگ اس توسط کو دلی مسرت اور ہر طرح کی تعظیم کے ساتھ پی چکے تو سید محمد محمود صاحب نے کھڑے ہو کر نواب فصاحت اور جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل گفتگو کی *

اے مسٹر شیکسپیئر دیگر صاحبو — مجھکو اسبات کے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ آج آپ کی رات بہت سے صاحبان انگریز اور میز سے بعض ہوطن صرف میز پر خاطر سے ایک ہی میز پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہیں مجھکو اسبات کے دیکھنے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ میں نے اپنے راپس آنے کے بعد بہت ہی جلد یہ جلسہ دیکھا جس گرم جوش کے ساتھ میز پر سلامتی کا توسط پیا گیا ہی وہ میز پر ہی سے بڑی آمیزش سے بھی بہت زیادہ ہی اور اے صاحبو گورنمنٹ میز پر دل میں کیسا ہی نظر اور خوشی اور احسانمندی کا اثر ہو سکر میں اس جلسہ کو قطع نظر اس سے کہ وہ صرف میز پر خاطر سے ترتیب دیا گیا نی نفس ایک بڑا معاملہ سمجھتا ہوں میں اسکو اُس خواہش کی ایک نشانی سمجھتا ہوں جو ہندوستان کے انگریزوں کی ملیشیتوں میں آج کل پیدا ہوئی ہی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ روز بروز ترقی پذیر ہوگی وہ خواہش یہ ہی کہ انگلستان اور ہندوستان کے باہم ملکی امور کی بہ نسبت اخلاقی معاملات میں زیادہ اُتصاد پیدا کیا جائے ہندوستان میں انگریزی حکومت اُسی وقت مدد اور فائدہ مند ہوگی کہ وہ ہمیشہ کے واسطے رہے اور یہ اُسی وقت تک ہوگی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم انگریزوں کو بچاے

their Christian fellow-subjects. To me personally it is a matter of no ordinary pleasure, for I parted from England with feelings of a very mixed nature. It was not entirely with pleasure that I looked forward to returning to my native country and to my old friends. It was with pain that I looked forward to being separated, perhaps for many years to come, from a society in which I had spent four years of the most important portion of my life, with great happiness and advantage. When I left England I could not help feeling with anxiety that I was perhaps destined no longer to enjoy the advantage of the refined society of Englishmen; but the manner and friendly way in which we have spent this evening justifies a hope that, though separated by thousands of miles from the land of Britons, I may not altogether be deprived of the advantages which I had the good fortune to enjoy during my residence in England. Mr. Shakespear has asked me to give you some idea of what struck me most in your country. It is no compliment when I say that it was neither the great mechanical power of England, nor her extensive labour, nor even her wealth, that produced in me feelings of the greatest admiration. It was the refinement of the English society and its institutions that I took the greatest interest in, and admired most. The society in England, which at first appeared to me to be a net-work of the most complicated nature, is perfectly clear to me now, and it is only just to say that I cannot conceive a nobler human being than an English gentleman of good birth and good education. It is in this persuasion of mind that I recognize no rank in society higher than that of a gentleman. I am no republican in politics, but in social matters I certainly feel that there can be no rank higher than that of a gentleman, if the word is good enough to express my meaning. As a social republican, I attach no great importance to birth or any other matter of chance; but at the same time I cannot help saying that the disadvantage of having no family traditions is a disadvantage which education alone can very seldom overcome. I have dwelt thus much upon the social peculiarities of England, for I believe that to be by far the greatest secret of her prosperity and greatness.

"Gentlemen, I have already detained you long, and it is not my intention to give a lecture upon England in responding to your good wishes; I have only

قتح مند اور حاکم ہونے کے اپنا دلی دوست اور ہم عصر رمایا نہ تصور کریں گے ہندوستان کی تاریخ میں ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء اس بات کے لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیگی کہ اُس دن انگریز اول ہی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ایک پبلک قلم میں شریک ہوئے اسی بات سے مجھ کو اپنی قوم کی آئندہ بہبودی اور ہندوستان کے مسلمانوں اور اُن کی عیسائی ہم عصر رمایا کے درمیان باہمی میل جول کی نہایت قوی اُمید ہوتی ہے اور اُس کے عمدہ آثار نظر آتے ہیں میرے حق میں بھی خاص یہ معاملہ کچھ کم غرضی کا باعث نہیں ہے کیونکہ جس وقت میں انگلستان سے چلا تھا اُس وقت میرے دل میں طرح طرح کے خیالات تھے چنانچہ جس وقت میں انگلستان سے مفارقت کی تھی اس وقت مجھ کو اپنے وطن میں پھونپنے اور اپنے دوستوں سے ملنے کی اس قدر غرضی نہ تھی جقدر کہ مجھ کو اس بات کا رنج تھا کہ اب میں ایک ایسی عمدہ صحبت سے جدا ہوتا ہوں جس میں میں نے اپنی زندگی کے نہایت بڑے نظیر حصہ کو چار برس تک بڑی غرضی اور طرح طرح کے فائدوں کے ساتھ بسر کیا جب مجھ کو انگلستان سے جدائی ہوئی تھی تو مجھ کو اس بات کی بڑی فکر تھی کہ دیکھیں اب مجھ کو اہل یورپ کی مفید صحبت سے پھر بھی محاصل ہوں یا نہ ہوں مگر جس دوستانہ اور مخلصانہ طور پر اس جاسے میں مجھ کو اعلیٰان یورپ کی ملاقات نصیب ہوئی مجھ کو اُسکے سب سے قوی اُمید ہوتی ہے کہ میں انگریزوں کے ملک سے اب ہزار ہا میل کے فاصلہ پر ہوں مگر تاہم میں اُن فرائد سے محروم نہ ہوں گا جو میں نے اپنی خوش قسمتی سے انگلستان میں حاصل کیئے مسٹر شیگپور سے مجھ سے یہ درخواست فرمائی ہے کہ جو بات میں نے انگلستان میں سب سے زیادہ پسندیدہ دیکھی ہو اُس کی میں کچھ کیفیت بیان کروں پس میری دانست میں گو ملک انگلستان بامتیاز اپنی بڑی صنعت اور دولت اور علم جو ثقیل کے لحاظ سے بھی بڑے نظیر ملک ہے مگر مجھ کو انگلستان کی ان باتوں نے اس قدر حیرت اور تعجب میں نہیں ڈالا جقدر کہ اُس کے باشندوں کی حسن معاشرت اور طریق تمدن نے متعجب کیا ہے سب سے زیادہ میوا خیال اس طرف جاتا تھا اور میوا دل بھی اسی بات کو بہت پسند کرتا تھا اور گو اقتدار میں مجھ کو اُس کی حالت معاشرت ایک پیچیدہ چیز معلوم ہوتی تھی مگر اب میرے ذہن میں اُس کی اصلی کیفیت آگئی اور اب مجھ کو یہی کلمہ انصاف کا معلوم ہوتا ہے کہ شریف اور تعلیم یافتہ انگریزی جنٹلمین سے بہتر دنیا میں کوئی آدمی نہیں ہو سکتا اور میں اپنے اسی خیال کی وجہ سے لوگوں میں کسی شخص کا رتبہ جنٹلمین کے رتبہ سے زیادہ نہیں سمجھتا ملکی معاملات میں تو میں ریپبلکن نہیں ہوں لیکن معاملات معاشرت میں میری یہ تعینیت رہے گی دنیا میں کسی شخص کا رتبہ جنٹلمین

تہذیب الاخلاق
یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۳ قمری

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

attempted to say what I honestly feel, and of the truth of which I am sincerely convinced. But to express to you in a way at all adequate the intensity of my sensations upon the present occasion is beyond my power, and perhaps a needless task. I can only say that no language of mine can possibly do justice to my feelings, and that I regard this meeting as the beginning of a great revolution in the society of India, and a matter of equal satisfaction both to the English community and the native gentry of this country. And, gentlemen, because we are all assembled here at the same table, and because it is an occasion of more than mere personal interest, you will allow me to express in a public manner what I privately feel—the gratitude which I owe to my father for the liberal manner in which he has conducted my education. He has done for me far more than the most unreasonable wishes of a son could justify him to expect from his father, and I mention this as an especial point of satisfaction because I have sincere hopes that my father's example may be followed by other gentlemen of this country. It is not because I consider myself, or any attainments of mine, worthy of imitation; but because I firmly believe that so long as my countrymen do not see that education is the most important benefit that a father can confer on his son, there can be no hope for the regeneration of India. And, gentlemen, while talking of education and especially of the advantages that I have derived by my residence in England, it is hardly possible for me not to mention a name, which will ever be remembered by me with feelings of the greatest respect and gratitude. It is the name of our present Lieutenant-Governor, Sir William Muir, to whom, I may say, I owe all that I have gained by my education in England; for without the favor which I had the good fortune to receive at his hands, I think my intended voyage to England would have been very doubtful, and perhaps never accomplished. At an age when most young men are at school he nominated me to an appointment for which I have no doubt he could have got others of greater ability and greater promise. I have ever since tried my best to make myself worthy of the estimate which he made of me; and I only wish that he had a few years more to re-

بے زیادہ نہیں ہو سکتا اور میرے نزدیک معاملات معاشرت میں کسی قبل یا اتفاقی امر کا بھی چنداں اعتبار نہیں ہے البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسی خاندانی شہرت اور نام کے نورنے کی قیاحت ایسی چیز نہیں ہے کہ کوئی شخص اُسکو صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے رفع کر سکے اور چونکہ میرے نزدیک انگلستان کی اس عظمت اور شہرت کا بڑا سبب اُس کی حسن معاشرت ہی ہے اس سبب سے میں نے اسی بات کو سب سے بہتر اور ذکر کرنے کے لائق خیال کیا ہے *

۱۲۔ صاحبزادے میں نے آپ کی بہت کچھ سماع خراشی کی اور میرا یہ ارادہ ہو کر نہیں ہے کہ میں آپ کی عمدہ خواہشوں کی تعمیل میں انگلستان پر کوئی لکچر دور بلکہ اپنے صرف وہی بات بیان کی ہے جس کا مجھکو سچے دل سے خیال ہے اور جسکے راسخ ہونے پر مجھکو اعتماد کالی ہے جو کیفیت اُس وقت میرے دل کی ہے اُس کو پورا پورا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے اور شاید وہ فقرہ کام بھی ہے اس لیے میں اسی بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ میری کسی تقریر سے میرے خیالات پورے پورے ادا نہیں ہو سکتے اور میں اس جلسہ کو ہندوستان کی حالت معاشرت کے انقلاب کا آغاز اور انگریزی قوم اور اس ملک کے ہندوستانی شرفاء درجنوں کی بوابز و شا مندی کا باعث سمجھتا ہوں اے صاحبزادے چونکہ اس وقت ہم سب ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس جلسہ سے کچھ ہماری ذاتی ہی غرض متعلق نہیں ہے بلکہ اس سے بہت سے عمدہ نتیجوں کی امید ہے اس وجہ سے جو خیال اس وقت میرے دل میں ہے اُس کو میں عام طور پر ظہور کرتا ہوں یعنی جس فیاضی اور عالی ہمتی کے ساتھ میرے والد ماجد نے میری تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اُس کا شکریہ ادا کرنا جو کیف میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ جو توقع ایک بیٹا اپنے باپ سے کر سکتا ہے اُس سے بہت ہی کچھ زیادہ اُنہوں نے میرے واسطے کیا ہے اور میں اس بات کو اس وجہ سے زیادہ رضامندی کا باعث بیان کرتا ہوں کہ مجھکو دلی امید ہے کہ اس ملک کے اور رئیس بھی اس باب میں میرے والد کی پیروی کرینگے ہیں اپنے تئیں یا اپنی لیاقتوں کو اس پیروی کے قابل نہیں سمجھتا بلکہ مجھکو یقین، واقع ہے کہ جب تک میرے ہمدردوں کو اس بات کا خیال نہ ہوگا کہ جو فائدے باپ اپنے بیٹے کو پہنچا سکتا ہے اُن سب میں تعلیم کا نہایت بڑا فائدہ ہے اُس وقت تک ہندوستان کی تہذیب یعنی ترقی نہیں ہو سکتی اے صاحبزادے تعلیم و تربیت کے ذکر کے ساتھ اور غوراً اُن فائدوں کے ذکر کے ساتھ جو میں نے انگلستان میں رہنے سے حاصل کیئے ہیں ممکن نہیں ہے کہ میں ایسے نام کو بیان نہ کروں جس کو میں ہمیشہ نہایت تعظیم و تکریم اور

main amongst us in this country, when he could see whether his hopes, which he was good enough to entertain for me, were at all destined to be realized.

“And now, gentlemen, before I sit down, I must again remind you that our assembling here to-night in a friendly way foretells great things for India. The British rule in India is perhaps the most wonderful phenomenon the history of the world has ever seen; and I sincerely hope that the results which are destined to follow from it will be still more wonderful. I have heard it said that the English rule in India is for the sake of England. I have also been told that England rules India for the good of India. I for one am an advocate of neither of these opinions. I regard the British rule in India as a benefit both to India and to England, and the more we advance, the more clearly we shall see the advantages which both countries desire from this union. The prosperity of India is the prosperity of one of the most important and most intrinsic portions of the British empire, and it is my sincere conviction that any policy must be unsound which does not consider the interests of the two countries identical. I do not consider that the mission of England in this country is to educate it in order to leave it. On the contrary I hope a day may come when the people of India will regard England not as a greedy accumulator of wealth, nor as a foreign tyrant, but as a mother from whom they derive nourishment and support, both material and intellectual. That will be a day of the greatest prosperity to India, and of the greatest glory to England. The British rule in India will then be upon a basis of eternal strength—fearless of any foreign aggression or inimical policy. The more we advance in our political course, the stronger will become the ties of friendship between us, and the British rule will then be regarded, neither as a rule of conquest and of arms, nor as a calamity to India, but as a great blessing from Heaven.”

ہکر گذاری کے ساتھ یاد کروں گا وہ نام سر ولیم میور ہمارے مختلف گورنر حال کا نام ہی جو کچھ بیٹے انگلستان میں اپنی تعلیم و تربیت کے باعث سے حاصل کیا ہی وہ سب حضور ممدوح کی ہی بدولت ہی ہوکر کے جو عنایت و کرم جناب ممدوح نے میرے حال پر کیا تھا اُس کے بغیر میورا انگلستان کا سفر ایک امر مشتبہ ہوتا اور شاید کبھی پورا نہوتا جس زمانہ میں انٹر نوجوان آدمی مدرسہ ہی میں تعلیم پاتے ہیں اُس زمانہ میں جناب ممدوح نے مجھ کو ایک ایسے کام کے واسطے منتخب فرمایا جس کے لیئے حضور ممدوح کو سب سے زیادہ لائق آدمی مل سکتے تھے چنانچہ اسی زمانہ سے بیٹے ہمیشہ اس باب میں کوشش کی کہ جو اندازہ جناب ممدوح نے میوری لیاقتوں کا کیا تھا اپنے تئیں اُس کے لائق بنائیں اور اب صرف میری یہ تمنا ہی کہ جناب ممدوح چند سال اس ملک میں اور درجن افزہ رہیں تاکہ اُس کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ جو اُمیدیں انہوں نے از راہ مہربانی میوری نسبت فرمائی تھیں آیا وہ پوری ہوگئی یا نہیں *

میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے مکرر یہ بات آپ صاحبزوں کے روبرو بیان کروں کہ اس وقت ہمارا یہ دوستانہ جلسہ اور باہمی ارتباط و محبت کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا ہندوستان کے حق میں بڑے بڑے ناقدوں کی غیر دیتا ہی اور گویا ہندوستان کی آئندہ بہبود کی عمدہ پیشین گوئی ہی اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو ہندوستان میں انگریزی حکومت ایک ایسی عجیب و غریب شے ہی کہ دنیا کی تواریخ میں اُس سے زیادہ کڑی عجیب نہیں دیکھی گئی اور مجھ کو دلی اُمید ہی کہ جو نتیجے اس لیے ہا حکومت سے ہندوستان میں پیدا ہونے والے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب اور اطف ہونگے بعض ارگوں کا یہ قول ہی کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہونے کے سبب سے صرف انگلستان کا ہی نائدہ ہی اور بعض کی یہ رائے ہی کہ انگلستان جو ہندوستان پر حکومت کرتی ہی اُس سے صرف ہندوستان کا ہی نائدہ ہی مگر میرے نزدیک یہ دونوں رائیں صحیح نہیں ہیں اور اصل یہ ہی کہ ہندوستان پر انگلستان کی حکومت سے انگلستان اور ہندوستان دونوں کا نائدہ ہی اور جس قدر ہم کو ترقی کا خیال زیادہ ہوگا اسی قدر ہم کو یہ نائدہ زیادہ معلوم ہوتے جارہے گی جو دونوں کو اس ربط و اتصاف سے متصور ہیں ظاہر ہندوستان کی ترقی ہندوستان کے ساتھ مضمر معلوم ہوتی ہی مگر حقیقت میں ہندوستان کی ترقی سلطنت برطانیہ کے ایک بڑے حصہ کی ترقی ہی اسیوجہ سے میرا یہ اعتقاد ہی کہ جس کام میں انگلستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کے مقاصد کی مطابقت کا لحاظ ہوگا وہ کام ہمیشہ ناکام رہیگا میوری دانش میں ملک انگلستان ہندوستان کو اس غرض سے تعلیم و تربیت نہیں دیتا کہ ایک زمانہ میں اُس کو اصلاح دیکر اُس سے عہدہ ہرجاویہ بلکہ مجھ کو یہ اُمید ہی کہ ایک دن نہ ایک دن ہندوستان کے دل پر یہ بات ملے گی ہرجاویہ کہ انگلستان دولت کا لالچی اور انجلی ظالم نہیں ہی وہ ہمارا ایسا سچا مہرب ہی جسکی بدولت ہم مقل اور مال و دولت سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں اور جب ہندوستان میں ایسے خیالات پیدا ہوجاویں گے تو وہ ہندوستان کے لیئے بھی ترقی کا زمانہ اور

Captain Graham then proposed the health of the host, which was most warmly responded to. Syed Ahmed spoke in Oordoo to the following effect:—

He expressed his thanks to the assembly, and his great pleasure at finding himself in the company of so many Englishmen and Musulmans—all dining at the same table at his house. He said that he always held it as a truth that mankind were created to do good to one another and to enjoy each other's society in this world. To one who believed in this universal brotherhood of man how much satisfaction such a meeting would afford, where those so intimately connected in their political relations should join with feelings of mutual friendship and cordiality. He expressed it to be his opinion that the religion in which he believed taught no other feelings towards Christians than those of real friendship. If there is any nation in this world with whom the Musulmans ought to have friendly intercourse it is the Christians, who are styled in the Musulman Scriptures as the people of "the book." He also said that he had done his best to improve a feeling of friendship between the English rulers and the Musulmans of India, and that he did not entertain it as a mere opinion, but had sent his son, then present, to England for accomplishing his education. In doing this he hoped to establish an example for the Musulmans of India in order to impress upon them the importance both of a friendly intercourse between the English rulers and their Musulman fellow-subjects, and the importance of educating their children. He considered that being born or educated in a civilized country was a fortunate thing for a man, and in order to show the truth of it by practice itself he had done, as he believed, an act of the greatest friendship to his son by sending him to England for education. He then dwelt upon the object of his own visit to Europe, that it was not for any business that he went to England, but simply to study her

انگلستان نے لیٹے ایک نفع کا زمانہ ہوگا اور پھر اُس زمانہ میں
انگلستان کی حکومت بھی ایسی مستحکم بنیاد پر قائم ہو جائیگی کہ
غیر ملکوں کے حملوں یا اتفاقاتِ تدبیرِ مملکت سے کبھی اُس کا
جنسِ نبوکری جھٹکے گا۔ اُن کی حالت کو شکستہ کوئی نہ اُسیقدر
ہلے گا اور انگلستان کے باہم اتحاد کا ازبیدار اور اُس وقت لڑک
انگریزی حکومت کو ایک عداوتِ نصیب نہ لگے گی *

پہد اس کے کپتان گروہم صاحب بہادر نے مروہی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی سلامتی کے ٹوسٹ کی تھرپک کی جس کو سب لوگوں نے نہایت خوشی سے منظر پر کیا اور سلامتی کا پتلا پیدا *
پہد اس کے سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ارہباب جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جو انگریز اور مسلمان اُس جلسہ میں موجود تھے ان سب کو ایک میز پر کھانا کھاتے دیکھ کر اپنی نہایت عرصی شاعر کی اور کہا کہ اس دنیا میں انسان صرف اسی واسطے پیدا ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاویں اور ایسی مصیبت اور جلدوں سے حظ اڑھاویں پس جو لوگ اس عام پرواہرانہ تعلق کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً ایسے جلدوں سے بہت خوش ہونگے جنہیں ایسے لوگ درستانہ طرز پر فریک ہوں جنکے ساتھ ہمہرملکی تعلقات کے لحاظ سے ایک بڑا ارتقاء ہی اور سید احمد خاں صاحب نے یہہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے مذہب میں صاف اس بات کی ہدایت موجود ہی کہ مسلمان انگریزوں کے ساتھ سچی دوستی پیدا کریں اگر دنیا میں کوئی قوم ایسی ہی جس کے ساتھ مسلمان درستانہ راہ و رسم رکھ سکتے ہیں تو وہ قوم صرف عیسائی ہی ہیں جنکو خداے تعالیٰ نے قرآن پاک میں اہل کتاب کہا ہی مروہی سید احمد خاں صاحب نے یہہ بھی فرمایا کہ سینے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان ربط و ارتقاء پیدا کرنے اور انکے باہم مصیبت کو ترقی دینے میں نہایت کوشش کی ہی اور مہری یہہ کوشش صرف زبانی ہی نہیں ہی بلکہ میں نے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے اپنے پیٹے سید محمد محمود کو انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا تھا میں نے اس کام کو اس امید سے کیا ہی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیئے یہہ ایک نمونہ قائم ہو اور ان کے دلوں میں یہہ بات پیٹھہ جارے کہ انگریزی حکام اور ان کی مسلمان رعایا کے باہم درستانہ ربط و ضبط پیدا ہونا اور مسلمانوں کو اپنی اولاد کا اس طریقہ سے تعلیم دینا بڑی ضروری بات ہی جو لوگ کسی ہایستہ ملک میں پیدا ہوں یا ایسے ملک میں تعلیم پاریں مہری راے میں وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں چنانچہ میں نے اپنے اسی عقیدہ کو عمل کی رو سے ثابت کرنے کے لیئے اپنے لڑکے کو انگلستان میں بھیجا اور درحقیقت میں نے اس کے حق میں یہہ ایک بڑی دوستی کا کام کیا ہی اُس کے ہمہ مروہی صاحب نے اُس مقاصد کو بیان فرمایا جو انگلستان کے جانے سے اُنکو مد نظر تھے چنانچہ فرمایا کہ میں انگلستان کو صرف وہاں کے باشندوں کے مارور طریق دیکھنے اور اُنکے طریق معاشرت

people and their institutions." He then said that his son ought not to consider only one visit sufficient, but in future to take, if circumstances allow, other opportunities of visiting Europe, and that he himself had a wish and a hope to see England again, and spend a few months of happiness in Scotland in the neighbourhood of his old friend, Captain Graham.—Pioneer.

ضرور نہیں ہی مگر جو کہ یہ بات کہی جاتی ہی کہ میں نے ایک حکم خاص منصوص قرآنی کے برخلاف کیا اور کہا اس لیئے صرف اسی قدر لکھنا اور اسی بات کی تحقیقات کرنا کہ پورے منصفانہ کی حرصت بموجب آیت مستدلہ کے منصوص قرآنی ہی یا نہیں کانی اور دانی ہوگا *

میری تحقیق یہ ہے کہ پورے منصفانہ کی حرصت باستدلال آیت مستدلہ منصوص قرآنی نہیں ہی — وہ آیت جس میں منصفانہ کا ذکر ہی یہ ہے

ہی حرصت علیکم العفة والدم والهم الغفران و ما اهل لغير الله به والمنصفانہ والقرؤة والمتودیة والطبیعة وما اهل السبع الاسمانیتیم و ما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق — اب غور کرو کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں — المنصفانہ — المتودیة — القرؤة — والطبیعة ان چاروں میں حرف تاء فوقانی موجود ہی اور ہمکو بموجب معادرا زبان عرب کے اصیات کا قرار دینا باقی ہی کہ یہ تے کس قسم کی ہی اور جو کہ کسی دوسری آیت قرآن مجید سے قسم تے کا تمہیں جو نامہ منصفانہ میں ہی نہیں پایا اس لیئے ہمکو اپنے اجتہاد سے اسکا تعین کرنا پڑتا ہی پس اب ہم اُس تے کو کسی قسم کا قرار دیں اور کسی جائز کی حرصت کا مسئلہ اُس سے نکالیں اُسکی حرصت منصوص نہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ تے اُس قسم کی نہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جائزوں کی حرصت پر جاری نہر *

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تاء تائید ہی جیساکہ اثر مقصور نے بھی قرار دیا ہی پس اس حالت میں بموجب معادرا زبان عرب کے ضرور ہی کہ یہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی مصروف معذب مرنٹ کے *

اب ہمکو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ مصروف مرنٹ معذب کون ہی جسکو ہم قرار دیں بہر حال جس کو قرار دیں اُس کی حرصت البتہ اس آیت سے نکلے گی مگر اُس کی حرصت اجتہادی ہرگز نہ منصوبی کیونکہ ہفتے دو باتوں پر مبنی قسم تے کو اور مصروف معذب کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صونہ اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہی — امام فخر الاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں مصروف مرنٹ معذب

کی حالت جانچنے کے واسطے گیا تھا اور میرے نزدیک سید محمد محمود کا ایک ہی ذمہ انگلستان میں جانا کافی نہیں ہی بلکہ اُس پر لازم ہی کہ جب اُسکو مروج ملے تو پھر وہ یورپ کو جارے اور مجھکو بھی یہہہ آرزو ہی کہ پھر میں ایک مرتبہ انگلستان کو دیکھوں اور مقام اسکاٹ لینڈ میں اپنے پرانے دوست مسٹر گریہیم صاحب ہمارے کے پورس میں چند مہینے بسر کروں * پائیرنیر

نمبر ۱۲۱

خط

از طرف سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب دہلی کلکتہ بھارہ مرزاہور
نسبت طہور منصفانہ اہل کتاب

میرے عزیز مہدی — میں نے اپنا وعدہ پورا کرنے میں یعنی میسائیر کی گردن مرزوی ہرٹی مرغی کی نسبت آپ کو خط لکھنے میں بہت تردد کیا آپ مجھے معاف کریں اب میں اس معاملہ میں آپ کو خط لکھتا ہوں اور اپنا وعدہ تیسرا خط لکھنے کا پورا کرتا ہوں *

میں نے آپ کی تھریزٹ کو اور آپ کے مصداقہ منصفانہ کو جو رسالہ احکام طہار اہل کتاب اور امداد الاحساب پر اپنے ارقام نوامیا اور نیز ایک نامی رسالہ مزید الامام کو جتے میرے قدیم شفیق مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوبی اور مفاہت سے تھریز نوامیا ہی بغیر دیکھا — ان تمام تھریزوں میں جو باتیں اوپر اوپر کی اور ادھر ادھر کی ہلم قول تھریز ہرٹی ہیں اُن کی نسبت لکھنا آپ بھی غیر ضروری سمجھتے ہونگے اور جو اصل بات اس مسئلہ میں ہی اُسی کو لکھنا بہتر خیال فرماتے ہونگے اس لیئے میں اس خط کو مثلاً مباحثہ کرنے والے اور رد و قدح کرنے والے کے نہیں لکھتا بلکہ صرف اصل مطلب ہی کی تھریز پر قناعت کرتا ہوں *

اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہی جو کسی طرح ہمارے مقاصد اور ترقی حسن و معاشرت کا حاج ہے — اگر کوئی شخص میسائیر کے ساتھ کھانا کھانے میں میسائیر کی گردن مرزوی مرغی تہ کھارے اور اُس کو حرام سمجھے چشمہ مار روشن دوسری رکابی کا کھانا نوش نورماے ہم بھی اُس کو معتاد کھیندے اور اُس کے نعل کو اولی سمجھیندے — انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں یہ ضرور نہیں ہی کہ جو چیز سامنے آوے خراہ نشوے اُس کو کھا ہی لے — پس ایسی حالت میں اس مسئلہ میں زیادہ بحث کرنی کچھ بھی

دیکھو تو خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف مؤلف معصوف
بہیمہ ہے نہ امام رازی صاحب کی بکری اور نہ ہمارے تمہاری کوکڑی —
اب کون شخص ہے جو اپنی ہاں سچائی سے اس بات پر کہ اس
آیت میں ہرند داخل ہیں دلی یقین کرتا ہوگا مگر تقلیداً خواہ تمہیں
اُس کو مہمہ سے نہ نکالے *

دوسرے یہ کہ متعجبانہ صفات چہارگانہ کے جو اس آیت میں
مذکور ہوئیں اخیر دو صفتوں — توہی — یعنی اربڑ سے کرکر مرجائے
اور — ناع — یعنی لڑتے میں سینک کی جوت سے مرجائے کی صفت
سوائے بہیمہ یعنی ہرند کے ہرند میں متعجب ہی نہیں ہو سکتی باقی
رہا — و قد — یعنی لڑتی سے یا لگتے سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا
اگرچہ یہ فعل ہرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ
کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے بیابان
کے رہنے والوں کی ماہات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف
چوہائے چانوروں کا اس طرح ہر شکار ہوتا تھا کہ اُنکو گھیر کر لٹھوں
سے مار ڈالتے تھے نہ ہرند کا پس یہ صفت بھی درحقیقت متعجب
بہائم سے ہے نہ ہرند سے — اب بعض طالب رہا — خلیق — یعنی
گلا گھونٹ کر مار ڈالنا — اگرچہ یہ فعل ہرند کی نسبت بھی شاید
ممکن ہے مگر عرب میں چوہاؤں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا مردج تھا
جسکی حوص میں یہ آیت نازل ہوئی پس نہایت انسرس ہے کہ
انسان اپنے خیالات کے پھاندے میں پڑے اور احکام الہی کے مشاہد اور
مرد کر نہ سمجھے *

امام نظوالدین رازی صاحب ’ تفسیر کبیر ’ میں لکھتے ہیں کہ
واعام ان المنطقۃ علی وجہ ملہا ان اهل البہایۃ کانوا یضنقون الشاة فاذا
ماتہ اکثرھا و منها ما یضنق یصل الصائد و منها ما یدخل راسھا فی
مردین فی حفرۃ تتعقبون فتموت الخ پس اس بیاب سے بطربی ہاھر
ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت
ہیں نہ ہرند کی اسلیئے اس آیت سے علیرز منطقہ کی حوص منصوص
نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو *

اس تقریر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس
استثناء کی تفصیل ہے جسکا ذکر الا مائتہ علیکم میں ہے تو یہ
آیت میں اولہا الی اخرھا بہیمۃ الانعام ہی سے متعلق ہوگی پھر کلمہ
میتۃ — ردم — وما اهل البہایۃ — وما اکل السبع — وما ذبح
حالی النصب — سے کیوں حوص ہرند و ہرند کی لیجاتی ہے چاہئے کہ
وہ بھی منصوص ہے بہیمۃ الانعام میں *

مگر یہ سوال صحیح نہیں ہے اسلیئے کہ اُن تمام کلموں کا
مفہوم عام ہے مگر معص خاص ہو اسلیئے پسپ اپنے مفہوم عام ہونیکے

(شاة) ہے نہ وہی اکثر کھائے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں
چرند و ہرند کی حوص کا اُس پر قیاس کیا جاتا ہے — قبول کر کہ
یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں اُس مرغی کی حوص دو
۲ اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العاص سے قرار پارگی نہ نص
قلمی سے *

مگر امام صاحب نے لاحق شاة کو موصوف مؤلف معصوف مانا
ہے ہم اُن کو اُس سے بھی عمدہ موصوف مؤلف معصوف مانتے ہیں
بہس میں تمام منطقہ جانوروں کی حوص آجاتی ہے اور بکری کی
حوص پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہیں رہتی اور وہ
موصوف مؤلف معصوف — نفس — ہے پس تقدیر کلام یہ ہوگی کہ
حوص علیکم النفس المنطقۃ الخ اور اس میں تمام منطقہ جانوروں
کی حوص یہاں تک کہ مچھلی اور ٹٹی کی بھی داخل ہو جاوے گی
اب قبول کر کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو یہی مرغی کی حوص دو
اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پارگی نہ نص قلمی سے *

اب ہم اس تے کو تاد تانیف نہیں قرار دیتے بلکہ تاد ثقل و
تھویل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاری نے قرار دیا ہے
اور جو کہ یہ تے صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس لیئے کسی موصوف
مؤلف معصوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جس پر اطلاق
منطقۃ اور متردبہ وغیرہ کا ہوگا اُس کی حوص اس آیت سے ثابت
ہوگی مگر اُس کی حوص کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حوف تا کو
تاد ثقل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قلمی سے — تقدیر *

اب میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ان چاروں کلموں میں تاد تانیف
ہے اور موصوف مؤلف معصوف بہیمہ ہے بمعنی مرغی یا چوہا یا
چرند کے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ حوص علیکم البہیمۃ المنطقۃ
و البہیمۃ المتردبۃ و البہیمۃ المتردبۃ البہیمۃ الذلیعۃ پس ہرند اس
حکم میں داخل نہیں ہیں *

خود قرآن مجید سے بوجوہات مضاعف ذیل ثابت ہے کہ یہاں
موصوف معصوف بہیمہ ہے ’ اول یہ کہ خود قرآن مجید میں اسی
’ آیت کے قبل شروع سورۃ میں خدا نے فرمایا ” احلص علیکم بہیمۃ
الانعام الا ما یتلک علیکم ” یعنی حلال ہوئے تمہارے لیئے چوہائے
مرغی مگر وہ جو اُنکے بتاؤنیکے پس اسکے بعد جو حرام جانور یا شاة
صفت مؤلف بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اُسی استثناء کی تفصیل
ہیں جنکی نسبت فرمایا تھا الا ما یتلک علیکم نہ اور کسی کی اور
موصوف مؤلف معصوف بھی وہی بہیمہ ہے جسکی نسبت اربڑ فرمایا
تھا کہ احلص علیکم بہیمۃ الانعام پس اگر انصاف سے بغیر تمصب اور
بغیر اُن خیالات کے جو تقلیداً بغیر تحقیق کے دل میں بیٹھ گئے ہیں

چند در پردہ دونوں کو شامل ہیں برخلاف — منطقتہ — ومرتوۃ و متروکۃ — و نعلیقۃ کے کہ بسبب صفت ہونے ایک موصوفہ معذرت کے نہ آتا مفہوم عام ہی اور نہ محل عام ہی اسلئے وہ سوائے جنس مستثنیٰ منہ کے اور کسی سے متعلق نہیں ہو سکتی اور ایسے طایر منطقتہ اہل کتاب کو ایہ کریمہ و عامہ الذین ارتوا الکتاب ہلکم نے ہمارے لیئے حلال کر دیا ہے *

اگرچہ میں نے چاہا تھا کہ جو کچھ اسباب میں میزری تصویر کی نسبت لوگوں نے لکھا ہی اور جو غلط فہمیاں میزری تصویر کی نسبت کی ہیں یا جو مسامحہ کسی تصویر میں خود مجھ سے ہوا ہی اور جو غلط استدلال ترمذ مقدس سے اس معاملہ میں لوگوں نے کیا ہی اُس سب کو بالتفصیل لکھتا ہوں مگر جیسا کہ میں نے ابھی التماس کیا صرف اسی بات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ایہ مذکورہ حرمہ طایر منطقتہ کو شامل نہیں ہے پس اُسکو منصوص نہنا صحیح نہیں

البتہ قیاسی غیر منصوص اہلک ہوتا ممکن ہی نہیں یہاں رسالہ و من یہاں لایسائے عیسائی مذہب کے ہر جہاں جیسا کہ اُس کے رہنما اور قیاس قبل نزول قرآن مجید سے سمجھتے آتے تھے ہر منطقتہ حرام نہیں ہیں اور اُس کے دلائل عیسائی مذہب کی کتب دینیہ میں مندرج ہیں پس جب کہ عیسائی وہ فعل مطابق اپنے مذہب کے کرتے ہیں تو باستدلال عامہ الذین ارتوا الکتاب حل لکم ہمارے لیئے حلال ہی میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیئے میرا ایہ اجتہاد کافی ہی دوسرا شخص خرد اُس کو صحیح سمجھے خرد نہ سمجھے — مگر آپ سے اتنی بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل کو خوب تگلو کہ میں یہ تمہارا اختلاف میرے ساتھ اسی تقلید کا اثر تو نہیں ہی جس سے انسان قبل تصدیق ہوا ایک بات کا فیصلہ کر دیتا ہے اب میں اس نیاز نامہ کو ختم کرتا ہوں اور اگر کبھی دل میں آیا تو ابو داؤد کی حدیث کی نسبت بھی آپکو خط لکھوں گا — والسلام *

راقم
سید احمد

۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۱۲۲

ہندوؤں میں ترقی تہذیب

یہ ایک نہایت عمدہ قریب ایک بڑے نلازہ کا ہی کہ زمانہ سب سے بڑا رفاہ یعنی مصالح امورات ہی *

ہندوؤں کا حال دیکھ کر ہم کو اس قریب کی تصدیق ہوتی ہی — انہی دنوں میں ہرنیسن مہاراجہ صاحب ویجے نگرام کے بیٹے

اس بات کے سننے سے البتہ ہم کو اندسوس ہی کہ میز پر بچاے نفیس قفیس بوتلوں کے پتوں کی رکابیاں تھیں جس کو ہندی میں پتل کہتے ہیں اور صرف یہی ایک چیز تھی جو اُس زمانہ کو یاد دلاتی تھی جب کہ دنیا کی قوموں پر پتوں پٹانے کا فن نہیں آتا تھا مگر ہم کو اُمید کرتی چاہیئے کہ ہمارے ہندو بھائی اپنے دھرم کو قائم رکھ کر بہت جلد تہذیب و شایستگی میں ترقی کریں گے *

در حقیقت ہمارے لیئے اور خصوص میرے لیئے یہ بات نہایت خوشی کی ہی اسلئے کہ میں ہمیشہ یہ خیال رکھتا تھا کہ ہمارے ہندو بھائیوں میں سولائزیشن کی ترقی سے قیام اُس کے مذہب کے نہیں ہو سکتی مگر اس حال کے سننے سے جو چاہو میں ہر سمجھ بھنوں ہو گیا کہ میرا یہ خیال غلط تھا اور میں اپنے اس خیال کے غلط نکلنے سے بے انتہا خوش ہوا ہوں اور خود اپنے کو آپ مبارکبادی دیتا ہوں *

میزری یہ سمجھ ہی کہ ہندوستان میں دو قومیں ہندو اور مسلمان ہیں اگر ایک قوم نے ترقی کی اور دوسری نے نہ کی تو ہندوستان کا حال کچھ اچھا نہیں ہونے کا بلکہ اُس کی مثال ایک کانڑے آدمی کی سی ہوگی لیکن اگر دونوں قومیں برابر ترقی کرتی جاویں تو ہندوستان کے نام کو بھی مزہ ہوگی اور بچاے اس کے کہ وہ ایک کانڑی اور بدھی بال بھوری دانٹ تو ٹی بیڑا کھڑے ایک نہایت خوبصورت پیاری دانتیں ہیں جاریگی *

ار خدا تو ایسا ہی کر آمین *

راقم

سید احمد

بمقام علیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۴۰]

یکم ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پروجے کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پروجے کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پروجے میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترقی میں کے مایہ فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام ہذا رس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پروجے کے آنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پروجے علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پروجے میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے دیتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پروجے کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوجام اُس ترقی کے مانع ہیں مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ

تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پروجے کے بطور چندہ خواتین بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پروجے کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پروجے کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پروجے ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضی مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پروجے سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پروجے خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پروجے چار اٹھ مہینے اخراجات روانگی پروجے دینا ہوگا * ممبروں کے یہ قیمت یہ پروجے ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی یہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۲۳

مخالفت

دشمنی اور عداوت محمد اور نبی اور ناراضی کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو خود اسی شخص میں کئی عادتیں اور ردائیں اخلاقی پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ اس کے کہ وہ اپنے مخالف کو کچھ نقصان پہنچا دے خود اپنا آپ نقصان کرتا ہے اس انسانی جذبہ کو ہم مخالفت کہتے ہیں *

دشمنی اور عداوت کا منشا اکثر اتلاف حقوق کے سبب سے ہوتا ہے زن یا زر زمین یا خون اس جذبہ کے جوش میں آنے کے باعث ہوتے ہیں *

محمد کا منشاء صرف وہ اوصاف حمیدہ ہوتے ہیں جو مسعود میں ہیں اور حاسد اُن کا خواہاں ہی مگر وہ اُس میں نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں *

رنجش اور ناراضی اکثر باہمی معاشرت میں خلل رائج ہونے سے ہوتی ہے *

مگر ان سب کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو بغیر ان سیبوں کے جوش میں آتا ہے اُس کا منشاء نہ زر و زمین و زن کی دشمنی ہوتی ہے اور نہ مخالف کے اوصاف حمیدہ کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ یہ شخص اپنے مخالف کے اوصاف حمیدہ کو اوصاف حمیدہ ہی نہیں تصور کرتا اور نہ باہمی معاشرت کا خلل اُس کا باعث ہوتا ہے [بلکہ] کہ اکثر اُن دُشمن میں ملاقات اور واقفیت بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے کہ اُسکی مخالفت رائے یا عقل و سمجھ دوسرے ترقی کی رائے اور سمجھ سے مخالفت ہوتی ہے *

یہ جذبہ مخالف قریباً کل انسانوں میں پایا جاتا ہے مگر مذہب اور تربیت یافتہ اور نیک دل آدمیوں میں اُسکا ظہور اور طرح پر ہوتا ہے اور نا مذہب اور نا تربیت یافتہ بد ذات آدمیوں میں اُسکا ظہور دوسری طرح پر ہوتا ہے یہ اُس مخالف سے ہو قسم کے فائدے اُٹھاتا ہے اور دوسرا اُن فائدوں سے بھی محروم رہتا ہے اور دنیا میں خود اپنے تئیں بد ملیش اور کذاب اور نا مذہب ثابت کرتا ہے *

دنیا میں یہ بات قریباً نا ممکن ہے کہ تمام لوگ ایک رائے پر کو وہ کیسی ہی صحیح و سچ ہو متفق ہو جائیں پس ضرور ہے کہ آپس میں اختلاف رائے ہو نیک آدمی اپنے مخالف کی رائے کو نہایت نیک دلی سے سرنچتا ہے اور ہمیشہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اُس میں کوئی اچھی بات ہو تو اُسکو چن لوں اور اگر مجھ میں کوئی غلطی ہو تو اُسکو صحیح کر لوں اور جب ایسی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا تو اپنے

مخالفت کی غلطیوں کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور اُن غلطیوں کو اِس طرح پر بتاتا ہے جیسے ایک داسوز دوست بتاتا ہے کہیں کہیں طبیعت کو ترور تازہ کرنے کے لیئے نہایت دلچسپ طرائف بھی کو پیش کرتا ہے اور کبھی کبھی کوئی لطیفہ بھی بول اُٹھتا ہے اور باوجود مخالفت کے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے *

کچھ طبیعت اور نا مذہب نا شایستہ آدمی یہ رستہ نہیں چلتا وہ بات کی حسن و قبح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مخالف کے عیوب ذاتی سے بعض کرنے لگتا ہے سفاک کلامی درحد کرتی سب و شتم اپنا پیشہ کر لیتا ہے اپنے مخالف کے عیوب واقعی کی بیانی پر بس نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے بہتان اُس پر لگاتا ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں اُسکی طرف منسوب کرتا ہے اور خود سرور اعتدال علی الکاذبین بنتا ہے — اس راہ چلنے سے اور جھوٹ اتہام کرنے سے اور لعنت خدا کا سرور پٹنے سے اُس کا مطلب اپنے مخالف کو بدنام کرنا اور عام لوگوں میں جرائس کے مخالف کے حال سے واقف نہیں ہیں ناراضی پیدا کرنا ہوتا ہے — مگر در حقیقت اُس کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کے کہ اُس کا مخالف بدنام ہو خود وہی زیادہ رسوا اور بدنام ہوتا ہے اس لیئے کہ جب اُس مخالف کی برائی جو اُس نے براہ کذب و اتہام اُس کی نسبت منسوب کی ہے مشہور ہوتی ہے تو کوئی تو اُس کو سچ سمجھتا ہے اور بہت لوگ اُس کی تصدیق کے درپے رہتے ہیں اور جب اُس کی کچھ اصل نہیں پاتے تو ہمیشہ اُس کے مخالف کے خود اُسی کذاب پر لعنت اور تہور تہور کرتے ہیں اور بقول شخصے کہ دروغ کو دروغ نہیں ہوتا تہورے ہی دنوں میں اُس کی قلمی کھل جاتی ہے اور وہ جھوٹا بد گو خود اُسی گڑھے میں گرتا ہے جو اُس نے اپنے مخالف کے لیئے کھودا تھا پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے مخالف سے بھی مخالفت کرنے میں سچائی اور راستبازی نیکی اور نیک دلی کو کام میں لائے کہ یہی طریقہ اپنے مخالف پر قلع پالنے کا ہی درنہ ہے ہمیشہ اپنے مخالف کے خود اپنے تئیں آپ رسوا کرنا ہے *

ہم کو بڑا اندرس ہے کہ ہمارے مخالف اِس پچھلے طریقہ پر ہم سے مخالفت کرتے ہیں ہم کو اپنی مخالفت کا یا اپنے پر اتہام کرنے کا یا اپنی بدنامی کا کچھ اندیشہ نہیں ہے بلکہ اِس بات کا اندرس ہے کہ انتہام کو ہمارے مخالف ہی رسوا و بد نام ہوتے ہیں اور دنیا اُنہی کو دروغ کو و کذاب قرار دیتی ہے اگر اُن کو ہمارے خیال پر رحم نہیں ہے تو خود اُن کو اپنے حال پر رحم کرنا چاہیئے — رعنا تقبل منا انک انتا السميع العليم *

نمبر ۱۲۲

خوشامد

دلکی جسترد بیماریاں ہیں اُن میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہی — جسوقت کہ انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ربائی ہوا کے اثر کو جذب قبول کر لیتا ہے تو اُسی وقت انسان مریض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے — اسبطرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اُس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو چوس لیٹے کی خواہش رکھتا ہے — جس طرح کہ غرض گلو گانے والے کا راگ اور خوش آئند باجے کی آواز انسان کے دلکو نرم کر دیتی ہے اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دلکو ایسا پگلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اُس میں ہو جاتی ہے *

اول اول یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ ہی آپ اپنی خوشامد کر کے اپنے دلکو خوش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اور اس کی خوشامد ہم میں اثر کرنے لگتی ہے — اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو خود ہم کو اپنی مصیبت پیدا ہوتی ہے پھر یہی مصیبت ہم سے باقی ہو جاتی ہے اور ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو مصیبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے وہ ہم خوشامدیوں کے ساتھ کرتے لگتے ہیں اور وہی ہماری مصیبت ہم کو یہ بٹھتی ہے کہ اُن خوشامدیوں پر مہر بانی کرنا نہایت حق اور انصاف ہے جو ہماری باتوں کو ایسا اچھا سمجھتے ہیں اور اُنکی اس قدر قدر کرتے ہیں — جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے پہلے اور نریب میں آ جاتا ہے تو ہماری عقل خوشامدیوں کے مکر و فریب سے اندھی ہو جاتی ہے اور وہ مکر و فریب ہماری بیمار طبیعت پر بالکل غالب آ جاتا ہے *

لیکن اگر ہر شخص کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ خوشامد کا شوق کیسے نالایق اور کمینہ سیبوں سے پیدا ہوتا ہے تو یقینی خوشامد کی خواہش کرنے والا شخص بھی وہیسا ہی نالایق اور کمینہ متصرف ہونے لگیگا — جبکہ ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے جو ہم میں نہیں ہے یا ہم ایسے بنا چاہتے ہیں جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں تب ہم اپنے تئیں خوشامدیوں کے حوالہ کرتے ہیں جو اوروں کے اوصاف اور اوروں کی خیریاں ہم میں لگاتے لگتے ہیں — گو بسبب اُس کمینہ شوق کے اُس خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھی لگتی ہوں مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسی ہی بد فریب ہیں جیسے کہ

دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسی طرح ٹھیک نہیں — اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم خود اپنی حقیقت کو درست کریں اور سچ سے وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں اور یہ عرض جھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھی اصل ہو جاوے کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں ایک تیز مزاج اور جسٹ چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک روتی ضرورت کا چپ چاپ آدمی اپنے موقع پر * خودی جو انسان کو برباد کرنے والی چیز ہے جب چپ چاپ سوتی ہوئی ہوتی ہے تو خوشامد اُس کو جگاتی اور ازبھارتی ہے اور جسکی خوشامد کی جاتی ہے اُس میں جو چھوڑے ہوئے کاپی لیاقت پیدا کر دیتی ہے — مگر یہ بات بطور یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے اسی طرح منافص اور سچی تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے — جس طرح کہ لایق شاعر دوسروں کی تعریف کرتے ہیں کہ اُن اشعار سے اُن لوگوں کا نام باقی رہتا ہے جنکی وہ تعریف کرتے ہیں اور شاعری کی خوبی ہے خود اُن شاعروں کا نام بھی دنیا میں باقی رہتا ہے دونوں شخص غرض ہوتے ہیں ایک اپنی لیاقت کے سبب سے اور دوسرا اُس لیاقت کو تمیز کرنے کے سبب سے — مگر لیاقت شاعری کی یہ ہے کہ وہ نہایت بڑے اُسٹاد مصور کی مانند ہو کہ وہ اصل صورت اور رنگ اور خال لکھ کر بھی قائم رکھتا ہے اور پھر بھی تصویر ایسی بناتا ہے کہ خوشنما معلوم ہو *

ایشیا کے شاعروں میں ایک بڑا نقص یہی ہے کہ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بلکہ جسکی تعریف کرتے ہیں اُس کے اوصاف ایسے چھوڑے اور ناممکن بیان کرتے ہیں جن کے سبب سے وہ تعریف تعریف نہیں رہتی بلکہ فوضی خیالات ہو جاتے ہیں *

ناموری کی مثال نہایت عمدہ خریشو کی ہے جب ہوشیاری اور سچائی سے ہماری راجب تعریف ہوتی ہے تو اُس کا دیا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خریشو کا مکر جب کسی نرم زور دماغ میں زبردستی سے وہ خریشو ٹھونس دی جاتی ہے تو ایک تیز بو کی مانند ہماغ کو پریشان کر دیتی ہے — فیاض آدمی کو بدنامی اور فیکنامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے اور مالی ہمت طبیعت کو مناصب عزت اور تعریف سے ایسی ہی تعریف ہوتی ہے جیسی کہ غفلت اور حقارت سے پست ہمتی ہوتی ہے — جو لوگ نہ مرام کے درجہ سے اوپر ہیں اُنہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جیسے کہ تھوڑا سیٹو میں بھی حصہ موسم کا زیادہ اثر قبول ہوتا ہے جو صاف اور سب سے اوپر ہوتا ہے *

والا

ایس — ٹی — سید احمد

نمبر ۱۲۶

پرچہ تہذیب الاخلاق

پرچہ تہذیب الاخلاق کو جاری ہوئے آٹھائی سال کا موسم گذر چکا اور مضامین طوع طرح کے اُس کے ذریعہ سے شایع ہوئے مگر نہایت اندوس ہی کہ ہنوز اُس کی اصل غرض اور مقصود پر ہمارے ہمدرد اہل اسلام کو آگاہی نہیں ہوئی اور جو سمجھے تو بڑے سمجھے کہ آٹھ کچھ تھے سمجھے کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی اور مولوی محمد مہدی ملیک صاحب ایک نئی قسم کا فرقہ اہل اسلام میں قائم کیا چاہتے ہیں اور کبھی تقلید سے آزادی حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور کبھی شیعوں کے مذہب کے مسئلہ اجتہاد کو سراہتے ہیں اور مدح و تعریف فرماتے ہیں کبھی خلاف قرآن کے وجود آسمان کا باطل ٹھہراتے ہیں کبھی کتب اربعہ ساری سے' مضالفت کر کے نفس انسان کو شیطان قرار دیتے ہیں اور وجود شیطان سے انکار کرتے ہیں کبھی قرآن کی آیتوں کی من مانی تاویلیں کر کے ارتقائی و غلاموں کا رکھنا حرام اور ائمہ + معصومین اور خلفاء راشدین کے انحال کو غلط اعام ٹھہراتے ہیں القرض اپنے خیالات کے مخالف امور مندرجہ تہذیب الاخلاق کو پا کر ہنستے ہیں اور کانکس والے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی و مولوی مہدی علی خاں صاحب بڑھتے اُڑاتے ہیں المختصر — اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے کتنی یہ بڑی سمجھے ہی اچھا سمجھے * انوس یہ نہیں خیال کرتے کہ در حقیقت یہ صاحبین موصوفین جو دماغ سوڑی کرتے ہیں اور علامہ اپنی اوقات مزید کے زر کثیر بھی شایع کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ کیا ہی حاشا ان سب تمہیدات سے انکار و مقصد نہیں ہی جو ہمارے بھائی ہند سمجھے ہوئے ہیں ای برادران اسلام یقین جانو کہ اُن اہل اسلام کو جو اُس قوم سے کہ جسکو دعویٰ تہذیب و شایستگی ہی ملے جلتے ہیں خرب معامد ہی اور اُنہیں کا دل جانتا ہی کہ ان دُور کیا کیا ماس و تشنیع اُن کو اپنے دین اسلام کی بابت حائل پڑتے ہیں اور اُن افعال کی بدولت جو کچھ جہالت اور کچھ سفاہت اور کچھ تعصب و بدعت سے مسلمانوں میں رائج ہوئے ہیں وہ قوم کہ جو مدعی تہذیب شایستگی ہی اُن امور رائجہ کو اصول شریعت میں داخل کر کے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر براہی کا داغ لگا رہی ہی اور اُنہیں + تہذیب الاخلاق واقعاً تہذیب الاخلاق ائمہ معصومین علیہم السلام اور خلفائی راشدین کے انحال کو غلط نہیں ٹھہراتے بلکہ اُن کے نزدیک اُن انحال کا ائمہ دہی اور خلفائے مصلانی سے سرزد ہونا ثابت ہی نہیں ہی اُن کو یقین ہی کہ ائمہ معصومین نے کسی صورت پر بطور ملک نہیں تصرف نہیں کیا بلکہ سب سے نکاح فرمایا ہی ۱۲ — مہتمم

نمبر ۱۲۵

خط شکریہ

سلامت

مسلمانوں کے پیارے مولوی سید احمد خاں صاحب آپ کی اُن دلی کرشموں کا شکریہ ادا کرنا جو مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لیئے ملحوظ خاطر رہتی ہیں میرے امکان سے زیادہ ہی — اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ بڑے خیر خواہ اہل اسلام ہیں اور بیشک آپ اُن اوصاف کے مستحق ہیں جس کے امام غزالی اور امام رازی تھے اس وقت آپ کو پیشتر اہل اسلام کہنا بجا اور قرین انصاف ہی — آپ نے وہ مردانہ کام کیئے ہیں جن کا ثواب میرے نزدیک کئی حج سے زیادہ ہی — اسلام کی ترقی کے چاہنے والے زمانہ کے بعد آپ پیدا ہوئے اور بیشک اُن ٹیکوں کی جزا آپکو خدا سے بلیگی جس کی آپ امید رکھتے ہیں — جزاؤں مند رہم جنات عدن نفع اللہ بہا لاسیاد الطالبین الصادقین و ہو حسبی و نعم العین و حمیم الاحسان و علیہ التوکل والتکفل زیادہ والسلام علی من التبع الہدی *

معمدآباد ضلع اعظم گڑھ
۲۷ جون سنہ ۱۸۷۲ ع } آپ کا تابعدار
امجد اللہ

قصیدۂ مدحیہ

قصیدۂ فی مدح مولانا مولوی سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی مرید الخیر المسلمین ہند و پنجاب قلعہ ارتجالانی بدوستان الف و ثمان مائۃ راہین و سابعین من العیسویۃ *

الحمد للہ العالی الاذک * والصلوۃ علی النبی الافضل
اخبونا عظیمات لا تبطل بنا * من الذی بین العوام تجمل
سید احمد اسمعالم تبرک * خان بہادر باسمۃ یتوصل
القایۃ مشہورۃ بین الوری * نجم منیر الہندام وای
یامن تعبیر المسلمین حقیقۃ * من کل حزبان مہین خاذل
انہ مرید الخیر للسلام * ملقنا فی الخ و اول
تشریف ارض الہند بدوستان * نکانہا بیدار اسلام تلی
فاتح الکرام من عظام زمانہ * لم یسہوا من مثلہ المتکمل
راہن کرام المسلمین بجمہم * خدمہ من یتبہم فہو الولی
یاسیدی یامقصدی بالفضل * رحمۃ اللہ علیکم تشیل
اقبالکم اعزازکم ینموا علی * والذہور والزمین الا ملول
مستقل الاہراف لازال لکم * واقفا متو قیسا متجمل

حررہا الموفق الی اللہ المعبود
محمد میدالودہ اسلام آبادی
فی دار الامارۃ لکنتہ

دافروں کے مٹانے کے لیئے یہ پرچہ جاری ہوا ہی اور جن امور کو تم اپنے خیالات کے مخالف پاتے ہو یہ مجبوری اُن درویش صاحبوں کو سکھانے پڑتے ہیں اور ماننا کہ اُن کی رائے ہیضہ صائب نہیں اور جو امور کہ وہ کہیں بالکل لائق تسلیم کے نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ اُن کی رائے یا مضمون کے ساتھ ہی ہونا اُن کو اور مضحکہ میں ڈال دو و چشم انصاف بند کر کے دودھ تصب کھول دو بلکہ اگر اُن کے فکر و تحمل اُن کے خیالات کے حسن و قبح کو جانچو اور اُس مضمون کو جو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ازل پرچہ میں درج کیا ہی اُس سے مطابق کرو اور پھر جو چاہو کہو ہاں اگر تم کو اُس کی بابت کچھ کہنا ہی اور اُن کی رائے سے مخالفت کرنا منظور ہی تو تم میں سے جسکو توفیق اور اہل اسلام کی رعایت اور حمایت اور ہمدردی کا جوش ہو وہ اُس پرچہ کے متعلق معاملات کا معبر ہو جائے اور اپنے خاطر خواہ مضامین پرچہ مذکور کا انتظام کرے یہ بہتر ہی یا وہ بہتر کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کی مخالفت نہ کرے باندھو اور ادھر ادھر کے اُن صاحبوں میں کہ جنہیں چند روزہ والا طرز ادبی رسوم دینی اور وحش تاؤید خیالات مذہبی ہی شریک ہو کر بیکار روپیہ ضایع کرے اور اپنی ڈیرہ اینٹ کی مسجد الگ بگڑا کر تم مسٹر ایڈورڈ گھری پالمر صاحب بہادر کی سنجیدہ رائے کو جو اودہ اخبار مایورہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۷۵ء میں چھپی ہی غر سے پڑھو اور بقرہ خود صاحب مرصوف کے یہ کہو کہ ایک کانٹے لکھا ہی ایسے ہی جھوٹ پت خفا نہو جائے جیسے کہ مولوی مرصوفین کا نام ستنے ہی بیزار ہوجاتے ہو — وہاں تک تو پڑھو کہ دو دل یک شود یسکند کو را * پراگندگی آرد انہو را * بعد اُس کے اُس ٹیک تھاد خیر خواہ اہل ہند کے شفیقانہ اور بیغرضانہ مشورہ کو دیکھو اور ترک معاندت و مخالفت فیما بین کرو کہ واسطے کہ مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بے سے عجیب و غریب فرقہ ہو گئے ہیں اور تمہاری بھرت اور نزاع ہی کے سبب سے یہی جو اقوال مطافہ اور احکام مؤتلفہ تمہارے اسلاف کے ہیں اُنہیں سے اسلام کے نورانی چہرے پر غیروں کو دھپی لگانے کی گنجائش ملی اور ملتی جاتی ہی بخلاف اس کے جہاں تک تم لوگ دیکھو کہ اور جانچو کہ پرچہ تہذیب الاخلاق کے مطالب خالی تعصب و نفات سے پاڑے اور شاید تم سب کو اس بات پر یقین ہوگا کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کو جہاں تک خود اُن کو اپنی ذاتی غرض دنیا اور عقبی نہیں ہی اپنا خیر خواہ پاڑے اور چاہے تم مسلمانوں میں سے کسی فرقہ اور مذہب کے مقلد و مؤید و پابند ہو اپنے فرقہ و مذہب کا اُن کو دھت نہ پاڑے کہ ایسے آدمی نہیں معامد ہوتے کہ اگر وہ خود گردن سرورزی مرغی میسائوں کے

یہاں کی حلال جانکر کھائیں تو نہ کھانے والوں کے ذہن ہوجائیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ جو لوثی و غلام کا رکھنا اچھا جانتے ہوں اُن کے بدغیرا بنیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ وہابی ہو کر اُن لوگوں سے جو وہابیوں کو اچھا نہیں سمجھتے عدوت کرنے لگیں وہ ایسے اہل سنہ نہیں ہیں کہ معاذ اللہ شیعوں کو واجب القتل جائیں اور اُن سے مجالست و مواصلت و مکالمات میں اکراہ کریں بلکہ اُن کو خلاف اس کے عام معاملات میں جہاں تک اخلاق و تہذیب کی درستگی میں خود متوجہ ہو گئے اپنا معین و مدد پاڑے اور ایک نہایت قوی اعانت اُن سے تم کو ملے گی جبکہ یہاں تک تم کو آگاہی ہو چکی اور یہ پرچہ سمجھ چکے کہ مخالفت و معاندت میں سراسر زیاں ہی اور مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بے سے کچھ نقصان آچکا ہی تو اب تم اپنی ہت اور ضد چھوڑ کے اس پرچہ کے مؤید ہو اور معیری حاصل کرنے اور پرچہ کی اشاعت اور خریداری میں معین و موثق ہو اور خود سوچ سوچ کر جن امور کو دین و تہذیب سے علاقہ اور رسم و رواج پر مبنی پاڑے اور اُن کو مخالفت تہذیب و شایستگی دیکھو اُس کی درستگی میں مترجم ہو اور حتی الوسع تہذیب و شایستگی کو پھیلاؤ اور اپنے دین و اسلام کو جیسا کہ نورانی ہی کہ دکھاؤ اگر تم کو یہ معلوم نہیں ہی کہ تمہارے مذہب اور اسلام میں کون سے ایسے امور ہیں کہ جن پر وہ قوم کہ جو تہذیب و شایستگی پر دم پور رہی ہی اور تمہارے بعض ہموطنوں نے جنہوں نے کسی وجہ سے یا جو تمہارے جی میں ہو اُسی سبب سے مذہب اسلام کو چھوڑ دیا ہی مخالفت تہذیب و اخلاق کہتے ہیں تو اُس کی بابت بشراف مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اُن امور غیر مذہب کے دیکھا اور تفریق کرنے کے لیئے خاص ایک مجلس مقرر کرو اُس میں اُن صاحبان میسائی ولایت زا اور ہندوستانیوں کو جو تہذیب و اخلاق کے دہریدار ہیں اور تعصب و غلو مذہبی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ایسے ہی غیور ہیں کہ شریک کرے اور اپنے علمائے فاسی جو وہ مذہب اور رسوا گرامی ذی رعب کو تکلیف دو اور اُس مجلس کے ذریعہ سے بلا رد و قبح ٹھنڈے دل سے پہلے گردن ڈیچی کیئے ہوئے میسائیوں اور غیوروں کو امتواض کرنے دو اور جو جو امتواض وہ کرے اُن کو اس پرچہ میں چھوٹے دو جب امتواض تمام ہوجائیں تو سلسلہ وار جس جس فعل سے وہ متعلق ہوں یکجا کرا کے اُن سب کو عربی اور انگریزی کرتالو اور تب اُن پرچوں کو عرب و امریکہ کے عمدہ اور مشہور عالموں اور حکیموں کے پاس بھیجے اور اپنے ملک و دین کے علماء فاسی و گرامی ترک عرب مصر ایران کی خدمات میں بھی ارسال کرے اور سب کو تکلیف دو کہ براہ مہربانی وہ اپنی اپنی رائے اُن امتراضوں کی بابت لکھیں

کہ جن مسلمانوں کی نسبت جائز و جاہل کا الزام لگایا جاتا ہے وہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں آیا توہمی و مصری زعفرانی بھی یہی کیفیت ہے یا صرف ہندوستان ہی کے رہنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں بعد تامل و غور کے معلوم ہوا کہ یہہ بڑائی صرف ہندوستان ہی کے حصہ میں آئی ہے دیکھو اُن لوگوں کو جو اب بھالٹ موجودہ موجودہ ہیں اور ہندوستان کے رسم و رواج کی پابندی کو مثلاً احکام شرعی فرض جانتے ہیں تحصیل علم و کسب فنون کی طرف مطلق توجہ نہیں دے سکتے مسائل دینی سے رائف نہ احکام شرعی سے ماہور قطع نظر اس کے اس جہالت کی بدولت ہزاروں طرح کی غلطیوں اور لاپرواہیوں میں مبتلا ہوتے ہیں میرے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کو اُن الفاظ سے برا ماننا اور اُن مسلمانوں کو جو اُن کی تہذیب کرتے ہیں برا جاننا بیجا ہے بلکہ اُن کے مافی الضمیر اور دلی مقصد پر غور کرنا چاہیئے وہ حقیقت میں خیر خیرا ہیں اُن بیچاروں کی ان الفاظ سے کچھہ اُڑ رہی غرض تھی اُن کو نہ مسلمانوں کے مذہب پر اعتراض نہ قواعد اصراری و درمی کی نسبت بحث اور اختلاف وہ اُس مذہب کو دل سے نہایت سچا اور اچھا جانتے ہیں اور جہالتک اُن سے ہو سکتا ہے اپنی سمجھ کے موافق اُس کی پیروی اور شایع کرنے میں کوشش کرتے ہیں معاذ اللہ اگر اُن کی نسبت ہم یہہ سمجھیں نہ مذہب یا قواعد مذہب کی نسبت اُن کو اعتراض یا انکار ہے تو ہم سب سے زیادہ اُن کو برا نہیں اور برا جانیں اور جس قدر ممکن ہو انہی میں مسلمانوں کا سچا مذہب مثلاً آنتاب کی چمکتا ہوا خدا نے بنایا ہے جس کی روشنی قیامت تک تمام عالم کو گھیرے رہیگی اُس کے احکام قابل تبدیل و تغیر نہیں مگر قواعد معاشرت دنیاوی اور اخلاق و عادات کی تبدیل و اصلاح کے کچھہ قواعد مذہبی کی تبدیل و تغیر لازم نہیں آتی اور اگر کوئی اُس کی یعنی قواعد مذہبی کی تغیر و تبدیل کا قایل ہو جاوے تو پھر اُس کے نافر و العاد میں کیا شک رہا نعرہ باللہ من وسواس الشیاطین — بلکہ بیچارے ناہنوں کی اصلی غرض یہہ ہے کہ مسلمان سستی و کاہلی کو چھوڑیں اور دروازے جہالت میں جو دوپے ہوئے ہیں اُس سے سر نکالیں بے علمی سے اُن کی حالت خراب ہے نہ کوئی نفع اُن کو آتا ہے نہ کوئی پیشہ سیکھتے ہیں جہالت سے حق ہی تو میں خراب ہوئی ہے نہ رسم نا مشروع اور ہدایت کے پابند ہوئے اور دنیا یوں برباد ہوئی کہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہیں نہ مہدہ جاہلہ کے مستحق نہ حضوری حکام کے سزاوار اُن کے ارادے سست اور ہمتیں پست ہو گئی ہیں اگر خراب غفلت سے پیدا ہوں اصلاح معاش و معاہ کے ملپکار ہوں تحصیل علوم کا خیال رکھے مد نظر کسب کمال رکھے تمام

نہ آیا موافق اخلاق تمام دنیا کے وہ اعتراض صحیح اور مضامین تہذیب و شایستگی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو اُن کو تہذیب اسلام کی شریعت سے کیا تعلق ہے اور وہ ایسا تعلق ہے کہ جس کے ترک میں گناہ ہے یا نہیں جبکہ اس طور سے جواب حکماء یورپ و علماء بلاد مختلفہ کے آئیں تب ممبران مجلس اُن پر غور کریں اور جو امور مالی الاتفاق مذہبی اخلاق تھریں اور جن کے ترک میں گناہ نہ سمجھیں انہیں چھوڑ دیں اور ایسا چھوڑیں کہ پھر جو اہل اسلام میں سے اُس کے ارتکاب پر رغبت کرے اُس کو مضامین تہذیب سمجھ کر معاشرت ترک کریں اور اس سامان کے مہیا ہونے میں جس قدر تاخیر ہو نہ گھبراہٹیں اور جب تک تصفیہ نہ ہو جاوے سب غریب یہہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے کہ اس سے سارے اوصاف و ذمائم اخلاق کالشمس فی وسط النہار سارے مسلمانوں پر ظاہر ہو جائیگی اور اُن کے رفع اور دفع کرنے کا ایسا ذریعہ ہاتھ آرہا کہ اُس سے بہتر کوئی نہوسکیگا *

رات — م

سید غلام سید

از مقام لکھنؤ پور کھیزی ملک اردہ

نمبر ۱۲۷ م

تہذیب

مجھے تعجب ہے کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کو کس لئے مہذب و شایستہ کہا جاتا تھا اور اب کس لئے بیض قوم کے ہاں اُن کو ایسے القاب ٹالام یعنی جاہل جائز و وحشی سے پکارا جاتا ہے یہ بات غیر قوم ہی پر منحصر نہیں ہے بعض مسلمان بھی ایسے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی نسبت یہہ القاب کہتے ہیں اگرچہ وہ کسی مصلحت یا درد پر ادری ہے ہی کیوں نہیں اور اکثر مسلمان ان الفاظ کو سنکر برا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ جہالت اور اتہام ہے ہم اچھے نہیں ہیں جب اپنے بھائیوں کی نسبت یہہ صدا میرے کان میں بڑی مجھ کو نہایت ملال ہوا اور کہا کہ یہہ تہمت ہے ہم مسلمان ہرگز ایسے نہیں ہیں لیکن جب اُس کا زیادہ غل مچا تو مینے اپنے دل میں کہا کہ اس کو سوجھو اور میزان عقل و انصاف میں توازن و نوازانی کو دخل نہ آتا یہہ قول بالکل جہالت اور بہتان ہے یا کسی قدر اس میں سچ بھی ہے اور سچ ہی تو کس دلیل سے مدت تک میرے دل میں اس بات کی کاوش رہی اور طرح طرح کے خیالات گذر گئے جو خیالات آتے تھے اُن کو بدلائل و براہین دنع کرتا رہا کوئی قول فیصل قرار نہ پاتا تھا ایک مرتبہ یہہ خیال آیا

علوم پڑھیں جمیع فنون سیکھیں نئی نئی باتیں ایجاد کریں نئے نئے آلات بنادیں ہر کام میں عقل دروازیں تو مقبول اہل جہاں ہوجائیں ہو۔ محکمہ میں اعلیٰ اعلیٰ عہدے پاریں تھیں و انہوں کے سزاوار ہوں غیر قوموں کے داروں میں جگہ پائیں شایستہ اور معجزہ پہلائیں خدا نے عقل کو اس واسطے بنایا ہی کہ اس سے کام لیا جاوے اگلے مسلمانوں نے کیا کچھ نہیں کیا وہ بھی ہمارے واسطے نمونہ ہی مسلمانوں کے ہاں سوائے علوم دین کے جو اب درج ہو رہے ہیں اور جس کی نسبت ہم یہ کہیں تو بچا ہی کہ پورا اپنی لکیر پیٹتے ہیں وہ ان کے مذہبی علم نہیں بلکہ وہ غیر زبان سے ان کو حاصل ہوئے ہیں نہایت مشکل اور بڑی مہنتوں اور جان نشانیوں سے ان کو سیکھا حالانکہ وہ غیر زبان میں تھے اول اُس زبان کو سیکھا پھر ان کی کیفیت و ماحیط سے واقف ہوئے بعد اس کے اُس کا ترجمہ اپنی زبان عربی میں کرایا اور اپنے بھائی مسلمانوں کو سکھایا کون سا ن تھا کہ مسلمان نہیں جانتے تھے کون سا علم تھا کہ مسلمان نہیں پڑھتے تھے اب جو قومیں مسلمانوں کو وحشی اور جانور بناتی ہیں انہوں نے بھی تو مسلمانوں سے ہی سیکھا ہی لیکن اس میری تقریر کے سننے والے مجھ سے یوں نورماتے ہیں کہ جو مسلمان جامع وحشی کہنے والے ہیں اور جس کی تاریخ مطلب اسطرح ہمارے سامنے کی گئی اُس کا یہ مطلب یہ طرز بیان نہیں ہی وہ نہایت سخت اور درشت الفاظ کہتے ہیں اور تہذیب اور شایستگی سے یہ فرض اُن کی نہیں جو اس وقت ہمارے درپردہ بیان کی گئی اور یہ ایسا مطلب ہی کہ ہم اُس کو دل سے اچھا جانتے ہیں اور اُسکو ہمارے دل نے مان لیا اور ہم نے سچ جان لیا ہے شک یہ سچ ہی ہے تہذیب اور شایستگی ہم کو حاصل کرنی چاہیئے برخلاف اس فرد و تاویل کے اُن کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعض قوم جن کو یہ مذہب کہتے ہیں آزاد ہیں ہم بھی ایسی ہی آزادی حاصل کریں جس طرح وہ کہتے ہیں ہم بھی اُسی طرح کھائیں جو اُن کا لباس ہی ہم بھی رہی لباس اختیار کریں جس طرح وہ پابند مذہب نہیں ہیں ہم بھی نہ رہیں بلکہ تمام معاملات میں انہوں نے اپنی عقل آرام کو دخل دیا ہی ہم بھی دخل دیں جو بات دین کی ہماری مجھ میں نہ آوے تو اس تاریخ سے کہ لحاظ امتداد و تغیر زمانہ اب قابل عمل نہیں ہی عمل نہ کریں اگر اسی کا نام شایستگی تہذیب اور درشت ضمیر ہی تو ہم درگزرے ہمارا سلام ہی ہم کو اہل و جانور وحشی رہنا قبرل خدا تعالیٰ خسرا الدینا والا خیرۃ کوئے مگر میرا یہ جواب کافی ہوتا ہی یہ آپ کے خیالات ہیں نا صحتیں کا دلی مطلب ان الفاظ سے یہ نہیں ہی بلکہ وہی

واقف

محمد یوسف

وکیل عدالت دیوانی علیحدہ

نمبر ۱۲۸

ہر وقت کی مصلحت

ہر زمانہ کی ضرورت اور ہر وقت کی مصلحت کا لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی مسئلہ کسی شریعہ کا یا کوئی حکم کسی ملک کا خالی نہیں ہو سکتا اور اُس کی پابندی بغیر کسی شخص کو کوئی چارہ نہیں رہتا مگر جس طرح اس چیز کی ضرورت عام ہے اور جیسی وہ ناگزیر ہے اُس طرح خدا تعالیٰ نے اُس کا علم عام نہیں کیا (جسمیں ایک بڑی باریک مصلحت ہے) بلکہ اُس کے علم کو صرف خاص ہی خاص مباحث کے تفریع کیا ہے اور جو مصلحتیں اُس میں مستور ہیں وہ خاص ہی لوگوں کو بتائی ہیں جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب اس بات سے کسی کو تعجب نہ رہا کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جب کبھی دورانہدیش اور خاص لوگ کسی ضروری انتظام یا مناسب تہذیب کو پیش کرتے ہیں تو عوام الناس کیوں اُس کی مخالفت پر کمر باندھ کر مستعد ہوجاتے ہیں اور کیوں اُس کے ذمہ اس بات کی ذمہ داری لگاتے لگتے ہیں کہ یہ شخص ایسی باتوں کو ایجاد کرتا ہے جو کبھی نہیں ہوئیں بلکہ صریح شریعہ کے خلاف ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی مشکل بات ہے جس پر عام آدمیوں کی سمجھ بکھیر دریاخت نہیں کرسکتی اور نہ ایسے لوگوں کا یہ قول صحیح ہے کہ وہ شریعہ کے خلاف ہی کیونکہ شریعہ کے خلاف ثابت کرتا تو کسی ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اسرارِ دین پر شریعہ کے ہی مضبوط طریقہ سے آگاہ ہو گیا ہرادر جس نے احکامِ شریعہ کے مصالح کے خلاف ہونا یہ وجہ رجوع نہ کر لیا ہو اور جب تک یہ بات کسی کو میسر نہ ہو اس وقت تک کہ ایک آدمی بعض اسباب میں ہو کر کارآمد نہیں ہو سکتا کہ زمانہ کی مصلحت اور وقت کی ضرورت کوئی چیز نہیں ہے خصوصاً اس حال میں جبکہ کسی شریعہ نے جابجا ضرورتِ وقت کی خود بھی بڑی ہرزاہ کی ہو اور اپنے احکام کو ہمیشہ اُسکا تابع رکھا ہو پس یہی کیفیت فی زمانہ ان تمام مسلمانوں کی ہے جو ایک ہندوستان کے گھیرے میں پڑے ہوئے ہیں اور جنکو نہ اپنے شریعہ پر کامل اطلاع ہے نہ ضرورت اور مصلحتِ وقت کی خبر ہے صرف وہ ایک بات جانتے ہیں کہ جب کوئی بات اُن کے قدیمی عادت اور اُن کی محدود معلومات کے خلاف معلوم ہو اسکو وہ دین میں ایجاد کہہ دیتے ہیں اور ایسے دور اندیش کو جو ضرورتِ وقت پر نظر کرے دھرم بتاتے ہیں حالانکہ جو شخص اسرارِ شریعہ غرائے اسلامیہ سے واقف ہیں بلکہ اسرارِ بھی نہیں بعض بعض احکامِ خاصہ سے بھی آگاہ ہیں وہ اسباب کو خوب سمجھتے ہوئے کہ خلافِ شریعہ اسلامیہ بلکہ خود

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے ضرورتِ وقت کی ایسی کچھ مصلحتیں فرمائی ہیں ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ دُعاؤں کے واسطے سے پہننے کے لیئے کراچی کے وقت اپنے ضرورت کے گرد خندقیں کھود لیتے ہیں تو آنحضرت نے اس تدبیر کو ضرورتِ وقت کے مناسب دیکھ کر عزمِ خندق میں خود خندق کھودائی اور ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت عاصم ابن ثابت سے فرمایا کہ من قاتل نلیقاتل کما یقاتل الخ پس لفظ (کما) کے جو تائید ہماری اس رائے کی ہوتی ہے وہ ایسی پختہ ہے علاوہ اسکے خلاف کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد سے لشکر نشی کے وقت صاف یہ فرمایا تھا یا خالد مالیک یغتری الاء و الریق یمن معک الی ان قال و الشرف عند اهل الیامۃ فان دخلت بلاد ہم فالحذر الحذر ثم اذا لایتم القوم فقاتلهم بالسلاح الخی یقاتل قاتل الخ پس اب انصاف کرنا چاہیئے کہ جب ہماری شریعت نے ضرورتِ وقت اور مصلحت کی اس قدر مراعات کی ہو تو ہم کو یہ کب زبیا ہے کہ ہم اپنی نادانی سے اُس ضرورت کو نہ سمجھیں اور اُس کے موافق عمل نہ کریں اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان سب اسرار کو جو آنحضرت نے یا صحابہ کرام نے ضرورت کے موافق کیا احکامِ دین کی تغیر دخل نہیں ہے بلکہ ضرورتِ دنیاوی کے تغیر سے علانہ ہے کہ یہ بات تسلیم نہ کریں گے اور اگر نوحاً تسلیم بھی کریں تو کچھ ہماری مشکل مطلب نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھی اصالی مدعا یہی ہے کہ جس دنیوی تہذیب اور ضرورت کو ہماری شریعت نے ہر زمانہ میں ضرورت کے موافق تجویز کیا ہو اسکو تم بھی جائز سمجھو اور اسباب میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بلا شبہ تغیراتِ دین کو برا جانتے ہو مگر یہ بات سمجھنا کہ کس بات میں کچھ تغیر دین کا ہے یا نہیں ہی نہایت ہی مشکل اور ایک بڑے بے نظیر عالم کا کام ہے وہ ایسے لوگوں کا کام نہیں ہے جو صرف نزاعِ لفظی کو اپنی کامیابی اور واقفیت کا نشان سمجھتے ہیں اور جو سراسر اپنے پاس سسٹن کے غلام بنے رہتے ہیں ہم انکو اسباب کا یقین دلاتے ہیں کہ جب تک وہ ضرورتِ وقت کے موافق عمل در آمد نہ کریں گے اسوقت تک نہ انکی مرضی ہوگی نہ انکے دین کی عظمت رہیگی بلکہ جو دھرم سہی حرمات باقی ہے اس میں بھی تزلزل آجائیگا پس اگر انکو اپنے دین کی کچھ معیت ہے اور اپنی شریعت کے نام کا پاس ہے تو وہ ایسے وقت میں ضرورتِ وقت کو ایک بڑی زبردست بات سمجھیں اور جو ذلیل حالت اور قریوں کے سامنے انکی ہی اسکا خیال کریں *

راقم
مہدالہ

بمقام علیگتہ — مطابع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۲۱]

۱۵ ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

مضمون نمبر ۲۰۱

روایت تلک الغرائیق العلی

یہ روایت منقولہ ہی ابن جریر منسور اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلبی سے اور منجمہ ان روایتوں کے ایک حدیث موقوفہ ہی جو سعید ابن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہی اور یاقی روایت کلبی کی ہیں صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابوہریر بن عبدالرحمن سے غیر مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہی اُس کا حاصل یہ ہی کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کانوان قریش کے سامنے سورۃ النجم پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ افراتیم المات والعی و صافات المائتۃ الاخری تو آپ نے یہ پڑھا کہ تلک الغرائیق العلی و ان شفاعتها لکنہی یہ سنکر کانوان قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا یہی ان باتوں کی شفاعت کے قابل ہو گئے اور بعد ختم سورۃ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کانوان مکہ بھی سجدہ میں ہوئے ہوئے *
یہ قصہ اور یہ روایت بعض بے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل موضوعہ ہی اور جنہوں نے اسے نقل کیا ہی اُن کو دھوکہ ہو گیا اور بطلان اس کا مغلّ و تقلّ و اعتقاد ثابت ہی *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مٹانے

تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خیرات بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جاویگا *
مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا *
یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے گا نہ ہوگا *
اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ

چار اٹھ مہینہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *
ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا یہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

روایت تلک الغرائیق العلی

تہذیب الاخلاق
۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۳ نوری

نیا ہی کہ اسے ہم تفسیر کے مضمون میں بطریق ثابت کرچکے ہیں *

امتناداً غلطی اس روایت کی اس طرح ثابت ہے کہ ہم مسلمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مصحف کے معتقد ہیں اور انکو میثاقاً باللہ یہ روایت تسلیم کی جارے تو مصحف کا امتقاد باقی نہیں رہتا پس قتادہ اور مقاتل نے جو روایت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا وقت پڑھنے اس سورت کے اوتکھ گئے اور اس حال میں یہ کلمے بتوں کی تعریف میں زبان مبارک سے نکل گئے پس اگر یہ روایت مانی جارے اور وقت قرأت قرآن کے پیغمبر خدا پر سکواب کا طاری ہوتا اور اس حالت میں بتوں کی تعریف کے کلمات زبان پر لے آنا تسلیم کیا جارے تو یہ شیعہ پیغمبر خدا کی نبوت اور مصحف سے انکار کرنا پڑے و نہر باللہ من ہذاہ لغوات *

اور کلیبی نے یہ کہا کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدث نفسه فقال ذلک الشیطان علی لسانہ کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ نکلیتے یہ ایک ایسی بات ہے کہ قطع نظر مسلمان کے کوئی دانشمند کافر بھی نہ مانے گا اور ہم تو کلیبی کی صداقت اور ثقافت کے سبب سے جسکا ثبوت اکثر روایتوں سے ہوچکا ہے ایک جو کے برابر بھی اُنکی باتوں کو نہیں سمجھتے *

اس سے بڑھکر موسیٰ بن عقبہ نے اپنے فتاویٰ میں یوں تحقیق کی داد دی ہے کہ ان المسلمین لم یسموہوا وانما انفی الشیطان ذلک فی اسماع المشرکین و قلوبہم کہ مسلمانوں نے یہ کلمہ نہیں سنا بلکہ شیطان نے صرف مشرکوں کے کانوں اور آنکھوں میں یہ بات ڈال دی اس روایت کو وہی لوگ مانیں جو شیطان کو ایسا قادر جانتے ہوں اور ایسی باتوں کو مانتے ہوں اس زمانہ میں تو ایک نادان بچہ بھی سوائے ہسنے کے ایسی روایتوں پر کچھ توجہ نہ کرے گا *

پھر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو یوں روایت فرمایا ہے کہ وہ لفظ جو آنحضرت کی زبان سے نکلے وہ الفرائق العالی تھے اور بڑے بڑے مفسرین نے اسکی یہ توجہ کی ہے کہ لا یبعد ان ہذا کان قرآناً والمواد بالفرائق العالی و ان شفاعتہن لتتجعی باللائقۃ کہ ان لفظوں کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد اُن سے ملائکہ ہیں درجۃ الشفاعۃ من الملائکۃ صحیح اور اُنکی شفاعت صحیح ہے پھر اس تاریخ کے یہ فرمایا ہے کہ اب یہ لفظ جو قرآن میں نہیں ہے اسکا سبب یہ ہے کہ کلمات منسوخ التلاوة میں داخل ہو گئے

میں اس مقام پر اس سے زیادہ بحث نہیں کرتا اس لیے کہ میرے نزدیک منسوخ التلاوة کوئی چیز نہیں ہے اور اس بحث کی میں نہایت تفصیل سے علحدہ لکھ رہا تھا —

مقلد بطلان اس کا ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی پڑائیاں اور اُن کی عبادت کرنے اور شفاعت پر امتقاد رکھنے کو کفر و شرک نہواتے رہے اور ابتداً بعثت سے آخر تک اس وعظ پر ثابت قدم رہے کفار مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف دی تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہے کہ آنحضرت کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو — مرہود یا نادان یا احمق ہی جو اس پر یقین کرے کبریت کلمۃ تخرج من انہامہم ان یتولون الاذنیہا *

پھر یہ کلمات ایسے بے ربط و بے قیما ہیں کہ اول کر آخر سے کچھ نسبت نہیں اور پیغمبر خدا کی نصاحت و بلاغت مسلم تھی تو کیونکر خیال میں آسکے کہ ایک ذوق بیچ میں ایسے کلام کے حضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھ بھی مقام اور موقع سے مناسبت نہ ہو *

مقلد اس کی موضوعیت ظاہر ہے در طرح سے اول نفس روایت میں اس درجہ اختلاف ہے کہ وہ اختلاف ہی اس کی موضوعیت پر شاہد ہے کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت نے ان شفاعتہا لتتجعی فرمایا کوئی کہتا ہے کہ لتتجعی ارشاد کیا کوئی کہتا ہے کہ اغراقاً العالی تلک الشفاعۃ

تتجعی فرمایا کوئی کہتا ہے کہ انہامہم الغرائیق العالی زبان مبارک سے نکلا پھر کوئی نادان کہتا ہے کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ پڑا دیئے کوئی کہتا ہے کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کھدی کہ انہوں نے جانا کہ حضرت فرماتے ہیں اور حضرت کو خبر نہ ہوئی جب تک کہ چرنیل امین آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی *

درجہ اس روایت کا سلسلہ منقطع ہے اور رواۃ مشتبہ اور جھوٹے ہیں کبھی ایک جھوٹا ساری دنیا کا ہی گو وہ مفسر ہو اور گو چند جہلانے اس کی تفسیر کو عمدہ تفاسیر سمجھا ہو مگر مصنفین نے اس کو کذاب اور ضعیف لکھا ہے جیسا کہ ابوبکر بزاز نے

کہا ہے کہ اما حدیث الکلابیہ نہما لا یجوز الزاویۃ منہ بقرۃ ضعفہ و کذبہ اور باقی روایتوں کے سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں روایت شعیبہ سے ہے وہ معنعن ہے کمزوری شعیبہ

من ابی بصیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس اور اُس کی تسبیح قاضی میاض نے لکھا ہے کہ وائم یسندہ من شعیبۃ الامیۃ بن خالد و غیرہ یسندہ عن سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی عیادیش یا وحوش سے پہلے کا ہے اور انہوں نے راوی کا نام نہیں بتایا مگر حقیقت میں یہ تمہم ہی عبداللہ بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہے کہ سلسلے روایت عبداللہ بن عباس کے اثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے اُن پر یہی سی تمہمیں کی ہیں اور اکثر تفسیروں کی غلط روایتوں کو اُن سے منسوب

اجلاس ہرور ہوا اور روئدادہ اجلاس منعقدہ آٹھویں فروری سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ جو دستخط سکرتوی مرتب اور کتاب روئداد میں مندرج تھی ملاحظہ فرمائی *
جو رائے کہ نسبت مقام مدرسۃ العلوم کے ممبران کمیٹی سے غالب فرمائی تھی اُس کے کافذات پیش ہوئے جنکی کیفیت حسب تفصیل ذیل ہی *

پچیس ممبروں نے اس سے پہلے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ مدرسۃ العلوم علیحدہ میں قائم کیا جاوے اُن کے علاوہ مفصلہ ذیل ممبروں نے بھی اُسی جگہ کو پسند کیا ہی *

- ۲۶ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *
- ۲۷ سید میر یادشاہ صاحب *
- ۲۸ حافظ محمد نظام الدین صاحب *
- ۲۹ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *
- ۳۰ مولوی فضل احمد خاں صاحب *
- ۳۱ حضرت مولوی امداد علی صاحب *
- ۳۲ ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *
- ۳۳ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب *
- ۳۴ حکیم محمد حکمت اللہ صاحب *
- ۳۵ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *
- ۳۶ سید محمد احمد خاں صاحب *
- ۳۷ شیخ محمد فیاض علی صاحب *
- ۳۸ میر سید ثواب علی صاحب *
- ۳۹ مولوی محمد غیاث رسول صاحب *
- ۴۰ شیخ خیر الدین احمد صاحب *
- ۴۱ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *
- ۴۲ منشی محمد اکرام صاحب *
- ۴۳ مولوی نجم الدین صاحب *
- ۴۴ شیخ محمد جاں صاحب *
- ۴۵ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۴۶ منشی محمد صدیق صاحب *

۴۷ قجاب مولوی محمد عثمان خاں بہادر نے اگرچہ کوئی صاف رائے نہیں دی مگر علیحدہ کے پسندیدہ ہونے کو تسلیم کیا ہی *

ممبران مصلہ نے اختلاف رائے کیا

- ۱ مولوی محمد حیدر حسین صاحب نے الہ آباد تجویز کیا *
- ۲ میر سید ظہور حسین صاحب نے مراد آباد تجویز کیا *

مفصلہ ذیل ممبروں پاسی سے جواب نہیں آیا

- ۱ محمد عبدالشکور خاں صاحب *
- ۲ مولوی عبدالاحد صاحب *
- ۳ منشی محمد الہی بخش صاحب *

جیسا کہ قاضی میاض پائیں تفصیلات فرماتے ہیں کہ و رفع نثارۃ تک الفتنین اللہین وجد الشیطان ہما سبیلہ اللایاس لما تنخ کثیر من القرآن و نصف نثارۃ وکان فی انزال اللہ تعالیٰ لذلک حکمۃ و فی نصف حکمۃ لیفتن بہ من یشاء و یمیدی من یشاء و ما یصل بہ الالفاظین جو شخص ذرا بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے رتبہ اور عزت اور مرتبہ اور منزلت سے واقف ہوگا وہ کیہی ایسی باتوں کو کہ مائیک نہ وہ کسی تاویلیں کوہکا مگر ہمارے بعض عالموں کو رادروں کی مصمت کے خیال نے اس بلا میں ڈالا کہ اُنہوں نے ہر اے حسن ظن ہو شخص کی روایت کو حتی الوسع تسلیم کیا اور تالیس کو معصوم جاننا اور جہاں تک ہوسکا اُنکی مصمت کو بچایا مگر انفسوس کہ اُنہوں نے پیغمبر خدا کی مصمت کا ذرا بھی لحاظ نہ فرمایا اور قرآن اور تیرہ کے معقوظ رہنے سے روایتوں کی مصمت کو مقدم سمجھا ورنہ ایسی بوج بیہودہ روایتیں جسے کوئی غیر مذہب کا دانشمند آدمی بھی نہ مانیکا ہماری کتابوں میں درج نہوتیں اور ہمارے یہاں کے حضرات علما ایسی باتوں کی تالیفات و تکیہ کرنے میں اپنی مو عزیز کا حصہ ضایع نہ کرتے *

رات—م

مہدی علی مفاہمہ

نمبر ۲۰۲

دوئداد

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسۃ العلوم للمسلمین

منعقدۃ دسویں فروری سنہ ۱۸۷۳ء

نمبر ۱۰

صدر انجمن

ثواب محمد حسن خاں بہادر *

ممبران موجودہ

- ۱ مولانا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *
- ۲ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *
- ۳ مولوی محمد عارف صاحب *
- ۴ منشی سید علی حسن صاحب *
- ۵ شیخ غلام علی صاحب *
- ۶ سید محمد حامد صاحب *
- ۷ سید محمد معتمد صاحب *

سکرتوی

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

صدر انجمن نے فرمایا کہ ہوگا ہاں میزوں میں سے سینتالیس میزوں نے علیحدہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہونے پر اتفاق رائے کیا تو اب اس بات کا تصفیہ قطعی ہو گیا کہ علیحدہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہوگا اور اس بات کی تصریح کی کہ سکھوں کو اجازت دی جاوے کہ علیحدہ میں خواہ اس کے قرب و جوار کے اضلاع میں مدرسۃ العلوم کے لیٹے جائداد خرید کریں *

ہرزا رحمہ اللہ بیک صاحب نے اس تصریح کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکریٹری نے کہا کہ دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی میں زر چندہ سے صرف گورنمنٹ پرائمری ٹرٹ یا رزرونگ ہاے دوامی چنکا ذکر ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ ع میں یہ یا بنگ آف پنکال کے حصہ یا اراضی معافی دوامی کے خریدنے کی اجازت ہی مگر سوائے پرائمری ٹرٹ کے جسکو ہم خود اس وجہ سے کہ اس سے منافع بہت قلیل حاصل ہوتا ہے خریدنا نہیں چاہتے اور کسی قسم کی جائداد اقسام جائداد مذکورہ بالا میں سے دستیاب نہیں ہوتی یا قدرے قلیل بہت گراں قیمت پر ملتی ہے *

تمام تصریح کار آمدیوں کی یہ رائے ہی کہ دیہات زمینداری مالگناری کے خریدنے میں بھی کچھ نقصان و ہرج متصور نہیں ہے پس میں تصریح کرتا ہوں کہ دفعہ مذکورہ توسیع ہو اور دیہات زمینداری مالگناری کے خریدنے کی بھی اجازت دی جاوے * مولوی اشرف حسین خان صاحب نے اس تصریح کی تائید کی اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ واسطے توسیع دفعہ مذکورہ کے جملہ میزوں کمیٹی سے حسب مشافہہ دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی کے رائے طلب کی جاوے *

سید محمد محمود صاحب نے کمیٹی سے مضامین ہو کر یہ کہا کہ جب میں ولایت میں تھا اور اس کمیٹی کے اس ارادہ کا حال سنا کہ یہ تصفیقات اسباب موانع ترقی تعلیم مسلمانان یہہ تھرا ہی کہ مدرسہ خاص مسلمانوں کے لیٹے بنایا جاوے جس میں تعلیم مسلمانوں کے حال کے مناسب ہو اور نیز اس بات کی اطلاع پانکر کہ کمیٹی نے مجھکو حقوق مہوری سے مشور کیا ہی میں اس بات پر توجہ کی کہ ولایت کے اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے انتظام اور طریقہ تعلیم کو دیکھوں اور ایک تدبیر جو نہ میری رائے میں ہماری قوم کے حالات کے مناسب ہو بصلاح و مشورہ ولایت کے نامی و قابل احتیاب کے اس مدرسۃ العلوم کے لیٹے طیار کر کے کمیٹی میں پیش کروں چنانچہ

وہ تصریح میں مرتب کی ہی اور کمیٹی کے سامنے اس امید سے پیش کرتا ہوں کہ اگر اور میز بھی اسکو پسند کریں تو اس تصریح کے موافق عمل کیا جاوے *

اس تصریح میں میں نے مدرسوں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ہی ایک صیفہ اسکول کا ہی جسکا نام مدرسہ رکھا ہی اور ایک صیفہ کالج کا ہی جسکا نام مدرسۃ العلوم رکھا ہی اور یہ دونوں صیفے ملحدہ ملحدہ قائم کیئے ہیں اور قیل قائم ہوئے مدرسۃ العلوم کے آڑی مدرسوں کا جو اس کے تحت میں ہوتے قائم ہوگا ممکن ہی ہے اگر میزوں کمیٹی اس تصریح کو پسند کریں تو میں یہہ بھی تصریح کرتا ہوں کہ یہہ جلد مدرسہ مقام میٹروہ میں قائم کیا جاوے اور جبکہ روپیہ کافی جمع ہو جاوے گا اسوقت مدرسۃ العلوم بھی قائم ہو جائیگا *

میری تصریح میں جو میں نے پیش کی ہی اس میں میں نے یہہ بھی خواہش کی ہی کہ اس کمیٹی کا نام بجائے کمیٹی مدرسۃ العلوم کے کمیٹی دارالعلوم رکھا جاوے اور میں تصریح کرتا ہوں کہ اس تھرزے سے تبدیل نام کے لیٹے ہی اور میزوں سے رائے طلب کی جاوے *

بعد اس کے سید محمد محمود صاحب نے اپنی تصریح پیش کی جو روٹنڈاں کے اخیر میں مندرج ہی اس کے سطح کے بعد میزوں موجودہ نے اس کو پسند کیا اور صدر انجمن نے اس بات کی تصریح کی کہ امور مذکورہ بالا کی تسکین میزوں سے رائے طلب ہو اور یہہ تصریح چاہیے ہو کر جملہ میزوں کے پاس اور نیز جن اخبار نویسوں کے پاس مناسب ہو ان کے پاس ہی بھیجی جائے اور جو کہ گورنمنٹ شمالی مغربی اضلاع اور نیز گورنمنٹ ہندوستان نے بذریعہ اپنی چٹھیاات کے اس مدرسہ کے لیٹے گزینٹ ان ایڈ مرحمت کرنے کا وعدہ کیا ہی اس لیٹے چند کانپیاں ان دونوں گورنمنٹوں میں بھیجی جائیں گی امید ہے کہ گورنمنٹ بھی یہہ تصریح پسند فرمائیگی اور اگر اس تدبیر کے موافق کالج یا اسکول قائم ہو تو اس گزینٹ ان ایڈ سے مدد دیگی *

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تصریح کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے شریک صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پراسس ہوئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آفیسر سکریٹری

بمقام علیحدہ — مصلح علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

۸۹۱۳۰۵

تقدیم اور قدر

حکمرام

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۱/۵/۵۶

۱۱/۵/۵۶

۱۱/۵/۵۶

۱۱/۵/۵۶

